موجودہ زمانے کے
خوارج
کی مکمل کہانی

www.KitaboSunnat.com

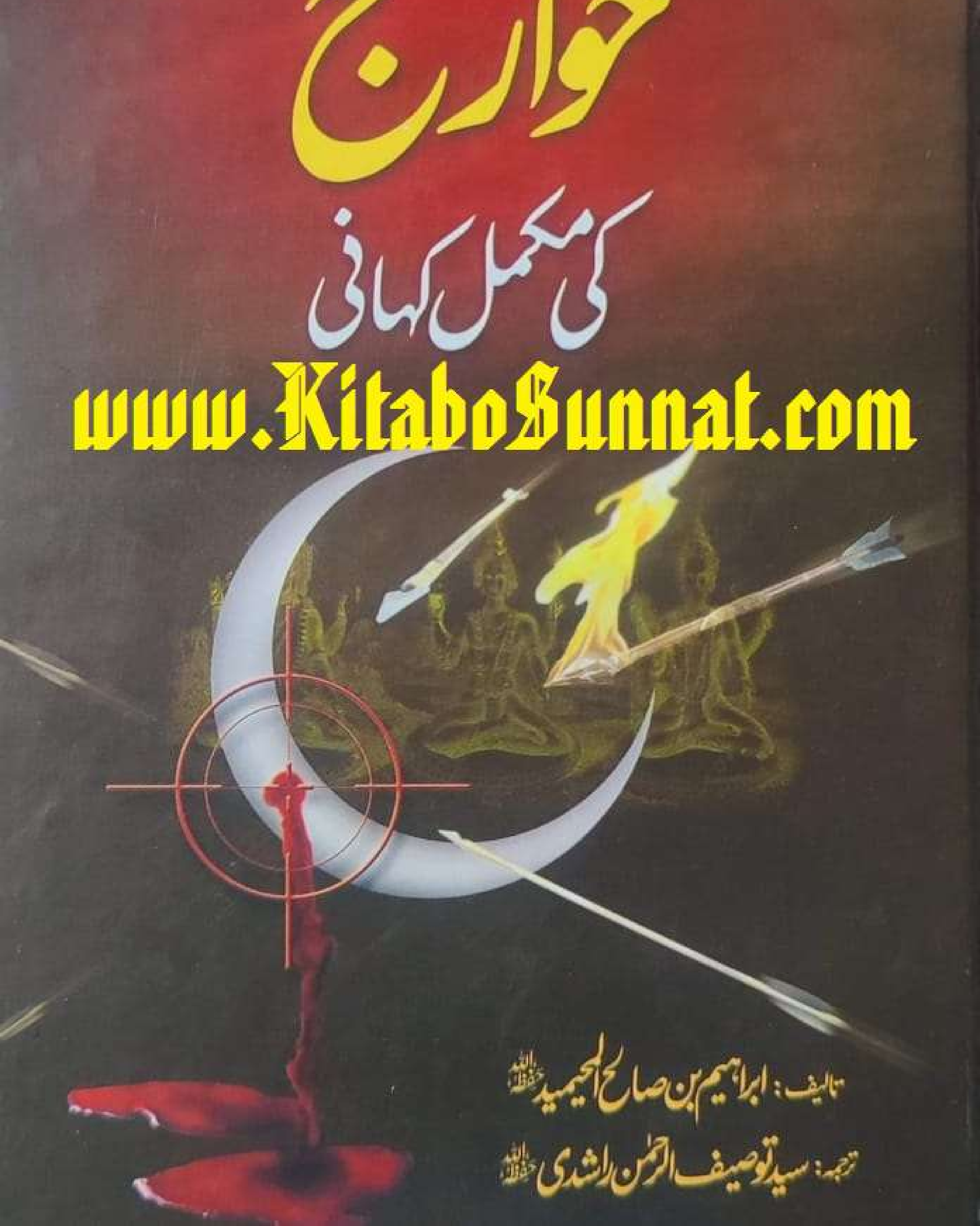

تالیف: ابراہیم بن صالح المحیمید حفظہ اللہ
ترجمہ: سید توصیف الرحمن راشدی حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاصر خوارج

کی

مکمل کہانی

تالیف: ابراہیم بن صالح المحمید حفظہ اللہ

ترجمہ: سید توصیف الرحمن راشدی حفظہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرضِ مترجم

خروج اور بغاوت کا فتنہ تاریخ اسلام میں رونما ہونے والے اولین فتنوں میں سے ہے، عالم اسلام میں اسی فتنے کی وجہ سے بہت سے ممالک اب بھی گولا بارود کی لپیٹ میں ہیں، اس فتنے کی سرکوبی کے لیے حکومتی اور انفرادی سطح پر داعیان حق نے حسب استطاعت جدوجہد کی ہے، اور اس کے ثمرات بھی لوگوں کے سامنے آنا شروع ہو گئے ہیں، تاہم اب بھی اس کے لیے بہت سا کام کرنے کی ضرورت ہے خصوصاً اردو زبان میں اس فتنے کے بارے میں مدلل اور مبرہن گفتگو عوام الناس کے لیے انتہائی ضروری ہے، جس میں معاصر خارجی تحریکوں کا ماضی کے خارجیوں سے تعلق انہی کی زبانی بتلایا گیا ہو، اس سلسلے میں زیر نظر کتاب "معاصر خوارج کی مکمل کہانی" فضیلۃ الشیخ ابراہیم بن صالح محیمید حفظہ اللہ کی کتاب "القصة الكاملة لخوارج عصرنا" کا اردو ترجمہ ہے، جو کہ ان کی جانب سے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں ایم ایس کی ڈگری کے لیے پیش کیے جانے والے علمی مقالہ کی صرف پانچ مباحث پر مشتمل ہے، اور اس مقالے کی مناقشہ کمیٹی میں امام وخطیب مسجد نبوی اور امسال حج کا خطبہ ارشاد فرمانے والے پروفیسر ڈاکٹر حسین بن عبد العزیز آل شیخ حفظہ اللہ شامل تھے، مکمل عربی مقالہ اس کتاب کے آخر میں موجود QR کوڈ یا لنک کے ذریعے ڈاؤنلوڈ کیا جا سکتا ہے۔

فاضل مؤلف نے معاصر خارجی تحریکوں کے آغاز سے گفتگو شروع کرتے ہوئے ان کا تفصیلی طور پر منہج ذکر کیا، پھر ان کے مراحل بیان کیے، ان تحریکوں کے اہم افراد کے بارے میں تفصیلی معلومات دیں، ان کی کتابوں، لٹریچر، تقاریر، انٹرویو، اور خارجیوں کی چیدہ چیدہ کاروائیوں کے بارے میں بھی تفصیلات ذکر کی ہیں، پھر معاصر اور قدیم خارجیوں کے مابین ۶۸ مماثلتیں ذکر کر کے اہل سنت کے ہاں خارجیت کا مفہوم بھی واضح کیا اور آخر میں ان خارجیوں سے متعلق آثار اور احادیث ذکر کیں، اس کے بعد ان احادیث اور آثار سے کشید ہونے والے نکات بھی نہایت عمدہ انداز میں ذکر کیے ہیں۔

اس کتاب کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں معاصر خارجیوں کی زبانی ان کی اصلیت عوام الناس کے سامنے لائی گئی ہے، اور اس کے حوالہ جات بھی پیش کیے گئے ہیں، اس بنا پر اردو بولنے اور سمجھنے والوں کے لیے اس کتاب کی اہمیت لاثانی ہے، اسی اہمیت کے پیش نظر اس کتاب کو اردو زبان میں پیش کیا جا رہا ہے، میں امید کرتا ہوں کہ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد قارئین خارجیوں کے متعلق کسی بھی قسم کے ابہام کا شکار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں رہیں گے اور حق بات کو سمجھنا ان کے لیے نہایت آسان ہو جائے گا، چاہے ان کا تعلق کسی بھی طبقے یا سطح سے ہو، یہ کتاب سب کے لیے یکساں مفید ثابت ہو گی۔

اس علمی مقالے کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے دوران ترجمہ جس جگہ پر وضاحت ضروری سمجھی وہاں پر حاشیہ میں اس کی تفصیل بتلا دی گئی ہے، اور متن میں اپنی طرف سے کچھ بھی شامل نہیں کیا گیا، ترجمہ کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ ترجمہ عام فہم اور سلیس ہونے کے ساتھ ساتھ ممکنہ حد تک عربی متن کے قریب تر بھی ہو۔

آخر میں اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اس کام کو میرے، میرے والدین اور جملہ معاونین کے لیے باعث اجر و ثواب بنائے، اور قارئین کو خوارج سے متعلق بصیرت سے بھی نوازے۔ آمین

کتبہ:

سید توصیف الرحمن راشدی

ریاض، سعودی عرب

محرم الحرام ۱۴۴۰ھ اکتوبر ۲۰۱۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کتاب میں معاصر خوارج کی دو ہزار سے زائد کتابوں اور رسائل کا احاطہ کیا گیا ہے۔

یہ تالیف ایم ایس کی ڈگری کے لیے پیش کیا جانے والا علمی مقالہ ہے جو کہ مقالہ نگار کی جانب سے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں پیش کیا گیا۔

نگران تحقیق:

ڈاکٹر محمد بن عبد الوہاب العقیل حفظہ اللہ

أستاذ مشارك بالجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة

مناقشہ کمیٹی:

پروفیسر ڈاکٹر حسین بن عبد العزیز آل شیخ حفظہ اللہ

إمام وخطيب المسجد النبوي، والأستاذ بالجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة

پروفیسر ڈاکٹر سعود بن عبد العزیز الخلف حفظہ اللہ

رئيس الجمعية العلمية السعودية لعلوم العقيدة والأديان والفرق والمذاهب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدمۂ مؤلف

یقیناً تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی تعریف بیان کرتے ہیں، اسی سے مدد کے طلب گار ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش بھی مانگتے ہیں، نفسانی وبُرے اعمال کے شر سے اُسی کی پناہ چاہتے ہیں، جسے اللہ تعالی ہدایت عنایت کر دے اسے کوئی بھی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جسے وہ گمراہ کر دے اس کا کوئی بھی رہنما نہیں بن سکتا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ بر حق نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

حمد وصلاۃ کے بعد:

دین حنیف کی مضبوطی دو امور سے ہی ممکن ہے:

- ماخذ دین صحیح ہوں
- ماخذ سے طرزِ استدلال صحیح ہو

چنانچہ اگر ان دونوں امور میں سے کوئی ایک یا دونوں میں خرابی واقع ہو جائے تو معاملات بگڑ جاتے ہیں اور اس کی وجہ سے بھیانک دنیاوی اور اخروی نتائج سامنے آتے ہیں کہ سنت کو بدعت اور بدعت کو سنت کہا جانے لگتا ہے، شرک کو توحید اور توحید کو شرک بنا دیا جاتا ہے، حق کو باطل اور باطل کو حق سمجھ لیا جاتا ہے۔

عصر حاضر کے دوران عالم اسلام میں سنگین فتنے رونما ہوئے ہیں، ان فتنوں نے اہل ایمان کے دلوں کو جھنجوڑ کر رکھ دیا ہے، یہ فتنے خارجیوں کی صورت میں عیاں ہوئے ہیں۔

اور امیر المومنین خلیفہ راشد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے لیکر آج تک امت کے لیے سب سے خطرناک فکر خارجی فکر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل علم یہ کہتے ہیں کہ کسی بھی علاقے یا زمانے میں اس خبیث فکر کا وجود ثابت ہو جائے تو اس کا علاج واجب ہے؛ سب سے پہلے سب مسلمانوں کو اس فکر سے محفوظ کرنے کے لیے اقدامات کریں، پھر اس فکر کے حاملین افراد کو اس کے برے نتائج سے آگاہ کریں۔

اگر وہ نہ مانیں تو پھر ان کے شر کو ختم کرنے کے لیے مسلح کاروائی کریں، اور یہ بات اہم ہے کہ اگر خارجی فکر پورے شد و مد کے ساتھ ہر وقت موجود نہ ہو تو کچھ نہ کچھ کسی نہ کسی صورت میں ضرور موجود ہوتی ہے۔

آج نوجوان طبقے میں اس فکر کے پھلنے اور پھولنے کے لیے طرزِ استدلال میں خرابی نے بنیادی کردار ادا کیا ہے، اس پر ان نوعمر اور کچی عقل کے لڑکوں نے دھماکہ خیز مواد استعمال کیا، خودکش جیکٹیں پہنیں اور شرک کے بعد آنے والے دو سنگین ترین جرائم کا ارتکاب کر بیٹھے:

۱- قتل (خودکشی)

۲- مسلمانوں کا قتل

طرزِ استدلال کی کجروی نے مسلم نوجوانوں کے ذہن میں یہ تصور قائم کر دیا کہ ان کا یہ عمل جنت میں جانے کا مختصر ترین راستہ ہے، اسی کی وجہ سے امت اسلامیہ کو اسلام اور غلبہ دین کے نام پر سنگین ترین سانحوں کا سامنا کرنا پڑا؛ بلکہ ایک تو خودکش دھماکا کرنے سے چند سیکنڈ پہلے یہ کہتا ہے کہ:

{وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَىٰ} پروردگار! میں نے تیری رضا کے لیے جلد بازی کی ہے [طٰہٰ: ۸۴]!![1]

---

(۱) یہ اصل میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی بات ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں کوہ طور پر شرف ہم کلامی کے لیے بلایا تو اپنے حواریوں کے پہنچنے سے پہلے اکیلے ہی جلدی سے مقررہ جگہ پر پہنچ گئے، تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا: موسیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک اور اٹھ کر کہتا ہے: "رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا"!![1]

تیسرا کہتا ہے کہ: "جنت، جنت"[2]

کل جب ان خارجیوں کے سینگ ابھی نکل رہے تھے تو کہا کرتے تھے: **"جزیرہ عرب سے مشرکوں کو نکال دو"**[3] لیکن جب حقائق سے پردہ اٹھا، ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور کا مصداق بنے تو مسلمانوں کا قتل عام شروع ہو گیا، ساتھ میں ذمی[4] افراد بھی قتل ہوئے، اور وہی کچھ ہوا جس کا خدشہ علامہ محمد بن صالح بن عثیمین نے سن ۱۴۱۵ ہجری کو علیا علاقے کے سانحے کے بعد خطبہ جمعہ میں ظاہر کیا تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا: "یہ خارجیوں کا موقف ہے، آج وہ ذمی لوگوں کا خون بہا رہے ہیں اور کل مسلمانوں کو بھی قتل کریں گے"[5]، پھر اس کے بعد سعودی عرب کے دارالحکومت

تم اپنی قوم سے پہلے کیوں آئے ہوں؟ تو موسی علیہ السلام نے یہ جواب دیا تھا۔ مترجم

(۱) یہ مقولہ اصل میں سیدنا حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کا ہے، صحیح مسلم (۳۵۲۲) میں واقعہ یوں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ لوگ آئے اور کہا کہ ہمارے علاقے میں دینی تعلیم کے لیے مدرسین کی ضرورت ہے، تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر ۷۰ انصاری قرّائے کرام ان کے ساتھ بھیج دیئے لیکن جب وہ اپنی منزل کے قریب پہنچنے لگے تو انہوں نے دھوکا دہی سے سب قرّائے کرام کو قتل کر دیا، انہی میں سیدنا حرام بن ملحان جو کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے ماموں بھی ہیں انہیں کسی نے پیچھے سے نیزہ مارا اور سیدنا حرام بن ملحان کی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے: "رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا"۔ مترجم

(۲) اس طرح کی باتیں نو عمر خود کش بمباروں کی جانب سے صوتی دستاویزات میں موجود ہیں یہ انہوں نے دھماکہ کرنے سے پہلے کی ہیں۔

(۳) صحیح بخاری: (۳۰۵۰)، صحیح مسلم: (۱۶۳۷)

(۴) یہاں ذمی سے مراد ایسے غیر مسلم ہیں جو آج کل اسلامی ممالک میں قانونی طور پر پاسپورٹ کے ساتھ داخل ہوں۔

(۵) سنیئن عربی کیسٹ بعنوان: "الحادث العجيب في البلد الحبيب"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں جنزل سیکورٹی کی عمارت، اسی طرح ایمر جنسی فورس کی عمارت پر حملہ ماضی قریب میں ہی ہوا تھا۔

پھر کچھ عرصہ گزرنے کے بعد انہی خارجیوں نے دنیا کی سب سے بڑی آئل ریفائنری جو کہ مملکت توحید سعودی عرب کے ابقیق شہر میں ہے اسے دھماکے سے اڑانے کی کوشش کی، لیکن اللہ تعالی نے ہمارے ملک کو اس ہولناک سانحے سے محفوظ فرمایا، اگر ان کی یہ کاروائی کامیاب ہو جاتی تو انسانیت کی تاریخ میں سب سے سنگین سانحہ ہوتا، لیکن اللہ تعالی نے بچالیا، اور اس کاروائی کے تمام کارکن اپنے آباواجداد کی طرح مارے گئے، اور اللہ تعالی نے خارجیوں کی اس کاروائی کو انہیں کے گلے میں ڈال دیا، اس کے بعد باقی ماندہ منصوبہ بندی کرنے والوں نے یہ اعتراف کیا کہ اس کاروائی کا مقصد یہ تھا کہ ملک میں افراتفری پیدا کر کے امریکہ کو مملکت حرمین میں گھسنے کا موقع فراہم کیا جائے، یا تو سعودی حکومت کی مدد کے نام پر یا پھر پٹرول کے کنوؤں پر قبضے کے نام پر!!

معاصر خارجیوں نے پہلے بھی سینکڑوں مسلمانوں اور ذمیوں کا خون بہایا، اس سب کے لیے ان کی کٹ حجتی یہ تھی کہ ہم مشرکوں کو جزیرہ عرب سے نکالنا چاہتے ہیں، لیکن پھر تیل کے کنوؤں کو آگ لگانے کی کاروائی سامنے آئی جو کہ ان کی کٹ حجتی سے بالکل مخالف ہے؟ یہ تضاد کیوں؟ اس کے بارے میں تو وہ کہتے ہیں کہ تاکہ مشرکین جزیرہ عرب میں گھس جائیں! جیسے کہ ہم آئندہ صفحات میں ان کی یہ باتیں حرف بہ حرف بیان کریں گے۔

جن معصوم جانوں کے بارے میں حبیب مصطفی ﷺ نے فرمایا تھا: (**ساری دنیا کی تباہی اللہ تعالی کے ہاں ایک مسلمان کے قتل سے ابتر ہے**) وہ تمام کی تمام جانیں معاصر خارجیوں کے ہاں کھلواڑ بن کر رہ گئیں؛ کبھی ان جانوں کو اس لیے قتل کرتے ہیں کہ مشرکوں کو جزیرہ عرب سے نکالنا ہے اور پھر یہی لوگ مسلمانوں کو اس لیے قتل کرتے ہیں کہ صلیبی کافروں کو جزیرہ عرب میں گھسنے کا نیا موقع مل جائے!!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم اس کتاب میں خارجیوں کے ذاتی اقوال نقل کریں گے کہ وہ غیر مسلم ممالک کو اکساتے تھے کہ وہ اسلامی ممالک پر قبضے کے لیے آئیں؛ کیونکہ خارجیوں کے میزائل اتنی قوت کے نہیں تھے کہ غیر مسلم ممالک تک مار کر سکیں، تو کافر ملکوں نے خارجیوں کی اس خواہش کو پورا کرتے ہوئے اسلامی ملک افغانستان پر خوب گولہ بارود برسایا، پھر جب کافروں کی فوجیں خارجیوں کے میزائلوں کی پہنچ تک آگئیں تو صلیبی کافروں کو میزائل بردار خارجی نظر ہی نہیں آئے بلکہ وہاں تو نہتے افغانی عوام تھے، جسے خارجی فکر کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔

افغانستان میں جتنے بھی قتل ہوئے ہیں سب کا خون خارجیوں کی گردن پر ہے، ہم خارجیوں کے سرغنوں اور مناظرین کے بیانات ذکر کریں گے کہ دشمنوں کو اسلامی ممالک پر قبضے کی دعوت دینا ان کا منہج ہے، یہ کوئی ان کی غلطی اور آئی گئی بات نہیں ہے۔

جس شخص کے پاس ایک ذرہ برابر بھی علم یا انصاف ہے وہ اس کڑوی حقیقت کو تسلیم کرنے میں معمولی سا بھی تامل نہیں کرے گا؛ کیونکہ یہی تو وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں علامات بتلائی گئی ہیں کہ وہ نو عمر اور بے عقل ہوں گے۔ انہی کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔

پھر اس کے بعد خارجی فکر کے حاملین کی جانب سے رسائل اور فتاوی منظر عام پر آنا شروع ہو گئے، جن میں معاصر خارجیوں کے متعلق نرم گوشہ رکھنے والے کے شبہات کا جواب تھا، چنانچہ اس کے لیے ایک کتابچہ منظر عام پر آیا: "الباحث في حكم قتل رجال المباحث" یہ ایک سعودی شہری کی کوشش تھی، حالانکہ اس نے عقیدہ توحید پڑھا، اس ملک کے علمائے کرام سے صاف ستھرا منہج حاصل کیا، لیکن پھر بھی صراط مستقیم سے ہٹ کر سلفی منہج سے دور ہو گیا۔

پھر اس کے بعد تسلسل کے ساتھ خارجیوں کے فتوے منظر عام پر آنا شروع ہوئے، ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتووں میں اسلامی ممالک کو کفریہ ممالک کہا گیا، بلکہ بڑی ڈھٹائی کے ساتھ یہاں سے ہجرت کرنے کو واجب قرار دیا گیا!!

بلکہ ایسے فتوے بھی سامنے آئے جن میں مسلمان خواتین اور بچوں کو قتل کرنے کی اجازت دی گئی، بالکل اسی طرح جیسے ماضی کے خارجی کرتے آئے ہیں، چنانچہ کافروں کے ملک میں رہائش پذیر ایک خارجی کا فتوی سامنے آیا جس کا عنوان تھا: "فتوى خطيرة الشان في جواز قتل النساء والذراري والولدان" اسے مؤلف نے الجزائر کے ہم خیال لوگوں کے لیے لکھا تھا کہ اگر پولیس افسران کے بچے، خواتین اور ان کے اہل خانہ مجاہدین [!!] کی کاروائیوں میں رکاوٹ بنتے ہیں تو انہیں قتل کرنا جائز ہے!

اب تک مسلمانوں کا خون مملکت توحید، یمن، مصر، انڈونیشیا اور پاکستان وغیرہ میں بہایا جا رہا ہے، بلکہ خارجیوں کی جانب سے مساجد میں بھی قتل وغارت کا بازار گرم کیا جا چکا ہے، جیسے کہ کچھ سال قبل سوڈان کے شہر خرطوم کی مسجد ثورہ کا سانحہ ہوا جو کہ اب بھی ذہنوں میں موجود ہے، اس مسجد میں کاروائی کرنے کے لیے خارجیوں نے چار نو عمر لڑکوں کو جمعہ کے دن بھیجا اور وہ دسیوں مسلمانوں کی جانوں سے کھیل گئے، ان نو عمر لڑکوں کو تکفیری اور خارجی معسکروں میں تربیت دی گئی تھی۔

اتنی واضح باتیں آنے کے وجود بھی کچھ لوگ ہیں جو ان کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے ہیں بلکہ انہیں امت کے محافظ اور عقیدے کے پاسبان قرار دیتے ہیں!!

اس کتاب میں میں نے خارجیوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ اگر انہیں کسی علاقے کا کنٹرول حاصل ہو جائے تو وہ کس طرح انسانوں کو ذبح کرتے ہیں اور یہ بالکل وہی طریقہ ہے جو آج کل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

داعش[1] نامی جماعت شام اور عراق میں کر رہی ہے۔

ابو قتادہ[2] کہتا ہے: "ہم "شوكة النكاية"[3] مخالفین کو شکست دینے کے مرحلے میں سیکھتے ہیں کہ ہم خون سے کس طرح نہیں ڈرتے، ہمیں ذبح کرنے کا کتنا تجربہ ہے، اور کس طرح ہم مضبوط قلعوں کو بھی ڈھا سکتے ہیں۔

ہمیں اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ مخالفین کی رائے بھی لیں کہ کون فیصلہ کرے اور کیا فیصلہ کرے؟ ان کے چاہتے یا نہ چاہتے ہر حال میں ہمارا امیر ہی ان کا فیصلہ کرے گا، ہم اسلام کا فیصلہ ان پر لاگو کریں گے، جو بھی ہمارے سامنے سر اٹھانے کی کوشش کرے گا اسے کاٹ دیں گے؛ کیونکہ جب ہم انہیں پچھاڑ کر اختیارات سنبھالنے کے مرحلے تک پہنچیں گے تو اللہ کے فضل سے ہم اپنا راستہ تمام قسم کی گندگیوں اور آلائشوں سے پاک کر چکے ہوں گے۔ محض گندگی اور آلائش ہی نہیں بلکہ سرغنوں کو بھی۔ اسی "شوكة النكاية" کے مرحلے میں ہم ایسی گردنوں کو اڑائیں گے جن کو کاٹنے کا وقت آ چکا ہو گا، اس لیے ہم کسی صورت میں بات چیت اور مذاکرات نامی فضول حرکتوں کے لیے تیار نہیں ہیں؛ کیونکہ ان میں سے ہوس پرستی

---

(۱) یہ اصل میں دولت اسلامیہ عراق وشام کا مخفف ہے۔

(۲) داعش کا سرکردہ رکن

(۳) یہ ایک اصطلاح ہے جس کا ذکر خارجیوں کی جانب سے جاری کی گئی کتاب "إدارة التوحش" میں ملتا ہے، یہ کتاب خارجیوں کے ہاں دستور کا درجہ رکھتی ہے اس کے ۱۱۳ صفحات، ۶ مباحث اور ۱۰ ابواب ہیں، اس میں خارجیوں کی نظریاتی سوچ کو بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح سے خارجیوں نے کام کرنا ہے، اپنی نظریاتی فکر کے انہوں نے بنیادی طور پر تین مرحلے بنائے ہیں:

۱- "شوكة النكاية والانهاك" یعنی قتل وغارت کے ذریعے مخالفین کو شکست دینے کا مرحلہ

۲- "إدارة التوحش" یعنی درندگی اور وحشیت کا مرحلہ

۳- "التمكين وقيام الدولة" یعنی اختیارات سنبھالنے اور حکومت قائم کرنے کا مرحلہ۔ [مترجم]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور شرک کی بو آتی ہے، ہم کبھی بھی اپنے مخالفین سے گفتگو کے لیے تیار نہیں ہے کہ جس میں ہمارا مخالفت ہمیں مسکرا کر دکھائے!!"[1]

اسی طرح ابو بکر ناجی[2] کہتا ہے کہ: "اس وقت کے ہمارے حالات بالکل ایسے ہی ہیں جیسے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد تھے کہ جب بہت سے لوگ مرتد ہو گئے تھے، یا پھر ہمارے حالات جہاد کی فرضیت کے ابتدائی ایام میں اہل ایمان جیسے ہیں، اس لیے ہمیں بہت زیادہ قتل وغارت کی ضرورت ہے، ہمیں ایسے کام کرنے کی ضرورت ہے جیسے بنو قریظہ اور دیگر کے ساتھ کیے گئے تھے، لیکن جب ہمیں اللہ تعالی نے سلطنت عطا کر دی اور ہم اختیارات سنبھال کر عدل قائم کرنے کے قریب ہو جائیں گے تو اس وقت اہل ایمان سے زیادہ کوئی بھی نرم دل نہیں ہو گا؛ اس وقت اہل ایمان لوگوں کو کہیں گے: "جاؤ تم آزاد ہو"[!!]"[3]

ایسے ہی ابو بکر ناجی اپنے رسالے "النفس الزكية وتفجير الرياض" میں لکھتا ہے کہ: "اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے کہ نفس زکیہ اور اسی جیسے دیگر اصلاح کار اپنے وقت میں اتنے ہی راہ ہدایت پر پختہ تھے جس قدر انہوں نے حسب استطاعت لوگوں کو قتل کیا؛ مزید بر آں وہ تو مسلمانوں سے لڑ رہے تھے اور مسلمان جس وقت باغی ہو جائے تو اس وقت مسلمانوں سے لڑنے کے احکام کافروں اور مرتد لوگوں کو قتل کرنے سے مختلف ہوتے ہیں، لیکن ہمیں تو- الحمد للہ- صلیبیوں، ان کے مرتد معاونین اور ان کی فوج کا سامنا ہے؛ لہذا ان کا خون بہانے سے ہمیں کوئی نہیں روک سکتا، ہم تو اسے اس وقت تک سب سے بڑا واجب سمجھتے

---

(۱) کتاب "مقالات بین منهجين" مقالہ نمبر:٦٦

(۲) خارجیوں کی دستوری کتاب "إدارة التوحش" کا نامعلوم مؤلف، اکثر کی رائے ہے کہ ابو بکر ناجی مستعار ہے، حقیقی نہیں ہے۔[مترجم]

(۳) کتاب "إدارة التوحش" صفحہ ٧٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں جب تک وہ نمازیں قائم نہیں کرتے، زکاۃ نہیں دیتے اور ہر طرح کی بندگی اللہ کے لیے نہیں ہو جاتی۔۔۔"[1]

(۱)"النفس الزکیۃ وتفجیر الریاض"صفحہ ۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس موضوع کو اختیار کرنے کے اسباب

۱- عقیدہ توحید کا تحفظ؛ کیونکہ اس وقت خارجی نظریات کے پھیلنے کی وجہ سے بہت سے لوگوں کے ذہنوں میں انبیائے کرام اور رسولوں کے لائے ہوئے عقیدہ توحید کے فہم میں انحراف پیدا ہو گیا ہے، اور یہ بات دینی طور پر مسلمہ ہے کہ اللہ تعالی نے بندوں کو پیدا ہی اپنی عبادت کے لیے کیا ہے، جیسے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: {وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ} اور میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا ہی اپنی عبادت کے لیے کیا ہے۔[الذاریات:۵۶][۱]

۲- مسلم معاشرے میں اس وقت ایسی تحریروں، کتابوں، کیسٹیں اور فتاوی کا بہت بڑا سیلاب آیا ہوا ہے جو کہ بالواسطہ یا بلا واسطہ، ارادی طور پر یا غیر ارادی طور پر خارجی نظریات کی دعوت دیتے ہیں، اور یہ موضوع ہر طرف سے مسلمان نوجوانوں پر امنڈ آنے والے اس سیلاب کی روک تھام میں معاون ثابت ہو گا۔

۳- معاصر خارجیوں نے اپنی خود ساختہ سوچ اور فکر کو حق بات میں چھپایا ہوا ہے، جس کی وجہ سے ان کے موقف کا جواب دینا لازمی ہو جاتا ہے تاکہ ان کی غلطی عیاں ہو؛ اس لیے کہ خارجیوں کی خود ساختہ فکر سب سے خطرناک ترین فکر ہے۔ علامہ ڈاکٹر بکر بن عبد اللہ ابو زید رحمہ اللہ کہتے ہیں: "معاملہ اس وقت بہت زیادہ سنگین نوعیت اختیار کر جاتا ہے جب منحرف شخص اپنی گمراہی کو حق میں چھپا کر بیان کرے، لیکن جب پانی کناروں سے باہر آنے لگے تو اللہ تعالی حاملین شریعت لوگوں میں سے جسے چاہتا ہے توفیق دیتا ہے اور وہ اس شخص کی گمراہی پر نور شریعت سے روشنی ڈالتے اور اس کی حقیقت سب کے سامنے عیاں کرتے ہیں،

---

(۱) جبکہ ایک خارجی فکر کے مناظر کا کہنا ہے کہ: اس دین کا حقیقی مقصد ہی یہ ہے کہ حکومت راشدہ کا قیام عمل میں آئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس لیے شرعی ماہرین لوگوں کے لیے دینی اور جسمانی ہر اعتبار سے عافیت کا ذریعہ ہیں "[1]

۴- خارجی نظریات کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا ایک طریقہ کار یہ ہے کہ: اس کا فکری اور نظریاتی علاج کیا جائے، ان کے شبہات کو زائل کریں، حق بتلائیں، تو یہ کتاب بھی اسی کام کے لیے ہے۔

کیونکہ ترجمان القرآن سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے چچا زاد بھائی خلیفہ راشد سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی کہ وہ خارجیوں سے لڑائی سے قبل ان سے بات چیت کرنا چاہتے ہیں، تو پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بات چیت سے بہت فائدہ ہوا اور کئی ہزار خارجیوں نے حق قبول کیا۔[2]

۵- یہ کتاب خیر خواہی کے لیے ہے؛ کیونکہ اللہ تعالی نے اہل علم پر دوسروں کی خیر خواہی فرض قرار دی ہے، چنانچہ مسلمانوں کی خیر خواہی میں یہ بھی شامل ہے کہ گمراہی کے راستوں اور شیطانی وسوسوں سے انہیں خبر دار کیا جائے تاکہ ہزاروں نوجوانوں کو خودکش حملوں میں ضائع ہونے سے بچائیں اور دیگر لوگوں کی زندگیوں کو بھی تحفظ ملے، اسی طرح اس فکر کے حامل نوجوانوں کو جوانی کے دن جیلوں میں گزارنے پڑتے ہیں تو انہیں بھی اس سے خلاصی ملے گی جبکہ کچھ بیرون ملک زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتے ہیں انہیں بھی وطن واپس لوٹنے میں مدد ملے گی۔

٦- یہ ثابت ہو کہ خارجی خبیث موقف سے اہل سنت و الجماعت بری الذمہ ہیں؛ اور اہل سنت و الجماعت پر خارجی موقف تھوپ دیا گیا ہے جو کہ سراسر جھوٹ اور

---

(۱) "الرد علی المخالف" از بکر ابو زید، صفحہ: ۷

(۲) دیکھیں: " البدایة والنهایة" از ابن کثیر (۷/۲۸۱) طبع مکتبۃ المعارف-بیروت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہتان بازی ہے، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ معاصر خارجی کچھ بنیادی نظریات میں اہل سنت والجماعت سے مماثلت رکھتے ہیں۔

۷- اللہ تعالی نے دو سال قبل مجھے توفیق دی تھی کہ میں نے ایک چھوٹا سا رسالہ طبع کروایا تھا جس کا عنوان تھا: "رؤية شرعية للأحداث التفجيرية" جس پر نظر ثانی علامہ الشیخ صالح الفوزان نے کی تھی، تو اس کی وجہ سے مجھے یہ موضوع لکھنے میں قدرے آسانی ہو گی۔

۸- ملکی قیادت کی اطاعت ہو؛ کیونکہ اللہ تعالی نے ان کی اطاعت کا حکم قرآن مجید میں صریح لفظوں کے ساتھ دیا ہے، پھر اس بارے میں احادیث بھی معنوی اعتبار سے تواتر کی حد تک پہنچ چکی ہیں۔ ہماری ملکی قیادت ماہرین تعلیم اور پورے معاشرے کو اس بات کی طرف بلا رہی ہے کہ ہم سب مل کر اس فکری گمراہی کا ڈٹ کا مقابلہ کریں۔

آخری بات یہ ہے کہ زیر نظر مقالہ کے کل ۴۵ مباحث ہیں، ان میں سے صرف ۵ مباحث الگ سے طبع ہو کر آپ کے ہاتھ میں ہیں، یہ پانچ مباحث معاصر خارجیوں سے تعلق رکھتے ہیں، میں نے ان پانچ مباحث کو ان کی اہمیت کے پیش نظر اختیار کیا ہے، میں اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ اسے قارئین اور مؤلف کے لیے سود مند بنائے۔

والحمد للہ رب العالمین

ابراہیم بن صالح المحیمید
Njde8@hotmail.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہم ترین تنبیہ

جس شخصیت کا نام میں نے اپنی اس کتاب میں لیا ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ میں اسے خارجی فکر کا الزام دے رہا ہوں، البتہ ایسا ممکن ہے کہ جانتے ہوئے یا لاعلمی میں، دانستہ یا غیر دانستہ طور پر انہوں نے خارجی فکر کی آبیاری کی ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب کا اجمالی خاکہ

پہلا مبحث: عصر حاضر میں خارجی فکر کی ابتدا سے انتہا تک نشو و نما

اس میں ایک مقدمہ اور تین مباحث ہیں:

مقدمہ: خوارج کا منہج اجمالاً

پہلی فصل: خوارج کا منہج تفصیلاً

اس کے تحت مقدمہ اور چھ ابواب ہیں:

مقدمہ:

پہلا باب: اسلام کا منحرف سیاسی بیانیہ (پہلا مرحلہ)

دوسرا باب: اس مرحلے میں سید قطب کا کردار

تیسرا باب: معاصر خوارج کے سید قطب کے نظریات سے متاثر ہونے کے اسباب

چوتھا باب: سید قطب کی جانب ان افکار کی نسبت کے منکر سے بات چیت

پانچواں باب: اس مرحلے میں بننے والے خارجی نظریات

چھٹا باب: معاصر خارجی فکر کے ابتدائی عملی مظاہر

دوسری فصل: دوسرا مرحلہ

پہلا باب: دوسرے مرحلے کی ابتدا

دوسرا باب: خارجی فکر کی اہم کتب

تیسرا باب: دوسرے مرحلے کی امتیازی صفات

چوتھا باب: دوسرے مرحلے کی کاروائیاں

تیسری فصل: تیسرا مرحلہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ:

پہلا باب: اس مرحلے کے بنیادی ارکان

دوسرا باب: اس مرحلے کی امتیازی صفات

تیسرا باب: اس مرحلے میں افغانی جہاد کا کردار

چوتھا باب: خارجی منہج کی ترویج میں کچھ واعظین کا کردار

پانچواں باب: اس مرحلے میں خارجی فکر کے اہم رہنما

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلے مبحث کا مقدمہ

عصر حاضر میں خارجی فکر کی نشو و نما (ابتدا سے انتہا تک)

شرک کے پھیلنے کے بعد امت کو لگنے والی سب سے بڑی بیماری یہ ہے کہ شرعی قواعد و ضوابط سامنے رکھے بغیر اسلام کی سیاسی تشریح کی جائے، یہی سیاسی تشریح ہی بہت بڑا خلل ثابت ہوئی، اس کی وجہ سے پوری امت کو انتہائی سخت حالات کا سامنا کرنا پڑا، یہی خلل اسلامی معاشروں میں خارجی فکر کے پروان چڑھنے کا بنیادی سبب بنا۔

عصر حاضر میں اس خلل کی ابتدا چھ دہائیوں قبل ہوئی اور امت آج تک اس خارجی منہج کی وجہ سے اپنے سپوتوں، خواتین اور املاک کے خون میں رنگی جا رہی ہے۔

اسلام کی سیاسی تشریح میں خلل کا آغاز رسولوں کی دعوت اور عقیدہ توحید کی ماہیت کی تشریح میں غلطی کھانے سے شروع ہوا، حالانکہ انبیائے کرام کے لائے ہوئے عقیدہ توحید کے لیے ہی جان نچھاور کی جاسکتی ہے، اور اسی کے لیے جد وجہد ہو سکتی ہے۔

پھر بالکل اس کے متوازی؛ شرک کی ماہیت بیان کرنے میں بھی غلطی لگی، اور یہ غلطی طبعی نتیجہ تھا؛ کیونکہ جب انبیائے کرام کے لائے ہوئے عقیدہ توحید کی تشریح میں غلطی لگی تو اس کے نتیجے میں شرک کی تشریح میں بھی غلطی لگنا لازمی امر تھا۔

اسلام کی سیاسی تشریح میں خلل کا خلاصہ یہ ہے کہ: ان کے مطابق انبیائے کرام اور رسولوں کو امامت اور خلافت راشدہ کا نظام قائم کرنے کے لیے مبعوث کیا گیا، اور سابقہ امتوں کا شرک بھی اللہ تعالی کی حاکمیت کا انکار کرنے کی صورت میں تھا!! پھر اس خرابی میں اتنا آگے بڑھ گئے اور کہا جانے لگا کہ: فرعون اور نمرود نے اللہ تعالی کی ربوبیت کا انکار نہیں کیا تھا؛ بلکہ یہ دونوں اللہ تعالی کی حاکمیت کے منکر تھے!! اب یہ بات تو کوئی عامی آدمی بھی ماننے کے لیے تیار نہیں ہو گا، چہ جائیکہ کوئی صاحب علم اس کو تسلیم کرلے! ان شاء اللہ، اللہ تعالی کی توفیق سے اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح کار دخوارج کے تفصیلی منہج کے ذکر میں پوری وضاحت کے ساتھ آئے گا۔

چنانچہ اس منحرف تشریح کے بل بوتے پر اسلامی معاشروں کو جاہلی معاشرے قرار دے دیا گیا، بلکہ معاملہ اس حد تک بگڑ گیا کہ انہوں نے تمام کے تمام مسلم حکمرانوں کو بغیر کسی استثنا کے فرعون اور نمرود کے برابر کھڑا کر دیا، پھر ان کی رعایا کو فرعون اور نمرود کی رعایا کے برابر قرار دیا!!

ابھی ہم مسلم حکمرانوں کا دفاع نہیں کرنا چاہتے؛ کیونکہ چند ایک ایسے حکمران بھی ہیں جن کی جانب سے صریح ایسے اعمال سرزد ہوئے ہیں جو کہ انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتے ہیں۔ لیکن انتہائی گھٹیا حرکت ہے کہ ظاہری طور پر اپنے آپ کو مسلمان کہنے والے شخص کو کہ جس پر ظاہراً اسلامی شعائر بھی نظر آرہے ہوں اسے اور ایک ایسے شخص کو یکساں نگاہ سے دیکھا جائے کہ جو ربوبیت کا دعوے دار ہے! بلکہ وجود باری تعالیٰ کا ہی منکر ہے!!

مسلم معاشروں کو معاشرۂ جاہلیت قرار دینا، مسلم حکمرانوں کو کفر تہمت لگانا، مسلم ممالک کو جنگ اور کفر کا علاقہ قرار دینا، یہ ایسی مثالیں ہیں جن کی تاریخ اسلام میں کوئی نظیر نہیں ملتی، سوائے ایک گروہ کے کہ ان کے بارے میں نبی ﷺ نے بتلا دیا تھا کہ وہ جہنم کے کتے ہیں۔

جس وقت مسلم حکمرانوں پر کفر کا فتویٰ لگا دیا گیا، اور ان کے ممالک کو جنگ اور کفر کا علاقہ قرار دے دیا گیا تو اس سے کئی بنیادی نظریات کشید ہوئے، جن میں سے کچھ یہ ہیں: ان حکمرانوں کے حاشیہ نشین بھی کافر، واضح رہے کہ معاصر خارجیوں کے ہاں حاشیہ نشین سے مراد صرف وزیر مشیر ہی نہیں بلکہ ہر وہ شخص حکمران کے حاشیہ نشینوں میں شامل ہوتا ہے جو حکمرانوں کا دفاع کرے، جو ان حکمرانوں کو کافر نہ سمجھے وہ بھی ان خارجیوں کے نزدیک کافر ہے، حتی کہ کچھ خارجیوں نے تو یہاں تک کہہ دیا: "معاملہ صرف اتنا نہیں ہے کہ جو شخص فوج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی وردی پہنے یا سیکورٹی فورسز کی وردی زیب تن کرے، یا قانون نافذ کرنے والے اداروں سے منسلک ہو، بلکہ اس میں ہر وہ شخص شامل ہے جو حکمرانوں کا معاون ہو"[1] حکمرانوں کے حاشیہ نشینوں میں امام مسجد بھی شامل ہے جو حکمرانوں کے لیے دعا کرتا ہے!!

پھر ان نظریات کی بنا پر اسلامی ممالک سے ہجرت کرنے کے آوازیں بھی بلند ہونے لگیں، یہاں تک کہ ایک سعودی شہری نے ایک کتابچہ بھی لکھ مارا؛ حالانکہ اس نے بچپن سے ہی عقیدہ توحید سیکھ رکھا تھا لیکن بعد میں اسے انسانی یا جناتی شیطانوں نے گمراہ کر دیا، اس نے اپنے اس کتابچے کا نام رکھا: "الإعلام بوجوب الهجرة من دار الكفر إلى دار الإسلام "[2] یہی وہ انحرافات ہیں جن سے بدبودار متعفن خارجی فکر چھلکتی ہے جو کہ صریح شرعی دلائل سے متصادم بھی ہے کیونکہ واضح نصوص میں ہے کہ مکہ اور مدینہ ہمیشہ دار الاسلام ہی رہیں گے۔

بلکہ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں شہروں سے ہجرت نہ کرنے کی تلقین فرمائی چنانچہ مکہ کے بارے میں آپ ﷺ کا فرمان ہے: (**فتح مکہ کے بعد مکہ سے ہجرت نہیں ہے**)[3] اور مدینہ کے بارے میں فرمایا: (**اور مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر وہ جانتے ہوتے**)[4]

توحید اور شرک کی حقیقت میں پیدا ہونے والے انحراف سے خارجی منہج پیدا ہوا جس

---

(۱) "رسالة مناصحة وتذكير" از مقدسی صفحہ: ۳-۴

(۲) اس رسالے کے مؤلف کا نام ہے: عبد العزیز جربوع۔

(۳) بخاری: (۲۹۱۲) مسلم: (۱۳۵۳)، نیز بخاری ہی میں ایک اور جگہ حدیث نمبر: (۳۰۷۷) اور مسلم: (۱۳۵۳) میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا: (**فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے، لیکن جہاد اور نیت باقی رہے گی، جب تم سے جہاد کے لیے نکلنے کا کہا جائے تو نکل پڑو**)

(۴) مسلم: (۱۳۶۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی بنیاد دو چیزوں پر ہے:

۱- مسلم حکمران ہوں یا رعایا سب کو کافر قرار دیں۔

۲- مسلمانوں کا قتل عام کریں۔

تکفیر اور قتل و غارت میں چولی دامن کا ساتھ ہے، یہ کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے، اس پر شرعی دلائل بھی ہیں اور زمین حقائق بھی۔

شرعی دلائل میں سے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: **(میرے بعد تم کافر مت ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو)**[1]، یہ تو سنت سے دلیل جب کہ زمینی حقائق میں یہ ہے کہ معاصر خارجی تنظیمیں اور ان کے اسلاف سب کے سب مسلمانوں کے خلاف اسی وقت اسلحہ تانتے تھے جب انہیں یہ پورا یقین ہو جاتا کہ مسلم معاشرے کافر ہیں اور ان کا کفر یہود و نصاری سے بھی شدید نوعیت کا ہے، یہ بات کئی ایک خارجیوں نے کہی ہے، اور ہم آئندہ صفحات میں اسے نقل کریں گے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "اس کی وجہ یہ ہے کہ خارجی جب اپنے مخالفین کو کافر قرار دے دیں تو انہیں قتل کرنا جائز سمجھتے ہیں"[2]

پھر چونکہ اہل سنت علمائے کرام - جن کے علم و فضل کا سب اقرار کرتے ہیں، جن کی شہرت کا چرچا پوری دنیا میں ہے - علم و فضل کے حامل اہل دانش کسی بھی منحرف فکر سے بچاؤ کا یقینی ذریعہ بنتے ہیں اور خارجی سوچ کے پھیلاؤ کے لیے رکاوٹ بھی بنتے ہیں تو خارجیوں نے امت اسلامیہ کے ان تمام اہل علم کی شان کو ٹھیس پہچانے کی کوشش کی؛ تو انہیں طعنہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ: "انہیں زمینی حقائق کا علم نہیں"!! کبھی کہتے ہیں کہ: "یہ درباری ملا ہیں" بلکہ

---

(۱) بخاری: (۱۲۱) مسلم: (۲۸)

(۲) فتح الباری: (۳۰۱/۱۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خارجی فکر میں یہ لوگ اتنے بڑھ گئے امت اسلامیہ کے معزز ترین اہل علم شیخ عبد العزیز بن باز اور شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہما کو بھی نعوذ باللہ انہوں نے کافر کہہ دیا، اس کی تفصیل آگے ذکر کریں گے۔

معاصر خارجیوں نے یہ بھی اصول اپنایا کہ: مرتد حکومتوں کے خلاف قتال یہودیوں اور عیسائیوں کے خلاف قتال سے زیادہ ضروری ہے؛ ان کے اس اصول سے رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی تصدیق ہوگئی: "**[خارجی] اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے**"(۱)

کوئی یہ مت سمجھے کہ مسلمانوں سے جہاد کو یہود و نصاری کے خلاف جہاد کو مقدم سمجھنا سعودی خوارج کے خواب و خیال میں بھی نہیں؛ کیونکہ یہ نظریہ تمام خارجیوں کے ہاں مسلمہ ہے چاہے اس کا تعلق اندرون سعودی عرب سے ہو یا بیرون سعودی عرب سے۔

عبد اللہ رشود کو ایک بار کہا گیا: "تمہارے بارے میں یہ مشہور ہے کہ تم عراق میں مجاہدین کے ساتھ کافی دیر تک قتال کرتے رہے ہو، تو کیا یہ صحیح ہے؟ نیز آپ مجاہدین کے جزیرہ عرب سے عراق جانے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟"(۲)

تو اس کا جواب دیتے ہوئے رشود نے کہا: "یہ افواہ ہے، اس کا سچائی سے کوئی تعلق نہیں ہے، تاہم یہاں ایک اور حقیقت ہے مجھے اس پر توجہ نہ دینے والوں پر کافی تعجب ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ: جزیرہ عرب کو اقوام متحدہ کے قوانین اور فیصلوں سے آزاد کرانا، یہود، نصاری، ہندوؤں اور مرتدین کو قتل کرنے سے ہمارے لیے زیادہ ضروری ہے؛ کیونکہ اللہ تعالی نے سب

---

(۱) بخاری: (۳۳۴۴) مسلم: (۱۰۶۴)

(۲) انٹرویو از عبد اللہ رشود، رکن شرعی کمیٹی، تنظیم القاعدہ: صفحہ: (۱۷)، اسی طرح دیکھیں: مجلہ: "صدی الجہاد"، شمارہ نمبر: ۵-۱۲ رمضان ۱۴۱۸ ہجری۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے پہلے قریب ترین کفار کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً} اے ایمان والو! ان کافروں سے لڑو جو تمہارے قریب ہیں، اور لازماً کافر تمہارے اندر تشدد پائیں۔ [التوبہ: ۱۲۳]!!"

انہوں نے یہ بھی نظریہ اپنایا کہ: اس وقت روئے زمین پر ملت اسلامیہ کا وجود نہیں ہے، اس لیے امت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ملت اسلامیہ بنانے کے لیے بھرپور کوشش کریں، چنانچہ اس نظریے کی بنا پر کچھ لوگ اس حد تک بھی جا گرے کہ انہوں نے پوری امت کو بلا استثنا اس گناہ کی وجہ سے مجرم قرار دیا، اور صرف انہی کو مستثنی کیا جو دولت اسلامیہ اور خلافت کے قیام کے لیے کوشش کر رہے ہیں۔

ان کا یہ بھی نظریہ ہے کہ: انہوں نے حاکم وقت کے عقیدے اور نظریے کے ساتھ پوری قوم اور ملک کو منتھی کر دیا، یہ نظریہ اپنا کر انہوں نے اپنے اسلاف کی یاد تازہ کر دی جس میں وہ کہتے تھے: "جب حکمران کافر ہو تو رعایا میں سے کوئی حاضر ہو یا غائب سب کے سب کافر ہو جاتے ہیں"(۱)

اگرچہ معاصر خارجیوں نے اس نظریے کو سابقہ خوارج کی طرح بعینہٖ بیان نہیں کیا؛ لیکن نتیجہ پھر بھی ایک ہی نکلتا ہے، چنانچہ ایک سعودی شہری نے رسالہ لکھا اس کا عنوان ہے: "الآيات والأحاديث الغزيرة في كفر قوات درع الجزيرة" اور اس رسالے میں حکمرانوں اور ان کا دفاع کرنے والوں سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکا ہے۔(۲)

ان کا یہ نظریہ کیوں بنا؟ اس کا سبب یہ ہے کہ ان کے ہاں پارلیمنٹ کے ارکان کافر ہیں،

---

(۱)۔ دیکھیں: "الفرق بين الفرق" از بغدادی، صفحہ (۸۸)

(۲) دیکھیں: "الآيات والأحاديث الغزيرة في كفر قوات درع الجزيرة" از فارس زہرانی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر انہیں منتخب کرنے والے بھی ذاتی حیثیت میں کافر ہیں !! ان کے اس تکفیری نظریے سے مسلمان بوڑھی عورتیں بھی بچ نہ سکیں؛ کیونکہ انہیں بھی دنیاوی لالچ اور خاندانی تعصب کی وجہ سے ووٹنگ کے لیے بیلٹ بکس تک ویل چیئر کے ذریعے لایا جاتا ہے!!

سید فضل جو کہ خارجیوں کا مناظر اور نمائندہ ہے اس کا کہنا ہے کہ: " عوام الناس انتخابات میں حصہ لینے کی وجہ سے کافر ہیں کیونکہ پارلیمانی جمہوریت میں انتخابات میں حصہ لینے والے افراد حقیقت میں پارلیمنٹ کے ارکان کو اپنا نمائندہ بناتے ہیں کہ وہ شرکیہ حکومت چلائیں [شرکیہ اس اعتبار سے کہ وہ شریعت سے ہٹ کر قانون سازی کر سکتے ہیں] اس لیے انتخابات میں اپنا حق انتخاب استعمال کرنے والے لوگ پارلیمنٹ میں افراد کو شرک کرنے کا حق دیتے ہیں اور انہیں اپنے ووٹ کے ذریعے شریعت سے ہٹ کر قانون سازی کا حق دیتے ہیں۔"(۱)

معاصر خارجیوں کا ایک خبیث ترین نظریہ جو کہ دولت اسلامیہ کے قیام سے جانا جاتا ہے اور اس کا حقیقت میں کوئی وجود نہیں، اس فریضے کی ادائیگی کی غرض سے عالم اسلام میں قتل وغارت کے لیے دلائل اکٹھے کیے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ: عالم اسلامی میں اس وقت ہمارے جہاد کی وجہ سے جو قتل وغارت ہو رہی ہے لوگ مر رہے ہیں ان کی چار قسمیں ہیں:

۱- ایک قسم وہ ہے جو ذاتی حیثیت میں قتل کے مستحق ہیں، ان سے مراد ملکی قیادت اور ان کے حاشیہ نشین ہیں۔ پچھلے صفحات میں ہم خارجیوں کے نزدیک حاشیہ نشین کی وضاحت کر چکے ہیں۔

۲- اہل ایمان: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو ملکی قیادت پر طعن و تشنیع اور ان کے خلاف انقلابی تحریکیں بپا کرنے کے لیے خارجیوں کے ساتھ ہیں، تو انہیں قصداً قتل کرنا جائز نہیں ہے، لیکن اگر کہیں ضرورت پڑ جائے تو جائز ہے، اسی کو خارجی

---

(۱) دیکھیں: سید فضل کی کتاب "الجامع" صفحہ: ۱۶۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"مسألة التترس" یعنی ڈھال بنانے سے تعبیر کرتے ہیں!!

۳- قتل و غارت کی کاروائیوں میں اصلی اور نسلی کافروں کا قتل: یہ لوگ بھی قتل کے مستحق ہیں چاہے یہ اسلامی ممالک کے اصلی رہائشی ہوں جیسے کہ اسلامی ممالک میں رہنے والے اہل کتاب یہود و نصاری، یا عہد امان یعنی ویزا حاصل کرنے پر اہل ذمہ میں شامل ہوتے ہوں؛ کیونکہ ان دونوں قسم کے کافروں کا عہدِ امان بھی کالعدم ہو چکا ہے؛ اس لیے کہ وہ ایک ایسے حاکم کی جانب سے صادر ہوا ہے جو کہ مرتد ہو چکا ہے، لہذا اس قسم کے کافر بھی قتل کے مستحق ہیں!!

۴- نامعلوم افراد: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے جان و مال کو اسلام کی وجہ سے ملنے والا تحفظ معلوم نہیں؛ کیونکہ جہاں قتل و غارت ہو رہا ہے وہ سب دار الکفر اور دار الحرب ہے، نیز ان کا حکمران مسلمان نہیں رہا، اس لیے انہیں ضرورت پڑے یا نہ پڑے قصداً قتل کرنا جائز ہے۔[۱]

ان چار خارجی تقسیموں کو جاننے کے بعد خارجیوں کے قتل و غارت سے متعلق بہت سے مسلمانوں سے دہشت اور تعجب دونوں یک لخت ختم ہو جائیں گے؛ کیونکہ انہیں تعجب ہوتا تھا کہ کس طرح مسلمان نوجوان توحید پرست اور اہل ذمہ کا خون بہا کر قرب الٰہی تلاش کر سکتا ہے؟

یعنی خارجیوں کے ہاں بم دھماکوں میں صرف وہی لوگ قتل ہوئے ہیں جو یا تو حقیقی کافر تھے جن کے پاس عہدِ امان نہیں تھا، یا پھر مقتولین میں نامعلوم افراد شامل تھے جن کے بارے میں اسلامی تحفظ اور امان کا علم نہیں تھا؛ کیونکہ جہاں دھماکہ کیا گیا ہے وہ دار کفر اور حرب ہے، جبکہ ان دھماکوں میں اہل ایمان قتل ہوں تو یہ ضرورت کے پیش نظر جائز ہے، انہیں روزِ

---

(۱) دیکھیں: سید فضل کی کتاب "الجامع" صفحہ: ۱۱، اس کی کتاب میں سے آئندہ تفصیلی اقوال پیش کئے جائیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قیامت ان کے ایمان اور نیت کے مطابق اٹھایا جائے گا!!

بہت سے لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات آتی ہو گی کہ عالم اسلام میں دو دہائیوں سے جو خون ریزی جاری ہے اس کا سبب رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو سمجھنے میں غلطی ہے، وہ فرمان یہ ہے: (**مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دو**)، یا پھر انہوں نے ولاء اور براء کے مسائل کو اچھی طرح سمجھا نہیں ہے؛ لیکن خارجیوں کی کتابیں جو کہ ۲۰۰۰ سے بھی زیادہ ہیں انہیں پر کھنے اور ان کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات سامنے آئے گی کہ معاملہ ایسا نہیں ہے، معاملہ اس سے کہیں آگے بڑھ چکا ہے؛ کیونکہ معاملہ صرف یہیں پر رکا یا تھا نہیں ہے کہ انہوں نے حدیث کا مفہوم نہیں سمجھا یا انہوں نے ولاء اور براء کے مسائل ازبر نہیں کئے، بلکہ معاملہ یہ ہے کہ اس خون ریزی کے پیچھے وہ نظریات اور اصول وضوابط ہیں جو تکفیری جوہڑوں میں نوجوانوں کو پڑھائے جاتے تھے؛ جیسے کہ ہم آئندہ صفحات میں بیان کریں گے۔

حتی کہ بعض خارجیوں نے یہاں تک منہ بھر کے کہہ دیا کہ: "بات چیت اور مناظروں کے بعد بہت سے مسلمان نوجوانوں نے جہادی فکر کو مان لیا"[1] جو کہ حقیقت میں شرعی اعتبار سے "خارجی فکر" ہے، آئندہ صفحات میں ہم یہ بات بیان کریں گے کہ نشانہ بازی کی تربیت کے دوران خارجی تربیت کار مسلمانوں اور خصوصاً سعودی حکمرانوں کی تصاویر پر نشانہ بازی کی تربیت دیتے تھے؛ تو اس لیے معاملہ صرف زبان درازی کا نہیں اور نہ ہی فتوی نویسی میں غلطی کھانے کا ہے، نہ ہی غلط فہمی اس میں کار فرما ہے، بلکہ یہ خارجی نظریات اور افکار ہیں جو کہ وقت کے ساتھ ساتھ نوجوانوں کے دماغوں میں نقش کئے گئے ہیں، جیسے کہ آئندہ خارجی لوگوں کی کتابوں سے حرف بہ حرف نقل کریں گے۔

اس مقالے میں خارجیوں کی کتابوں سے ہٹ کر بہت ہی کم مقدار میں مواد پیش کیا گیا

---

(۱) ابو مصعب شامی کی کتاب: "مختصر مسار الصحوة الإسلامية" صفحہ: (۸۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے جن کی مقدار چار انگلی سے بھی تجاوز نہ کرے وہ بھی ضمنی طور پر، بنیادی طور پر صرف خارجیوں کی کتابوں سے ہی مواد نقل کیا گیا ہے۔

ان نوعمر چھوکروں کے دماغوں میں جو جہادی فکر ابل پڑی تھی اگر اس کا ہدف اللہ کے دشمنوں سے جہاد ہوتا تو لوگ ان کی تعریفیں بھی کرتے، لیکن یہی جہادی فکر زہر آلود خنجر میں تبدیل کر کے امت مسلمہ کی پیٹھ میں گھونپ دیا گیا، ان کی اسی جہادی فکر جو کہ خارجی فکر ہے اس کا خمیازہ آج تک امت اسلامیہ بھر رہی ہے، اس خمیازے میں ہزاروں مسلمان نوجوانوں کی زندگیاں ختم ہوئیں، مسلم خواتین کی عزتیں لوٹیں گئیں۔

یہاں ہم خارجی فکر کے دوسرے نمبر پر سر کردہ شخص یعنی ایمن ظواہری کی بات نقل کرنا چاہتے ہیں جس سے ان کے جہاد کا ہدف واضح ہو جائے گا، چنانچہ ظواہری کا کہنا ہے کہ: "سعودی عرب نے کمیونزم کے خلاف عرب مجاہدین کے لیے بہت سی سہولیات پیش کیں تاکہ افغانیوں کی مدد ہو، سعودیوں نے یہ سمجھا کہ اس طرح سے مجاہد نوجوان عالم اسلامی کے دل میں امریکہ، اسرائیل اور ان دونوں کے کٹھ پتلی عرب حکام کے خلاف اپنے حقیقی معرکے سے دور ہو جائیں گے، لیکن عرب مجاہد نوجوان سمجھدار نکلے انہیں کفر اور اسلام کے مابین موجود کشیدگی کا ادراک تھا، تو انہوں نے افغانستان کو دشمنان ملت اسلامیہ کے خلاف جہاد کا مرکز بنالیا۔"[1]

اس مقدمے کے اختتام سے قبل یہاں ایک سوال پوچھنا چاہوں گا کہ: کیا یہ سب اصول وضوابط یک لخت منظر عام پر آئے؟ اور سب لوگوں نے انہیں تسلیم بھی کر لیا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ: بدعت ابتدا میں چھوٹی ہوتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ بڑی ہوتی

(۱) دیکھیں: "شفاء صدور المؤمنين" از ایمن ظواہری، ص ۹۔ مجلہ "مجاهدون" شمارہ نمبر: ۱۱، ۳ شعبان ۱۴۱۵ ہجری ص: ۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "بدعت ابتدا میں تو ایک بالشت ہوتی ہے، پھر بدعتی لوگ بڑھتے جاتے ہیں، یہاں تک کہ گز، میل اور پھر کئی میلوں تک پھیل جاتی ہے"(۱)

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی اس گہری بات کہ بدعت آہستہ آہستہ نشو و نما پاتی ہے اس کی تائید اس چیز سے بھی ہوتی ہے کہ دوسرے مرحلے کے خارجی مناظرین نے بڑے صریح لفظوں میں لکھا ہے کہ وہ حکمرانوں کو کافر نہیں کہتے، ہم ان کی یہ باتیں دوسرے مرحلے کے بیان میں ذکر کریں گے۔ لیکن جب تیسرا مرحلہ شروع ہوا تو وہ صرف حکمرانوں کو کافر کہنے پر ہی نہیں رکے بلکہ انہوں نے تو حکمرانوں کے ساتھ عوام الناس کو بھی کافر قرار دیا، جبکہ کچھ نے تو حد ہی کر دی کہ انہیں بھی کافر کہنا شروع کر دیا جو حکمرانوں اور عوام کو کافر نہ سمجھے!!۔

تو اس طرح دورِ حاضر میں خارجی فکر کا منہج ابتدا میں چند نظریات پر قائم تھا پھر آہستہ آہستہ اس نے پروان چڑھنا شروع کیا۔

عصر حاضر کے ابتدائی خارجی فکر کے حاملین پر جو چیز عائد ہوتی ہے وہ دو امور ہیں:

۱- چنگاری انہوں نے بھڑکائی؛ کیونکہ وہ توحید و شرک کے معنی اور مفہوم میں گمراہ ہوئے۔

۲- ابتدائی مرحلے کے لوگوں نے عمومی اصول و ضوابط ذکر کئے ہیں، لیکن بعد میں آنے والے لوگوں نے انہی اصولوں پر کام کیا اور ان سے ذرہ برابر بھی نہیں ہٹے، سمجھانے کے لیے اس کی مثال دیتے ہیں:

ابو محمد مقدسی کا کہنا ہے کہ: "فوج، پولیس، ٹریفک پولیس کے بارے میں اصل

(۱) مجموع الفتاوی (۸/۴۲۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہی ہے کہ وہ کافر ہیں، ہم ان کے خلاف ہتھیار اٹھاتے ہی اس لیے ہیں کہ وہ کافر ہیں؛ کیونکہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا: {فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى لَا انْفِصَامَ لَهَا} پس جو لوگ طاغوت سے کفر کریں اور اللہ پر ایمان لائیں تو انہوں نے مضبوط کڑے کو تھام لیا وہ ٹوٹ نہیں سکتا۔[البقرة:۲۵۶] لہذا جو شخص بھی اپنے آپ کو طاغوت کا فوجی بنائے، پورے اختیار کے ساتھ بغیر کسی کے مجبور کئے وہ طاغوت کا مددگار، محافظ اور معاون بن جاتا ہے تو اس شخص کے بارے میں کوئی شک باقی نہیں رہتا کہ اس نے طاغوت سے بچنے کے لیے کوئی اقدام نہیں کیا، لہذا جو طاغوت سے نہ بچے تو وہ موحد نہیں رہا اور نہ ہی مسلمان رہا؛ کیونکہ اس شخص نے تو توحید کا معمولی سے معمولی درجہ بھی اپنے پاس نہیں رکھا"[۱]

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ بعد میں آنے والے خارجی نے فوجیوں، پولیس کے افراد، حکمرانوں کے حاشیہ نشینوں سب کو کافر قرار دے دیا؛ کیونکہ اس سے پہلے والے خارجیوں نے صرف حکمرانوں کو کافر قرار دیا تھا، پھر حکمرانوں کے کافر ہونے پر دیگر نظریات نے جنم لیا۔

ایسے ہی ابتدائی مرحلے کے خارجیت زدہ لوگوں نے ایسی بات کہی تھی جو کہ ان سے پہلے کسی نے نہیں کی کہ ملت اسلامیہ کا وجود ہی نہیں ہے، اور اسلام کا سب سے پہلا اور اولین مقصد یہ ہے کہ دولت اسلامیہ کا قیام عمل میں لایا جائے؛ ان کے بعد آنے والے نوجوانوں نے اس تصوراتی اور خیالی ہدف کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لیے ہزاروں ٹن اور من بارود اٹھایا اور اسلامی خطوں میں تباہی مچادی، ان نوجوانوں کا پختہ یقین اور نظریہ تھا کہ ان کے یہ اقدام مقصود الہی کی تکمیل کے لیے ابتدائی مراحل ہیں اور وہ یہ ہے کہ خلافت قائم ہو!!

---

(۱)"رسالة تذكير ومناصحة المقدسي" صفحہ (۲-۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی بارے میں ابو قتادہ کہتا ہے کہ: "مرتدین کے علاقوں [مطلب اسلامی ممالک] میں جہادی تحریکوں کا موجب یہ ہے کہ بکھرے ہوئے مسلمانوں کو ایک لڑی میں پرو دیا جائے، یعنی خلافت رفتہ کو دوبارہ قائم کریں؛ کیونکہ جب خلافت ختم ہوئی تو امت بکھر گئی، جس کی وجہ سے اب مسلمانوں کو امت کہلوانے کا حق نہیں بنتا ہے"[۱]

اس اقتباس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی مرحلے کے مناظرین نے واضح لفظوں میں کہا کہ ملت اسلامیہ کا وجود ہی نہیں ہے، اس لیے خلافت پر مبنی حکومت قائم کرنا لازمی اور ضروری ہے، اس نظریے سے دوسرے اور تیسرے مرحلے کے لوگ متاثر ہوئے اور اس موہوم مقصد کے لیے اسلحہ اٹھالیا جس کے بارے میں نہ قرآن میں کوئی دلیل ہے اور نہ ہی حدیث میں، نیز یہ بات کسی بھی معتبر عالم دین نے کبھی نہیں کی، حالانکہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے سے امت میں گروہ بندی موجود ہے، بلکہ عہد صحابہ کے آخری زمانے میں بھی خال خال اوقات میں گروہ بندی موجود تھی۔ آئندہ صفحات میں اس کی وضاحت پوری تفصیل کے ساتھ آئے گی۔

ایسے ہی معاصر ابتدائی خارجیوں کی جانب سے ذمی افراد کا قتل بھی حکمران کو کافر قرار دینے کا فطری نتیجہ تھا، تو بعد میں آنے والے کہنے لگے کہ: مرتد حکمران کو تو ذاتی طور پر امان حاصل نہیں ہوتی تو وہ کسی دوسرے کو کیسے امان دے سکتا ہے؟

اس لیے معاصر خارجی افکار کی نشو و نما سمجھنے اور ذہن کے قریب کرنے کے لیے میں نے ان افکار کی نشو و نما کو تین مراحل میں تقسیم کیا ہے، پھر اس تقسیم کے لیے ایسی قطعی دلیلیں دی ہیں جن کے متعلق شک و شبہ کا شائبہ تک نہیں آ سکتا، نیز یہ تینوں مرحلے ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں اور ہر آنے والا مرحلہ سابقہ مرحلے کی تکمیل کرتا ہے، پھر

---

(۱) "جہاد اور اجتہاد"، ص: (۶۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہر مرحلے میں اس فکر کے بانیوں کی جانب سے کہے گئے تعریفی کلمات بھی ذکر کیے ہیں۔

معاصر خارجیوں کے منہج کی نشو و نما کے متعلق اجمالی بیان میں اتنا ہی کافی ہے، اور اگر مجھے اس بات کا ادراک پہلے ہو جاتا جو حقیقت میں مجھے بعد میں ہوا تو صرف یہی بات میرے علمی مقالے کے لیے کافی تھی، میں اس بات کو ثابت، واضح اور دلائل کے ساتھ اچھی طرح بیان کر سکتا تھا؛ کیونکہ کسی بھی بیماری کی ابتدا کیسے ہوئی؟ یہ بات علاج اور تشخیص کے بعد دوا تجویز کرنے کے لیے انتہائی اہمیت رکھتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلی فصل: خوارج کا منہج تفصیلاً

مقدمہ

رسولوں کی دعوت کے متعلق تحقیق و مطالعہ کرنے والا اس نتیجے پر پہنچے گا کہ بلا استثنا تمام انبیائے کرام کی دعوت کے چار محور ہیں:

۱- اللہ تعالی کی وحدانیت کی دعوت۔

۲- اللہ تعالی کی وحدانیت کی تکمیل کرنے والے دیگر اسلامی احکام کا بیان۔

۳- لوگوں کے دلوں میں آخرت کے دن پر ایمان نقش کرنا، انہیں اس بات کا یقین دلانا کہ انہوں نے اللہ کی طرف لوٹ کر جانا اور ان کے اعمال کا حساب لیا جائے گا۔

۴- تزکیہ نفس، اعلی اخلاقی اقدار پر لوگوں کی تربیت۔

یہ اجمالی بیان ہے، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلا محور:

اس سے مراد اللہ تعالی کو الوہیت، ربوبیت اور اسما و صفات میں یکتا اور تنہا ماننے کی دعوت دینا ہے۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے: {يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ} اے لوگو! تم اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا، تاکہ متقی بن جاؤ۔[البقرۃ:۲۱]

انبیائے کرام اور رسولوں کے دشمنوں کے مابین جو سب سے بنیادی اختلاف تھا وہ توحید الوہیت میں تھا، اور یہی انبیائے کرام کی دعوت کا خلاصہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا محور:

اس سے مراد پہلے محور کی تکمیل کرنے والے دیگر اسلامی احکام ہیں جیسے کہ: نماز، زکاۃ، روزہ اور حج۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے:{وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ} نماز قائم کرو، زکاۃ ادا کرو، اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔[البقرۃ: ۴۳]

ایسے ہی اللہ تعالی کا فرمان ہے:{فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ} اس[بیت اللہ] میں واضح نشانیاں مقام ابراہیم ہے، جو بھی اس میں داخل ہو گیا وہ پر امن ہو گا، اور اللہ تعالی کے لیے سفر حج کی استطاعت رکھنے والے لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے، اور جو بھی کفر کرے تو اللہ تعالی تمام جہان والوں سے مستغنی ہے۔[آل عمران:۹۷]

یہ تمام اعمال عقیدہ توحید کے حقوق ہیں؛ کیونکہ عبادات کی صورت میں شعائر پر عمل پروردگار کو تسلیم کرنے کا ایک انداز ہے، اس سے انسان اللہ تعالی کی وحدانیت ثابت کرنے کے لیے اسی کے سامنے عاجزی، انکساری اور قلبی میلان کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے۔

تیسرا محور:

یہ ہے کہ آخرت کے دن پر ایمان پختہ ہو جائے، قرآن کریم شروع سے لیکر آخر تک اس عقیدے پر مشتمل ہے۔

اس بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا:{الْقَارِعَةُ (۱) مَا الْقَارِعَةُ} کھٹکھٹانے والی[۰۱]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھٹکھٹانے والی کیا ہے؟[القارعہ:۱،۲]

ایسے ہی فرمایا: {وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ} اور انہیں حسرت والے دن سے ڈرائیں جب حتمی فیصلہ کر دیا جائے گا اور وہ اپنی غفلت میں ہیں اور وہ اس پر ایمان ہی نہیں رکھتے[مریم:۳۹]

ایک اور مقام پر فرمایا: {إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا} جب زمین کو اچھی طرح ہلا دیا جائے گا۔[الزلزلۃ:۱]

چوتھا محور:

یہ ہے کہ اہل ایمان کی اخلاقی تربیت اور تزکیہ کیا جائے، انہیں اعلی اخلاقی اقدار کا حامل فرد بنائیں، ہمہ قسم کی اخلاقی گراوٹ سے دور رکھیں، اس بارے میں اللہ تعالی کا فرمان ہے:

{خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ} درگزر اختیار کریں اور نیکی کا حکم دیں اور جاہلوں سے کنارہ کش ہو جائیں[الأعراف:۱۹۹]

ایک اور مقام پر فرمایا: {الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ}[یہ جنت ان لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے] جو خوش حالی اور تنگ دستی میں خرچ کرتے ہیں، غصے کو پی جانے والے ہیں، اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں، اور اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔[آل عمران: ۱۳۴]

تو ان سب آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کی تخلیق، رسولوں کی بعثت اور کتابوں کو نازل کرنے کا حقیقی مقصد یہ ہے کہ: لوگ اپنے پروردگار، خالق اور معبود کی بندگی کریں، اور یہی حقیقت میں انبیائے کرام کی دعوت کا محور تھا اور انہیں چاروں چیزوں کے ارد گرد انبیائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرام کی دعوت گھومتی تھی۔

اللہ تعالی کے ہاں عبادت کے کئی مراتب ہیں، تو سب سے اہم ترین عبادت توحید باری تعالی ہے، چنانچہ جو شخص بھی اپنے عقیدہ توحید میں خلل پیدا کر کے اسی پر فوت ہو جائے تو وہ متفقہ طور پر دائمی جہنمی ہے۔ اسی طرح نماز بھی عبادت کے عظیم ترین مرتبے پر ہے لیکن تارک نماز کے حکم میں شدید نوعیت کا اختلاف ہے، جبکہ دیگر شرعی احکام ترک کرنے پر اکثر اہل علم کا موقف یہ ہے کہ انسان ان کے ترک کرنے پر دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔

اللہ تعالی جس وقت بندوں کے لیے تعریفی کلمات فرماتا ہے تو ان کی بندگی کے کمال کی وجہ سے؛ جیسے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: {فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَى وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ} تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور ہم نے اسے یحیی عطا کیا اور ان کی اہلیہ کو ان کے لیے سنوار دیا، بیشک وہ نیکیوں کے لیے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والوں میں سے تھے اور وہ ہمیں امید اور خوف کے ساتھ پکارتے تھے اور وہ ہمارے لیے خشوع و خضوع کرنے والے تھے۔[الأنبياء:۹۰]

اور جس وقت اللہ تعالی اپنے بندوں کے جنت پانے کے اسباب ذکر فرماتا ہے تو ان میں یہی ذکر ہوتا ہے کہ وہ عبدیت کا حق ادا کرنے والے ہوتے ہیں، جیسے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: {وَنُودُوا أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ} اور انہیں صدا لگائی جائے گی کہ: یہی وہ جنت ہے جس کے تم وارث بنائے جاتے ہو ان اعمال کی وجہ سے جو تم کرتے تھے۔[الأعراف:۴۳]

اور ایسے ہی جب مخالفین کو عذاب دینے کے اسباب ذکر فرمائے تو صرف اسی لیے کہ وہ بندگی کا حق ادا نہیں کرتے تھے، پھر سنت نبویہ میں دین کی ماہیت اور شرعی احکام واضح کر دیئے گئے ہیں؛ جیسے کہ صحیحین میں حدیث جبریل کے آخر میں نبی ﷺ فرماتے ہیں: (**یہ جبریل تھا**

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو تمہیں تمہارا دین سکھانے کے لیے آیا تھا)[1] تو جو کچھ اس حدیث میں بیان ہوا ہے وہی نبی ﷺ کا لایا ہوا دین ہے۔

نوح علیہ السلام سے لے کر سید الخلق ﷺ تک تمام شریعتیں اسی طرح تھیں، پوری تاریخ میں اسی مفہوم کو علمائے امت نے سمجھا تھا؛ البتہ کچھ مخالف فرقوں کی جانب سے تجاوزات ملتی ہیں، جیسے کہ رافضیوں نے امامت کے مسائل کو بہت زیادہ بڑا بنا کر دکھایا اور اسے عقائد میں شامل کر دیا۔

کوئی بھی مسلمان اس بات کا انکار نہیں کرتا کہ لوگوں کے روز مرہ زندگی کے لین دین اور معاملات میں بھی شریعت الٰہی نافذ ہو، لیکن جھگڑا اسلام کی صحیح اور غلط تشریح میں ہے، وہ اس طرح کہ گزشتہ بیان شدہ چاروں نکات جو کہ انبیائے کرام کی بعثت کا محور تھے ان پر سے توجہ کو ہٹا کر صرف ایک معاملہ یعنی "الحكم بغير ما انزل الله" پر مرکوز کر دی جائے، یا معاصر اصطلاح میں کہا جائے "توحید حاکمیت" پر سارا زور لگا دیا جائے۔

انبیائے کرام کی دعوت کی تشریح توحید حاکمیت کے زاویے سے کرنا اور اسی طرح شرک کی تشریح بھی اسی تناظر میں کرنے سے ہی انبیائے کرام اور رسولوں کی دعوت کو سمجھنے میں انحراف پیدا ہوا اور لوگوں نے کہہ دیا کہ: توحید الوہیت کا جوہر حاکمیت میں ہی ہے۔

یہ تنگ اور منحرف مفہوم ہے، اس مفہوم کا دعوے دار اللہ تعالیٰ، اللہ کے رسول اور شریعت پر بہتان بازی کر رہا ہے، اس شخص نے کتاب و سنت کو سلف صالحین، معتبر اہل علم اور پوری اسلامی تاریخ کے علمائے کرام کے فہم کے مطابق نہیں سمجھا۔

مسلمانوں کے قلب و اذہان میں یہ بات اچھی طرح بیٹھ جانی چاہیے کہ انسان کی کامیابی

---

(۱) بخاری: (۵۰) مسلم: (۱۰۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی میں ہے کہ جنت پالے اور جہنم سے بچ جائے یہ اس کی زندگی کا سب سے بڑا ہدف اور مقصود ہے، اس لیے مسلمان کو چاہیے کہ اپنا سارا وقت اسی چیز کو پانے کے لیے صرف کرے، فرمانِ باری تعالی ہے: {كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ} ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے، اور تمہیں تمہارا اجر قیامت کے دن پورا دیا جائے گا، چنانچہ جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کر دیا گیا تو وہ کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی دھوکے کا سامان ہے۔[آل عمران:۱۸۵]

اسلام کی یہ منحرف تشریح جیسے کہ آئندہ ہم حرف بہ حرف نقل کریں گے یہ کوئی تعبیری غلطی نہیں یا ایسی خطا نہیں ہے جس پر خاموشی اختیار کی جا سکے، یا اس سے صرف نظر کر لیں؛ یہ تو نو عمروں کے ذہنوں میں پختہ عقیدہ بن چکا ہے کہ اور اس کی بنا پر تباہ کن اور ہولناک نتائج سامنے آ چکے ہیں۔

امت مسلمہ میں اس وقت بم دھماکے کیے جا رہے ہیں، قتل و غارت کا بازار گرم ہے، اس وقت عزتوں کو تار تار کیا جا رہا ہے، املاک لوٹی جا رہی ہیں، اور اپنی کارستانیوں کو لوگ جہاد سمجھ بیٹھے ہیں، حالانکہ یہ راہِ شیطان اور راہِ یہود میں تو یقینی طور پر جہاد ہے۔ تو اس وقت رونما ہونے والے یہ تمام واقعات اپنی نظریاتی بنیادیں اسی منحرف تشریح سے ہی کشید کرتے ہیں۔

کیونکہ ایسا ممکن ہی نہیں ہے کہ بم دھماکوں کا بازار ریاض، مکہ اور مدینہ میں گرم ہو پھر ان ہولناک سانحوں کو "غزوہ بدر ریاض" اور اسی طرح "غزوہ بدر کلاں" سے موسوم کرنا؛ ان سب باتوں کا سبب کسی ایک آیت یا حدیث کی تفسیر میں غلطی نہیں ہو سکتا! بلکہ اس کا سبب خارجی نظریات ہیں جو کہ ان لوگوں کے ذہنوں میں پنپتے رہے ہیں، یہاں تک کہ کچھ نو عمر لڑکے تو اسے مسلمہ نظریات سمجھنے لگے، پھر کہیں جا کر امت کو اسلام کی اس منحرف تشریح کی وجہ سے نقصانات پہنچے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلا باب: اسلام کا منحرف سیاسی بیانیہ (پہلا مرحلہ)

اسلام کی سیاسی تشریح کے بنیادی اصولوں اور زمینی حقائق کو مکمل طور پر پرکھیں اور دیکھیں کہ جن کی وجہ سے تکفیری فکر پروان چڑھی اور پھر دھماکوں کا سلسلہ شروع ہوا تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ابتدا ۱۹۳۹ء سے ہوتی ہے، یہ چنگاری ابو الاعلی مودودی کے خطابات میں تھی جو کہ "اسلام کا نظریہ" سے موسوم تھے، ان خطابات کو بعد میں مستقل رسائل کی صورت میں طبع کروایا گیا، اور پھر ۱۹۴۶ء میں ان کا عربی میں ترجمہ ہوا، اس رسالے کا خلاصہ یہ ہے کہ کفار اور مشرکین نے اپنی پوری تاریخ میں کبھی بھی اللہ تعالی کے وجود کا انکار نہیں کیا تھا، وہ اللہ تعالی کو خالق اور مختار کل سمجھتے تھے، حتی کہ فرعوں اور نمرود کا بھی یہی نظریہ تھا۔

چنانچہ ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کے قصے میں ان کا کہنا ہے: "اختلاف اس بات پر نہیں تھا کہ کون آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے، اور کس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے؟ بلکہ نمرود کا اختلاف اس بات پر تھا کہ: بابل میں موجود لوگوں کا کون مالک ہے؟ نمرود کا یہ دعوی کبھی نہیں تھا کہ وہ خود اللہ ہے، بلکہ اس کا دعوی یہ تھا کہ میں اس ملک یعنی بابل اور اس ملک کے باسیوں کا رب ہوں، اس نے یہ بات صرف اس لیے کہی تھی کہ وہ بابل کے لوگوں کا سربراہ تھا، بابل کی بادشاہی اسی کے ہاتھ میں تھی وہ اپنے علاقے کا مختار کل تھا اپنی قوم پر اس کا تسلط تھا وہ انہیں جیسے چاہتا تھا حکم کرتا تھا"!!

مودودی نے اپنے اس رسالے میں یہ بھی کہا ہے کہ: "فرعون اور نمرود نے جس الوہیت کا اقرار کیا تھا یہ صرف ان دونوں پر ہی محصور نہیں؛ بلکہ پوری دھرتی پہ جتنے بھی بادشاہ ہیں چاہے وہ کسی بھی زمانے میں آئے ہیں وہ بھی اسی الوہیت کے دعوے دار ہوتے ہیں"!!

ماضی کے ہر عہد میں لوگ اسی نظریے پہ چلتے آئے ہیں اور آج بھی دنیا کے اکثر خطوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں لوگوں کی یہی حالت ہے"[1]

یہ اسلام کی شرمناک تحریف کی ابتدا تھی اور پھر یہ تحریف مودودی کی کتابوں اور تحریروں میں بڑھتی چلی گئی۔

پھر پہلے رسالے کے دو سال کے بعد ایک اور رسالہ "**المصطلحات الأربعة**"[چار اصطلاحیں] کے نام سے منظر عام پر آیا اور اس رسالے نے اسلام کی منحرف تشریح کے متعلق مودودی کے بھیانک چہرے سے مکمل طور پر نقاب اتار دیا؛ اور قارئین کرام! مودودی کے بعد آنے والے خوارج کی فکر کے داعیوں کے ہاں مودودی کی دیگر کتابوں میں سے اس رسالے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے بارے میں ابو مصعب شامی جو کہ معاصر خارجیوں کا نامور مناظر ہے اور یکتا مورخ بھی وہ مودودی کی کتابوں کا کردار واضح کرتے ہوئے کہتا ہے: "مودودی کی اہم ترین کتابوں میں سے "**المصطلحات الأربعة**" ہے اور اس میں معاصر جہادی فکر کے بہت سے تاسیسی نظریات موجود ہیں"[2]

یہ تبصرہ ہمارے لیے مودودی فکر کی وجہ سے پیدا ہونے والی اور مسلمان نوجوانوں کے ذہنوں میں بپا ہونے والی ہولناک تباہی بیان کر رہی ہے؛ کیونکہ تکفیر اور قتل و غارت کے لیے یہ کتاب مہمیز ہے، اگرچہ یہ مختصر سا رسالہ ہے لیکن اس میں بہت بڑے بڑے پاپ اور مغالطے ہیں، ان میں سے صرف یہ بھی کافی ہے کہ اس رسالے میں اسلام اور شرک دونوں کی ماہیت میں انحراف پایا جاتا ہے۔

آپ ذرا ابو مصعب شامی کی اس بات پر غور کریں کہ: "اس میں معاصر جہادی فکر کے بہت سے تاسیسی نظریات موجود ہیں" آج کل جہادی فکر سے مراد وہی بات ہے جو ہمارے ہاں

---

(۱)"نظرية الإسلام السياسية" از مودودی، ص:(۱۵-۱۷)

(۲)"دعوة المقاومة الإسلامية" از ابو مصعب شامی، ص:(۳۸-۳۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرعی معیار کے مطابق خارجی فکر ہے۔

اب اس سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ خارجیوں کے ہاں اس رسالے کی کتنی اہمیت ہے۔

اسی طرح یہ بھی واضح ہو گیا کہ اس معمولی سے رسالے نے نوجوانوں کے ذہنوں میں کس طرح سے ہولناک اور تباہ کن نظریات پیدا کر دیئے ہیں۔

لہذا جس رسالے کی خارجیوں کے مناظروں کے ہاں اتنی اہمیت ہو تو ایک محقق اور متلاشی حق کو اسے اچھی طرح پرکھ لینا چاہیے؛ کیونکہ مودودی نے اس رسالے میں پورے بھرم اور وضاحت کے ساتھ اسلام کے بارے میں اپنا منحرف تصور بیان کیا ہے، بلکہ کسی کو اتنی گنجائش ہی نہیں دی کہ مودودی کے بارے میں حسن ظن بھی رکھ سکے؛ کیونکہ اس رسالے میں انہوں نے اپنا سارا کچا چٹھا کھول دیا ہے۔

مودودی کا اپنے اس رسالے میں کہنا ہے: "یہ چار کلمات: الٰہ، رب، دین اور عبادت قرآنی مصطلح کی اساس اور بنیاد ہے، یہی وہ بنیادی محور ہے جس پر دعوتِ قرآن قائم ہے۔[۱] نیز جو شخص قرآن کریم سمجھنا چاہتا ہے اور اس کے معانی اور مفاہیم کی گہرائی میں اترنا چاہتا ہے اس کے لیے ازبس ضروری ہے کہ وہ ان چار کلمات کے صحیح معانی اور مفاہیم کو سمجھے"[۲]

اسی طرح پھر یہ بھی لکھا ہے کہ: "خلاصۂ کلام یہ ہے کہ توحید الوہیت کی بنیاد اور جوہر حاکمیت ہے؛ اب چاہے اس حاکمیت کے بارے میں لوگ یہ نظریہ رکھیں کہ اس کائنات پہ اس کی حاکمیت کا تسلط فطری قوانین کی صورت میں ہے، یا یہ سمجھیں کہ انسان صرف اپنی زندگی میں اس تسلط کا فرمانبردار اور اس کے تابع ہے نیز یہ کہ حاکمیت بذات خود ایک ایسی خوبی ہے جس کی

---

(۱) "المصطلحات الأربعة" ص: (۵-۴۷) سے معمولی تصرف کے ساتھ اخذ کیا گیا۔

(۲) "المصطلحات الأربعة" ص: (۵-۴۷) سے معمولی تصرف کے ساتھ اخذ کیا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اطاعت اور فرمانبر داری لازمی ہے "[1]

پھر اس کے بعد مودودی صاحب نے قرآن مجید میں لفظ "رب" کے معانی ذکر کئے ہیں:

۱- پرورش کرنے والا، ضروریات پوری کرنے والا، نشو ونما اور تربیت کرنے والا۔
۲- ذمہ دار، نگران، حالات سنوارنے والا۔
۳- اپنی قوم کا سربراہ، کسی بھی قوم کا ایسا مرکزی کردار جس کے ارد گرد لوگ جمع اور متحد ہوتے ہوں۔
۴- فرماں روا، سردار، سلطان، حکمران، مالک اور مختار کل۔
۵- بادشاہ اور صاحب سیادت۔[2]

پھر اس کے بعد مودودی نے اپنے فہم اور مذکورہ چار اصطلاحوں کے تناظر میں انبیائے کرام اور ان کی امتوں کے مابین موجود تنازعات کو بیان کرتے ہوئے سیدنا نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کا اختلاف لکھتے ہوئے کہا:

"دو طرفہ اختلاف صرف ان دو باتوں میں تھا کہ: نوح علیہ السلام اپنے قوم کو کہتے تھے: اللہ تعالی ہی ہے جو رب العالمین ہے، جس کے بارے میں تم ایمان بھی رکھتے ہو کہ اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے، تم یہ بھی مانتے ہو کہ اس کے سوا تمہاری حاجات بھی کوئی پوری نہیں کر سکتا، وہی تمہاری مصیبتیں ٹالتا ہے اور تمہیں بارشیں عطا کرتا ہے، اس لیے تم پر واجب ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو صرف اسی کے سامنے جھکو اور عاجزی و انکساری اختیار کرو، **دوسری بات** یہ تھی کہ: آپ کی قوم اللہ تعالی کی ربوبیت کے متعلق صرف اتنا ایمان رکھتی تھی کہ اللہ تعالی نے

---

(۱) "المصطلحات الأربعة" ص: (۵-۷۴) سے معمولی تصرف کے ساتھ اخذ کیا گیا۔

(۲) "المصطلحات الأربعة" ص: (۵-۷۴) سے معمولی تصرف کے ساتھ اخذ کیا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہیں پیدا کیا ہے، وہ اس بات کا اقرار نہیں کرتے تھے کہ حاکمیت بھی صرف ایک اللہ ہی کے لیے ہے، اخلاقی، معاشرتی، شہری اور سیاسی ہر طرح کے امور میں اسی کو اختیار کامل حاصل ہے، بلکہ اس کے برعکس انہوں نے ان تمام امور میں اپنے سربراہان اور راہبوں کو اپنا رب مانا ہوا تھا"[1] اس لیے قومِ نوح کا اپنے نبی نوح علیہ السلام کے ساتھ جھگڑا یہ تھا کہ حاکمیت کس کی ہو گی؟!!

پھر ابراہیم علیہ السلام کے اپنی قوم کے ساتھ اختلاف کو بیان کرتے ہوئے لکھا: "لوگوں میں یہ بہت بڑی غلطی مشہور ہے کہ نمرود اللہ تعالی کا انکار کرتا تھا اور خود الوہیت کا دعوے دار تھا، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ نمرود بھی اللہ تعالی کے وجود پر ایمان رکھتا تھا اور یہ سمجھتا تھا کہ وہی اس جہان کا خالق ہے، وہی اس جہان کا نظام چلا رہا ہے، نیز نمرود نے کبھی ربوبیت کا دعوی نہیں کیا تھا، اگر کہیں کیا بھی تھا تو پہلے ذکر شدہ تیسرے، چوتھے اور پانچویں معنی کے مطابق دعوی کیا تھا، یعنی مطلب یہ ہے کہ اس کا دعوی تھا کہ وہ اپنے ملک کا بادشاہ ہے، وہاں کے تمام باسی اس کے غلام ہیں اور اس کی بادشاہی کی مرکزیت ہی لوگوں کے متحد رہنے کا ذریعہ ہے، نیز نمرود کا حکم ہی ان کی زندگی کے لیے دستور کا حیثیت رکھتا ہے"!!

یہاں پر دیکھیں کہ مودودی نے شرک کی ماہیت سے متعلق وہی تشریح کی ہے جو ہم نے پہلے بیان کی ہے کہ قوم ابراہیم کا شرک حاکمیت میں تھا؛ پھر اپنی خود ساختہ اور منحرف تفسیر کے زیر سایہ تمام کے تمام امت محمدیہ کے مفسرین پر سخت الفاظ استعمال کرتے ہوئے لکھا: "اس بارے میں قرآنی آیات اور نصوص اتنی واضح ہیں کہ انسان تعجب میں پڑ جاتا ہے کہ کس طرح سے لوگوں کو اس قرآنی حقیقت کا ادراک نہیں ہوا اور اسے سمجھنے سے قاصر رہے"[2]

پھر موسی علیہ السلام کے فرعون کے ساتھ اختلاف کے متعلق لکھتے ہوئے کہتے ہیں: "مشہور

---

(۱) "المصطلحات الأربعة" ص: (۵-۴۷) سے معمولی تصرف کے ساتھ اخذ کیا گیا۔

(۲) "المصطلحات الأربعة" ص: (۵-۴۷) سے معمولی تصرف کے ساتھ اخذ کیا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بات یہی نہیں ہے کہ فرعون وجود باری تعالی کا منکر نہیں تھا؛ بلکہ یہ بھی مشہور ہے کہ فرعون اپنے لیے الوہیت کا دعوے دار بھی تھا، حالانکہ صحیح بات یہ ہے کہ فرعون کی الوہیت اور ربوبیت سے متعلق گمراہی نمرود کی گمراہی سے مختلف نہیں تھی، اسی طرح آل فرعون کی گمراہی بھی قوم نمرود سے مختلف نہیں تھی، اس لیے فرعون کا بنیادی اور مشہور ترین جو دعوی تھا وہ صرف قانون فطرت میں اختیارات کا نہیں تھا، بلکہ وہ سیاسی الوہیت کا مدعی تھا! اس لیے فرعون یہ سمجھتا تھا کہ وہ مصر اور اہل مصر کا پروردگار ہے، یعنی رب کے تیسرے، چوتھے اور پانچویں معنی کے مطابق دعوی کیا کرتا تھا، کہ میں ہی مصر میں حاکمیت مطلقہ کا حق دار ہوں اس لیے یہاں میرا ہی حکم اور قانون چلے گا"!![1]

اس کے بعد آگے چل کر لوط علیہ السلام اور ہود علیہ السلام کی دعوت بیان کرتے ہوئے بھی یہی دعوے دہرائے۔

پھر جب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا ذکر کیا تو مشرکین عرب کے بارے میں لکھا:
"عرب مشرکین بھی وجود باری تعالی کا اقرار کرتے تھے، وہ یہ بھی مانتے تھے کہ اس پوری کائنات کا خالق اللہ ہے، وہ اللہ تعالی کی الوہیت اور ربوبیت پر پھر ایمان رکھتے تھے، لیکن انہوں نے اپنے مذہبی پیشواؤں اور سربراہوں کو، اپنے قبیلے کے سرداروں کو انہی مفاہیم کے اعتبار سے رب بنایا ہوا تھا، انہی سے وہ اپنی زندگی کے لیے رہنمائی لیا کرتے تھے؛ چنانچہ ان کی گمراہی بھی سابقہ امتوں کی گمراہی جیسی تھی"[2]

پھر اللہ تعالی کا فرمان {وَكَذَٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ} اور اسی طرح بہت سے مشرکوں کے

---

(۱) "المصطلحات الأربعة" ص: (۵-۴۷) سے معمولی تصرف کے ساتھ اخذ کیا گیا۔

(۲) "المصطلحات الأربعة" ص: (۵-۴۷) سے معمولی تصرف کے ساتھ اخذ کیا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے ان کے شریکوں نے ان کی اپنی اولاد کو قتل کرنا اچھا بنا کر دکھایا تو شریک مشرکوں کو تباہی میں ڈال دیں اور ان پر ان کا دین خلط ملط کر دیں۔[الأنعام:۱۳۷] ذکر کر کے لکھا: "یہاں یہ بات توعیاں ہے کہ اس آیت میں شریکوں سے مراد ان کے معبود اور بت نہیں ہیں، بلکہ یہاں اس سے مراد وہ قائدین اور سردار ہیں جنہوں نے عربوں کے لیے اولاد کو قتل کرنا اچھا عمل بنا کر دکھایا تھا، نیز وہ اپنے قائدین کی عبادت نہیں کرتے تھے اور نہ ہی انہیں اپنی دعاؤں میں یاد کرتے تھے، بلکہ انہوں نے اللہ تعالی کے ساتھ ان قائدین کو الوہیت اور ربوبیت میں شریک بنایا تھا کہ عربوں نے ان قائدین کے اس حق کو تسلیم کر لیا تھا کہ وہ جو چاہیں ان کی معاشرتی اور شہری زندگی کے لیے نیز ان کے اخلاقی اور دینی امور کے لیے قوانین بنا سکتے ہیں[۱] اس بارے میں قرآنی آیات اور نصوص اتنی واضح ہیں کہ انسان تعجب میں پڑ جاتا ہے کہ کس طرح سے لوگوں کو اس قرآنی حقیقت کا ادراک نہیں ہوا اور اسے سمجھنے سے قاصر رہے"[۲] اقتباس مکمل ہوا

غور و فکر اور دقت نظری کے بعد یہ واضح ہوتا ہے کہ مؤلف -اللہ ان کی مغفرت فرمائے- اس رسالے میں بہت بڑی بڑی غلطیوں کا شکار ہو گئے، جو کہ درج ذیل ہیں:

۱- توحید اور انبیائے کرام سمیت تمام رسولوں کی دعوت کا خلاصہ توحید حاکمیت سے بیان کیا، نیز یہ بھی کہ سابقہ تمام کی تمام امتوں کا شرک اسی بات میں محصور تھا کہ وہ اپنے بادشاہوں کے قوانین کو مانتے تھے انہوں نے پروردگار کی شریعت کو ماننے سے انکار کر دیا تھا۔

۲- فرعون اور نمرود کے دعوائے ربوبیت اور وجود باری تعالی کے انکار سے متعلق قرآن کریم کے واضح معانی اور مطلب کی مخالفت کی۔

---

(۱)"المصطلحات الأربعة"ص:(۵-۴۷) سے معمولی تصرف کے ساتھ اخذ کیا گیا۔

(۲)"المصطلحات الأربعة"ص:(۵-۴۷) سے معمولی تصرف کے ساتھ اخذ کیا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳- قرآنی آیات کی اس تفسیر کے ذریعے شروع سے لیکر اب تک تمام کے تمام اہل لغت اور ائمہ کرام کی مخالفت کی، مزید بر آں مؤلف خود اس بات کا اقراری ہے کہ ان کے اس موقف کی تائید سلف میں سے کسی سے بھی حاصل نہ ہو سکی، لہذا اس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے امت مسلمہ کے سلف سے ہٹ کر قرآن مجید کا مفہوم سمجھا۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "فرعون نے کہا تھا: وہ کون ہے جسے تو سمجھتا ہے کہ وہ میرے علاوہ رب العالمین ہے"[1] سلف صالحین اور بعد میں آنے والے تمام مفسرین نے ان آیات کی یہی تفسیر بیان کی ہے

۴- مؤلف نے عقل اور نصوص دونوں کی مخالفت کی: نصوص کی مخالفت ہم سابقہ نکات میں بتلا چکے ہیں، جبکہ عقل کی مخالفت اس طرح کہ: موسی علیہ السلام اور فرعون کے واقعے کا تاریخ پس منظر مودودی کی بیان کردہ تفسیر کو مسترد کرتا ہے؛ کیونکہ موسی علیہ السلام پر شرعی احکام تو نازل ہی اس وقت ہوئے ہیں جب موسی علیہ السلام مصر سے نکل پڑے تھے اور فرعون اپنی قوم سمیت ہلاک ہو چکا تھا، تو ایسے میں موسی علیہ السلام کس طرح فرعون سے نفاذ شریعت کا مطالبہ کر سکتے تھے؟ حالانکہ ابھی تک تو شریعت موسوی نازل ہی نہیں ہوئی تھی؟!

ہمارا یہ اعتراض اسلام کی اس منحرف تحریف کے گھٹنے ٹیکنے والا ہے؛ اس کا کسی بھی صورت میں مطلق طور پر جواب نہیں دیا جاسکتا، اعتراض اسی وقت ختم ہو گا جب قرآن کریم کی اس منحرف تفسیر سے ہاتھ دھوئیں گے اور قرآن کریم کو فہم سلف صالحین کے مطابق سمجھیں گے۔

۵- کتاب و سنت کی روشنی میں انبیائے کرام کی دعوت ابتدائی مراحل میں لوگوں

---

(۱) تفسیر ابن کثیر (۱۳۸/۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے عقائد درست کرنے پر مرکوز ہوتی ہے، اس میں لوگوں کو وحدانیت الٰہی کی جانب بلایا جاتا ہے، صرف ایک اللہ کی دعوت دی جاتی ہے، پھر جب عقیدہ توحید لوگوں کے دلوں میں راسخ ہو جائے تو بقیہ شرعی احکام نازل ہوتے ہیں۔

فضیلۃ الشیخ حافظ حکمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "جن امتوں کی جانب اللہ تعالی نے رسولوں کو مبعوث فرمایا اور اپنی کتابیں نازل فرمائیں ان میں سے اکثریت نے الوہیت میں شرک کیا ہوا تھا، البتہ خالق کائنات کا انکار صرف دہریت[۱] اور ثنویت[۲] کے قائلین سے ہی منقول ہے، ان کے علاوہ جتنے بھی لوگ ہیں جنہوں نے محض ضد کی بنا پر رسولوں کی دعوت کا انکار کیا جیسے کہ فرعون اور نمرود وغیرہ تھے یہ سب لوگ باطنی طور پر ربوبیت کا اقرار کرتے تھے۔۔۔ جبکہ بقیہ مشرکین ربوبیت کا ظاہری اور باطنی ہر اعتبار سے اقرار کرتے تھے، جیسے کہ قرآن مجید میں یہ بات صراحت کے ساتھ موجود ہے"[۳]

پھر مؤلف کی دیگر تالیفات بھی اسی منہج پر رونما ہوئیں جن میں اسی منحرف تفسیر کو مدلل اور اس کے لیے مزید اصول وضوابط پیش کئے گئے جن کے نتائج میں موجودہ تباہ کن خارجی فکر نے جنم لیا، تو ان اصول وضوابط میں سے بعد میں آنے والے خارجیوں کے لیے اہم ترین اصول اور ضابطہ یہ ہے کہ تمام کے تمام مسلم حکمرانوں کو بلا استثنا کافر قرار دے دیا گیا چنانچہ ان کا لکھنا ہے کہ: "ہماری ساری زمین کے لوگوں کے لیے دعوت یہ ہے کہ موجودہ جتنی بھی حکومتوں کے دستور ہیں ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور ان کا دھڑن تختہ کر دیں، انہی دستوروں کی وجہ سے طاغوت اور فاجر لوگ ظلم واستبداد ڈھا رہے ہیں، انہوں نے ہی سرزمین

---

(۱) اس سے مراد ایسے لوگ ہیں جو زمانے کو ہر چیز سمجھتے ہیں اور وجود باری تعالی کے منکر ہیں۔[مترجم]

(۲) اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو خیر اور شر کو اس کائنات کی اصل مانتے ہیں۔[مترجم]

(۳) "معارج القبول" (۱/۲۷۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو خرابیوں سے بھرا ہوا ہے، نظریاتی اور علمی امامت ان سے چھین لی جائے، تاکہ یہ ان لوگوں کے ہاتھ میں آجائے جو اللہ تعالی اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، اُسی کے لیے دین حق کو اپنا دین مانتے ہیں اور وہ سرزمین پر تکبر اور فساد نہیں پھیلانا چاہتے "(۱)

مودودی کی دعوت اسی نہج پر جاری و ساری رہی اسی دعوت کو مودودی نے اپنا دین اور منہج اختیار کیا، بلکہ یہاں تک صراحت سے کہہ دیا کہ یہ انقلابی دعوت جو میں نے قائم کی ہے اور اپنی کتابوں اور تحریروں میں اس کی دعوت دی ہے، دنیا میں یہی ان کا مقصد حیات ہے اور وہ اسے حصولِ رضائے الہی کا راستہ سمجھتے ہیں!

یہ دیکھیں ان کی بات نقل کرتے ہیں: "امید ہے کہ آپ کے لیے ہماری تحریروں اور رسائل سے یہ بات واضح ہو چکی ہو گی کہ یہ جو ہم اس وقت جد وجہد اور تگ و دو کر رہے ہیں اس کا ایک ہی مقصد ہے اور وہ یہ کہ ملکی قیادتوں کے خلاف انقلاب بپا ہو جائے، میرا مقصود یہ ہے کہ اس دنیا میں ہم جو ہدف پانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ اس دھرتی کو فاسقوں، فاجروں کی حکومتوں سے پاک کریں، یہاں پر خلافت راشدہ قائم کریں۔ ہم اس جہد مسلسل کو ہی سمجھتے ہیں کہ یہ رضائے الہی پانے کا سب سے بڑا اور بہترین ذریعہ ہے، یہ دنیا اور آخرت میں رضائے الہی پانے کا اعلی ترین ذریعہ ہے "(۲)

یہ ہے وہ بنیادی نکتہ جس پر مودودی کے تمام منحرف اصول و قواعد قائم ہیں اور اسی پر بعد میں تکفیر کا ڈھانچہ کھڑا ہوا، چنانچہ مودودی کے بعد آنے والوں نے ایک قدم آگے بڑھتے ہوئے حکمرانوں کے حاشیہ نشینوں کو بھی کافر قرار دے دیا؛ کیونکہ کافر کے لیے لڑنے والا بھی کافر ہی ہوتا ہے، پھر اسلامی ممالک کو دار الکفر قرار دیا گیا؛ کیونکہ یہاں پر جو پرچم لہلہاتا ہے وہ

---

(۱)"تذکر یا دعاة الإسلام" ص:(۱۰)

(۲)"الأسس الأخلاقية للحركة الإسلامية" ص:(۱٦)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کفر کا نمائندہ ہے!!

تیسرے مرحلے کے خارجیوں کے نامور مناظر سید فضل کے مطابق: "مسلمانوں کے ایسے ممالک جہاں پر آج وضعی قوانین رائج ہیں ان کے بارے میں بڑے ہی خطرناک احکام ہیں؛ چنانچہ ان احکامات میں سے کچھ یہ ہیں:

- ان ممالک کے حکام کفر اکبر کرنے والے کافر ہیں، اور وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔
- ان ممالک کے قاضی بھی کفر اکبر کرنے والے کافر ہیں۔
- اس ملک کی دستوری پارلیمنٹ، ایوان بالا اور ایوان زیریں کے تمام ممبران کفر اکبر کرنے والے کافر ہیں۔
- پارلیمنٹ کے ممبران کو منتخب کرنے والے لوگ بھی کفر اکبر کرنے والے کافر ہیں؛ کیونکہ وہ اپنے ووٹ کے ذریعے اللہ کو چھوڑ کر ان ممبران کو شریعت سازی کا اختیار دیتے ہیں۔ اسی طرح وہ سب لوگ بھی کافر ہیں جو ان انتخابات میں حصہ لینے کی تلقین کرتے ہیں یا لوگوں کو اس میں شرکت کے لیے ترغیب دلاتے ہیں۔
- ان حالات میں دفاعی افواج کے جوان بھی کفر اکبر کرنے والے کافر ہیں؛ کیونکہ یہ فوجی طاغوتی راہوں کے جنگجو ہیں، بلکہ وہ سب لوگ میں کافر ہیں جو ان کفریہ حکومتوں کا ہتھیاروں سے دفاع کرتے ہیں جیسے کہ فوج اور دیگر سیکورٹی ادارے یا قلم و زبان سے دفاع کرتے ہیں جیسے کہ صحافی، میڈیا کے افراد اور علماء حضرات۔
- ان ممالک کے حکمرانوں کی اطاعت کرنا مسلمانوں کے لیے جائز نہیں ہے۔"(۱)

سید فضل کے یہ چھ اصول اصل میں اس پہلے اصول کے ذیلی نتائج ہیں جو کہ مودودی نے بیان کیا تھا کہ ان ممالک کے تمام حکمران کافر ہیں۔

---

(۱) "الجامع" ص: (۵۳۹-۵۴۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح مودودی کے بنائے ہوئے اصولوں میں سے یہ بھی ہے کہ: اس وقت ملت اسلامیہ کا وجود ہی نہیں ہے، نیز اسلامی ممالک میں موجود یہ بکھری ہوئی اسلامی جماعتیں یہ سب کی سب ایک بڑی جماعت بنانے کی بنیادی اینٹیں ہیں، اس اصول کے بھی ذیلی نتائج کی صورت میں دیگر ذیلی اصول پیدا ہوئے کہ جن کا ذکر جلد ہی کیا جائے گا۔

تو یہ کہنا کہ ایک ملت بنانے کی ضرورت ہے پھر اس کے ساتھ حکمرانوں کی تکفیر مطلق کو بھی شامل کر لیا جائے تو اس سے بھی خارجی فکر رونما ہوتی ہے۔

مودودی کا یہ اصول اصل میں ایک خطاب ہے جو بعد میں "شهادة الحق" کے نام سے طبع ہوا، اس میں لکھا ہے کہ: "اسلام کا تقاضا ہے کہ اجتماعی طور پر کام کریں، اور یہ کام اس وقت تک تنگ گلی میں ہو گا جب تک معاشرتی زندگی کی باگ ڈور کافر حکمران کے ہاتھ میں ہو گی، مکمل طور پر اقامت دین کے بغیر کوئی چارا نہیں ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب تمام مسلمان ایک جان بن کر ایسے تمام لوگوں کی جارحیت کا جواب دیں جو ان کے راستے میں رکاوٹ بنے"

پھر اس کے بعد لکھا ہے کہ: "ایک ہی ہدف کے لیے ایک سے زائد جماعتوں کا سامنے آنا کوئی اچھی بات نہیں ہے، لیکن اس میں ہمارے لیے اس وقت تک کوئی مشکل نہیں ہے جب تک پوری امت کی ایک ہی جماعت نہ بن جائے اور پھر اس جماعت سے باہر نکلنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو گا"[١]

یہ اس رسالے کا خلاصہ ہے، تاہم اس رسالے میں موجود شرعی خلاف ورزیوں کا ذکر کرنے سے پہلے ہم ایک اہم مسئلے کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں کہ کسی بھی مسلمان خلیفہ پر تمام مسلمان متحد ہو جائیں اس میں اسلام اور مسلمانوں کے لیے بہت ہی خیر ہے، یہ امر شرعی ضوابط

---

(١) "شهادة الحق" ص: (٣٦-٤٢) معمولی تصرف کے ساتھ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اصولوں کے عین مطابق ہے کہ شرعی اصول ہمیں متحد رہنے اور بکھرنے سے روکتے ہیں۔

"شهادة الحق" نامی رسالے میں شرعی خلاف ورزیاں درج ذیل ہیں:

۱- یہ کہنا کہ تنظیم سازی کی جائے تاکہ بڑی اسلامی جماعت بن سکے یہ ایک ایسا نظریہ ہے جس کی کتاب و سنت میں کوئی دلیل نہیں ہے، نہ ہی کسی معتبر عالم دین سے سلف و خلف میں ایسا کوئی موقف سامنے آیا ہے؛ حالانکہ افضل ترین صدیوں کے اواخر میں امت بکھر چکی تھی؛ لیکن اس کے باوجود بھی کسی معتبر عالم دین نے یہ نہیں کہا کہ اب چونکہ امت اسلامیہ کا وجود نہیں رہا لہذا امت کو وجود میں لانا چاہیے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "سنت تو یہی ہے کہ تمام مسلمانوں کا ایک ہی امام اور حکمران ہو باقی تمام اس کے ماتحت گورنر ہوں، تاہم اگر امت ایک حکمران کے ماتحت نہیں رہتی اور کچھ لوگ نافرمانی کرتے ہوئے الگ دھڑا بنا لیتے ہیں اور بقیہ لوگ بھی انہیں متحد نہیں کر پاتے، یا کسی اور سبب سے الگ الگ دھڑے بن جاتے ہیں تو پھر ہر حکمران پر واجب ہے کہ حدود کا نفاذ کرے اور تمام لوگوں کے حقوق کو تحفظ دے"[۱]

۲- جب اسلامی ممالک میں حکمران کی بیعت کا سلسلہ پہلے سے موجود ہو اور پھر اس ملک کے اندر تنظیم سازی کی دعوت دینا کہ ہر جماعت اور تنظیم کا الگ امیر ہو تو یہ شرعی اعتبار سے درست نہیں ہے، نیز ایسے کاموں کے لیے دلیل تلاش کرنا خیالی پلاؤ بنانے سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔

۳- تنظیمیں اور دھڑے بندیاں بنانے کی دعوت اگرچہ اسلام کے لبادے میں چھپ کر ہی کیوں نہ دی جائیں اس سے امت میں تفرقہ، کمزوری اور انتشار ہی بڑھتا

---

(۱) "مجموع الفتاوی" ص: (۳۴/۱۷۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، کہ ہر جماعت کے لیے جب الگ امیر ہو اور پھر اسلام کے متعلق ان کا نظریہ دیگر جماعتوں سے الگ ہو!! تو ان کاموں سے امت مضبوط ہونے کی بجائے کمزور ہی ہوتی ہے، اس پر مستزاد یہ کہ اس سے خوفناک نتائج اور سنگین نقصانات سامنے آتے ہیں، اس کے لیے زمینی حقائق سے بھرپور سرزمین افغانستان کوئی دور نہیں ہے!!

۴- ایسی جماعتوں میں عام طور پر خفیہ کام کیا جاتا ہے جو کہ شرعی نصوص سے بالکل متصادم عمل ہے۔

۵- ایسی جماعتیں آخر کار اپنے ماننے والوں کو ایک ہی بات کی دعوت دیتی ہیں کہ جو بیعت پہلے سے لوگوں کے گلے میں موجود ہے اسے اتار پھینکیں اور دوسروں کی بیعت کر لیں، حالانکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: (**جو شخص تمہارے پاس پھوٹ ڈالنے کے لیے آئے اور تم اپنے کسی ایک آدمی کے حکمران ہونے پر متفق ہو اور وہ تمہیں بکھیرنا چاہیے تو تم اسے قتل کر دو**)[۱]

۶- جب آپ کسی ایک حکمران پر متفق ہوں تو ان سے بغاوت اختیار کرنا شرعی مخالفت ہے، لیکن امت میں سے کسی بھی اہل علم نے یہ نہیں کہا کہ کسی ایک حکمران سے خروج اور بغاوت دائرہ اسلام سے خارج کر دیتی ہے، لیکن مودودی صاحب اسی چیز کے قائل ہیں، اب شام اور عراق میں داعش یہی کام کر رہی ہے؛ کیونکہ جو شخص بھی داعش سے منسلک نہ ہو تو داعش اسے مرتد اور اسلام سے خارج سمجھتی ہے، پھر داعش کی جانب سے مسلمانوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر دیا جاتا ہے اور مستزاد یہ کہ اس پر فخر بھی کیا جاتا ہے!! کیوں؟! صرف اس لیے کہ وہ داعش میں شامل نہ ہونے کی وجہ سے مرتد ہو گئے ہیں اور یہی بات

---

(۱) صحیح مسلم حدیث نمبر: (۱۸۵۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مودودی کہتا ہے!!

بعد میں آنے والے لوگوں نے اس قاعدے سے مزید منحرف اصول بھی کشید کیے ہیں، جن میں سے کچھ یہ ہیں کہ: تمام کی تمام اسلامی حکومتیں کالعدم ہیں؛ کیونکہ سب مسلمانوں کا متحدہ کوئی ایک خلیفہ نہیں ہے۔ ان کے مطابق یہ بھی ہے کہ: "**جس نے اطاعتِ امیر سے ہاتھ نکال لیا تو وہ قیامت کے دن اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کے پاس [عذر کے لیے] کوئی حجت نہ ہو گی اور جو اس حال میں مرا کہ اس کی گردن میں کسی کی بیعت نہ تھی تو وہ جاہلیت کی موت مرا**" اس بیعت سے مراد وہ بیعت ہے جو تمام مسلمانوں کی ایک خلیفہ اور حکمران کے لیے ہو۔۔۔"[1]

اب اس بات کے اثرات یوں نکلے کہ مسلم ممالک کے خلاف ہتھیار اٹھا لیے گئے، جیسے کہ ابو قتادہ نے کہا: "جہادی تحریکوں کی ترجیحی کوشش یہ ہونی چاہیے کہ تمام بکھرے ہوئے مسلمانوں کو یک جا کریں، یعنی خلافت رفتہ کو دوبارہ قائم کریں؛ کیونکہ جب خلافت ہی باقی نہ رہے تو پھر امت بکھر جاتی ہے اور امت پھر امت کہلانے کے قابل نہیں رہتی"[2] اس پر جوانوں نے اپنے تئیں دوبارہ سے خلافت قائم کرنے کے لیے اسلحہ اٹھا لیا!!

ابو الاعلیٰ مودودی کی کتابوں کی وجہ سے پیدا ہونے والے تباہ کن اولین نظریات کہ اس سے پہلے ایسے نظریات کبھی بھی سامنے نہیں آئے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ علمائے امت کے بارے میں زبان درازی کرتے ہوئے کہ کہہ دیں کہ: یہ تو درباری ملا ہیں!

---

(۱)"لزوم الجماعة" از وسیم فتح اللہ:(۷-۸)

(۲)"الجهاد والاجتهاد" ص:(۶۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو الاعلی مودودی کے کچھ رسائل کے آخر میں مودودی کی دعوت کا خلاصہ بیان کیا ہوتا ہے کہ:

"یہ ہمہ قسم کے طاغوتوں کے خلاف زبانی اور سنانی جہاد کے ذریعے عقیدہ توحید کی تکمیل ہے، یہ شرعی علوم کو ان کے اصل اور صاف مصادر سے حاصل کرنے کی دعوت ہے جو کہ درباری ملاؤں کے صنم کو توڑنے کے لیے ہے! تاکہ دین کو خراب کرنے والے راہبوں اور احبار کی تقلید کا خاتمہ ہو انہوں نے ہی مسلمانوں کو دھوکے میں رکھا، یہ دعوت تمام گوشوں میں جہاد کا پرچم بلند کرنے کی سنجیدہ کوشش ہے، یہ ایک جدوجہد ہے جو کہ طاغوتوں اور ان کے ہم نواؤں، یہودیوں اور ان کے حلیفوں سے قتال کے لیے جاری ہے؛ صرف اس لیے کہ مسلمانوں کو ان کے چنگل سے آزاد کروایا جائے"[۱]

یہ مودودی کی پیدا کی ہوئی فکر اور اس کے منہج کا خلاصہ ہے، ہم اس مرحلے کے اختتام سے پہلے ذکر کریں گے کہ تکفیری اور تباہی والی فکر کے حاملین اور ان کے نامور مناظرین مودودی سے پیار محبت کرتے ہیں بلکہ اپنے جہادی افکار کو مہمیز دینے کے لیے مودودی کی کتابوں کو سب سے پہلے درجے میں رکھتے ہیں۔

(۱) دیکھیں: "المصطلحات الأربع" اور دیگر کتابوں کا اختتامیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا باب: پہلے مرحلے میں سید قطب کا کردار

مقدمہ

مودودی کی جانب سے پیش کی جانے والی اسلام کی منحرف اور بدعی تشریح جو کہ شرعی اصول وضوابط سے بھی کہیں بعید تھی تو امت کے سلف صالحین سے بھی دور تھی اس تشریح کو سید قطب نے نگل لیا بلکہ سیر اب ہو کر اسے نوش بھی کیا حتی کہ پینیدے میں بچی ہوئی گاد اور جھاگ بھی نہیں چھوڑی، جیسے کہ ہم سید قطب کی کتابوں میں سے قطعی دلائل کے ساتھ اسے بیان کریں گے۔

ان دلائل کو ذکر کرتے ہوئے ہر انصاف پسند شخص پر یہ عقدہ کھلے گا کہ سید قطب کی فکر در حقیقت فکرِ مودودی اور منہجِ مودودی کا تسلسل ہے؛ البتہ سید قطب اپنے پیشوا سے بھی آگے بڑھ گئے اور اپنے بعد آنے والوں کو خارجی فکر نقش کرنے کے لیے خوب محنت کا بوجھ دے گئے؛ اس کے کئی اسباب ہیں ہم عنقریب انہیں بھی ذکر کریں گے۔

سید قطب نے فکرِ مودودی کو اچھی طرح ذہن میں نقش کیا اس پر دو طرح کے دلائل ہیں:

- عمومی دلائل: اسلام کی منحرف تشریح میں بہت زیادہ حد تک اتفاق پایا جاتا ہے جو کہ بسا اوقات ایک جیسے جملوں تک بھی پہنچ جاتا ہے، جیسے کہ ہم سید قطب کی کتابوں سے جب نقل کریں گے تو یہ بات واضح ہو جائے گی۔
- خصوصی دلائل: جو کہ درج ذیل ہیں:

۱- علی عشماوی اپنی کتاب "التاريخ السري لجماعة الإخوان المسلمين" میں لکھتا ہے: "ہمارے پاس سید قطب کا جیل سے ایک خط آیا جو کہ دس صفحات پر مشتمل تھا اور یہ خط عقیدے کے موضوع پر ہاتھ سے لکھا ہوا تھا، سید قطب نے ہمیں سب سے پہلے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے عقائد درست کرنے کی وصیت کی، پھر مخصوص کتابیں پڑھنے کا حکم دیا جن میں مودودی کی کتابیں بھی شامل تھیں ان میں "المصطلحات الأربع" خصوصی طور پر ذکر کی گئی تھی"[1]

پھر ایک اور جگہ لکھا ہے کہ: "اس انداز سے عقیدہ پڑھنے کا حکم ہمارے لیے نیا حکم تھا، اس سے یوں محسوس ہوتا تھا کہ لوگ اپنے دین سے کوسوں دور ہو چکے ہیں اور وہ حقیقی مسلمان بھی نہیں رہے، اس احساس پر بہت سے خطرناک نتائج مرتب ہوتے نظر آتے تھے، ان میں سے کچھ یہ ہیں: لوگوں کو کافر سمجھیں، ان کے ذبح شدہ جانور کا گوشت مت کھائیں اور نہ ہی ان کے ساتھ شادی بیاہ کریں"[2]

مذکورہ بالا دو اقتباسات سے تین خطرناک چیزیں عیاں ہوتی ہیں:

- سید قطب مودودی کی فکر سے مکمل طور پر متاثر ہوئے اور اسی لیے مودودی کی کتابیں پڑھنے کا حکم دیا۔
- تکفیری بیانیہ سید قطب کے ہاں وسیع تر ہو گیا، یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ: تکفیر کے منفی اثرات اسلامی معاشروں پر منطبق ہونا شروع ہو گئے۔
- کارکنوں نے معاشروں کے کافر ہونے کا دل میں احساس کیا اور یہ کہ ان کا ذبیحہ کھانا اور ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنا جائز نہیں ہے۔

۲- سید قطب کے مودودی فکر کو مکمل طور پر اپنانے کی شیخ یوسف قرضاوی کا قول بھی ایک دلیل ہے، ان کا کہنا ہے کہ: "سید قطب اخوان المسلمین کے مؤسس امام حسن البنا کے بہت بڑے مداح تھے، لیکن قطب نے اپنی کتابوں میں حسن البنا کے موقف کو اس طرح بیان نہیں کیا جیسے شیخ ابو الاعلی مودودی کی فکر کو نقل کیا ہے، سید قطب مودودی

---

(۱) "التاريخ السري لجماعة الإخوان المسلمين" ص: (۱۵۹)

(۲) "التاريخ السري لجماعة الإخوان المسلمين" ص: (۷۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بہت زیادہ متاثر تھے قطب نے مودودی سے ہی حاکمیت اور جاہلیت سے متعلق نظریہ لیا تھا، لیکن قطب نے مسلم معاشروں کو کافر اور انہیں جاہلیت کا الزام دیا جو کہ مودودی کے موقف سے یکسر مختلف ہے"[1] اور قرضاوی -اللہ انہیں معاف فرمائے- سید قطب کے بارے میں غلط بات نہیں کہہ سکتے۔

اس اقتباس میں قرضاوی کا یہ کہنا کہ:"لیکن قطب نے مسلم معاشروں کو کافر اور انہیں جاہلیت کا الزام دیا جو کہ مودودی کے موقف سے یکسر مختلف ہے" یہ غیر محتاط عبارت ہے اس میں باریک بینی نہیں ہے؛ کیونکہ سید قطب کے افکار مودودی کے پیدا کردہ تباہ کن اصولوں کا ہی تو حاصل تھے۔

کیونکہ مودودی صاحب نے تین تباہ کن اصول ایجاد کئے اور بعد میں انہی تین اصولوں پر تکفیری اور تفجیری سوچ پروان چڑھی، مودودی کی کتابوں کو کھنگالنے کے بعد وہ تین اصول اس طرح ملتے ہیں:

۱- مسلم حکمران طاغوت اور کافر ہیں، انہیں ان کے منصب سے ہٹانا لازمی ہے۔
۲- اسلام کا سب سے بڑا منشا یہ ہے کہ مسلمانوں کی ایک ہی جماعت اور ملت ہو۔
۳- امت کے علمائے کرام چونکہ درباری ملا ہیں اس لیے ان سے تعلق ختم کر دیا جائے۔

اللہ کی قسم! اگر میں فکرِ خوارج پر نظر رکھنے والے کسی محقق پر قسم ڈالوں تو وہ یقینی طور پر تسلیم کرے گا کہ فکرِ خوارج انہی تین اصولوں پر قائم ہے۔

اس کے نتیجے میں نوجوانانِ اسلام نے اسلحہ اٹھایا اور ٹنوں کے حساب سے دھماکہ خیز مواد پھاڑا، مسلمانوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کیا، یہ سب کیوں؟

اس لیے کہ حکمران مرتد اور طاغوت ہیں، اس لیے ان کے ہاں کسی ایسی حکومت کا قیام

---

(۱) شیخ یوسف قرضاوی کی ویب سائٹ پر یہ موقف دیکھ سکتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناگزیر ہے جو اسلامی مملکت کہلائے؛ چنانچہ اگر علمائے کرام اور اصلاح پسند لوگ ان کے ان اقدامات کو مسترد کریں تو خارجی ان کو درباری ملا کہنے لگتے ہیں۔

اب میں فکرِ سید قطب کے گوشے بیان کرتا ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں سید قطب پر کوئی الزام عائد نہیں کرنا چاہتا، ہم تو صرف ان کے افکار ذکر کریں گے، انہوں نے جو کچھ قلم و قرطاس کے حوالے کیا ہے وہ بیان کریں گے، نیز ہم صرف اسی کو خارجی فکر میں ملوث کہیں گے جس کے پاس ذی الخویصرہ کے افکار ہوں گے۔

سید قطب کا دور ایسا دور تھا کہ جس میں اسلام اور اہل اسلام پر مشرق و مغرب ہر طرف سے حملے کیے جا رہے تھے اور اس دور میں سید قطب نے اسلام کا مکمل دفاع کیا حالانکہ اس وقت وسائل بھی بہت کم تھے، ان کے اس عمل کو منحرف افکار کی ترویج کے لیے دلیل نہیں بنایا جا سکتا کہ وہ اسلام کی سیاسی تشریح شروع کر دیں؛ کہ اسی سیاسی تشریح نے ہی موجودہ نتائج برآمد کیے ہیں، یہی نتائج سید قطب کے آخری ایام میں سید قطب کی ہی تحریروں میں ملتے ہیں، جیسے کہ ان کی کتاب "لماذا أعدموني" میں اس کا ذکر موجود ہے۔ یہ نتائج سید قطب کی وفات کے بعد بھڑک اٹھے اور انہی نتائج نے مال و جان کو دھماکوں سے تباہ کرنے تک پہنچا دیا۔

سید قطب کی کتابوں میں سے اقتباسات:

سید قطب کا کہنا ہے کہ: "یہ مہم -یعنی پورے عالم اسلام میں انقلاب بپا کرنے کی مہم- یہ کسی ایک علاقے کے لیے مختص نہیں ہے، بلکہ اسلام کا منشا یہ ہے کہ یہ انقلاب پوری دنیا میں بپا ہو اور اسلام کی نظروں میں یہی اصل ہدف اور مقصد ہے۔ مسلمانوں کے پاس یا (حزب اسلامی کے) ممبران کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ ہی نہیں ہے کہ وہ اس با مقصد انقلاب کے لیے اپنی کوششیں شروع کر دیں، اور جن علاقوں اور ملکوں میں وہ رہ رہے ہیں ان نظاموں کو بدلنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے پوری کوشش اور جدوجہد شروع کر دیں"[1]

ایک اور کتاب میں لکھا کہ:"انہیں معلوم تھا کہ توحید الوہیت اور اللہ تعالی کی وحدانیت کا معنی یہ ہے کہ: کاہنوں، قبائل کے سرداروں، امیروں اور حکمرانوں کے پاس جو زمام سلطنت ہے سب سے چھین کر اللہ کے سپرد کر دیں"[2]

پھر اسی کتاب میں رقم طراز ہیں کہ:"جاہلیت اللہ تعالی کی اس دھرتی کی سلطانی پر ڈاکہ ڈالنے پر قائم ہے، بلکہ الوہیت کی خصوصی خوبی یعنی حاکمیت پر ڈاکہ ڈالنے پر قائم ہے، کیونکہ جاہلیت ہی حاکمیت کو انسانوں کے اختیار میں دیتی ہے اور انہی کو رب بنا دیتی ہے"[3]

ایسے ہی سورہ ہود کی تفسیر میں لکھا ہے:"اس ممانعت سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ قوم شعیب مشرک تھی، وہ صرف ایک اللہ کی عبادت نہیں کرتے تھے، بلکہ قوم شعیب اللہ کے بندوں کو بھی اللہ کی سلطانی میں شریک سمجھتے تھے، نیز قوم شعیب کے لوگ اپنے لین دین اور معاملات میں اللہ تعالی کی عادلانہ شریعت سے رجوع نہیں کرتے تھے، بلکہ وہ خود ہی اپنے معاملات کے لیے خود ہی قوانین گھڑ لیتے تھے، اس لیے یہ ممکن ہے کہ قوم شعیب کا شرک اسی خصلت میں محصور ہو"[4]

سید قطب کا یہ بھی کہنا ہے کہ:"انسانیت بندوں کی بندگی اور ادیان کے ظالمانہ اصولوں کی جانب مرتد ہو کر پھر چکی ہے، لا الہ الا اللہ سے منہ موڑ چکی ہے، اگرچہ کچھ لوگ ابھی بھی

---

(۱)"في ظلال القرآن" از سید قطب: (۳/۱۴۵۱) حاشیہ نمبر: (۳۶)

(۲)"معالم في الطريق" از سید قطب، ص: (۹)

(۳)"معالم في الطريق" از سید قطب، ص: (۹)

(۴)"في ظلال القرآن" از سید قطب: (۱/۲۲۲)، طبع: دار شروق۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میناروں پر لا الہ الا اللہ کا آوازہ لگارہے ہیں"[1]

یہ بھی انہی کا کہنا ہے کہ: "اس وقت کوئی بھی اسلامی مملکت روئے زمین پر موجود نہیں ہے، نہ ہی کوئی مسلم سماج باقی ہے کہ جس میں لین دین کے اصول وضوابط اللہ کی شریعت ہو اور اسلامی فقہ اس میں کار فرما ہو"[2]

ایک جگہ لکھا ہے کہ: "الوہیت کے امتیازی خصائص یہ ہیں: ربوبیت، قوت فیصلہ، سلطنت اور حاکمیت"[3]

یہ بھی انہوں نے لکھا ہے کہ: "جاہلی ادوار میں الوہیت بہت ہی کم موضوع بحث بنی ہے؛ خصوصاً عربی جاہلیت میں، یہاں ربوبیت ہی صرف موضوع مباحثہ رہی ہے"[4]

ان تمام اقتباسات سے ہمارے لیے یہ بات تو واضح ہو جاتی ہے کہ:

- سید قطب اور مودودی کی فکر میں بہت حد تک مشابہت ہے۔
- عقیدہ توحید اور شرک کی ماہیت میں انحراف واضح ہے، نیز قطب کے ہاں الوہیت کا امتیازی وصف ہی یہ ہے کہ حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کی ہو۔

سید قطب کی جانب سے شرک کی توضیح سے یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ اس کے ہاں حاکمیت میں شرک ہی ان کے ہاں شرک ہے، جیسے کہ شیخ عبد اللہ الدویش نے اپنے "في ظلال القرآن" کے رد میں لکھا ہے کہ: "اس [قوم شعیب] کا شرک اللہ کے ساتھ غیر اللہ کی عبادت

---

(۱) "في ظلال القرآن" از سید قطب: (۲/۱۰۵۷)

(۲) "في ظلال القرآن" از سید قطب: (۴/۲۱۲۲)

(۳) "في ظلال القرآن" از سید قطب: (۴/۱۸۵۲)

(۴) "في ظلال القرآن" از سید قطب: (۴/۲۱۱۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا، جیسے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: {قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ نَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ} انہوں نے کہا: اے شعیب! کیا تمہاری نماز تمہیں حکم دیتی ہے کہ ہم انہیں چھوڑ دیں جن کی ہمارے آبا عبادت کرتے تھے، یا ہم اپنی دولت میں من مانیاں کرنا چھوڑ دیں، بیشک توں تو بھلا اور سمجھدار ہے۔[ھود:۸۷] سید قطب نے یہ بھی کہا ہے کہ: " انسانیت بندوں کی بندگی اور ادیان کے ظالمانہ اصولوں کی جانب مرتد ہو کر پھر چکی ہے، لا الہ الا اللہ سے منہ موڑ چکی ہے، اگرچہ کچھ لوگ ابھی بھی میناروں پر لا الہ الا اللہ کا آوازہ لگا رہے ہیں؛ لیکن پوری انسانیت کو اس کلمے کے صحیح مفہوم کا ہی علم نہیں ہے ان میں دھرتی پر مشرق و مغرب میں لا الہ الا اللہ کا آوازہ میناروں پر لگانے والے بھی شامل ہیں، انہیں اس کلمے کی حقیقت کا ہی ادراک نہیں ہے، بلکہ ان لوگوں کا گناہ اور قیامت کے دن عذاب؛ باقی لوگوں سے زیادہ ہو گا؛ کیونکہ یہ لوگ ہدایت واضح ہو جانے کے بعد اور اللہ کے دین میں داخل ہونے کے باوجود مرتد ہو گئے ہیں اور لوگوں کی بندگی میں مگن ہیں"(۱)

سید قطب کے اس پیرائے میں اسلامی معاشروں کو کافر قرار دینے کا بیانیہ بالکل واضح ہے۔

سید قطب کے منحرف اصولوں میں یہ بھی شامل ہے کہ: لوگوں کو الگ تھلگ رہنے کی تلقین ہو، اسلامی معاشرے اور کمیونٹی کو مسجدوں سے دور کیا جائے۔

جیسے کہ اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ: {وَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى وَأَخِيهِ أَنْ تَبَوَّآ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوتًا وَاجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ} [یونس:۸۷] اللہ تعالی ہمیں جاہلیت کے معبد خانوں [یعنی مسجدوں] سے دور

---

(۱) "في ظلال القرآن" از سید قطب: (۲/۱۰۵۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہنے اور حقیقی مسلمانوں [یعنی خارجیوں] کے گھروں کو مسجد بنائیں، تا کہ آپ اپنے آپ کو جاہلیت پر مبنی معاشرے سے الگ تھلگ سمجھیں!!"[1]

سید قطب کی اس گفتگو پر غور فکر کرنے سے درج ذیل خطرناک موشگافیاں نظر آتی ہیں:

- اللہ تعالی نے جن مساجد کو پسند فرمایا انہیں پاک صاف اور خوشبو دار رکھنے کا حکم دیا، انہی مسجدوں کو سید قطب نے جاہلیت کے معبد خانے قرار دیا ہے۔
- جن نصوص میں صریح احکام کے ساتھ مسجدوں کی حسی اور معنوی آبادکاری کا حکم دیا گیا ہے ان سے تصادم اختیار کرتے ہوئے انہیں چھوڑ دینے کا حکم دیا۔
- گھروں میں نماز پڑھنے کی تلقین کی؛ حالانکہ شرعی اعتبار سے ایسا شخص منافق ہے، بلکہ ایسے لوگوں کے گھروں کو آگ لگانے کا نبی ﷺ نے ارادہ فرمالیا تھا۔
- تنہائی اور الگ تھلگ رہنے کا حکم دیا؛ حالانکہ یہ نبی ﷺ کی تعلیمات سے بالکل متصادم ہے جن میں لوگوں کے ساتھ گھل مل کر رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور ان کی طرف سے ملنے والی تکلیف پر صبر کی تلقین ہے۔
- سید قطب نے اسلامی معاشروں کو کافر قرار دیا اور انہیں جاہلی معاشرے سے تعبیر کیا۔

سید قطب نے جن نظریات کی دعوت دی ہے ان میں یہ بھی شامل ہے کہ: امت کو علمائے کرام سے الگ تھلگ کر دیا جائے؛ پھر اپنے اس نظریے کے لیے سید قطب نے عجیب و غریب حجت گھڑی جو کہ اصل میں ایک شبہے کا شاخسانہ ہے، سید قطب نے لکھا ہے کہ: "اس دین کی سمجھ وہیں پہ ہی آتی ہے جہاں عملی جہاد ہو، لہذا دین کسی ایسے عالم سے نہیں لینا چاہیے جو

---

(۱)"في ظلال القرآن" از سید قطب: (۳/۱۸۱۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جہادی نہ ہو"[۱]

اس شرط کا تقاضا یہ ہوا کہ علم صرف اسی سے لیا جائے جو بم دھماکے کرتا ہو، مسلمانوں کو کافر سمجھے؛ حقیقت میں جہاد سے مراد ہی یہ ہے کہ مسلم حکمرانوں کے خلاف علم بغاوت بلند کر دو۔

بعد میں آنے والوں نے اس بات کو لیکر خوب ڈھنڈورا پیٹا اور ابو محمد مقدسی نے یہاں تک کہہ دیا: "اس لیے مجاہدین کو ایسے کسی بھی فقیہ اور مناظر کی ضرورت نہیں ہے جو مجاہدوں کی صفوں میں شامل نہ ہو؛ کیونکہ مجاہدین کو جو فقیہ رہنمائی دے رہے ہیں اور ان کے لیے جہاد اور قتال کے احکام منتخب کرتے ہیں وہ زیادہ بہتر، شفاف اور دشمن کے لیے مصیبت کا باعث ہیں، وہی سب سے زیادہ فقیہ اور صاحب بصیرت ہیں"[۲]

سید قطب نے یہ بھی لکھا ہے کہ: "توحید الوہیت نکتہ اختلاف نہیں ہے؛ بلکہ پیغام رسالت کا نکتہ اختلاف توحید ربوبیت تھا، آخری پیغام رسالت کو بھی اسی نکتے پر اختلاف کا سامنا تھا۔"[۳]

اس کا جواب دو طرح سے ہے:

- صحیح بات یہ ہے کہ انبیائے کرام اور رسولوں کا اپنی امتوں سے اختلاف توحید الوہیت میں تھا، جبکہ ربوبیت کے بارے میں اختلاف نہیں تھا؛ جیسے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: {وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ} اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت

---

(۱)"في ظلال القرآن" از سید قطب: (۱۷۳۵)

(۲)"القافلة تسير" از مقدسی: (۱)

(۳)"في ظلال القرآن" از سید قطب: (۴/۱۸۴۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے ہی پیدا کیا ہے۔ [الذاریات: ۵۶] بہت ہی نادر قسم کے لوگ تھے جن سے اختلاف توحید الوہیت میں تھا، جیسے کہ فرعون اور نمرود وغیرہ تھے۔

- اسلام کی منحرف تشریح نے اختلاف کو حاکمیت میں محصور کرنے پر مجبور کیا ہے اور اسی وجہ سے سید قطب نے معاملہ الٹ کر دیا اور کہہ دیا کہ الوہیت میں تو اختلاف تھا ہی نہیں؛ بلکہ اختلاف ربوبیت میں تھا!!

شیخ عبد العزیز ناصر رشید کہتے ہیں: "۔۔۔ جن مشرکوں کی جانب رسول اللہ ﷺ کو مبعوث کیا گیا تھا وہ اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ اللہ تعالی ہی خالق، رازق، زندہ کرنے والا اور مارنے والا ہے، وہی تمام امور کو چلا رہا ہے؛ لیکن اس اقرار کے باوجود وہ اسلام میں داخل نہیں ہو سکے؛ بلکہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے جنگیں لڑیں، ان کے مال و جان کو اپنے لیے حلال سمجھا"(۱)

ایک اور جگہ پر لکھتے ہیں: "توحید ربوبیت یہ اقرار ہے کہ اللہ تعالی ہی خالق، رازق، زندہ کرنے والا اور مارنے والا ہے، وہی تمام امور کو چلا رہا ہے، تو توحید کی اس قسم کا اقرار مشرکوں نے کیا تھا؛ لیکن ان کا یہ اقرار انہیں اسلام میں داخل نہیں کر سکا"(۲)

اقتباسات کا اختتامیہ

حاکمیت کے مسئلے کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا اور عوام الناس سمیت تمام حکمرانوں کو یک لخت کافر قرار دینا عہد قدیم میں صرف ایک ہی فرقے کا امتیازی خاصہ رہا ہے اور وہ ہیں خوارج! کیونکہ تاریخ اور آثار کی کتابوں میں یہ بات موجود ہے کہ انہوں نے ہی خلیفہ راشد علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت اور خروج کے وقت سب سے پہلے اس نظریے کا پرچار کیا؛ پھر

---

(۱) "التنبيهات على العقيدة الواسطية" ص: (۱۱)

(۲) "التنبيهات على العقيدة الواسطية" ص: (۱۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

کوفے کی مسجد ان کے اس نعرے سے گونجنے لگی: "لا حکم إلا لله"[1]

اور انہیں اسلامی تاریخ میں اسی نام سے پکارا جانے لگا؛ نیز انہیں "مُحَكِّمَة" بھی کہا گیا؛ کیونکہ انہوں نے اس نعرے کو اپنا شعار بنالیا تھا۔

چنانچہ ملت اسلامیہ کے علمائے کرام کا قاعدہ اور طریقہ ہے کہ جو بھی خارجیوں کا منہج اپنائے اور حاکمیت کے مسائل کو اچھالے، پھر اسی کی بنا پر لوگوں کو کافر قرار دے، کافر کہنے کے بعد لوگوں کی مال و جان کو اپنے لیے حلال سمجھے تو وہ مانے یا نہ وہ بھی انہی "مُحَكِّمَة" خارجیوں میں سے ہے، چاہے وہ اپنے آپ کو سنت کے لبادے میں چھپانے کی کوشش کرے اور امت کو درپیش مسائل پر مگرمچھ کے آنسو بہائے۔

---

(۱) مسلم: (۱۰۶۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسرا باب: معاصر خوارج سید قطب کے نظریات سے زیادہ متاثر کیوں ہوئے؟

۱- سید قطب ادیب شخص تھا، ان کا قلم بھی بہت رواں تھا، وہ اپنی تحریر کو ادبی انداز میں تحریر کرتا تھا، ان کے پاس جادوئی الفاظ تھے جو دلوں کو اپنے چنگل میں جکڑ لیتے تھے اور عقل کو اپنا اسیر بنا لیتے تھے۔

۲- سید قطب مودودی کی طرح محض نظریات تک ہی محدود نہیں رہا، بلکہ ان نظریات کو عملی جامہ بھی پہنایا، یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی سید قطب کی کتاب: "لماذا أعدموني" [مجھے کیوں لٹکایا؟] سمیت اخوانیوں کی خفیہ تاریخ بتلانے والی دیگر کتابیں پڑھے تو اسے یقین ہو جائے گا کہ سید قطب نظریات سے آگے بڑھ کر عملی اقدامات تک جا پہنچا تھا، اور اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ کسی بھی دعوت کا پھیلاؤ عملی طریقے سے زیادہ ہوتا ہے جو کہ زبانی دعوت سے زیادہ مؤثر بھی ہوتا ہے؛ اسی لیے تکفیر و تفجیر کے سرغنوں نے سید قطب کے لیے پہل کے اعزاز کو باقی رکھا؛ چنانچہ ایمن ظواہری کا کہنا ہے کہ: "دو میدانوں میں سید قطب اور ان کے ساتھیوں کا بہت نمایا کردار تھا:

عملی میدان: کیونکہ سید قطب کے قریبی ساتھیوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کا نشانہ موجودہ حکومت ہو؛ کیونکہ موجودہ حکومت اسلام سے متصادم ہے اور شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتی۔۔۔ اس طرح سید قطب اور ان کے قریبی ساتھی ان دونوں میدانوں میں سب سے آگے رہے"(۱)

۳- عالم اسلامی کے کچھ مشہور واعظین بھی ان کی فکر اور دعوت سے متاثر ہوئے جس سے ان کے نظریے کو خوب مہمیز ملی، بلکہ ان کے نظریے کے بعض حاملین جن کا تعلق مملکت سعودی عرب سے ہے وہ کہتے ہیں کہ: "عصرِ حاضر میں کسی نے بھی سید قطب کی طرح لا الہ الا اللہ کا عمدہ مفہوم نہیں لکھا، ظلال القرآن تفسیر پڑھ کر دیکھ لیں اس میں سینکڑوں

---

(۱) "فرسان تحت راية نبي" ص: (۱۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

صفحات پر مشتمل اس موضوع پر گفتگو کرتے ہیں"[۱]

یہ بڑی عجیب بات ہے کہ جو شخص کلمہ توحید کی حاکمیت اور ربوبیت سے تفسیر کرے اور یہ کہے کہ رسولوں اور انبیائے کرام کا اپنی امتوں سے جھگڑا توحید ربوبیت میں تھا توحید الوہیت میں نہیں تھا؛ کیا اس نے کلمہ توحید کا معنی سمجھا بھی ہے یا نہیں؟ وہ کیسے توحید کے متعلق سب سے اچھا لکھاری اور قلمکار ہو سکتا ہے؟!

۴- سید قطب کو انہی نظریات کی بنا پر قتل کیا گیا؛ اور ان کے قتل کی مداحوں کے دلوں میں باز گزشت اٹھی، چنانچہ ایمن ظواہری کے مطابق: "سید قطب کے شہید کئے جانے کے بعد ان کے موقف کو اتنی پذیرائی ملی کہ کسی اور کے موقف اتنی پذیرائی حاصل نہ کر سکے، ان کے رشحات قلم جو کہ حقیقت میں سید قطب نے خون دل سے لکھے تھے وہ مسلم نوجوان کی نظر میں ایک لمبے راستے کے لیے سرِراہ بن گئے"[۲]

لوگوں کا کہنا ہے کہ سید قطب نے اپنی جان کا نذرانہ اسلام کے اصولوں کے لیے پیش کیا؛ حالانکہ صحیح موقف یہ ہے کہ سید قطب نے اپنے خارجی اصولوں کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا؛ کیونکہ انہوں نے لکھا ہے کہ: "اب وہ وقت آ گیا ہے کہ مسلمان انسان اپنے سر کو اسلامی تحریک کے وجود میں آنے کے اعلان کے لیے پیش کر دے؛ کہ اب ایک ایسی تنظیم وجود میں آ چکی ہے جو کہ رجسٹرڈ نہیں، یہ تنظیم اس بنیاد پہ قائم ہے کہ یہ اسلامی نظام کے قیام کے لیے بنائی گئی ہے، اس نظام کے قیام کے لیے کوئی بھی طریقہ اپنایا جائے گا، اور یہی بات موجودہ زمینی قوانین کے مطابق ایسا جرم ہے جس کی سزا صرف موت ہے"[۳]

---

(۱) آڈیو کیسٹ: "شرح عقيدة طحاوية" ص: (۲/۱۸۶) سائیڈ الف بتاریخ: (۱۴۱۰/۱۱/۱۷)

(۲) "فرسان تحت راية نبي" ص: (۱۴)

(۳) مقدمہ از رسالہ: "لماذا أعدموني"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک سوال اور اس کا جواب:

کیا پہلے ذکر شدہ لوگوں کے علاوہ بھی افراد نے خارجی فکر کی نشو و نما کے لیے اس کے پہلے مرحلے میں کردار ادا کیا؟

جواب: اس فکر کی نشو و نما میں دیگر افراد کے کردار سے انکار ممکن نہیں ہے، لیکن مودودی اور سید قطب بہت سے معاملات میں دیگر افراد سے ممتاز ہیں، جن میں سے کچھ یہ ہیں:

- انہوں نے اس کے لیے تصنیف و تالیف کا سہارا لیا اور اس کے اصول و ضوابط قائم کر کے بیج بویا۔
- ان دونوں کی تمام تر تالیفات میں انہی اصولوں پر شدت کے ساتھ توجہ مرکوز رہی۔
- انہی تمام اصولوں نے معاصر خارجی فکر کو دوسرے اور تیسرے مرحلے میں پہنچنے کا موقع دیا؛ کیونکہ ان مراحل کے تمام تر ذیلی نظریات انہی اصولی نظریات کا نتیجہ ہیں جو کہ ان دونوں نے قائم کئے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ معاصر خارجی فکر کے مناظرین جب بھی اپنے منہج کے اولین سرخیل ذکر کرتے ہیں کہ جنہوں نے ان کے لیے خارجی فکر کا راستہ روشن کیا تو وہ انہی دونوں کا خاص طور پر بڑے ہی پرتپاک انداز میں بلاتردد ذکر کرتے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ان دونوں سے بڑھ کر کسی سے استفادہ نہیں کیا۔

چنانچہ ابو مصعب شامی کہتا ہے: "پاکستان میں پچاس کی دہائی میں عبقری اور یگانہ روز گار استاذ ابو الاعلی مودودی رحمہ اللہ کی تحریروں نے بڑا ہی بنیادی سیاسی ڈھانچہ کھڑا کر دیا تھا جس میں فکرِ جہاد کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، انہوں نے اس فکر کو اپنی کتابوں اور رسائل کے ذریعے عام کیا، انہوں نے اسلامی مملکت کے وجود کے لیے خوب لکھا؛ اس کے قیام کا طریقہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیان کیا، ان کی ایک اہم کتاب "المصطلحات الأربعة" ہے اور اس میں معاصر جہادی فکر کے بہت سے تاسیسی نظریات موجود ہیں"(۱)

پھر یہ بھی لکھا ہے کہ:"عصر حاضر میں جہادی فکر کا روح رواں بلاشک وشبہ سید قطب ہی ہے؛ ان کی کتاب "في ظلال القرآن" میں معاصر جہادی فکر کے تحریکی نظریات کا خلاصہ موجود ہے، اسی طرح ان کی کتاب:" معالم في الطريق" اپنے معمولی حجم کے باوجود غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے، ان میں اس فکر کا لب لباب موجود ہے، اس میں انقلابی اور جہادی فکر کے لیے مختلف تجاویز بھی ہیں، انہوں نے اس مرحلے کے لیے خصوصی طور پر اپنی دیگر کتابوں کی مدد سے معاصر تحریکی جہاد کے لیے مکمل منہج تیار کیا؛ چنانچہ سید قطب رحمہ اللہ کی فکر اور سوچ نے امت اسلامیہ کی بیداری کے لیے عمومی طور پر جبکہ اخوان المسلمین کی فکری بیداری کے لیے خصوصی طور پر معیاری تبدیلی بپا کی"(۲)

- سید قطب کی فکر عالم اسلامی میں تعلیمی مشنوں کے ذریعے پھیلی؛ کیونکہ اسلامی ممالک اساتذہ کی کمی پوری کرنے کے لیے مصر سے اساتذہ منگواتے تھے، تو ان میں سے کچھ ایسے بھی ہوتے جو سید قطب کے افکار سے متاثر ہوتے تھے؛ اس کی وجہ سے بھی سید قطب کے افکار کو پھلنے پھولنے کا موقع ملا، چاہے وہ بالمشافہ ہو یا سید قطب کی کتابیں تقسیم کرنے کی صورت میں؛ چنانچہ سید قطب کی کتاب:"معالم في الطريق" مفت تقسیم کی جاتی تھی، بلکہ اسکولوں کے طلبا کے درمیان اس کتاب پر مقابلے بھی ہوتے تھے: خاص طور پہ گرمیوں کی چھٹیوں میں لگنے والے سمر کیمپ ان سرگرمیوں کا مرکز ہوتے تھے۔

بلکہ خارجی فکر سے متاثر لوگوں کی اصلاح کے لیے بنائے جانے والی خصوصی اصلاحی کمیٹی

---

(۱)"دعوة المقاومة الإسلامية العالمية"ص:(۳۸)

(۲)"دعوة المقاومة الإسلامية العالمية"ص:(۳۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ایک رکن اپناذاتی تجربہ بیان کرتے ہیں کہ جب وہ جامعہ کے طالب علم تھے تو: ان کے ایک استاد -اللہ انہیں معاف فرمائے- نے ہم سے سید قطب -اللہ تعالی ان سے در گزر فرمائے- کی کتاب "**معالم في الطريق**" لاکر ہمیں مکمل پڑھنے کو کہاتو وہ اس کتاب کی تشریح بھی کرتے جاتے اور ساتھ میں اس کی وضاحت بھی کرتے تھے"(۱)

اللہ تعالی کے بعد سعودی عرب کے امن وامان کی ہراول شخصیت [امیر نایف] نے بھی اس بات کی تائید کی تھی کہ ۳۵ سال قبل ہمارے ملک میں آنے والے تعلیمی ماہرین نے بھی ہمارے بعض نوجوانوں کے ذہنوں میں زہر آلود افکار پھیلانے میں غیر معمولی کردار ادا کیا؛ کیونکہ ہمارے ملک نے ایسے بہت سے اساتذہ کو اپنی آغوش میں جگہ دی تھی۔

چنانچہ امیر نایف رحمہ اللہ نے کہا تھا: "میں بغیر کسی تردد کے کہہ رہا ہوں کہ ہماری مشکلات میں اضافہ جماعت اخوان المسلمین کی جانب سے ہے"(۲) اور سید قطب اس جماعت میں انتہائی تشدد پر مبنی منحرف فکر کا روح رواں تھا۔

موجودہ بدنام زمانہ خارجی افکار پیدا کرنے والی ان تحریکوں اور خفیہ تنظیموں کے بارے میں تحقیق کرنے والے تمام محققین کو چاہیے کہ اس بات کو اپنے پلے باندھ لیں کہ سعودی عرب کی سیکورٹی کے ہراول شخص نے یہ بات کہی ہے اور یہ زمینی حقائق، حالات واقعات کا نتیجہ اور انمول خلاصہ ہے۔

جسے ہمارے ملک کی قیادت اور حکمرانوں کی پالیسی کا علم ہے کہ وہ ہر چیز لفظوں میں بیان نہیں کرتے، وہ جذبات کی رو میں بہہ کر معاملات کو نہیں چلاتے اس کے لیے یہ بات بالکل

---

(۱) دیکھیں شیخ ڈاکٹر علی حدادی کی ویب سائٹ۔ جامعہ محمد بن سعود اسلامیہ، رکن خصوصی اصلاحی کمیٹی

(۲) کویتی اخبار "الرأي" کو امیر نایف کی جانب سے دیا جانے والا انٹرویو، شمارہ نمبر: ۸۱۳، بتاریخ: ۱۷ شوال، ۱۴۲۳ ہجری

" محكم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واضح ہو گی کہ یہ الفاظ امیر نائف کی جانب سے اسی وقت صادر ہوئے ہیں جب پانی سر سے گزرنے لگا۔

ابو مصعب شامی کہتا ہے کہ: "یہاں سے تحریک اخوان المسلمین اور معاصر سیاسی بیداری کی تحریک میں دراڑیں پیدا ہوئیں اور یہ دو الگ الگ سمتوں میں تقسیم ہو گئیں؛ اس پر "المعالم" کتاب اور سید قطب کی فکر نے توحید حاکمیت کو اجاگر کیا نیز دونوں تحریکوں کے درمیان حد فاصل قائم کی، جس کے نتیجے میں موجودہ حکومتوں پر مرتد ہونے اور ان کے کافر ہونے کا حکم لاگو ہوا، پھر ان واضح لفظوں میں ان کے خلاف اعلان جہاد کی دعوت سامنے آئی اور پھر اس جہاد کے مظاہر رونما ہونے لگے۔

دوسری جانب "دعاۃ لا قضاۃ" نامی کتاب نے اپنے عنوان کے عین مطابق اخوانیوں کا نیا منہج تشکیل دیا، ابتدا سے اپنائے ہوئے منہج سے واپسی کے راستے کی ابتدا ہوئی، اس منہج کے مطابق نظریے کا خلاصہ یہ تھا کہ: اسلامی بیداری کے کارکن اسلام کے داعی ہیں اور اصلاح کے خواہاں ہیں، وہ حکمرانوں اور لوگوں پر قاضی نہیں ہیں کہ ان کے اسلام کے اندر رہنے یا اسلام سے خارج ہو جانے کا فیصلہ کریں۔

اس آخر الذکر کتاب نے ابھرتی ہوئی اسلامی تحریک میں معاصر سیاسی ارجاء کی بنیاد ڈالی کہ اس سیاسی ارجاء کے اصولوں کے مطابق کافر اور مرتد حکومتوں اور حکومتوں کے سرکردہ افراد کے لیے اسلامی اور مسلمان ہونے کا اقرار تھا چاہے وہ مصر میں ہوں یا بیرون مصر۔

پھر یہ دو کتابیں اور دو مختلف نظریات اسلامی بیداری کے اس عرصے میں دو الگ الگ بنیادی دھڑے بننے کی ابتدا ثابت ہوئے، ایک دھڑا سیاسی ارجاء کا اور دوسرا دھڑا جہادی تھا، پھر اسی فکری فضا کی وجہ سے ایک تیسرا دھڑا ابھی مصر کی جیلوں ہی میں وجود میں آیا جو کہ اصل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں اسی فکری انتشار کا خمیازہ تھا"[1]

اس اقتباس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ حکومتوں کو کافر اور مرتد قرار دینا سید قطب کا نظریہ تھا، وہ ان حکومتوں کے خلاف جہاد کی علی الاعلان دعوت دیتا تھا، انہوں نے ہی اس جہاد کے لیے راستہ ہموار اور واضح کیا جو کہ ان کی تکفیری سوچ کا نتیجہ تھا، نیز ان کی اس فکر سے متصادم رائے رکھنے والا معاصر اسلامی تحریکوں میں سیاسی ارجاء کا نمائندہ قرار دیا جاتا!! اب یہ بات تو ان کے اپنے گھر سے آئی ہے؛ کیونکہ یہ بات کرنے والا خارجیوں کا مؤرخ اور نامور مناظر بھی ہے، اس کی بات اس مسئلے میں خود سند ہے؛ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سید قطب کی فکر ہی وہ ظرف ہے جہاں سے خارجی فکر پھوٹی۔

---

(۱)"مختصر مسار الصحوة الإسلامية"ص:(۳۸-۳۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چوتھا باب: سید قطب کی جانب اس فکر کی نسبت کے منکر سے بات چیت

حقیقت تو یہ ہے کہ سید قطب کی طرف تکفیر اور تفجیر کے نظریات منسوب کرنے پر تمام اسلامی معاشرے بالعموم اور ہمارا سعودی معاشرہ بالخصوص فکری دہشت گردی کے زیر عتاب رہا، درج ذیل سطور میں ہم ایسے اقتباس ذکر کریں گے جو قطعی طور پر ثابت کرتے ہیں کہ تکفیر اور مسلح مزاحمت کی اصل بنیاد سید قطب کے نظریات ہیں اور وہی اس فکر کا علم بردار ہے:

پہلی دلیل: وہ تمام اقتباس اس میں شامل ہیں جو سید قطب کی کتابوں میں بھرے ہوئے ہیں، ان کتابوں میں حکمران اور رعایا دونوں کو یکساں طور پر کافر قرار دیا گیا ہے، اسلامی معاشروں کو جاہلی معاشروں سے متصف کیا گیا، تو یہ اقتباسات سید قطب پر الزام لگنے کے وقت رونے والوں کی تسلی کے لیے کافی ہیں، مثلاً سید قطب نے لکھا ہے کہ: "انسانیت بندوں کی بندگی اور ادیان کے ظالمانہ اصولوں کی جانب مرتد ہو چکی ہے، لا الہ الا اللہ سے منہ موڑ چکی ہے، اگرچہ کچھ لوگ ابھی بھی میناروں پر لا الہ الا اللہ کا آوازہ لگا رہے ہیں؛ لیکن پوری انسانیت کو اس کلمے کے صحیح مفہوم کا ہی علم نہیں ہے ان میں دھرتی پر مشرق و مغرب میں لا الہ الا اللہ کا آوازہ میناروں پر لگانے والے بھی شامل ہیں، انہیں اس کلمے کی حقیقت کا ہی ادراک نہیں ہے، بلکہ ان لوگوں کا گناہ اور قیامت کے دن عذاب؛ باقی لوگوں سے زیادہ ہو گا؛ کیونکہ یہ لوگ ہدایت واضح ہو جانے کے بعد اور اللہ کے دین میں داخل ہونے کے باوجود مرتد ہو گئے ہیں اور لوگوں کی بندگی میں مگن ہیں"(۱)

دوسری دلیل: سید قطب کی سربراہی میں چلنے والی خفیہ تنظیم کی تاریخ مرتب کرنے والی کتابیں ہیں، اور یہی تنظیم ہی خارجی فکر کے شرمناک آغاز میں کار فرما تھی، اس میں بم دھماکے اور قتل و غارت کے لیے کاروائیوں میں وسعت لائی گئی، انہی کتابوں میں سید قطب کی

---

(۱) "في ظلال القرآن" از سید قطب: (۲/۱۰۵۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب: "لماذا أعدموني" ہے، اس کتاب میں سید قطب نے بذات خود اعتراف کیا ہے کہ انہوں نے اپنے پیروکاروں کو پولیس اسٹیشن اور پلوں وغیرہ پر بم دھماکوں کی منصوبہ بندی تیار کر کے دی تھی، اس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ سید قطب نے ہی قطعی طور پر بم دھماکوں کی ابتدا کی۔

سید قطب نے لکھا ہے کہ: "ہم نے حکومتی جارحیت کو روکنے کے لیے منصوبہ بندی پر غور وخوض شروع کیا، اس میں ایسی تجاویز شامل تھیں کہ اگر حسب سابق اخوانیوں پر حکومت کی جانب سے جارحیت کا اقدام کیا جاتا ہے تو اس منصوبہ بندی کی بدولت حکومتی سسٹم اخوانیوں کا پیچھا کرنے میں مفلوج ہو کر رہ جائے؛ چاہے منشیہ کے سانحے [1] جیسا کوئی واقعہ ہو، جس کے بارے میں ہمیں علم تھا کہ اس کی منصوبہ بندی اخوانیوں نے نہیں کی، یا طرۃ کے قتل عام [2] جیسا کوئی سانحہ رونما ہو، اس کے بارے میں ہمیں یقین ہے کہ یہ اخوانیوں کے خلاف پہلے سے طے شدہ منصوبہ تھا، یا کوئی بھی ایسا سانحہ رونما ہو جائے جس کے بارے میں حکومت لا علم ہو، یا اخوانیوں پر اس سانحے کی ذمہ داری تھوپ دی جائے اور حقیقت میں وہ کاروائی بیرونی یا مقامی طاقتوں کا شاخسانہ ہو۔۔۔ ہماری تجاویز میں ایسے اقدامات شامل تھے جو کہ تنظیم اخوان المسلمین کے رہنماؤں کی گرفتاریوں کے خلاف فوری طور پر اٹھائے جانے تھے، جن میں سب سے پہلے ملکی قیادت تھی جیسے کہ سب سے پہلے صدر، وزیر اعظم، مکتب مشیر کا سربراہ، خفیہ ادارے کا سربراہ اور ملٹری پولیس کے سربراہ کو راستے سے ہٹا دیا جائے، پھر قاہرہ میں آمد و رفت کے

(۱) سانحہ منشیہ میں ۲۶ اکتوبر ۱۹۵۴ء کو مصری حکمران جمال عبد الناصر پر میدان منشیہ میں خطاب کے دوران گولی چلائی گئی تھی، جس کا بعد میں مجرم نے خود اعتراف کر لیا۔[مترجم]

(۲) طرہ لیمان مصر کی ایک جیل ہے، اس میں اخوانیوں کو قید کیا گیا تھا اور پھر جیل کے اندر ہی طے شدہ پروگرام کے مطابق یکم جون ۱۹۵۷ء کو اخوانیوں کو قتل کیا گیا، جس کے نتیجے میں ۲۲ افراد جاں بحق اور اس سے زائد زخمی ہو گئے تھے۔[مترجم]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذرائع کو معطل کرنے کے لیے کچھ عمارتوں کو تباہ کر دیا جائے تا کہ قاہرہ کے اندر اور باہر اخوانیوں کا پیچھا کرنا ممکن نہ رہے، مثلاً: بجلی گھر اور پلوں کو تباہ کر دیا جائے، پھر پلوں کو تباہ کرنے کے بعد بجلی گھر کو تباہ کرنے کا منصوبہ اس میں سے خارج کر دیا گیا جیسے کہ اس کی تفصیل آگے آئے گی "(۱)

تیسری دلیل: سید قطب کے پیروکاروں اور سید قطب کے قریب ترین سمجھے جانے والے افراد نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ سید قطب کی فکر اور نظریہ تکفیر سے بھرا ہوا تھا، اور حقیقت تو یہ ہے کہ اس مسئلے میں عشماوی کی کتاب "التاريخ السري "انتہائی قیمتی کتاب ہے، جو کہ اس بات کو پر زور انداز میں تقویت دیتی ہے، نیز عشماوی بذات خود اتنا معتمد ہے اس کے بارے میں کسی طور پر غلط بیانی کا شبہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ اگر تمام خاص و عام اور قریب ترین لوگ اس بات کا احساس کر رہے ہیں کہ وہ اپنے دلوں میں خارجی فکر کی بو محسوس کرتے ہیں تو پھر ۳۰ یا ۴۰ سال کے بعد آنے والا شخص آ کر سید قطب پر لگنے والے حقیقی الزاموں پر مگرمچھ کے آنسوؤں سے روئے، یہ کہاں کی عقل ہے!؟

چوتھی دلیل: مصر میں اخوان المسلمین کے ایک نامور قائد کا کہنا ہے کہ: "اخوانی نوجوانوں میں تکفیری سوچ قناطر جیل میں پچاس کی دہائی کے آخر اور ساٹھ کی دہائی کے شروع میں پروان چڑھی، یہ سب نوجوان سید قطب کی فکر اور تحریروں سے متاثر تھے، انہوں نے انہی تحریروں سے یہ بات سیکھی کہ معاشرے اس وقت جاہلی دور سے گزر رہے ہیں، یہ کہ سید قطب نے ایسے حکمرانوں کو کافر قرار دیا جنھوں نے ما انزل اللہ کو نافذ نہ کر کے اللہ تعالی کی حاکمیت کو نہیں مانا، نیز رعایا کو اس وقت کافر قرار دیا جب وہ حکمرانوں کے اس عمل پر راضی ہو جائیں "(۲)

---

(۱) "لماذا أعدموني" از سید قطب، ص:(۳۴)

(۲) "الإخوان المسلمون في ميزان الحق" از فرید عبد الحق، ص:(۱۱۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانچویں دلیل: معاصر تنظیموں اور تحریکوں پر گہری تحقیقی نظر رکھنے والے جعفر شیخ ادریس کہتے ہیں کہ: "سید قطب نے نوجوانوں کی عقلوں کو اسلام کے غیر حقیقی اور ناممکن الحصول تصور سے منسلک کر دیا تھا؛ کیونکہ جو بھی اس تصور سے تعلق نہیں رکھتا وہ اسلام سے خارج ہے، اس کے نتیجے کے طور پر یہ ہوا کہ خلفائے راشدین کے عہد سے لیکر اب تک کوئی بھی حکومت اسلامی نہیں اور کوئی بھی معاشرہ اسلامی نہیں ہے"[1]

اس کے بعد جعفر شیخ ادریس نے ایک انتہائی اہم تاریخی جملہ کہا جو کہ اس تباہ کن فکر کے نتائج بیان کرتا ہے کہ: "تو ہمارے ہاں سوڈان اور یمن وغیرہ میں کچھ جماعتیں قائم ہوئیں، جن کا آپس میں کوئی رابطہ نہیں اور نہ ہی ایک دوسرے کو جانتی ہیں، تاہم ان کے درمیان قدر مشترک "معالم في الطريق" نامی کتاب تھی"[2]

چھٹی دلیل: سید قطب نے نماز جمعہ کو ہی ساقط قرار دے دیا! علی عشماوی نے لکھا ہے کہ: "جس وقت نماز جمعہ کا وقت ہوا تو میں نے سید قطب سے عرض کیا، چلیں اب کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں، لیکن میرے لیے پہلی بار منکشف ہوا کہ وہ تو جمعہ پڑھتے ہی نہیں ہیں! پھر یہ بتلایا کہ وہ خلافت نہ ہونے کی وجہ سے جمعہ کی نماز قائم کرنے کے قائل نہیں ہیں؛ کیونکہ خلافت کے بغیر تو کوئی جمعہ ہوتا ہی نہیں!"[3]

نماز جمعہ کو ساقط قرار دینا صرف ایک ہی فرقے کے ہاں معروف ہے اور وہ ہے خوارج کا فرقہ؛ کیونکہ اسماعیل بن سمیع بیہسی کی سوانح میں مذکور ہے کہ وہ خوارج والے نظریات رکھتے

---

(۱) "ندوة اتجاهات الفكر الإسلامي المعاصر" ص: (۵۷)

(۲) "ندوة اتجاهات الفكر الإسلامي المعاصر" ص: (۵۷)

(۳) "التاريخ السري" ص: (۱۱۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے، ابو نعیم نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ: وہ مسجد کے چالیس سال تک پڑوسی رہے، لیکن انہیں کبھی بھی کسی جمعے یا نماز کی جماعت میں نہیں دیکھا گیا۔[1]

ساتویں دلیل: یہ سید قطب کے ہم عصر جامعہ ازہر کے عالم دین کی جانب سے خطرے کی گھنٹی تھی؛ کہ انہوں نے سید قطب کے افکار سے خبر دار کیا انہوں نے سید قطب کی کتابوں کے منظر عام پر آنے سے پہلے خبر دار کیا تھا، چنانچہ جامعہ ازہر کی فتوی کمیٹی کے سربراہ شیخ عبد اللطیف سبکی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "سید قطب کی کتاب "**معالم في الطريق**" پڑھنے کے بعد میں جن نتائج تک پہنچا ہوں وہ یہ ہیں:

- اس کتاب کا مؤلف بد شگونی میں حد تجاوز عبور کر چکا ہے؛ کیونکہ مؤلف اسلامی معاشرے اور پوری دنیا کو سیاہ عینک سے دیکھتا ہے اور پھر لوگوں کے سامنے اس کی منظر کشی ایسے ہی کر دیتا ہے جیسے وہ خود دیکھتا ہے، یا جو کچھ دیکھتا ہے اس میں صرف تاریکی بیان کر دیتا ہے، پھر اس کے بعد مؤلف کچھ امیدیں باندھتا ہے اور خیالات میں اڑنے لگتا ہے۔
- سید قطب نے دین کا نام لے کر سادہ لوح لوگوں کو حکمرانوں کے خلاف بر انگیختہ کرنے کو جائز سمجھ رکھا ہے -حالانکہ یہ دین میں منع ہے-، چاہے اس کے لیے کتنا ہی خون خرابہ ہو جائے، معصوم لوگوں کی جانیں لٹ جائیں، شہر کے شہر تباہ ہو جائیں، معاشرہ دہشت زدہ ہو کر دبک جائے، فتنے ایسے بھیانک انداز میں امنڈ پڑیں کہ جن کے نتائج اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا؛ حقیقت میں مؤلف کے کلام میں جہاں جہاں بھی تحریکی انقلاب کا ذکر ہے اس سے یہی مراد ہے"[2]

تقریباً پانچ دہائیاں قبل اس ازہری عالم دین کی روزِ روشن کی طرح عیاں گفتگو پر غور و

---

(۱) حاشیہ "تهذيب الكمال" (۳/۱۰۹)

(۲) "مجلة الثقافة" شمارہ نمبر: ۸، ماہ شعبان ۱۳۸۵ ہجری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فکر کرنے والا شخص ان کے لیے پیٹھ پیچھے از خود دعا کرنے پر مجبور ہو جائے گا کہ ہمارا پروردگار اپنی رحمت کی برکھا اور اپنی رضا مندی ان کی قبر پر نازل فرمائے؛ کیونکہ اس نابغہ روزگار شخصیت نے اس فکر کے خطرات بھانپ کر امت کو ان سے اسی وقت خبردار کر دیا تھا۔

اگر قارئین کرام اس عالم دین کی جانب سے پچاس سال قبل بجائے جانے والی خطرے کی گھنٹی پر غور و فکر کریں اور پھر آج کل ہونے والے بم دھماکے اور تکفیری فتوے دیکھے تو اس عالم دین کی پیشین گوئی بالکل سچی ثابت ہوتی نظر آتی ہے، امت کے موجودہ حالات اس پیشین گوئی سے کتنی مطابقت رکھتے ہیں، اور ایسا لگے گا کہ یہ شخص اس وقت بات کرتے ہوئے آج کے حالات کو اپنی بصیرت والی نگاہ سے دیکھ رہا تھا، یہ کوئی محض پیشین گوئی ہی نہیں تھی، پھر اس ازہری عالم دین کے ان الفاظ پر غور کریں: "حکمرانوں کے خلاف انقلاب، خون خرابہ، معصوم لوگوں کی جانیں لٹیں، شہر کے شہر تباہ، اسلامی معاشرے دہشت زدہ ہو۔ پھر اپنی اس بات کو اس جملے پر ختم کیا کہ: "یہ ایسے امور ہیں کہ ان کے نتائج اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا"

ازہری عالم دین کی جانب سے جو پانچ جملوں میں پیشین گوئی کی گئی ہے یہی اصل میں تکفیری منہج کا سرتاپا خلاصہ ہے۔ یہ بات انہوں نے سن ۱۳۸۵ ہجری میں کہی تھی!

آٹھویں دلیل: ایمن ظواہری کا کہنا ہے کہ: "سید قطب نے ہی (جہادیوں کا!!) دستور اپنی ڈینامائٹ!! کتاب "معالم في الطريق" میں مرتب کیا، بلکہ سید قطب ہی اصل میں فکری احیا کا ماخذ ہے، ان کی کتاب "العدالة الاجتماعية في الإسلام" فکری تحریکوں کے لیے اہم ترین عقلی اور نظریاتی کتاب ہے، سید قطب کے نظریات ہی حقیقت میں اسلام کے اندرونی اور بیرونی تمام دشمنوں کے خلاف تحریک بپا کرنے کی ابتدائی چنگاری تھی، اور اس خونریز چنگاری میں وقتاً فوقتاً تیزی آتی رہتی ہے"[1]

---

(۱) "جريدة الشرق الأوسط" شمارہ نمبر: ۸۴۰۷، صفحہ: ۱۳، (۱۰/۰۹/۱۴۲۲ ہجری)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم ایمن ظواہری کو کہتے ہیں کہ: جی ہاں یہ ڈینامائٹ ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے نبی ﷺ کے حکم کے مطابق شرعی جہاد کے آثار رونما نہیں ہوئے؛ بلکہ اس سے ہمارے نوجوانوں کے دلوں میں ازارقہ اور ان کی نسلوں کے جہاد کے آثار رونما ہوئے۔

نویں دلیل: یہ دیکھ لیں کہ سید قطب کے ہمنوا اور ہم موقف افراد کیا کہتے ہیں:

- قرضاوی کے مطابق: "اس مرحلے میں سید قطب شہید کی کتابیں منظر عام پر آئیں جو کہ سید قطب کے افکار کا آخری مرحلہ بھی ہیں، جو کہ پورے کے پورے اسلامی معاشروں کو کافر قرار دیتی ہیں، ان میں شعوری طور پر معاشرے سے الگ تھلگ رہنے کی تلقین ہے کہ دوسروں سے بالکل قطع تعلق کر لیں، اور سب لوگوں کے خلاف ہجوم اعلان جہاد کر دیں، یہ سب باتیں سید قطب کی تفسیر "في ظلال القرآن" کے دوسرے ایڈیشن اور "معالم في الطريق" میں بالکل واضح ملیں گی"[1]
- طارق زمر – خارجی فکر کے دوسرے مرحلے کے سرکردہ افراد میں سے – کے مطابق: "اس مرحلے کی امتیازی صفت یہ ہے کہ اس میں اسلامی مفاہیم نے گہری جڑ پکڑی اور اس طرح سید قطب کی کتابیں اور افکار منظر عام پر آئے"[2]۔۔۔ پھر یہ بھی انہوں نے کہا ہے کہ: "تاہم سید قطب کی تحریریں سب کی مطلق تکفیر سے خالی نہیں تھیں جن کی وجہ سے کافی پریشانیاں پیدا ہوئیں"[3]

دسویں دلیل: تیسرے مرحلے کے بڑے بڑے مناظرین سید قطب کے ساتھ بڑا گہرا

---

(۱)"أولويات الحركة الإسلامية في المرحلة القادمة"ص:۱۱۰، حاشیہ ۴۸۔

(۲)"مراجعات لا تراجعات"ص:۱۳۴-۱۳۵

(۳)"دعوة المقاومة الإسلامية"ص:۸۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعلق رکھتے ہیں بلکہ سید قطب کو سب سے اونچا مقام دیتے ہیں، جیسے کہ ہم اس بابت پہلے بھی بات کر چکے ہیں:

چنانچہ ابو مصعب شامی کے مطابق: "تنظیم الجہاد کا فکری اور نظریاتی اسکول سید قطب کے مکتبے سے شروع ہوا، ان میں معاصر جہادی فکر کے اساسی نظریات موجود تھے"[1]

گیارہویں دلیل: ابو مصعب شامی کا گزشتہ بیان کہ: سید قطب کا نظریہ یہ ہے کہ موجودہ حکومتیں کافر اور مرتد ہیں، ان کے خلاف اعلانیہ جہاد کی دعوت اور اس جہاد کے لیے منصوبہ بندی سید قطب نے ہی کی۔

یہ تمام اقتباسات اس بات پر زور دیتے ہیں کہ اگر کسی کے پاس ذرہ برابر بھی انصاف ہے تو یہ بات مسلمہ ہے کہ مودودی اور سید قطب کے نظریات نے ہی ہم تک بارود سے بھری گاڑیاں پہنچائیں، انہی نظریات نے قتل وغارت کا بازار گرم کیا، مکانات کو تباہ کیا، پرامن لوگوں کو دہشت زدہ کیا اور ذمی لوگوں کی جانیں لیں۔

---

(۱)"دعوة المقاومة الإسلامية"ص:۸۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانچواں باب: اس مرحلے کے بنیادی خارجی نظریات

یہ تمام نظریات مودودی، سید قطب اور ان کے ہم نظریہ افراد کی وجہ سے پیدا ہوئے:

۱- اسلامی مملکت کا قیام انبیائے کرام کا سب سے بڑا ہدف تھا، رسولوں اور ان کی اقوام میں اختلاف اسی بات پر تھا کہ حاکمیت کس کی ہو گی؟

۲- سب مسلم حکمرانوں کو بلا استثنا کافر کہہ کر انہیں طاغوت سے موسوم کرنا، یہ ان کے تمام خارجی نظریات کی بنیاد ہے۔

۳- ہجرت اور الگ تھلگ رہنے کی دعوت، اس کی جانب مودودی نے اپنے رسالے "شهادة الحق" میں اشارہ کیا اور پھر اسی نظریے کو سید قطب نے اپنایا، جیسے کہ سید قطب کا موقف بیان ہو چکا ہے، نیز سید قطب کے بعض شاگردوں کا یہی موقف ہے۔

۴- مسلمانوں کی کوئی ملت موجود نہیں ہے؛ اس لیے اس کے قیام کے لیے جدوجہد ہو، خارجی فکر نے اس نظریے کی اتنی آبیاری کی کہ یہ خارجی منہج کی دوسری بنیادی ترین شق قرار پائی۔

۵- امت کو علمائے کرام سے الگ کر دیا جائے، اس بات کی طرف مودودی نے اپنی ہر تالیف کے آخر میں دعوت دی ہے، پھر مودودی کے بعد سید قطب نے اس نظریے کو آگے بڑھایا اور ایسی شرط گھڑی کہ جس کی بنیاد پر عالم وہی ہے جو مجاہد بھی ہو؛ اس شرط کے مطابق سید قطب کے ہاں ایسے عالم کے لیے علم و عرفان کے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں، لہذا سید قطب کے ہاں عالم وہی ہے جس میں انقلابی جوش ہو، جو پولیس اسٹیشن اور پلوں کو تباہ کرے؛ تاکہ اس پر اللہ تعالی کی جانب سے القا ہو اور اس سے علم حاصل کیا جا سکے!!

خارجی فکر کے مناظرین کے ہاں انحراف اور غلو یہاں تک پہنچ گیا کہ عصرِ حاضر کے ائمہ اہل سنت کو تیسرے مرحلے میں کھلم کھلا کافر کہنے لگے، ہماری اس تحقیقی کتاب میں انہیں پانچ اصولوں کے نتائج ہی بیان کیے جائیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھٹا باب: معاصر خارجی فکر کے ابتدائی عملی مظاہر

اس مرحلے میں حروری اور خارجی فکر نظریات سے بڑھ کر اقدامات کی شکل اختیار کر گئی، اس مرحلے کے ابتدائی عملی اقدامات مکمل بحث و تمحیص کے بعد دو قسموں میں منقسم ہوتے ہیں:

پہلی قسم: انفرادی اور غیر منظم انداز میں کی جانے والی کاروائیاں جو کہ حقیقت میں عوامی شخصیات کو قتل کرنے پر مشتمل تھیں، ان میں سے مشہور ترین کاروائی مصری شاہی دور کے وزیر اعظم نقراشی کا قتل ہے۔

میں نے اس مرحلے میں کی جانے والی بہت سی دیگر خارجی کاروائیوں میں سے نقراشی پر قاتلانہ حملے کو اختیار اس لیے کیا ہے کہ جب یہ حملہ ہوا تھا تو اس وقت کے مصری مفتی اعظم جناب احمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے ایک فتوی صادر ہوا تھا۔

اس تحقیقی مقالے میں ان کے اس فتوے کی بہت زیادہ اہمیت ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اس قاتلانہ حملے کے ذمہ داران کو واضح طور پر معاصر خوارج قرار دیا تھا، چنانچہ احمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو صحیح اسلامی زاویے سے بیان کرنا میری ذمہ داری ہے، امید ہے کہ اللہ تعالی ان مجرم خارجیوں میں سے کسی کو تو ہدایت دے گا اور وہ اپنے حقیقی دین کی جانب لوٹ آئیں گے۔۔۔" پھر آگے چل کر انہوں نے کہا کہ: "ان کی یہ کاروائی قدیم خارجیوں کی کاروائیوں جیسی ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو قتل کیا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ صفات ذکر فرمائیں: (**تمہارا ایک آدمی اپنی نماز کو ان کی نماز سے حقیر تصور کرے گا اور اپنے روزے کو ان کے روزے سے حقیر جانے گا، وہ تو قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے حلق سے تجاوز نہیں کرے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل**

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے[1])"[2]

انہوں نے اپنے اس فتوے میں یہ بھی کہا کہ:"ان تمام کاموں کا گناہ اور خمیازہ قتل وغارت کرنے والے ان خارجیوں پر ہے جو مسلمانوں کے قتل کو جائز سمجھتے ہیں اور ان پر بھی بار گناہ ہے جو ان کا دفاع کرتا ہے"[3] اس کے بعد انہوں نے سات احادیث خارجیوں کے بارے میں بیان کیں۔

جناب احمد شاکر جیسے عظیم محدث کا ہی یہ کارنامہ ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے اس فکر کے حاملین پر خارجیوں کا لفظ بولا، تاہم ان کے عہد سے پہلے منہج خوارج کے سر اٹھانے کے متعلق پیشین گوئی آگئی تھی کہ یہ لوگ اسلامی اقدامات، اسلام اور مسلمانوں کے لیے غیرت کے نام پر خارجی منہج کو پروان چڑھا رہے ہیں۔

دوسری قسم: یہ کاروائیاں کسی حد تک منظم کاروائیاں تھیں، یہ سب کی سب اخوان المسلمین کی جماعت کی ذیلی خفیہ تنظیم کرتی تھی، اور اس خفیہ تنظیم کی قیادت سید قطب کے ہاتھ میں تھی، سید قطب نے ان میں سے کچھ کاروائیوں کا اقرار اپنی کتاب "لماذا أعدموني" میں بھی کیا ہے۔

اس مرحلے کا اختتام:

جب اخوان المسلمین کی خفیہ تنظیم کا انکشاف ہوا تو یہ مرحلہ سید قطب سمیت ان کے کچھ ساتھیوں کو پھانسی دینے سے اپنے انجام کو پہنچا، پھر بہت سی تخریبی کاروائیوں کے منکشف ہونے پر اس فکر کے حامل اور ان کے بارے میں نرم گوشہ رکھنے والے بہت سے لوگوں کو جیلوں میں ڈال دیا گیا۔

---

(۱) بخاری: (۳۳۴۴) مسلم: (۱۰۶۴)

(۲) "جمهرة مقالات الشيخ أحمد شاكر" (۱/ ۴۷۵-۴۷۲)

(۳) "جمهرة مقالات الشيخ أحمد شاكر" (۱/ ۴۷۵-۴۷۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری فصل: دوسرا مرحلہ

پہلا باب: دوسرے مرحلے کی ابتدا

دوسرا باب: خارجی فکر کی اہم کتب

تیسرا باب: دوسرے مرحلے کی امتیازی صفات

چوتھا باب: دوسرے مرحلے کے عملی اقدامات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلا باب: دوسرے مرحلے آغاز

خارجیوں کی کتابوں اور رسائل کو پرکھنے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مرحلے کی ابتدا اس وقت ہوئی جب اخوان المسلمین کے ہزاروں کارکنوں کو جیلوں کی سلاخوں کے پیچھے ڈال دیا گیا؛ کیونکہ ان نوجوان کارکنوں میں فکرِ تکفیر سرایت کر چکی تھی۔

پھر اخوان المسلمین کی کوکھ سے دو قسم کے گروہ رونما ہوئے:

پہلا گروہ: تکفیری جماعتیں جن کے نظریات واضح طور پر خارجیوں والے تھے، جن میں سے مشہور ترین "جماعة التكفير والهجرة" تھی اس کا بانی شکری مصطفی تھا، اس جماعت کا اختتام اس کے سرکردہ افراد کے قتل سے ہوا، جبکہ بہت سے لوگ راہِ راست پر آ گئے۔

یہ جماعت باقاعدہ طور پر منظم تنظیم کی شکل اختیار نہیں کر پائی تھی، تاہم چیدہ چیدہ لوگ اس جماعت کے ہم خیال تھے جو کہ کسی منظم تحریک، جھنڈے، جگہ یا وقت میں یکجا جمع بھی نہیں ہوتے تھے، تاہم اس تکفیری فکر کے باقی ماندہ اثرات جہادِ افغانستان کی ابتدا میں رونما ہوئے تھے، تاہم سرزمین جہاد سے اس وقت کوسوں دور رہے؛ کیونکہ یہ لوگ افغان مجاہدین سمیت اپنے سوا سب کو کافر سمجھتے تھے۔

اپنے اس تحقیقی مقالے میں میں اس تنظیم کے بارے میں گفتگو نہیں کروں گا؛ اس کے درج ذیل اسباب ہیں:

- اس تنظیم کو پنپنے کا زیادہ وقت نہیں ملا اور جلد ہی اس کا خاتمہ ہو گیا۔
- ان کے بارے میں سب کو علم تھا کہ یہ خارجی فکر کے حامل لوگ ہیں؛ حتی دیگر معاصر خارجی تحریکیں بھی انہیں خوارج ہی کہتی تھیں۔
- اس تنظیم کے اثرات محدود پیمانے تک محصور رہے اور بہت کم لوگوں نے ان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نظریات لیے۔

- ان کی قابل ذکر تصنیفی خدمات بھی نہیں ہیں۔

دوسرا گروہ: ایسی تنظیمیں جو ظاہری طور پر دعوتی میدان میں تھیں لیکن باطنی طور پر وہ بھی حکمرانوں اور رعایا کی تکفیر کرتی تھیں، ان میں نامور ترین جماعت "**جماعة الجهاد المصرية**" تھی جبکہ دوسرے نمبر پہ "**الجماعة الإسلامية**" تھی۔

اس مرحلے کی جڑیں بھی پہلے مرحلے سے معنوی اور حسی ہر دو اعتبار سے منسلک اور جڑی ہوئی تھیں، اس کے متعدد دلائل ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:

۱- معنوی تعلق: یہ مرحلہ بھی اسلام کے مسخ شدہ تصور اور قتال سے متعلق سید قطب کے افکار سے متاثر تھا، اس بارے میں ایمن ظواہری نے لکھا ہے کہ: "سید قطب نے اللہ تعالی کی وحدانیت کے لیے اخلاص کی دعوت دی اور حاکمیت الٰہی کو مکمل طور پر تسلیم کرنے کی تلقین کی، ان کی اسی دعوت نے اسلام کے اندرونی اور بیرونی تمام دشمنوں کے خلاف اسلامی تحریک کو برانگیختہ کیا، اور اب بھی اس کے خونریز واقعات سامنے آتے رہتے ہیں۔ بیسویں صدی کے دوسرے نصف کے دوران مصر اور عرب دنیا میں استاذ قطب رحمہ اللہ کا یہ طریقہ کار مسلمان نوجوانوں کو رہنمائی دینے کے لیے بہت ہی مؤثر کردار رکھتا ہے۔"[1] میں بھی اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ واقعی خون ریز واقعات اب تک رونما ہو رہے ہیں!!

۲- حسی تعلق: اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسرے مرحلے کا آغاز کرنے والے پہلے مرحلے کے باقی ماندہ لوگ تھے، اسی بارے میں ابو مصعب شامی ایمن ظواہری سے نقل

---

(۱) "فرسان تحت راية النبي" ص: (۱۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ: "سید قطب کے کچھ تلامذہ اور سید قطب کے ہم عصر نوجوان جو کہ سید قطب کے افکار سے متاثر تھے؛ انہوں نے اپنی خفیہ سرگرمیاں جاری رکھیں، اپنے افکار کی دعوت دیتے رہے؛ تاکہ یہ سرگرمیاں بعد میں مصری جہادی تنظیم کے ابتدائی کارناموں میں شمار ہو جائیں"[1]

ان دو اقتباسات سے واضح ہوتا ہے کہ: دوسرے مرحلے کے افکار دو بنیادی ستونوں پر قائم تھے:

اول: معنوی ستون: کہ یہ لوگ بھی سید قطب کی تحریروں اور افکار سے متاثر تھے۔

دوم: حسی ستون: اس مرحلے کا بنیادی ڈھانچہ کھڑا کرنے کے لیے سید قطب کے شاگردوں نے اپنا کردار ادا کیا۔

اور حقیقت تو یہ ہے کہ دوسرے مرحلے کے بارے میں کوئی بھی تحقیق کار یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ دونوں بنیادی مرحلوں کے درمیان میں عارضی مرحلہ ہے؛ کیونکہ اس مرحلے کو پہلا اور تیسرا مرحلہ دونوں ہی اپنی جانب کھینچنے کی کوشش کرتے ہیں؛ کیونکہ اس مرحلے کا ابتدائی حصہ پہلے مرحلے کی جانب جھکا ہوا ہے اور آخری حصہ تیسرے مرحلے کی جانب جھکا ہوا ہے بلکہ تیسرے مرحلے کے مؤسسین اسی دوسرے کے آخری حصے میں شامل ہیں۔

اس تیسرے مرحلے کو الگ سے بیان کرنے کا مقصد یہ تھا کہ پہلے اور آخری مرحلے کے درمیان تعلق اور ربط بیان کیا جا سکے، تاہم اتنا ہے کہ سب کے سب مراحل کا اصل ہدف اور سمت ایک ہی ہے، سب میں ایک فکر کارفرما ہے جو کہ ماضی کے خوارج سے جا ملتی ہے۔

---

(۱) "دعوة المقاومة الإسلامية" از ابو مصعب شامی ص: (۸۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا باب: خارجی فکر کی اہم کتب:

۱- "الفريضة الغائبة" از عبد السلام فرج۔

۲- "الرسالة الليمانية في الموالاة" از طلعت فواد قاسم۔

۳- "القول القاطع فيمن امتنع عن الشرائع" از عصام دربالہ اور عاصم عبد الماجد

۴- "حتمية المواجهة" یہ کتاب مصر کی "الجماعة الإسلامية" کی نشر کردہ کتاب ہے۔

یہ سب کتابیں دوسرے مرحلے کی اہم ترین تالیفات ہیں، ان میں سے اول الذکر رسالہ مختصر ہونے کے باوجود خارجیوں کے ہاں بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے، اسی رسالے کی اہمیت کے بارے میں ابو مصعب شامی کا کہنا ہے کہ: "ایک کتاب "الفريضة الغائبة" جو کہ "الجماعة الإسلامية" کے کارکن عبد السلام فرج شہید کی لکھی ہوئی ہے اس کا بھی بہت بڑا کردار ہے، اس کا مؤلف سادات پر حملے میں بھی شریک تھا، اس کے بعد مؤلف کو سزائے موت دے دی گئی۔

اس چھوٹے سے رسالے نے خارجی نظریات کی ذہنوں میں پختگی کے لیے گراں قدر کردار ادا کیا؛ حالانکہ یہ مختصر، سادہ اسلوب اور معمولی علمی مواد کا حامل رسالہ ہے، لیکن اس میں جہادی نظریات کے لیے جو اہم اور نئی بات تھی وہ یہ تھی کہ اس میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے شام سمیت دیگر اسلامی خطوں پر حکومت کرنے والے تاتاریوں کے بارے میں جاری کردہ فتاوی ذکر کئے گئے تھے، اسی طرح اس رسالے میں موجودہ مسلم حکمرانوں، حکومتی کارکنوں اور فوج کا تاتاریوں اور تاتاریوں کے متعلق علمائے کرام کے فتاوی سے مقارنہ بھی پیش کیا گیا ہے کہ علمائے کرام نے جس طرح تاتاریوں کے کفر اور ان کے ساتھ جبراً یا عمداً مل کر مسلمانوں کے خلاف لڑنے والوں کے مقابلے میں جہاد کا حکم دیا تھا اسی طرح علمائے کرام کا وہی فتوی آج بھی عرب حکومتوں اور مسلمان ممالک کے حکمرانوں کے خلاف جاری ہوتا ہے، یہی نہیں بلکہ ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکمرانوں کی فوج، پولیس، خفیہ اداروں، سیکورٹی فورسز پر بھی وہی فتوی لاگو ہوتا ہے، ان فتاوی سے حکومتی عہدیداروں اور حکمرانوں کے خلاف اٹھائے جانے والے بہت بڑے بڑے شبہات زائل ہوگئے ہیں، کئی پیچیدہ سوالات کے جواب مل گئے ہیں"[1]

اس رسالے پر طائرانہ نظر دوڑائیں تو اس میں درج ذیل بنیادی امور نظر آتے ہیں:

- جس جگہ ہم رہتے ہیں یہ اسلامی نہیں ہے!
- یہ موقف اپنایا گیا کہ آج جہاد کا میدان جس طرح بیت المقدس کو آزاد کروانے کے لیے گرم ہے اسی طرح حجاز مقدس کو آزاد کروانا بھی ضروری ہے بلکہ یہ بھی تمام مسلمانوں پر واجب ہے، نیز قریبی دشمن کی سرکوبی دور والے دشمن سے زیادہ ضروری ہے۔
- دولت اسلامیہ کا وجود ناگزیر ہے۔
- جس وقت میں ہم زندگی گزار رہے ہیں اس وقت کے تمام حکام کا حکم انہی تاتاریوں جیسا ہے جن کے خلاف اہل اسلام نے جہاد کیا تھا۔
- موجودہ حکمرانوں کے حاشیہ نشین بھی تاتاریوں کے حاشیہ نشینوں کی طرح ہیں، تو جس طرح ان کے خلاف مسلمانوں نے جہاد کیا تھا آج ان کے خلاف جہاد کرنا بھی ضروری ہے۔

جبکہ دوسری کتاب: "حتمية المواجهة" [یعنی: تصادم حتمی ہے] کے عنوان سے ہی معلوم ہو رہا ہے کہ اس کتاب میں کیا بیان کیا گیا ہے، یعنی باہمی مڈ بھیڑ لازمی امر ہے، اور اس وقت یہی ہو رہا ہے۔

اس کے بارے میں بھی طائرانہ نظر دوڑاتے ہیں؛ چنانچہ اس کتاب کے مؤلف نے لکھا ہے کہ: "آئندہ آنے والے صفحات تصادم کے شرعی احکام بیان کریں گے--- اور یہ تصادم

---

(۱) "دعوة المقاومة الإسلامية" از ابو مصعب شامی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرعی طور پر بالکل ٹھیک ہے، بلکہ شریعت تو اسے کئی اعتبار سے فرض قرار دیتی ہے مثلاً:

۱- اللہ کی شریعت کو بدلنے والے حکمران کو بدلنا اور ہٹانا۔

۲- اسلامی شریعت سے روگرداں معاشرے کے خلاف اعلان جہاد۔

کیونکہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تاتاریوں کے بارے میں فتوی صادر کیا تھا کہ ان سے جنگ کی جائے گی؛ کیونکہ وہ بھی اسلامی شریعت کے کچھ احکام سے روگرداں ہو گئے تھے۔

۳- خلافت کا قیام اور تمام مسلمانوں کے لیے ایک ہی خلیفہ کی تعیناتی"[۱]

اب ان دونوں کتابوں میں بیان کی جانے والی باتوں سے یہ تو واضح ہو گیا کہ دونوں جماعتیں ہی مودودی اور سید قطب کی سوچ اور فکر پر مطمئن تھیں؛ کیونکہ قطعی طور پر یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ان سب کے ہاں اسلامی مملکت کا قیام واجب اور ناگزیر ہے، نیز معاصر حکمران کافر ہیں، نیز ان کے خلاف جہاد دور والے دشمن کے خلاف جہاد سے زیادہ ضروری ہے، اسی طرح حکمرانوں کے ہم نواؤں سے بھی قتال کیا جائے گا؛ تاہم انہوں نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ حکمرانوں کے ہمنوا کافر نہیں ہیں؛ چنانچہ ان کا کہنا ہے کہ: "اور ان لوگوں کو اس وقت تک کافر نہیں کہا جائے گا جب تک یہ ان کاموں کا سرے سے انکار ہی نہ کر دیں جن پر عمل پیرا ہونے سے کترا رہے ہیں"[۲]

ان اصولوں نے خارجیوں کے دلوں سے بہت سے شبہات اور شکوک زائل کر دیئے ہیں، حالانکہ حقیقت میں یہ وہ شبہات اور شکوک جو اللہ تعالی نے فطری طور پر ہر مسلمان کے دل میں پیدا کیے ہیں، اور وہ یہ ہے کہ کس طرح اپنے اسی مسلمان بھائی کے سامنے اسلحہ تان کر

---

(۱)"حتمية المواجهة"(۱۰-۱۱)طبع:الجماعة الإسلامية"مصر۱۹۸۷ء

(۲)"حتمية المواجهة"(۳۵)طبع:الجماعة الإسلامية"مصر۱۹۸۷ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھڑا ہو جائے جس کے ساتھ اکٹھے نماز پڑھتا ہے اور جماعت میں ایک صف بنا کر بندگی کرتا ہے؟!

اور میرے علم کے مطابق "**الفريضة الغائبة**" کا مؤلف عبد السلام فرج ہی وہ پہلی شخصیت ہے جس نے یہ بیانیہ متعارف کروایا کہ: "قریب والے دشمن کے خلاف جہاد دور والے دشمن سے زیادہ ضروری ہے" خارجیوں کے ہاں قریب والے دشمن سے مراد تمام کے تمام اسلامی ممالک، عوام اور حکمران ہیں!! اسی نے کہا ہے کہ: "قریب والے دشمن کے خلاف جہاد دور والے دشمن سے زیادہ ضروری ہے"[1]

یہ اصول اس وقت خارجیوں کے ہاں قطعی اور مسلمہ بن چکا ہے، میں نے خارجیوں کی تیس (۳۰) سے زائد ایسی کتابیں اور رسالے دیکھے ہیں جن میں یہ نظریہ بیان کیا گیا ہے، بلکہ کچھ تو خاص اسی عنوان پر لکھی گئی ہیں، جیسے کہ آئندہ آئے گا۔

---

(۱) "الفريضة الغائبة" (۳۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسرا باب: دوسرے مرحلے کی امتیازی صفات

۱- پہلے اور تیسرے مرحلے کی بہ نسبت اس مرحلے کا دورانیہ کم ہے؛ چنانچہ یہ مرحلہ دس سال سے بھی کم دورانیے پر مشتمل ہے، اس مرحلے کے کارکنوں کو مصری حکمرانوں کی جانب سے سخت مزاحمت اور سختی کا سامنا تھا، اس دوران دونوں جماعتوں کے بہت سے لوگوں کو جیل کی ہوا کھانی پڑی اور کچھ لوگ غیر مسلم ممالک میں جا کر پناہ گزین ہو گئے، جبکہ کچھ افغانستان کی جانب نکل گئے، افغانستان جانے والوں نے ہی افغانی جہاد کو انتہا درجے کا گدلا کیا تھا، چند لوگوں کے ماسوا انہوں نے ہی وہاں پر نظریاتی اور عملی خرابیاں پیدا کیں۔

اس مرحلے کی یہ بھی خوبی تھی کہ یہ علاقائی اور گروہی مرحلہ تھا؛ یہی وجہ ہے کہ اس مرحلے میں ان کے نظریات کو پھلنے اور پھولنے کا موقع نہیں ملا اور مصر سے باہر بر آمد نہیں ہو سکا، البتہ بعض اسلامی ممالک میں کچھ انفرادی معاملات ہوئے تھے وہ تنظیمی سطح پر نہیں تھے۔

۲- اس مرحلے کی یہ بھی خوبی تھی کہ اس مرحلے میں خارجیوں کے منہج پر تصنیف و تالیف ہونے لگی؛ کیونکہ اس سے پہلے مرحلے میں خارجی نظریات فکری کتابوں میں موجود تھے یا ایسی کتابوں میں تھے جو تفسیر موضوعی کے نظریے پہ لکھی گئی ہیں۔

سابقہ بیان شدہ کتابوں سے قارئین کرام کے سامنے یہ بات تو واضح ہو چکی ہے کہ اس مرحلے میں خارجیوں کے نظریات اور اصولوں پر مشتمل الگ تھلگ اور مستقل کتابیں لکھی جانے لگیں۔

۳- اس مرحلے کی یہ بھی خوبی ہے کہ اس میں غیر معمولی تعداد میں لوگ اس بات کے قائل ہو گئے کہ عظمت رفتہ یعنی مزعومہ خلافت کے قیام کے لیے اسلامی اقوام کے خلاف جہاد کرنا ضروری ہے!!

۴- یہ لوگ اس اصول پر بھی مطمئن ہو گئے تھے کہ اصلی کافر کی بجائے مرتد کافر کے خلاف جہاد زیادہ ضروری ہے، یہی وجہ ہے کہ دوسرے مرحلے کے لوگوں نے اپنے اسلامی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ممالک میں دہشت گردانہ کاروائیاں کیں اور بہت سے مسلمانوں سمیت کئی معاہد اور ذمیوں کو ابدی نیند سلادیا۔

یہ اصول تیسرے مرحلے میں تمام خارجیوں کے نزدیک متفقہ اور مجمع علیہ بن چکا تھا۔

دوسرے مرحلے کی کاروائیاں اگر ہم دیکھیں تو ہمیں بڑی شدت اور قوت کے ساتھ ایک بات ملتی ہے کہ یہ لوگ اس اصول پر بڑی سختی کے ساتھ عمل پیرا تھے؛ حتی کہ ان کی جانب سے یہودیوں کے خلاف ایک بھی کاروائی نہیں کی گئی؛ حالانکہ یہودی ان کی ناک تلے تھے، ان کی اس حرکت سے رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی تصدیق بھی ہو گئی کہ: (**[خارجی] اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے**)[۱]

۵- اس مرحلے میں تکفیر کا عملی دائرہ کار وسیع ہو گیا اور لوگوں کو قتل کرنا جائز سمجھ لیا گیا۔

چنانچہ طارق زمر کا کہنا ہے کہ: "اسلامی معاشروں میں مسلح کاروائیاں ایک بند گلی میں پہنچ چکی تھی اور ان کے منفی نتائج بر آمد ہونا شروع ہو گئے، بلکہ اس سے بڑھ کر ان عسکری کاروائیوں کی سمت میں اتنی خرابی آگئی تھی کہ خطرناک قسم کے شرعی جرائم کا ارتکاب ہونے لگا، ایسے ہی جہاد اور جہادی میدان میں کاروائیوں کی وجہ سے تکفیر اور قتل و غارت کا دائرہ کار بھی وسیع تر ہوتا چلا گیا۔"

انہوں نے یہ بھی لکھا کہ: "اسلامی بیداری کی تحریک تکفیری منہج کے گرد بند نہیں باندھ سکی جس کی وجہ سے اسلامی بیداری تحریک کا چہرہ مسخ ہو گیا اور اس کے لیے آگے بڑھنا مشکل تر ہوتا چلا گیا، تکفیری منہج میں وقت کے ساتھ ساتھ اتار چڑھاؤ بھی آتا رہا"[۲]

یہ تمام کے تمام اقتباسات خارجیوں کی اپنی کتابوں میں سے ہیں، میں نے ان کے مد

---

(۱) بخاری: (۳۳۴۴) مسلم: (۱۰۶۴)

(۲) "مراجعات لا تراجعات" از طارق زمر، ص: (۱۴۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقابل یا مخالفین کی جانب سے ایک بات بھی ذکر نہیں کی، اور حقیقت یہ ہے کہ میں نے اپنی اس تحقیقی کاوش میں اسی منہج کو اپنایا ہے، میں اس منہج سے ماسوائے چند جگہوں کے جنہیں انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے باہر بالکل بھی نہیں نکلا، وہ بھی میں نے ذیلی طور پر بیان کی ہیں نہ کہ بنیادی دلیل کے طور پر۔

٦- اس مرحلے کی یہ بھی خوبی تھی کہ اس میں افغانستان کے جہاد کے اثرات بھی رونما ہونے لگے؛ کیونکہ وہاں پر نوجوانوں کو بدنی اور فکری طور پر تیار کیا جاتا تھا اور پھر انہیں اپنے علاقوں میں بھیج دیا جاتا، بلکہ انہیں اپنی حکومتوں سے ٹکرا لینے کے لیے ضروری اسلحہ بھی فراہم کیا جاتا۔

اسلام غمری -الجماعة الإسلامية کی قیادت میں سے نامور شخصیت- کے مطابق:

"یہ پہلے بیان شدہ کتابیں افغانستان کے معسکروں میں پڑھائی جاتی تھیں، انہی کتابوں نے افغانی جہاد کے بعد رونما ہونے والی تمام پر تشدد کاروائیوں کو نظریاتی کمک فراہم کی۔"(١)

٧- اس مرحلے میں خارجیوں نے صرف حکمرانوں کو کافر کہا ہے اور اس بارے میں صریح طور پر ان کی کتابوں میں یہ بات موجود ہے، نیز اس مرحلے میں خارجی افراد حکومتی کارندوں کے خلاف اعلان جہاد تکفیر کا حکم لگائے بغیر کرتے تھے۔

"الجماعة الإسلامية" کے بنیادی نظریات کے بارے میں ابو مصعب شامی کہتا ہے کہ: "توحید حاکمیت سے متعلق مسائل کے بارے میں انہوں نے واضح طور پر اعلان کیا تھا کہ وہ ایسے مسلم ممالک -مصر بھی ان میں شامل ہے- کے حکمرانوں کو مرتد سمجھنے پر مطمئن ہیں جو بغیر ما انزل اللہ کے تحت فیصلے کرتے ہیں، تاہم انہوں نے مرتد ہونے کا حکم صرف

---

(١) "شاهد على تجربة الأفغان العرب" (پہلا حصہ) دیکھیں: "الجماعة الإسلامية" کی ویب سائٹ پر اسلام غمری کا انٹرویو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکمرانوں تک ہی محدود رکھا، حکمران کے کارندوں اور حاشیہ نشینوں کو مرتدین کے حکم میں شامل نہیں کیا؛ لہذا انہوں نے حکومتی سسٹم میں شامل افراد کے خلاف شرعی جہاد جائز نہیں سمجھا؛ البتہ اپنے دفاع کے لیے وہ ان سے لڑنا جائز سمجھتے تھے"[1]

یہی بات "حتمية المواجهة" کتاب کے مؤلف نے بھی لکھی ہے۔

---

(۱) "دعوة المقاومة الإسلامية العالمية" (۸۹) از ابو مصعب شامی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چوتھا باب: دوسرے مرحلے کی کاروائیاں

ایمن ظواہری نے اپنی کتاب: "فرسان تحت راية النبي" میں الجماعة الإسلامية اور جماعة الجهاد دونوں جماعتوں کی جانب سے کی جانے والی دہشت گردانہ کاروائیوں کے بارے میں خلاصہ مرتب کیا ہے، ان میں سے اہم ترین یہ تھیں:

- مصری وزیر اعظم عاطف صدقی کے قافلے پر بارود سے بھری گاڑی کے ساتھ قاتلانہ حملہ ہوا، لیکن وزیر اعظم حملے میں بال بال بچے تاہم اس حملے کے نتیجے میں ایک شیماء نامی بچی جو کہ ساتھ ہی پرائمری اسکول کی طالبہ تھی وہ جاں بحق ہو گئی اور دیگر چودہ طالبات زخمی ہوئیں۔
- مصری پارلیمنٹ کے اسپیکر رفعت محجوب کا قتل ہوا۔
- میجر جنرل کے عہدے کے ایک سیکورٹی افسر کا قتل ہوا۔
- مصر کے سابق صدر انور سادات کا قتل۔[۱]
- اس کے ساتھ ساتھ مصر میں آنے والے غیر ملکی سیاحوں سمیت قبطی عیسائیوں کا قتل اور ان کی املاک لوٹ لینے کے واقعات رونما ہوئے۔

یہ سب کاروائیاں میں بطور مثال ذکر کی ہیں سب کا تذکرہ یہاں ممکن نہیں۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ یہ تمام کے تمام دہشت گردی پر مشتمل جرائم مسلم ملک کے عین بیچ میں رونما ہوئے ہیں اور **ان دونوں جماعتوں کی ایک بھی کاروائی غاصب یہودیوں کے خلاف رونما نہیں ہوئی**؛ حالانکہ اسی مصر کی سرزمین سینا میں یہودی دندناتے رہے، یہ بات خارجیوں کے ہاں کوئی خفیہ راز بھی نہیں ہے؛ کیونکہ سب کے سب بڑی پختگی کے ساتھ اس بات پر متفق ہیں کہ مسلمانوں کے خلاف اعلان جہاد یہود و نصاری کے خلاف اعلان جہاد سے بہتر ہے، یہی وجہ ہے کہ ایمن ظواہری نے اس مرحلے کے آخری عہد میں ایک رسالہ لکھا جس

---

(۱) "فرسان تحت راية النبي" (۷۶) از ایمن ظواہری۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا نام تھا: "الطريق إلى القدس يمر عبر القاهرة" [یعنی: بیت المقدس کا راستہ قاہرہ سے گزرتے ہوئے جاتا ہے]، اس رسالے میں ظواہری نے واضح لفظوں میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے مصر کو فتح کرنا ضروری ہے۔

اس مرحلے کا اختتام یوں ہوا کہ دونوں جماعتوں کے سر کردہ افراد کا گھراؤ کیا گیا اور ان میں سے اکثر جیلوں میں ڈال دیئے گئے تو کچھ زیر زمین کے مکین ہو گئے، یا ان میں سے کافی بڑی تعداد غیر مسلم ملکوں میں بھاگ گئے، کئی لوگ افغانستان چلے گئے اور وہاں پر انہیں اپنے خارجی افکار اور نظریات پھیلانے کا خوب موقع ملا، آگے چل کر ایسی دلیلیں آئیں گی کہ جن میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ افغانستان بھاگ جانے والوں میں سے کچھ لوگ مسلمان نوجوانوں کے ذہن خراب کرنے میں قابل ذکر کردار ادا کرتے رہے، حالانکہ یہ نوجوان اپنے افغانی بھائیوں کی مدد کے لیے گئے تھے۔

جبکہ "الجماعة الإسلامية" کی جو باقی ماندہ قیادت جیلوں میں تھی انہوں نے اپنے گمراہ کن نظریات سے رجوع کر لیا، اور انصاف کا تقاضا ہے کہ ہم یہ بھی بیان کریں کہ وہ واقعی جادۂ حق پر واپس لوٹ آئے تھے، اس میں کوئی دوسری رائے نہیں، انہوں نے اسلامی معاشروں کے غصب شدہ حقوق کو پھر سے تسلیم کیا اور انہیں دارِ کفر کہنے کی بجائے دار اسلام قرار دیا، بلکہ عدل وانصاف دیکھیں کہ انہوں نے سابقہ مصری حکمران کے قتل کو بھی یہ کہا کہ انہیں مظلومانہ قتل کیا گیا۔

تو اس طرح اس جماعت کی قیادت تو اسی نہج پر لوٹ آئی جس کے لیے جماعت قائم ہوئی تھی اور وہ یہ تھا کہ اللہ تعالی کی جانب لوگوں کو دعوت دی جائے جبکہ دوسری جماعت یعنی: "جماعة الجهاد" اپنے خارجی موقف پر ڈٹی رہی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تیسری فصل: تیسرا مرحلہ

اس فصل میں مقدمہ اور پانچ ابواب ہیں:

مقدمہ:

پہلا باب: اس مرحلے کے بنیادی ارکان

دوسرا باب: اس مرحلے کی امتیازی صفات

تیسرا باب: اس مرحلے میں افغانی جہاد کا کردار

چوتھا باب: خارجی منہج کی ترویج میں کچھ واعظین کا کردار

پانچواں باب: اس مرحلے میں خارجی فکر کے اہم رہنما

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ:

عصر حاضر میں خارجی منہج کی نشو ونما کا یہ مرحلہ فکری طور پر سب سے خطرناک مرحلہ ہے، اس مرحلے میں شدید ترین اور ہولناک قسم کے گھاؤ امت اسلامیہ کے بدن پر عملاً لگائے گئے؛ کیونکہ جو نظریات اور عقائد ہم نے پہلے دو مرحلوں میں ذکر کئے ہیں وہ سب نظریات نوجوانوں کے ذہنوں میں لاوا بن کر پھوٹنے لگے اور پھر اس لاوے سے بہت سے مسلمان اور متعدد ممالک جھلس کر رہ گئے۔

اس مرحلے میں سابقہ مرحلوں میں بیان کردہ خارجی اصولوں اور نظریات کو بڑے ہی جذبات اور طمطراق انداز میں لکھا گیا اور ساتھ میں حق بات کی ملاوٹ بھی کر دی گئی، اور ایسا باطل جس میں حق بات کی آمیزش بھی ہو تو وہ سب سے خطرناک باطل بن جاتا ہے۔

اس مرحلے میں خارجیوں کے ہاں اسلام کی منحرف تشریح مسلمہ اصول بن چکی تھی، اس کے بارے میں خارجیوں کے ہاں مزید گفتگو کرنا ممکن نہیں تھا!

چنانچہ ایمن ظواہری اپنے مسلمہ لیکن منحرف نظریات کی تائید میں لکھتا ہے کہ: "اللہ تعالی کو تشریعی حقوق دینے کا معاملہ اتنا عرصہ اور صدیاں گزر جانے کے باوجود بھی ہر وقت اور ہر جگہ پر ایک اہم ترین معاملے کی حیثیت رکھتا آیا ہے، اس لیے ہمارے دور اور زمانے میں یہی معاملہ سب سے زیادہ خطرناک ہے، چنانچہ اس معاملے کو اہل حق کے لیے بیان کرنا ضروری ہے تاکہ ان کے دل بھی اسی مشن پر مطمئن ہو کر عملی طور پر شامل ہو جائیں جس مشن پر رسولوں اور ان پر ایمان لانے والے گامزن ہوتے چلے آئے ہیں"!![1]

ان عبارتوں سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اس فکر کے حاملین افراد توحید حاکمیت پر بالکل مطمئن تھے، وہ اسی کو اسلام کا پہلا ہدف اور معرکہ سمجھتے تھے، نیز اس بات سے

---

(۱) "إعزاز راية الإسلام" ص:(۱) از ایمن ظواہری۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ ان خارجیوں نے اسلام کی منحرف تشریح کو سیر ہو کر اپنے ذہنوں میں جگہ دی؛ البتہ یہاں پر یہ چیز توجہ کی محتاج ہے کہ یہاں پر صرف حکمرانوں کی تکفیر نہیں کی گئی بلکہ تیسرے مرحلے کے خارجی مناظرین کے ہاں عوام الناس بھی تکفیر کے دائرے میں آ گئے، پھر اس کے بعد معاملہ اور بڑھتا گیا اور بات یہاں تک پہنچ گئی کہ جو حکمرانوں اور حکومتی کارندوں کو کافر نہیں سمجھتا وہ بھی کافر ہے!!

پھر اکثر خارجیوں کے ہاں معاملہ اور آگے بڑھتا ہے کہ سب اسلامی معاشرے اور اقوام کافر ہیں؛ کیونکہ ان کے حکمران کافر ہیں! پھر سب خارجی اس بات کے قائل نظر آتے ہیں کہ پوری امت کا خون بہانا ان کے لیے جائز ہے اس میں کسی کو کوئی استثنا حاصل نہیں، جیسے کہ ہم حرف بہ حرف آگے جا کر نقل کریں گے، اور یہ نظریہ (حکمران کافر تو ان کی رعایا بھی کافر) حقیقت میں عہد قدیم کے خارجیوں کا نظریہ ہے، جیسے کہ ہم آگے جا کر قدیم اور معاصر خارجیوں کی باہمی مشابہت میں تفصیل بیان کریں گے، لیکن معاصر خارجی اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں اور اپنے اس نظریے کو اس قدیم نظریے سے ملتے جلتے الفاظ میں بیان کرتے ہیں، لیکن بہ نظر دقیق دیکھا جائے تو ان کے اس خارجی نظریے کا پردہ کھل جاتا ہے!

قدیم خارجیوں کی روحانی اولاد اپنے اجداد سے اس نظریے میں بالکل متحد ہیں صرف لفظی اختلاف ہے اور لفظی اختلاف سے حقائق نہیں بدلتے، اسی اصل اعتبار حقائق کا ہوتا ہے ناموں اور لفظوں کا نہیں۔

چونکہ یہ مرحلہ تینوں مراحل میں سے سب سے زیادہ خطرناک ہے تو تحقیق کار پر ضروری تھا کہ وہ اس مرحلے کو مزید انہماک اور توجہ دے، اور اس مرحلے کے ہر موڑ کو خارجیوں کی اپنی کتابوں سے ثابت کرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلا باب: اس مرحلے کے بنیادی ارکان

یہ مرحلہ خارجی مناظروں کے ہاں متعدد ارکان پر قائم ہے، ان سب کو چار بنیادی رکنوں میں جمع کیا جا سکتا ہے، یہ چاروں رکن خارجی فکر اور نظریات پھیلانے کے معتمد ذرائع تھے، وہ چار رکن یہ ہیں:

پہلا رکن: چند افراد کے علاوہ تمام کے تمام مسلمانوں کی عمومی تکفیر، یہ رکن اگرچہ پہلے اور دوسرے مرحلے میں کسی حد تک موجود تھا، لیکن تیسرے مرحلے میں اس کے ساتھ کچھ امتیازی چیزیں بھی شامل ہو گئیں، جن میں سے کچھ یہ ہیں:

۱- اس نظریے کو بیان کرنے کے لیے واضح اور صریح الفاظ کا استعمال، اس مرحلے میں سب مسلمانوں کو کافر قرار دینے کے لیے خصوصی کتابیں اور رسالے سامنے آئے، پہلے اور دوسرے مرحلے میں ایسا نہیں تھا؛ کیونکہ ان مراحل میں تمام مسلمانوں کو کافر قرار دینے کے لیے خصوصی کتابیں نہیں تھی، بلکہ ضمنی طور پر یہ بات لکھی جاتی تھی۔

جیسے کہ ابو بصیر طرطوسی نے لکھا ہے کہ: "حکمران بہت سی چیزوں میں یہودیوں سے بھی بہت آگے بڑھ گئے ہیں، اس لیے ان کو کافر نہ کہنا اللہ تعالی کے دین اور امت اسلامیہ کے حق میں بھیانک ترین جرم ہے"[۱]

اسی طرح ابو محمد مقدسی کا کہنا ہے کہ: "ہم شریعت الٰہی کو چھوڑ کر کسی اور قانون کو بالا دستی دینے والوں کو اور اسی طرح عالمی طاغوتی عدالتوں سے فیصلے کروانے والوں کو کافر اور مرتد سمجھتے ہیں، وہ ستر سے زائد وجوہات کی بنا پر دائرہ اسلام سے نکل کر دائرہ کفر میں داخل ہو چکے

---

(۱) "أعمال تخرج صاحبها من الملة" ص: (۵۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں"[1] اس کے بعد ان کی تفصیل بیان کی۔

اس نظریے کو ثابت کرنے کے لیے متعدد کتابیں منظر عام پر آئیں، جن میں سے کچھ یہ ہیں:

- "الكواشف الجلية في كفر الدولة السعودية" از عصام برقاوی المعروف ابو محمد مقدسی
- "كشف شبهات المجادلين عن عساكر الشرك وأنصار الطواغيت" از عمر عبدالحکیم۔
- "قاتلوا أئمة الكفر" از عبدالعزیز طویلعی، یہ کتاب دیگر مستعار ناموں سے بھی چھپی ہے، جیسے کہ "أخو من طاع الله" کے نام سے بھی طبع ہوئی۔
- "التكفير حكم الله فأين تذهبون" از طرطوسی۔
- "الحق واليقين في عداوة الطغاة والمرتدين" از سلطان عتیبی۔
- "الكوكب الدري المنير في إبطال حقن التخدير عن تكفير كل حاكم شرير" از بکر بن عبدالعزیز اثری۔

۲- تکفیر کے دائرے کو مزید وسعت دی گئی، تاکہ معاشرے کے زیادہ سے زیادہ افراد اس میں شامل ہوں، حتی کہ خادم اور امام مسجد کو بھی کافر کہہ دیا گیا! کیونکہ یہ سب کے سب حکومتی کارندے ہیں، اس لیے ان سب پر -خارجیوں کے ہاں- کفر کا فتوی لگے گا۔

چنانچہ مقدسی کا کہنا ہے کہ: "زبان، قلم اور دعا کے ذریعے کسی کی تائید کرنا بالکل ایسے ہی ہے جیسے اس کی مسلح تائید کی جائے، اس لیے معاملہ صرف یہیں تک نہیں ہے کہ جو

---

(۱) "أجوبة أسئلة اللقاء المفتوح؛ لأعضاء شبكة شموخ الإسلام الإلكترونية" ص: (۲۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شخص فوجی لباس زیب تن کرے یا وہ سیکورٹی فورسز میں شامل ہو یا دیگر عسکری اداروں کا ملازم ہو، بلکہ حکومت کا کوئی بھی کسی بھی انداز سے مددگار ہو چاہے وہ کسی اسکول کا استاد ہے یا خادم ہے یا مسجد کا امام ہے یا کہیں بھی حکومت کا مددگار ہے [وہ سب کافر ہیں]؛ چنانچہ جب تک کوئی بھی حکومت کی مدد کرتا رہے گا یا ان سے تعلق رکھے گا، موحدین کے خلاف ان کے ساتھ تعلقات بنائے گا تو وہ بھی انہی میں سے ہے اور اس کا حکم بھی انہی والا ہے [یعنی وہ بھی کافر اور مرتد ہے]"(۱)

۳- یہ نیا اصول ظاہر ہوا کہ جو کسی کافر کو کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر ہے۔

اس اصول کو دلائل فراہم کرنے کے لیے بھی بہت سے رسائل رونما ہوئے؛ جن میں یہ بھی شامل ہے:

- "القول المحتد على من لا يكفر المرتد" از سلطان عتیبی، خارجیوں کی جانب سے اس اصول کو نافذ بھی کیا گیا لیکن اس کی کوئی دلیل اور ضابطہ بیان نہیں کیا گیا۔

۴- اس مرحلے میں الحكم بغير ما انزل الله سے متعلقہ مسائل میں "عذر بالجهل" کو یکسر مسترد کر دیا گیا؛ لہٰذا خارجیوں کے ہاں اس مسئلے میں چاہے کوئی حکمران ہو یا رعایا کسی کا عذر بالجہل قبول نہیں، اس بارے میں رسائل بھی لکھے گئے؛ جن میں "فصل الكلام في إثبات ردة الشرطة والحكام" از ابو دجانہ شامی، بھی شامل ہے۔

دوسرا رکن: اہل سنت والجماعت کے معتبر اور حقیقی علمائے کرام کو ناقابل اعتماد قرار دینا؛ حالانکہ انہی علمائے کرام کے بارے میں امت متفقہ طور پر یہ تسلیم کرتی ہے کہ یہ لوگ امامت کے اہل بھی ہیں اور ان میں صلاحیتیں بھی پائی جاتی ہیں، میں نے اس تحقیقی مقالے میں معاصر خارجیوں کی عبارتیں نقل کی ہیں جن میں ابن باز، البانی اور ابن عثیمین رحمہم اللہ جمیعًا کو

---

(۱) "رسالة مناصحة وتذكير" ص: (۳-۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نام لیکر کافر قرار دیا گیا؛ حالانکہ یہ تینوں اس زمانے میں پوری دنیا سے تعلق رکھنے والے اہل علم کے استاد ہیں، ان کے بارے میں یہی بات مدینہ نبویہ کے محدث شیخ عبدالمحسن العباد حفظہ اللہ نے بھی کہی ہے۔

بیوقوفی کی انتہا دیکھیں کہ کچھ لوگوں نے تو حرمین شریفین کے ائمہ کرام کو بھی فاسق اور منافق کہہ کر ان سے دینی مسائل میں رجوع نہ کرنے کا حکم دیا، بن لادن نے یہ بات صاف صاف لفظوں میں کہی ہے۔

تیسرا رکن: امت کو درپیش مسائل بیان کر کے اپنی دکانداری چمکانا، اس کے لیے اسلام دشمن قوتوں کی جانب سے مسلمانوں کے لیے کھڑے کیے جانے والے مسائل کو بیان کر کے اپنے خارجی نظریات نشر کیے گئے، اس طریقے سے ناقابل تلافی حد تک خوارج کی فکر کو پنپنے کا موقع ملا۔

اسی طرح پوری دنیا میں پائے جانے والے یہودی، عیسائی، ملحد، بت پرست اور گائے کے پجاریوں کی جانب سے مسلمانوں پر جو ظلم ڈھائے گئے ان کی وجہ سے بھی خارجی فکر کو مہمیز ملی۔

ہم یہاں پر ذو الخویصرہ کی روحانی اولاد کے لیے صفائیاں پیش نہیں کرنا چاہتے، لیکن وضاحت اور صراحت کے لیے انہیں بیان کرنا ضروری ہے تاکہ اس تحقیقی مقالے کی ہر جزوی مبحث کو بھی پورا حق ملے، ویسے تو ہر صاحب عقل کے ہاں مسلمان کا قتل؛ قتل ہی ہے چاہے اسے مارنے والا کوئی کافر ہو یا خارجی ہو۔

امت مسلمہ کو درپیش یہ مسائل ذرائع ابلاغ کے ذریعے براہ راست نشر کئے جاتے تھے، تو یہ دردناک اور المناک واقعات جوشیلے مسلم نوجوانوں کے دلوں پر بلاواسطہ مؤثر ہوتے تھے؛ کیونکہ یہ جذبہ تو اللہ تعالی نے تمام مسلمانوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے پیدا کیا ہے؛

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی ہمدردی کو بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: (**مسلمانوں کی باہمی محبت اور شفقت کی مثال ایک جسم کی مانند ہے، اگر اس کا کوئی ایک عضو بھی بیمار ہوتا ہے تو اس کا سارا جسم ہی بے خوابی اور بخار کی سی کیفیت میں مبتلا رہتا ہے**)[1]

لیکن خارجیوں کے مناظرین نے ان احادیث اور امت مسلمہ کو درپیش مسائل کو یک جا کر کے خوب ڈھنڈورا پیٹا اور نوجوانوں کے سامنے راہِ نجات یہ رکھی کہ سب سے پہلے قریبی دشمن کے خلاف محاذ کھولا جائے اور وہ ہیں مسلم حکمران! اور پھر ان کی حکومتوں میں کام کرنے والے سرکاری ملازمین۔

چوتھا رکن: اسلامی مملکت میں خلافت راشدہ کا قیام ہی اسلام کا سب سے بڑا ہدف ہے، اور اسی پر ساری توجہ اور محنت مرکوز کر دی جائے؛ اس ہدف کو پانے کے لیے بیوقوفی اور پاگل پن کی انتہا دیکھیں کہ آج کل کے خارجی شرعی نصوص کو بازیچہ اطفال بنانے کی گھناؤنی سازشیں بھی کرتے ہیں؛ جیسے کہ انہوں نے نبی ﷺ کے اس فرمان میں ہی تحریف کر دی: (**جو شخص مر گیا اور اس کی گردن پہ کسی کی بیعت نہیں تھی تو وہ جاہلیت کی موت مرا**)[2]

اس پر خارجیوں نے کہا کہ: اگر امت خلافت کا قیام عمل میں نہیں لاتی تو پوری امت کو گناہ ہو گا[3]، اس موقف کا تجزیہ بعد میں تفصیلی طور پر آئے گا۔

اس قسم کے خرافات پر ہی نظریۂ تکفیر قائم ہے، انہی کی وجہ سے عالم اسلام میں بم دھماکے ہو رہے ہیں کہ ان کے ذہنوں پہ ایک گناہ سوار ہے کہ کہیں اس کے مرتکب نہ ہو جائیں وہ بھی صرف اس لیے کہ مزعومہ خلافت کا قیام عمل میں آئے یہی ان کے نزدیک دین کی اصل

---

(۱) بخاری: (۶۰۱۱) مسلم: (۲۵۸۶)

(۲) مسلم: (۱۸۵۱)

(۳) "العمدۃ" از سید فضل، ص: (۱۵۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روح اور حقیقت ہے۔

یہ چاروں ارکان جب مسلمان نوجوانوں کے ذہنوں میں نقش ہو گئے تو اپنے دماغوں کو خارجی نظریات سے بھرنے کے بعد انہوں نے اپنے گاڑیوں کو بارود سے بھرا پھر اپنے جسموں پر خود کش جیکٹیں سجائی اور ہر چیز تہہ وبالا کر کے رکھ دی، بچوں کو ذبح کیا، حاملہ خواتین کے پیٹ اس لیے چاک کر دیے کہ یہ ان کے ہاں مرتد لوگوں کی بیویاں ہیں!!

ان نو عمر لونڈوں نے اپنے خارجی آباکی یادیں تازہ کر دیں، یہ نوجوان ایسی حرکتوں سے اللہ کا قرب تلاش کرتے ہیں! انہیں اس بارے ذرہ بھی تامل اور شک نہیں ہے بلکہ وہ یقین رکھتے ہیں کہ یہ ایک مقدس مشن ہے۔!!

اسی لیے ابو یحییٰ لیبیائی کا کہنا ہے کہ: "اگر صحابہ بھی زندہ ہوتے تو وہ بھی ان کے ساتھ مل کر جہاد کرنے کو افضل ترین عمل گردانتے"!![1]

یہ سب کچھ ایسی ہی نہیں ہو گیا، بلکہ انہوں نے سب سے پہلے فکری طور پر کتاب وسنت کو سلف صالحین کے منہج پر سمجھنے سے اعراض کیا اور پھر خود سے اسلامی نصوص کی تشریحات شروع کیں تو تب جا کر اتنی گہری کھائی میں پہنچے!! انہوں نے سلف صالحین سے کٹ کر الگ تھلگ ہو کر خود سے ہی شرعی نصوص کو سمجھنا شروع کر دیا تب جا کر اتنے بھیانک نتائج دیکھنے کو ملے ہیں، اگر اس فکر کے حامل ابتدائی افراد سلف صالحین کے فہم کو ٹھوکر نہ مارتے تو ایسا کوئی بھیانک نتیجہ سامنے نہ آتا، لیکن اللہ کی مشیت کونیہ قدریہ سب سے بالا تر ہوتی ہے اس کے فیصلوں کو کوئی مسترد نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس کائنات میں کوئی ایسا کام ہوتا ہے جو وہ نہ چاہے، اللہ تعالی کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے اور پہلے بھی اور بعد میں بھی معاملات اسی کے تسلط میں ہیں۔

---

(۱) "دفع الملام عن مجاهدي المغرب الكرام" از ابو یحییٰ لیبیائی ص: (۲۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا باب: اس مرحلے کی امتیازی صفات

۱- خارجی جن اپنی بوتل سے باہر آگیا، اس کے باہر آنے کا انداز بھی نان اسٹاپ ریل گاڑی کی طرح تھا کہ اس میں بڑی تیزی کے ساتھ واقعات رونما ہوئے اور اس فکر کو ایک بہت بڑی تعداد میں نوجوانان اسلام نے اپنا لیا حالانکہ ان کا تعلق مختلف ممالک سے تھا۔

۲- تکفیری لہجہ اور زبان سامنے آئی، تکفیر کا دائرہ مزید وسیع ہو گیا، جیسے کہ ہم نے اس مرحلے کے ارکان میں ابھی ذکر کیا ہے۔

۳- قتل وغارت اور عزتیں لوٹنے کا دائرہ وسیع ہوا، کسی کو قتل کرنا تو انتہائی معمولی کاروائی بن گئی تھی، اس مرحلے میں اللہ سے ڈرے بغیر زیادہ سے زیادہ قتل کرنے کی ترغیب دی گئی۔

جیسے کہ ابو یحیی لیبیائی نے رباط میں ہونے والے ۱۴۲۴ ہجری کے مشہور دھماکوں کے بارے میں تبصرہ کیا جس کے نتیجے میں ۸۱ مسلمان جاں بحق ہو گئے تھے، کہا کہ: "فصل کی کٹائی کیا شاندار اور اعلی ہے!!"[1]

اسی طرح ابو قتادہ نے الجزائر میں اپنے ہم خیال لوگوں کو فتوی دیا کہ الجزائری فوج اور پولیس کے اہل خانہ اور بیویوں کو قتل کرنا جائز ہے؛ کیونکہ یہ مرتد لوگوں کی بیویاں ہیں۔ حالانکہ شریعت نے کافروں کی بیویوں اور خواتین کے بارے میں بہت نرمی اختیار کی ہے، انہیں شب خون کے علاوہ ہر حالت میں تحفظ فراہم کیا ہے، لیکن خوارج مسلمانوں کے بچوں اور عورتوں کو قتل کرنا جائز سمجھتے ہیں!!، نیز ابو قتادہ کا یہ فتوی غلطی سے صادر نہیں ہوا بلکہ یہ ان کا پختہ عقیدہ اور نظریہ ہے، اس پر سب خارجیوں کا اتفاق ہے، یہ لوگ نسل در نسل اسی پر چلتے آئے ہیں؛ چنانچہ اسی فتوے کی تائید ایمن ظواہری نے کی، فارس زہرانی، ابو بکر ناجی اور مقدسی سمیت سب نے کی جیسے کہ ہم آگے ان کے فتوے

---

(۱) "دفع الملام عن مجاهدي المغرب الكرام" از ابو یحیی لیبیائی ص: (۱۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی ذکر کریں گے، مذکورہ چاروں افراد خارجیوں کے نامور مناظر ہیں۔

۴- خارجی فکر علاقائی اور گروہی دائرے سے نکل آئی، یہ چیز دوسرے مرحلے میں بھی تھی، چنانچہ پوری دنیا میں خارجی فکر پھیلی اس کے کئی اسباب تھے جس میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ سید قطب کے افکار عالم اسلام میں منتشر ہو گئے، جیسے کہ ہم نے جعفر شیخ ادریس سے گزشتہ صفحات میں نقل کیا ہے، نیز اس فکر کی نشو و نما کے لیے افغانستان کی سرزمین نے بھی کافی کردار ادا کیا۔

۵- اس مرحلے میں بڑی جرأت کے ساتھ اسلامی معاشروں اور ممالک کو کہہ دیا گیا کہ یہ دار کفر اور دار حرب ہیں، چنانچہ جو باتیں پہلے خفیہ اور پوشیدہ، یا عمومی جملوں کے تحت کہی جاتی تھیں وہ اب اعلانیہ کی جانے لگیں، ایسے مسائل پر گفتگو کرنے سے شرمانے یا ڈرنے سے روکا جانا لگا۔

چنانچہ ابو قتادہ کا کہنا ہے کہ: "سرکاری ملازمین پر مرتد لفظ کا اطلاق، یا دار اسلام کو دار کفر کہنا فقہی کتابوں میں بڑی واضح اور صراحت کے ساتھ موجود ہے، تو ہم ان لفظوں کو استعمال کرنے سے کیوں گھبراتے ہیں؟ نیز جہادی و سلفی تنظیموں کے بارے میں کچھ لوگ یہ تصور کیوں رکھتے ہیں کہ سرکاری ملازمین کو مرتد کہنا بدعت ہے اور جھوٹ ہے؟ درباری ملاؤں، مرجئہ مشائخ اور عامۃ المسلمین کی جانب سے جو دہشت گردی جاری ہے اور وہ طوطے کی طرح ٹر ٹر لگائے ہوئے ہیں انہی کی وجہ سے بہت سے لوگ اس لفظ کو استعمال کرنے سے کتراتے ہیں، صرف اس ڈر سے کہ کہیں انہیں خارجی نہ کہہ دیا جائے"[۱]

یہاں دیکھیں کہ ابو قتادہ کس طرح سے تکفیری الفاظ استعمال کرنے کی ترغیب دے رہا ہے کہ انہیں استعمال کرتے ہوئے ذرہ برابر بھی دل میں ڈر اور خوف نہیں ہونا چاہیے، تاکہ اس کار شر میں ہر لنگڑا لولا اور ایرا غیرا نتھو خیرا بھی زبان درازی کرنے لگے!

---

(۱) "مقالات بن منهجين" از ابو قتادہ فلسطینی ص:(۳۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک بار اسامہ بن لادن سے یہ سوال کیا گیا کہ: "جب امریکی سعودی عرب سے چلے گئے اور مسجد اقصی بھی آزاد ہوگئی تو کیا آپ اپنے آپ کو کسی مسلمان ملک کی عدالت کے سامنے پیش کر دیں گے؟ اس پر اسامہ بن لادن نے جواب دیا: صرف افغانستان ہی اسلامی مملکت ہے میں سعودی عرب کو اسلامی ملک ہی نہیں مانتا"[1] حالانکہ اسامہ بن لادن نے عقیدہ توحید اسی مملکت سعودی عرب میں اپنی ماں کے سینے سے دودھ پیتے ہوئے حاصل کیا تھا، اسے بچپن ہی میں سنت اور بدعت کے فرق کا علم تھا، اسے یہاں کے اسکولوں میں حق اور باطل بتلایا گیا، لیکن جب جوانی آئی اور بیرونی عوامل سے خارجی فکر لی تو اپنے ملک اور ملکی قیادت کے حقوق پر اس طرح تھوک دیا کہ پیشانی شرم سے جھک جاتی ہے۔

اسامہ بن لادن نے اس ملک کے بانی شاہ عبدالعزیز اور ان کی آل کو کافر قرار دیا، شاہ فہد اور شاہ عبداللہ کو مرتد کہا، بلکہ حرمین کے ائمہ کرام کو فاسق و فاجر کہا جیسے کہ آئندہ ان کا تفصیلی ذکر آئے گا، ان شاءاللہ

٦- عوام اور حکمران کے مذہبی نظریے کو آپس میں نتھی کر دیا گیا، یہ بات قدیم خارجیوں کے ہاں بھی بنیادی اہمیت کی حامل تھی، اس کی وضاحت بھی سید فضل کے نظریات اور کتابوں کے رد میں آئندہ صفحات میں آئے گی۔

فارس زہرانی کے مطابق: "یہ بات جاننا ضروری ہے کہ ان [فوجیوں اور سرکاری ملازمین] کے حکمران اور طاغوت بھی کافر ہیں جو صرف اپنی بادشاہت بچانے کے لیے لگے ہوئے ہیں اور ان کی راتیں اسی کام میں جاگتے ہوئے گزرتی ہیں؛ کیونکہ سرکاری ملازمین اور افواج کا حکم اصل میں حکمرانوں کے کافر ہونے کا نتیجہ، اس لیے عصر حاضر میں جتنے بھی اسلامی ممالک کے حکمران ہیں سب کے سب طاغوت، مرتد اور کافر ہیں وہ

---

(١) کویتی جریدے "الرأي العام" میں چھپنے والے انٹرویو سے ماخوذ، مورخہ (١١/١١/٢٠٠١)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام سے ہر اعتبار سے نکل چکے ہیں"!![1]

اسی طرح سید فضل کا کہنا ہے کہ: "اس سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ جن ممالک میں اس وقت اکثریت مسلمانوں کی ہے لیکن ان کے حکمران وضعی قوانین اپنانے کی وجہ سے مرتد ہیں ان کا حکم کافروں والا ہے، یہ سب ممالک دار کفر ہیں، موجودہ عالم اسلام کی یہی حقیقی صورت ہے"![2]

۷- اس مرحلے میں سرکاری ملازمین کے بارے میں بہت زیادہ مسئلے کو اچھالا گیا، اس کے متعلق خصوصی کتابیں اور رسائل سامنے آئے، مثلاً: "ارتباط أحكام الردة" اسی طرح: "القتال بين الجماعة والفرد" از عبدالرحمن مصری۔

ابو قتادہ کے مطابق: "سرکاری افواج کے ساتھ ایسا معاملہ نہیں کیا جائے گا کہ ان میں سے ہر فوجی کو عذر بالجہل کا فائدہ ملے، یا انہیں اچھی نیت کی وجہ سے چھوڑ دیا جائے، بلکہ ان کے ساتھ ملکی قیادت اور حکمرانوں جیسا ہی برتاؤ کیا جائے جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے؛ کیونکہ انہیں جنگ کے بغیر قابو کرنا ہی ممکن نہیں ہے"![3]

۸- خارجی نظریات پھیلانے کے لیے خوابوں کو استعمال کیا گیا، اپنے پیروکاروں کو مطلوبہ سمت میں لگانے کے لیے خواب سنائے جاتے تھے۔

مجھے جیلوں میں اصلاحی کمیٹی کے رکن[4] نے بتلایا کہ: "خوابوں اور انٹرنیٹ نے ان نوجوانوں کو بہت زیادہ گمراہ کیا ہے"

پھر خوابوں کا یہ سلسلہ چھوٹی عمر کے لوگوں تک ہی محدود نہیں رہا؛ بلکہ خوابوں کا معاملہ

---

(۱) "الآيات والأحاديث الغزيرة في كفر قوات درع الجزيرة" از فارس زہرانی ص: (۲)

(۲) "الجامع" از سید فضل، ص: (۶۴۴)

(۳) "مقالة بين منهجين"، ص: (۷۹)

(۴) احمد جیلان، رکن اور کوارڈینیٹر اصلاحی کمیٹی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سر کردہ افراد تک جا پہنچا۔

اس بارے میں **تعجب خیز بات** جو مجھے ملی ہے وہ یہ ہے کہ: ابو یحیی لیبیائی کا ایک رسالہ ہی خوابوں کے بارے میں ہے، اس رسالے میں متعدد خواب ذکر کئے گئے ہیں اور ہر خواب ایک سے بڑھ کر ایک ہے۔

ان میں سے ایک خواب تو یہ ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے معاصر خارجیوں کے ہاتھوں بہنے والے سارے خون کو اپنے ذمے لے لیا ہے!

دوسرا خواب یہ ہے کہ: ابو یحیی لیبیائی نے اللہ تعالی کا خطاب سنا اور اللہ تعالی نے ان کے کاموں کو سراہا!!

اور یہ ابو یحیی خارجیوں کی تمام کتابوں کو پرکھنے کے بعد ثابت ہوتا ہے کہ یہ خارجیوں کے دس نامور مناظروں میں شامل ہے، آئندہ صفحات میں اس کے نظریات کا کچا چٹھا کھولا جائے گا، اسی طرح خوابوں کا رسالہ بھی وہاں بیان ہو گا، نیز ایمن ظواہری نے اسے قابل اعتبار اور معتمد علمائے کرام میں شمار کیا ہے جن سے مسائل دریافت کیے جا سکتے ہیں۔

۹- اس مرحلے میں فکرِ خوارج کو موزوں خطہ میسر آ گیا جہاں پر پورے عالم اسلام سے بہت سے نوجوان اپنے افغانی بھائیوں کی مدد کے لیے اکٹھے ہوئے تھے ان جوانوں میں سے اکثریت ایسی تھی جو ابھی حال ہی میں دین کی طرف راغب ہوئے تھے اس لیے ابھی ان کے پاس دین کا شرعی علم بھی نہیں تھا جس کے نتیجے میں چند ایک کے علاوہ یہ لوگ تکفیری گڑھے اور جوہڑ میں جا گرے۔

چونکہ یہ نکتہ کافی اہمیت کا حامل ہے اس لیے میں اس نکتے کو الگ باب کی شکل میں بیان کروں گا۔

۱۰- اس مرحلے میں خفیہ اور اعلانیہ الگ الگ بیعت کا تصور متعارف ہوا جو کہ قدیم خوارج کا موقف ہے، اس کی تفصیل قدیم اور جدید خوارج میں مماثلت کے تحت ذکر کی جائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گی۔

چنانچہ ہانی سباعی کا کہنا ہے کہ: "جماعة الجهاد کی تاسیس کے لیے ایک میٹنگ بلائی گئی اور اس میں ڈاکٹر ایمن ظواہری کی بیعت کرنے پر سب کا اتفاق ہو گیا"[(۱)]

۱۱- اس مرحلے میں علمائے کرام سے عداوت شدید ترین تھی، بلکہ کچھ تو علمائے کرام کو قتل کرنے کی ترغیب بھی دلاتے تھے۔

اسی بارے میں فارس زہرانی کا کہنا ہے کہ: "لوگو! اس ملک [یعنی سعودی عرب] کا خاتمہ ہونے والا ہے! مجھے بڑی امید ہے کہ انہیں چھیلنے کا وقت قریب آ گیا ہے، اگر تم میں سے کوئی ان ہیں لٹکانا چاہتا ہو یا گھسیٹنا چاہتا ہو تو وہ سب سے پہلے چیلوں کی سپریم کمیٹی[(۲)] کے ارکان سے شروع کرے، اپنے خنجر تیز کر لو اور ان طاغوتوں کو خوب مزا چکھاؤ، ان کی کھال ادھیڑ دو، گردنیں تن سے جدا کر دو، انہیں پورا پورا بدلہ دو، جیسا کام ویسا دام"!![(۳)]

اللہ اسے تباہ برباد کرے، بڑی گھٹیا زبان استعمال کی ہے۔

جن علمائے کرام کو اس نے مخاطب کا کیا ہے اور جنہیں اس نے چیلے کہا ہے، جن کے قتل، پھانسی دینے اور لٹکانے کی بات کی ہے ان علمائے کرام کا اس سمیت دیگر بہت سے لوگوں پر احسان ہے، حق تو یہ بنتا تھا کہ یہ اپنے محسنین کو اچھے لفظوں میں یاد کرتا ان کے لیے اچھے کلمات ادا کرتا، لیکن جو شخص خارجی افکار میں لتھڑ جائے انہی کی ڈگر پر چل نکلے تو وہ اس قسم کی بکواس لازمی کرتا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ نے ان کے بارے میں کیا ہی خوب کہا ہے: "سابقہ علمائے سلف صالحین اور اسی طرح ان کے بعد آنے والے اہل علم، جو کہ خیر و بھلائی کے پیکر ہیں، فہم دین اور

---

(۱) "قصة جماعة الجهاد" از ہانی سباعی، ص:(۲۸)

(۲) اس سے مراد سعودی علمائے کرام کی سپریم کمیٹی ہے۔

(۳) "ما أريكم إلا ما أرى" از فارس زہرانی، ص:(۱۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

فقہ کے حامل ہیں ان کا تذکرہ صرف اچھے انداز میں کیا جاتا ہے لہذا اگر کوئی شخص ان کا تذکرہ اچھے انداز میں نہیں کرتا تو وہ مومنین کے راستے کا راہی نہیں"[1]

لیکن اس نے ناصرف اپنے محسنین کا ذکر برے لفظوں میں کیا ہے بلکہ انہیں قتل کر کے لٹکانے کو قرب الہی کا ذریعہ بھی قرار دیا ہے، ذرا تصور کریں کہ بدعتی نظریات کس قدر انسان کو اندھا کر دیتے ہیں، دیکھیں کہ کس طرح اس کے نتائج بر آمد ہوتے ہیں۔

۱۲- اس مرحلے کی توجہ مملکت حرمین اور اس ملک کی قیادت پر بہت زیادہ تھی؛ بلکہ خارجی شیطانوں نے اپنے پیروکاروں کے لیے اس ملک کے متعلق یہ تصور پیش کیا تھا کہ یہ ملک روئے زمین پر سب سے بڑا کافر ملک ہے!!

فارس زہرانی کا کہنا ہے کہ: "میں ببانگ دہل یہ اعلان کرتا ہوں کہ: مملکت سعودی عرب، کافر اور طاغوتی ملک ہے، اس کے خلاف جہاد فرض ہے، اس کے حکمرانوں کو قتل کرنا واجب ہے، ان حکمرانوں کی نافرمانی اور ان کی کارستانیوں سمیت ان سے بھی اعلان براءت کرنا ضروری ہے! ان کا ہمارے ساتھ کوئی عہد نہ ہے اور نہ ہی کوئی بیعت اور ذمہ داری ہے، کسی عالم سوء کا فتوی یا منافق کا تزکیہ انہیں اسلام میں داخل نہیں کر سکتا"[2]

اسی طرح ابو قتادہ کہتا ہے کہ: "سعودی حکومت انسانیت کی تاریخ میں سب سے بڑی کافر حکومت ہے"[3]

اس مسئلے کی اہمیت کے پیش نظر بھی میں نے اسے مستقل باب میں بیان کیا ہے، اس کے لیے میں نے خارجیوں کی ذاتی عبارتوں کو وہاں پر ذکر کیا ہے۔

۱۳- اس مرحلے میں خارجی فکر کو علم رکھنے والے قائد ملے اور عملی اقدامات کرنے والے

---

(۱) "العقيدة الطحاوية"، ص:(۵۸)

(۲) "بيان فارس حول تسليم نفسه"، ص:(۴)

(۳) "مقالات بين منهجين"، از ابو قتادہ فلسطینی مقالہ نمبر:(۷۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

افراد مہیا ہوئے۔

مناظرے کرنے والے علمی قائدین میں سید فضل، مقدسی، ابو قتادہ فلسطینی، فارس زہرانی، عبدالعزیز طویلعی، عبداللہ رشود، ابو مصعب شامی، ابو بصیر طرطوسی اور ناصر الفہد شامل ہیں۔

جبکہ عملی اقدامات کرنے والے قائدین میں نامور: اسامہ بن لادن اور ایمن ظواہری ہیں، ان کا کوئی بھی آڈیو یا ویڈیو پیغام سامنے آتا تو امت اسلامیہ کو اپنے ہی گھر میں خارجیوں کی جانب سے کوئی ناگہانی حملے یا دھماکے کا سامنا کرنا پڑتا تھا، ان کی ایسی حرکتوں سے قدیم خارجیوں کی عادت یاد آ جاتی ہے کہ جب بھی وہ خطاب عام کرتے تو خارجی فوری طور پر اسلحے کے پیچھے دوڑتے تھے۔

میں نے اس فکر کے قائدین کے لیے اپنے اس تحقیقی مقالے میں مستقل باب مختص کیا ہے ساتھ میں ان کی فکر کا جائزہ لینے کے لیے مختصر ساخاکہ بھی پیش کیا ہے۔

۱۴- اس مرحلے میں ظاہری طور پر دین دار نظر آنے والے عصری علوم کے ماہرین اور انٹرنیٹ پر نامعلوم شخصیات کو خوب بڑھا چڑھا کر بیان کیا گیا کہ یہی وہ لوگ ہیں جو کہ امت کے علمائے کرام ہیں، جن کے ضمیر پہ ذرہ برابر گرد نہیں ہے، اور **قابل غور بات یہ ہے کہ** ان میں سے جو تکفیر، قتل وغارت کا جس قدر رسیا ہو گا وہ ان خارجیوں کے ہاں اتنا ہی معتبر اور اعلی معیار کا عالم ہو گا!!

آپ تکفیری کتابوں کے مصنف ابو محمد مقدسی خارجی کے بارے میں ناصر فہد کا تبصرہ دیکھ لیں کہ: "ابو محمد مقدسی نے عقیدہ توحید کا بھرپور پرچار کیا تمام طاغوتوں سے عملی اور قولی ہر اعتبار سے اظہار براءت کیا"

اسی طرح عبدالعزیز طویلعی-اس کا مشہور نام "**أخو من طاع الله**" ہے-نے مقدسی کی کتابوں پہ مقدمہ لکھتے ہوئے کہا ہے کہ: "یہ جزیرہ عرب کے یگانہ روزگار علماء میں سے ہے" حالانکہ اس کی عمر ابھی تیس سال سے بھی کم تھی، صحیح بات یہ ہے کہ یہ جزیرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرب کے چھوکروں اور لونڈوں میں شامل ہوتا ہے۔

ہمارے ملک سعودی عرب میں کسی معمولی سے طالب علم کو بھی اپنا یہ نام رکھتے ہوئے نہیں دیکھا گیا، چہ جائے کہ اس لونڈے کو عالم تسلیم کر لیا جائے، لیکن خارجی حضرات پھر بھی اسی بات پر مصر ہیں کہ موصوف کو عالم ہی کہا جائے!!

ایمن ظواہری نے جن لوگوں کو معتبر اور معتمد عالم قرار دے کر ان سے رجوع کرنے اور ان کے فتووں پر اعتماد کرنے کی تجویز دی ان میں درج ذیل نام شامل ہیں:

- ابو محمد مقدسی: اس کے بارے میں ظواہری کا کہنا ہے کہ: "یہ ٹھاٹھے مارتا تعلیم و تصنیف کا سمندر رہے، دعوتی امور میں نامور شخص ہے"(۱)

یہ شخص خارجیوں کے سر کا تاج اور سخت گیر تکفیری ہے، اس کی اکثر تالیفات میں تکفیر، قتل و غارت کی ترغیب، امت محمدیہ کی تکفیر، حتی کہ امام مسجد اور صفائی کرنے والے خاکروب بھی اس کے ہاں کافر ہیں، جیسے کہ اس کے نظریات کا تجزیہ کرتے ہوئے یہ بات تفصیلی طور پہ آئے گی۔

- ابو یحیی لیبیائی: اس کے بارے میں ظواہری کا کہنا ہے کہ: "یہ مہاجرین اور معرکوں میں سرگرم مجاہدین میں سے ہے، انہوں نے علمی پختگی کے ساتھ بہت سی کتابیں، رسائل اور مقالے لکھے ہیں" یہی وہ صاحب ہیں جنہیں خوابوں سے شہرت ملی۔

- ابو ولید غزی: اس کے بارے میں ظواہری نے کہا کہ: "یہ صاحب شمشیر اور تحریر ہیں، استاد المجاہدین، عالم با عمل، مجاہد، مہاجر، محاذ پر موجود رہنے والے افراد میں شامل ہیں، مجاہدین کے مربّی، مفتی اور قاضی ہیں"(۲)

ایمن ظواہری کے مطابق اس خارجیوں کے عالم نے ابو مصعب شامی کے ساتھ لندن

---

(۱)"لقاء شبكة سحاب مع الظواهري"، انٹرویو نمبر:۱، ص:(۴۵-۴۸)

(۲)"لقاء شبكة سحاب مع الظواهري"، انٹرویو نمبر:۱، ص:(۴۵-۴۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کئی سال گزارے ہیں، یہ دونوں اس دوران عالم اسلام میں خارجی منہج کی نشر اشاعت کے لیے مل کر لندن سے شائع ہونے والے [!!] مجلہ انصار کی نگرانی کرتے تھے ابو مصعب شامی اس کے بارے میں لکھتا ہے: "ابو ولید غزی نے شیخ کا لقب اپنے لیے اختیار کیا اور سر پر عمامہ باندھتے تھے، وہ خلیجی جبہ بھی زین تن کرتے تھے، ابو ولید کا علمی مقابلہ ابو قتادہ سے تھا، ابو ولید کے بہت سے فتووں کو کافی پذیرائی ملی، جن میں سے ایک وہ فتوی بھی ہے جس کے غلط ہونے کے سلسلے میں میری ان سے کافی لمبی بحث ہوئی جیسے کہ دیگر افراد نے بھی ابو ولید سے اس سلسلے میں بات کی لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا، اس فتوے کا خلاصہ یہ تھا کہ: "بغیر ما انزل اللہ کے مطابق فیصلے کرنے والے مسلم ممالک میں رہنے والے مسلمان تین دائروں میں منقسم ہیں: قانون نافذ کرنے والے ادارے مثلاً: فوج، پولیس اور دیگر ادارے تو یہ دائرہ کفر میں ہیں، جبکہ دیگر کسی بھی حکومتی ادارے مثلاً: تعلیم، صحت وغیرہ کے ادارے میں کام کرنے والے گناہ کے دائرے میں ہیں، اور اس دائرے میں ہر وہ شخص شامل ہے جو کفریہ حکومت سے تنخواہ وصول کرتا ہے، جبکہ ان کے علاوہ جو بھی حکومت سے تنخواہ نہیں لیتا تو یہ سب دائرہ اسلام میں ہیں، اور یہ دینی اعتبار سے صحیح سلامت ہیں" یہ ابو ولید کے فتوے کا ایک حصہ ہے، لیکن اصل مسئلہ فتوے کے دوسرے حصے میں ہے کیونکہ ابو ولید نے ان میں یہ کچھ کہہ دیا تھا کہ: "لیکن اگر اس ملک میں کوئی توحید پرست جماعت اس ملک کی طاغوتی حکومت کے خلاف کھڑی ہو جائے اور اس کے خلاف جہاد کرے تو ایسے میں گناہ کا دائرہ بھی کفریہ دائرے میں شامل ہو جائے گا، یعنی پھر صرف دو ہی دائرے باقی رہیں گے، دائرہ کفر اور دائرہ ایمان"!۔ ابو ولید یہ بھی کہا کرتا تھا کہ: "میں اپنے اس نظریے کے ذریعے اللہ کی بندگی کرتا ہوں اور میں اس کا اللہ کے سامنے جوابدہ ہوں؛ کیونکہ الجزائر میں موحدین کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جماعت "الجماعة الإسلامية المسلحة" قائم ہو چکی ہے۔"[1]

یہ حال ہے خارجیوں کے ہاں معتبر عالم کا، جب اس کی پٹاری میں شرعی دلائل ختم ہوئے تو لوگوں کو کافر قرار دینے کے لیے جیومیٹک دائرے، مثلث اور چوکور شکلیں ہی نظر آئیں؛ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ خارجیوں کے پاس علم نامی کوئی چیز نہیں، ان کے دلوں میں خارجی افکار کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہیں، اب اسی مثال کو دیکھ لیں کہ کس طرح لوگوں کو بے دلیل انداز میں تقسیم کیا، اور اسی شخص کو ظواہری کہہ رہا ہے کہ یہ عالم اور استاذ المجاہدین ہے! دوسرا شخص اسی ابو ولید کو کیچڑ میں گرا رہا ہے، یہ باہمی تناقض ہمیں رافضیوں کے ہاں حدیث کے راویوں پر کی جانے والی جرح کو یاد کرواتا ہے؛ کیونکہ ایک راوی کو رافضیوں کا ہی ایک اسکالر چنے کے جھاڑ پر چڑھا کر آسمان تک پہنچا دیتا ہے جبکہ اسی راوی کو دوسرا رافضی عالم زندیق قرار دیتا ہے!

- ابو قتادہ فلسطینی: اس کے بارے میں ایمن ظواہری کا کہنا ہے کہ: "انتہائی نامور علمائے کرام اور وسیع مطالعہ رکھنے والے معلومات کے چلتے پھرتے انسائیکلوپیڈیا علماء میں یہ شامل ہیں، میں ان کے بارے میں یہی سمجھتا ہوں کہ - ان کا حساب کتاب اللہ کے ذمے ہے - یہ حق بات پہ ڈٹ جانے والوں میں سے ہیں؛ انہیں کسی قسم کی اذیت یا آزمائش اپنے نظریے سے ہلا نہیں سکتی، انہوں نے اپنے علاقے سے ہجرت کی، محاذوں پر کمربستہ رہے، تصنیف و تالیف اور اپنی تقریروں سے خوب کام کیا"[2]

متفقہ طور پہ یہ شخص لندن کا قصاب ہے، اس کے تین ایسے فتوے ہیں جو تاریخ میں اس سے پہلے کسی نے نہیں دیئے تھے، ان فتووں کا ذکر آئندہ اس کے نظریات بیان کرتے ہوئے آئے گا۔

---

(۱) "مختصر شهادتي على الأوضاع في الجزائر"، از ابو بصیر طرطوسی، ص: (۷۱)

(۲) "لقاء شبكة سحاب مع الظواهري"، انٹرویو نمبر: ۱، ص: (۴۵-۴۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خارجیوں کے اس عالم کی کارستانیوں میں یہ بھی شامل ہے کہ اس نے " **منهج الجماعة الإسلامية في الجزائر** "نامی کتاب کے شائع ہونے کے بعد اس کی خوب مدح سرائی کی اور اس کتاب کے بارے میں کہا کہ: "یہ کتاب خیر و ہدایت کا ہتھیار ہے، جو دن بہ دن مضبوط ہوتا جائے گا اور یہی کامیاب ہو گا، یہ دیکھ لیں کہ اب الجزائر میں **الجماعة الإسلامية المسلحة** اپنا منہج لوگوں میں عام کر رہی ہے، اس کا مقصد بھی وہی ہے جو اس سے پہلے دیگر جماعتوں کا مقصد تھا، اس لیے یہ جماعت بھی سلفی منہج کی حامل ہے، ان کا فہم بھی سلف کے مطابق ہے، بلکہ ان کی کاروائیاں اور طرزِ تعامل بھی سلف کے منہج پہ ہے، اس جماعت کے ہاں منحرف افکار کی کوئی قدر و قیمت نہیں، کسی بھی غلط سوچ اور نظریے کو یہ اہمیت نہیں دیتی، نیز اس جماعت کا طریقہ کار فہم سلف صالحین کے عین مطابق ہے"[۱]

یہ تو تھا ابو قتادہ کا اس کتاب کے بارے میں نظریہ۔

اب ابو قتادہ کے ساتھی ابو مصعب شامی کا نظریہ بھی دیکھیں کہ اسی کتاب کے بارے میں ابو مصعب شامی کا کہنا ہے کہ: "اس کتاب میں کئی ٹامک ٹویاں ماری گئی ہیں، اس میں تشدد، تکفیر، مجرمانہ کاروائیوں کے لیے اصول و ضوابط اور معصوموں کا قتل ہے، اس سے اس جماعت کا منحرف تشخص پختہ ہو جاتا ہے جو کہ اس جماعت کے امیر کے وقت سے اس جماعت میں موجود ہے، ایک بھائی نے اس کتاب پر عمدہ اور مختصر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے: "اس کتاب سرورق پہ یہ لکھنے کی کمی تھی کہ: امت محمدیہ!۔۔۔ میں تمہیں ذبح کرنے آیا ہوں"""[۲]

آپ خود ہی دونوں تبصروں کے درمیان زمین آسمان کا فرق ملاحظہ کر لیں کہ ظواہری کے

---

(۱)"مقالات بين منهجين"، از ابو قتادہ فلسطینی، مقالہ نمبر: (۸۵)

(۲)"شهادتي على الأوضاع في الجزائر"، از ابو مصعب شامی، ص: (۴۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہاں نامور عالم دین اس کتاب کے بارے میں کہہ رہا ہے کہ: "سلفی منہج کی کتاب ہے" اور اس کا ہم نوا اور ہم پیالہ کہہ رہا ہے کہ: "اس کتاب میں کئی ٹامک ٹویاں ماری گئی ہیں، اس میں تشدد، تکفیر، مجرمانہ کاروائیوں کے لیے اصول و ضوابط اور معصوموں کا قتل ہے" ساتھ میں یہ بھی واضح رہے کہ ظواہری نے اپنے اسی انٹرویو میں ابو مصعب شامی کو علمائے خوارج میں بھی شامل کیا ہے۔

یہاں پر یہ باتیں ذکر کرنے اور ان کے درمیان تجزیہ پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ میں اپنی ابتدائی بات کو مدلل کرنا چاہتا ہوں کہ خارجیوں کے ہاں جو جس قدر قتل و غارت کرے، کافر کافر کی رٹ لگائے، معصوم جانوں کو قتل کرے تو خارجیوں کے ہاں اس کی اتنی ہی زیادہ قدر و قیمت ہوتی ہے، اور وہی خارجیوں کے ہاں علامہ فہامہ قرار دیا جاتا ہے۔ یہی ابو مصعب شامی خارجیوں کا معتبر مؤرخ بھی ہے، اور اسی ابو مصعب کے قتل و غارت اور تکفیر کے متعلق اسی سے ملتے جلتے فتوے بھی ہیں، یہاں ابو مصعب نے جس کتاب کو مسترد کیا ہے اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ ابو مصعب ان سے الگ تھلگ ہے، بلکہ ابو مصعب نے اپنے ماننے والوں کے لیے چوری اور ڈاکے مارنے کی اجازت دی، اور اسلامی افواج کو کافر قرار دیا ہے، اس لیے ابو مصعب بھی اسی خارجی فکر کا دلدادہ ہے لیکن اس کی فکر دوسروں سے قدرے الگ درجے کی ہے۔

۱۵- اس مرحلے میں اپنے باطل نظریات کو تقویت پہنچانے اور حروری منہج پھیلانے کے لیے جھوٹ کا سہارا بھی لیا گیا، یہ ایک ایسی خصلت ہے کہ قدیم خارجیوں میں یہ صفت نہیں پائی جاتی تھی اس طرح ان کی روحانی اولاد نے اپنے آبا کے منہج سے انحراف کیا؛ کیونکہ قدیم خارجی جھوٹ نہیں بولتے تھے۔

چنانچہ ایمن ظواہری کا کہنا ہے کہ: "آج امریکہ اور اس کے چیلے آل سعود امت اسلامیہ اور مشاعر حج کے درمیان رکاوٹ ہیں، اسی لیے آل سعود کے سفارت خانے ان لوگوں کو حج کرنے دیتے ہیں جسے امریکہ نہیں روکتا اور اسی کو روکتے ہیں جسے اسرائیل پسند نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرے، اس لیے لاکھوں مجاہدین کو بیت اللہ کا حج کرنے سے روک دیا جاتا ہے، صرف اس لیے کہ آقاؤں کے حکم کی تعمیل کرنی ہے؛ کیونکہ انہی آقاؤں کے فوجیں جزیرہ عرب پہ قابض ہیں، تاکہ تل ابیب میں موجود شریک بھی راضی رہیں حالانکہ انہی کو نبی ﷺ نے خیبر سے دربدر کیا تھا"[1]

کیا آپ نے اس سے پہلے بھی کبھی اس قسم کا جھوٹا شخص دیکھا ہے؟

کیا حج اور عمرے کے مسائل اور امور میں یہودی اور عیسائی دخل اندازی کرتے ہیں؟

اسی طرح ان کے جھوٹوں میں یہ بھی شامل ہے کہ انہوں نے امام العصر ابن باز رحمہ اللہ کے بارے میں تہمت لگائی کہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے انہیں بغاوت اور خروج کرنے کی اجازت دی ہے۔

چنانچہ اسی بارے میں شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ: "الجزائر میں الجماعة الإسلامية کہتی ہے کہ آپ ان کی پولیس کے افراد کو قتل کرنے کی کاروائیوں کی تائید کرتے ہیں؟ تو کیا یہ صحیح ہے؟"

اس پر انہوں نے جواب دیا: "اگر الجزائر میں کسی شخص نے یہ بات میرے بارے میں کہی ہے تو یہ درست نہیں ہے یہ جھوٹ ہے"[2]

۱۶- اس مرحلے میں مسلمانوں کو قتل کرنے کی "سنت" کا احیا کیا گیا، جس کے بارے میں خارجیوں کا کہنا تھا کہ یہ متروکہ سنت بن چکی ہے، اس کے لیے کتابیں بھی لکھی گئیں، جن میں: "تحريض المجاهدين على إحياء سنة الاغتيال" اسی طرح "الباعث في حكم قتل رجال المباحث" شامل ہیں اور یہ دونوں کتابیں فارس زہرانی کی ہیں۔

---

(۱) "مجلة المجاهدون"، شمارہ نمبر: ۱۷، سال اول: ص: (۹)

(۲) "التوعية الإسلامية" مکہ مکرمہ کی جانب سے شائع شدہ آڈیو کیسٹ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح سید فضل نے بھی اس مزعومہ سنت کو زندہ کرنے کی دعوت دی تھی اس کا کچھا چٹھا بھی عنقریب کھولا جائے گا۔

ان نظریات کی بنا پر معاصر خارجیوں نے ثواب اور اجر حاصل کرنے کے لیے مملکت توحید اور دیگر علاقوں میں قتل کی کاروائیاں کیں، متعدد مسلمانوں کو قتل کیا کہ اس سنت کو زندہ کرنے سے اجر ملے گا، کچھ کاروائیوں میں تو خارجی کامیاب ہو گئے اور کچھ میں انہیں منہ کی کھانی پڑی۔

معاصر خارجیوں نے ایک اینکر پرسن مبارک سواط کو اس کے بچوں کے سامنے بہیمانہ انداز میں اللہ کے محترم شہر مکہ مکرمہ میں قتل کیا، حالانکہ اللہ تعالی نے مکہ مکرمہ کو آسمان وزمین کے تخلیق کے دن سے محترم بنایا ہے۔[1]

پھر اللہ کے فضل سے اڑتالیس گھنٹوں کے اندر اندر ان خارجی مجرموں کو پکڑ لیا گیا، اس سارے معاملے میں تعجب خیز بات یہ تھی جیسے کہ وزارت داخلہ کی جانب سے وضاحت میں بتلایا گیا کہ اس کاروائی میں ایک ایسا شخص بھی شامل تھا جو پہلے ہی کئی جرائم کا ارتکاب کر چکا تھا اور حال ہی میں اس نے اپنے آپ کو سدھارا تھا، خارجی فکر کے حامل لوگوں نے اسے یہ بتلایا تھا کہ جنت کا راستہ اور گناہوں سے معافی کا راستہ یہی ہے کہ معصوم جانوں کو قتل کیا جائے۔

انہی کاروائیوں میں خارجیوں نے بریدہ شہر میں بریگیڈیر جنرل ناصر عثمان کو دردناک طریقے سے قتل کیا، اور ان کی گردن کو تن سے بالکل جدا کر دیا۔[2]

ان دو واقعات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ہمارے ملک مملکت توحید کے بہت سے نوجوان خارجی اور حروری فکر سے متاثر ہو چکے ہیں؛ یہ لوگ مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں اور پھر انہیں قتل کر کے اللہ کا قرب حاصل کرنے کی سوچتے ہیں۔

---

(۱) یہ سانحہ مکہ میں ۱۴۲۶ ہجری میں رونما ہوا تھا۔

(۲) یہ سانحہ بریدہ میں ۱۴۲۸ ہجری کو ہوا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خارجیوں نے اپنی اس مزعومہ سنت کو دلیل دینے کے لیے اس حدیث کا سہارا لیا ہے جس میں آپ ﷺ کا فرمان ہے: **(کون ہے جو میری خاطر کعب بن اشرف کو قتل کرے؟)**[1]

فارس زہرانی نے اپنی کتاب کی ابتدا اسی حدیث سے کی ہے۔

حالانکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پہ عنوان قائم کیا ہے کہ: "باب ہے جنگجوؤں کو قتل کرنے کے بارے میں" لیکن کیا کریں کہ خارجیوں نے سلف صالحین کی کتابوں کی جانب توجہ کرنا ہی چھوڑ دی ہے اور ان کی جگہ معاصر اور ناعاقبت اندیش فکری نظریات کی حامل کتابوں کو اٹھا لیا ہے جیسے کہ "**معالم في الطريق**"، اسی طرح "چار قرآنی اصطلاحیں" اور "**الكواشف الجلية**" اسی طرح کی دیگر تکفیری کتابیں ان لوگوں نے پڑھنا شروع کر دیں۔

گزشتہ پندرہ صدیوں کے دوران علمائے کرام نے شرعی احکامات سے متعلق لا تعداد کتابیں لکھیں ہیں لیکن ان میں سے کسی نے بھی اس مزعومہ متروکہ سنت کا ذکر نہیں کیا، لیکن ذوالخویصرہ کی روحانی اولاد نے آکر معصوم جانوں کو قتل کیا اور اپنے اسلاف کی سنت زندہ کر دی۔

علامہ فوزان حفظہ اللہ سے پوچھا گیا: "بہت سے نوجوانوں میں ایسے پمفلٹ پھیل چکے ہیں جن میں سیکورٹی فورسز کے جوانوں کو قتل کرنے کی اجازت دی جارہی ہے خصوصاً خفیہ اداروں کے ہلکاروں کو، یہ پمفلٹ کسی علم کے دعوے دار شخص کی جانب منسوب ہیں، اس فتوے کے مطابق تمام حکومتی کارندے کافر ہیں، ہم آپ سے امید کرتے ہیں کہ آپ اس بارے میں شرعی حکم بیان کریں، اور اس خطرناک فعل پر مرتب ہونے والے اثرات واضح فرمائیں۔"

---

(۱) بخاری: (۳۸۱۱) مسلم: (۱۸۰۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو انہوں نے جواب میں کہ: "یہ تو خارجیوں کا موقف ہے، کیونکہ خارجیوں نے ہی علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، حالانکہ آپ ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے بعد سب سے افضل تھے، تو جو شخص علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کو قتل کر دے تو کیا وہ پولیس کو قتل نہیں کر سکتا؟ یہی تو خارجیوں کا موقف تھا، تو یہ فتوی دینے والا بھی خارجی ہی ہے، اللہ تعالی ہم سب کو ایسی گمراہیوں سے محفوظ رکھے"[1]

ان خارجیوں کی جانب سے قتل کی آخری کوشش امیر محمد بن نایف کو قتل کرنے کی تھی، ہم اس واقعے پر ٹھہر کر کچھ کہنا چاہیں گے کہ اس میں کئی باتیں ہیں:

- اس مجرم نے متعدد شرعاً حرام کاموں کا ارتکاب کیا، کہ ایک تو اس نے وعدہ کر کے وعدہ خلافی کی، پھر دھوکا بھی دیا، بات کی تو جھوٹی کی؛ کیونکہ اس نے کہا تھا کہ میں اپنے آپ کو حوالے کرنا چاہتا ہوں۔
- مذکورہ مجرم نے خیر وبرکت والے مہینے ماہ رمضان کا بھی خیال نہیں کیا۔
- نیز مذکورہ مجرم نے دھماکہ خیز مواد اپنے جسم کے حساس اور نازک حصوں میں چھپایا ہوا تھا۔

حالانکہ یہ مروت اور اخلاقی امور سے متصادم ہونے کے ساتھ ساتھ عرف اور شریعت کے بھی منافی ہے؛ کیونکہ انسانی اعضا میں سے حساس حصے کبھی بھی جنت میں جانے کا راستہ نہیں ہو سکتے، لیکن معاصر خارجیوں نے ایسی جگہوں کو جنت میں جانے کا راستہ بنالیا!! البتہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: **(ہر دھوکے باز کے لیے روزِ قیامت دھوکا دہی کا جھنڈا گاڑا جائے گا)**[2] اور ایک روایت میں ہے کہ: **(اس کی مقعد کے پاس گاڑا جائے گا)**

(۱)"الفتاوی الشرعیة" از محمد الحصین ص:(۹۶)

(۲) بخاری:(۳۰۱۵) مسلم:(۱۷۳۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱)

- اس سانحے میں ہمارے ہر دل عزیز امیر بال بال بچے اور ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان صادق آ گیا: **(نیکی کرنے والا بری موت سے محفوظ کر دیا گیا)**[۲]، ہمیں ان کے بارے میں یہی امید ہے، لیکن ہم اللہ کے سامنے کسی کی پارسائی بیان نہیں کرتے۔

ویسے ہر خاص و عام کو امیر محمد بن نایف کے مثبت کارناموں کا علم ہے، بلکہ خارجیوں کے ساتھ امیر محمد بن نایف کا تعامل خصوصی نوعیت کا تھا؛ یہی وجہ ہے کہ اس مجرم نے اپنے آپ کو دھماکہ خیز مواد سے اسی وقت ہی اڑایا تھا جب یہ بالکل قریب آ گیا، اس پر اس خارجی چھوکرے کے تو اعضا بکھر گئے، لیکن امیر محمد بن نایف کو معمولی خراشیں ہی آئیں۔

۱۷- اس مرحلے میں تکفیری قواعد و ضوابط کو صرف ایک ہی انداز میں نافذ نہیں کیا گیا، بلکہ اپنے قواعد و ضوابط کو من مانی کرتے ہوئے من چاہے لوگوں پر لاگو کیا، لہذا جس کو کافر قرار نہیں دینا چاہتے تھے ان پر ان کو لاگو کرنے سے باز رہے اور جس کو چاہا اپنے خود ساختہ اصولوں کے مطابق کافر قرار دے دیا، حالانکہ ہر دو صورتوں میں سبب ایک ہی تھا، لیکن پھر بھی من مانی کی گئی۔ جبکہ شرعی حکم میں دو ہم مثل چیزوں کو یکساں حکم ہی دیا جاتا ہے اور دو متضاد چیزوں کو یکساں نہیں رکھا جاتا۔
اس کی مثال یہ ہے کہ: خارجیوں نے تمام کی تمام اسلامی حکومتوں کو بلا استثنا کافر قرار دیا؛ اس دعوے پر کہ یہ تمام ممالک اقوام متحدہ کے رکن ہیں، لیکن جب معاملہ طالبان کی حکومت کا آیا تو پھر انہیں کافر قرار نہیں دیا؛ کیونکہ طالبان کی حکومت ہی انہیں پر امن پناہ گاہ فراہم کرتی تھی۔

---

(۱) بخاری: (۳۱۸۶) مسلم: (۱۷۳۵)

(۲) معجم الکبیر از طبرانی، حدیث نمبر: (۸۰۱۴) ص: (۸/ ۲۶۱)، ہیثمی رحمہ اللہ مجمع الزوائد میں لکھتے ہیں کہ اس کی سند میں ایک راوی ہے جس میں پہچان نہیں پایا۔ (۷/ ۲۶۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو مصعب شامی کہتا ہے کہ: "طالبان میرے نزدیک قابل عذر ہیں اس معاملے میں[یعنی اقوام متحدہ میں شامل ہونے کے معاملے میں]، اس میں ان کے دو واضح عذر ہیں: ایک لا علمی اور دوسری ضرورت۔ اس لیے ہم پر اور ان کے ساتھ موجود تمام مسلمانوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ان کی علمی کمی دور کریں، اس کے لیے ان سے رابطے میں رہیں، ہمیشہ ان کو صحیح راستہ بتلائیں، ان کی خیر خواہی کریں، اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے حقیقی انداز میں ان کا تعاون کریں"(۱)

ان خارجیوں نے پارلیمنٹ کے اراکین، اور سیاسی مجلس شوریٰ کے اراکین کو واضح لفظوں میں فرداً فرداً کافر قرار دیا، لیکن جب ابو محمد مقدسی سے عباسی مدنی اور علی بلحاج کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ الجزائر کی پارلیمنٹ کے رکن بنے اور انہوں نے ہی الجزائر میں مسلح کوششیں شروع کی تھیں تو **خارجی مقدسی نے تاویلیں شروع کر دیں** اور کہا: "مجھے یہ بتلایا گیا ہے کہ وہاں پر رکن پارلیمنٹ کے انتخابات میں اگر کوئی شخص واضح برتری کے ساتھ جیت جاتا ہے تو وہی صدارتی اختیارات رکھتا ہے اور وہ حکومت تحلیل کر کے اپنی مرضی کا نیا دستور جاری کر سکتا ہے، وہ اپنے اہداف کے مطابق دستور بنا سکتا ہے، چنانچہ اگر معاملہ ایسا ہی ہے تو پھر میں نہیں یہ سمجھتا کہ جن اصولوں کی بنا پر ہم پارلیمنٹ کے اراکین کو کافر قرار دیتے ہیں وہ اصول ان دو مشائخ پہ بھی لاگو ہوں گے، بلکہ جو بھی ان کے اس طریقے پہ چلے گا ان پر ہمارے تکفیری اصول لاگو نہیں ہوتے، شرط یہ ہے کہ وہ نفاذِ شریعت اور نظام کی تبدیلی کا عہد کریں"(۲)

حالانکہ یہی عذر عالم اسلام کی بہت سی جماعتوں اور تنظیموں کا ہے کہ وہ پارلیمنٹ میں جا کر اہل خیر کی تعداد بڑھانا چاہتے ہیں اور برائی کو کم کرنا چاہتے ہیں، ان کا ہدف یہی ہے کہ

(۱)"أفغانستان وطالبان" از ابو مصعب شامی ص:(۸۳)

(۲)مقدسی کی ویب سائٹ پہ موجود "فتاوی وردود"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر انہیں موقع ملا تو دستور کو بدلا جائے گا، تو ایسی صورت میں ان دو شخصیتوں کو چھوٹ کیوں دی گئی، اور انہی دونوں کو چھوٹ دینے والے مقدسی سمیت تمام خارجی عالم اسلام کے تمام اراکین پارلیمنٹ کو کافر کیوں کہتے ہیں؟

۱۸- اس مرحلے میں قدیم خوارج کے ساتھ اصول وضوابط میں بہت ہی زیادہ قربت پائی جاتی ہے، اس قربت کی چند مثالیں یہ ہیں:

- مسلمان حکمران کو کافر قرار دینے پر ولاء اور براء کا نظریہ رکھا گیا، چنانچہ اگر کوئی شخص مسلم حکمران کو کافر نہیں سمجھتا تو اس غلطی کے ساتھ اس کی کوئی بھی نیکی فائدہ نہیں دے گی؛ لیکن اگر وہ مسلم حکمران کو کافر قرار دینے میں خارجیوں کے ساتھ ہے تو یہ ایسی نیکی ہے جس کے ساتھ کوئی گناہ نقصان دہ نہیں ہو سکتا!!

جیسے کہ مقدسی کا کہنا ہے کہ: "اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی عالم کسی طاغوت اور قانون ساز حکمران یا کافر حکمران کی بیعت کرتا ہے، ہر حالت میں اس کی بات ماننے کی بیعت کرلیتا ہے اور اسی پر اس کی مدد کرتا ہے، حتی کہ فتوی بھی اسی کی مرضی کا دیتا ہے تو وہ کافر اور مرتد ہے"(۱)

- قدیم خوارج سے مماثلت کی میں خفیہ بیعت بھی شامل ہے، اسی طرح جو حکم حکمران پر لاگو ہوگا عوام پر بھی وہی حکم لگے گا، یہ بھی اسی شق کی ذیلی کڑی ہے۔ اس کی تفصیلات مستقل باب میں آئیں گی۔

۱۹- اس مرحلے میں خارجیوں کے پاس علمی کی بہت زیادہ تھی اور یہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا مصداق ٹھہرے کہ: **(وہ قرآن تو پڑھتے ہوں گے لیکن قرآن ان کی ہنسلیوں سے نیچے نہیں اترے گا)**(۲)

---

(۱) "ھذہ عقیدتنا" از مقدسی ص: (۳۲)

(۲) "السنۃ" از ابن ابی عاصم حدیث نمبر: (۹۳۳) البانی کہتے ہیں کہ یہ روایت بخاری کے معیار کے مطابق ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس لیے خارجیوں کا لٹریچر پڑھنے والے کے لیے یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ یہ کس قدر گنوار لوگ ہیں، اگرچہ کچھ لوگوں نے تعبیر کو اچھا بنانے کی کوشش کی ہے، لیکن پھر بھی گنوار پن اور علم سے دوری بالکل واضح نظر آتی ہے، مثلاً: خارجیوں کا کہنا ہے کہ: رہائشی بلڈنگوں کے مسلمان چوکیداروں اور وہاں پر کام کرنے والوں کو قتل کرنا جائز ہے؛ اس کی دلیل: رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان: **(میں اس شخص سے بری الذمہ ہوں جو مشرکوں کے درمیان رہائش پذیر ہو)**(۱)

حالانکہ حدیث میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو مشرکوں کے علاقے میں رہے، اس حدیث میں قریب یا دور کا ایسا کوئی اشارہ بھی موجود نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ حدیث اسلامی ملک میں کافروں کے ساتھ رہنے والے افراد کے متعلق ہے؛ اور جن بلڈنگوں کے بارے میں اس حدیث کو لاگو کر رہے ہیں یہ رہائشی بلڈنگیں اسلامی ممالک میں ہیں اور ان کے رہائشی اہل ذمہ ہیں!

ابن حزم رحمہ اللہ اس حدیث کے بارے میں کہ کہتے ہیں کہ: "رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان: **(میں ہر ایسے مسلمان سے بری ہوں جو مشرکوں کے درمیان قیام پذیر ہو)** اس سے مراد دار الحرب ہے"(۲)

ایک اور شخص حکمران کے خلاف بغاوت اور خروج کے متعلق دلیل یہ دیتا ہے کہ جس طرح مقتدی اپنے امام کی غیر شرعی امور میں اقتدا نہیں کر سکتا اسی طرح سیاسی امور میں حکمران کی اقتدا نہیں بلکہ بغاوت ہو گی۔

حامد عبد اللہ العلی جو کہ خارجیوں کا مناظر ہے، اس کا کہنا ہے کہ: "نماز میں امام شرعی

---

(۱) "كتاب النبع الفياض في تأييد تفجيرات الرياض" از ابن طوالہ۔

(۲) ابو داود: (۲۶۴۵)، ترمذی: (۱۶۰۴)، معجم کبیر از طبرانی: (۲۲۶۴)، بیہقی: (۱۶۲۴۸) نے اسے روایت کیا ہے اور البانی نے اسے سلسلہ صحیحہ: (۲/ ۲۳۰) میں اسی طرح ارواء الغلیل: (۵/ ۳۰) میں اسے صحیح کہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیفیت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا پابند ہے، امام اس کیفیت کو پس پشت نہیں ڈال سکتا، بالکل اسی طرح جو سیاسی امور کا امام ہے وہ بھی سیاسی کیفیت کے ساتھ ہی زمام کارِ سیاست چلائے گا وہ ان کو پس پشت نہیں ڈال سکتا، چنانچہ اگر امام سے نماز میں کوئی خطا ہو جائے تو جو بھی قریب ہو وہ اعلانیہ طور پر امام کو غلطی پہ تنبیہ کرے گا، تو بالکل اسی طرح سیاسی نظام میں تمام کے تمام اہل حل و عقد امام یعنی حکمران کے پیچھے ہوں گے اور جب حکمران غلطی کرے تو اسے متنبہ کیا جائے گا؛ چنانچہ اگر نماز کا امام عمداً کوئی ایسا کام کرے جس سے نماز باطل ہو جاتی ہو تو مقتدی اس کی اقتدا سے نکل جائیں گے؛ کیونکہ نماز باطل ہو چکی ہے، تو بالکل اسی طرح اگر سیاسی نظام میں کوئی شریعت کو کالعدم قرار دے دے تو اس کی حکمرانی سے بھی لوگ نکل جائیں گے "(۱)

میں یہ کہتا ہوں کہ: یہ باطل ترین قیاس ہے؛ کیونکہ اس میں واضح ترین نصوص کو چھوڑ کر ایک مفروضے کو بنیاد بنا کر مسئلہ اخذ کیا گیا ہے؛ کیونکہ واضح روایات میں یہ بات موجود ہے کہ مسلمان حکمران کے خلاف بغاوت کرنا منع ہے۔(۲)

۲۰- اس مرحلے میں مخصوص تاریخی واقعات کے احکام کو موجودہ دور پر لاگو کیا گیا اور اسی کی بنا پر انہوں نے قتل وغارت کو جواز فراہم کرنے کی کوشش کی۔

سب سے پہلے اس طریقے کو "الفريضة الغائبة" کے مصنف نے اختیار کیا، جیسے کہ ہم گزشتہ صفحات میں دوسرے مرحلے کے دوران یہ بات ذکر کر چکے ہیں کہ انہوں نے تاتاریوں کے واقعات کو دلیل بنایا، ان کے بارے میں اہل علم کے فتاوی کو بنیاد بنایا گیا کہ اہل علم نے انہیں کافر کہا اور ان کے خلاف جہاد کو واجب قرار دیا تھا، لیکن معاصر

---

(۱) "محاضرة الحسبة على الحاكم، ووسائلها ومشروعيتها" از حامد العلی ص: (۱۵)

(۲) معاصر اور قدیم خارجیوں کے مابین مماثلت کی صورتوں میں اس کی تفصیل آئے گی کہ انہوں نے قیاس کو استعمال کرتے ہوئے بہت زیادہ مسائل اخذ کئے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خارجیوں نے دو ہاتھ آگے بڑھتے ہوئے تاتاری حکمرانوں کو مسلمان حکمرانوں اور فوجیوں سے بہتر قرار دیا، بلکہ مسیلمہ کذاب کو موجودہ عرب حکمرانوں سے بہتر اور اسلام کے قریب بتلایا۔(۱)

اس بات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ معاصر خارجیوں کا علم کس قدر پتلا اور سطحی تھا، اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دلوں میں کس قدر کینہ بھرا ہوا تھا، کیا یہ ممکن ہے کہ مسیلمہ کذاب میں اسلام کی کوئی رمق بھی ہو؟! چہ جائیکہ کہ یہ کہا جائے: "موجودہ عرب حکمرانوں سے مسیلمہ؛ اسلام کے زیادہ قریب تھا"!!

تو جو شخص نبوت کا مدعی ہو، اپنے بارے میں یہ کہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے تو یہ شخص تو اللہ کے ساتھ کفر کر رہا ہے، اس کے کفر کی نوعیت سب سے سنگین کفر والی ہے، اسی لیے جو شخص نبوت کا مدعی ہو اسے قتل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

لہذا جو شخص یہ کہہ رہا ہے کہ مسیلمہ اسلام کے قریب تھا، اسے معلوم ہی نہیں ہے کہ اس کی زبان کیا کہہ رہی ہے؛ حقیقت میں ایسے شخص کو پاگل خانے میں ہونا چاہیے۔ اللہ تعالی اس قسم کی گمراہی سے محفوظ رکھے۔

یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ صحابہ کرام نے مرتدین کے خلاف جہاد کیا اور تاتاریوں کے خلاف مسلمان علمائے کرام نے جہاد کیا اس کو موجودہ خارجیوں نے اپنی بنیادی ترین دلیل بنایا اور امت اسلامیہ کے افراد، فوج، اور دیگر حکومتی کارندوں کو بیک جنبش کافر قرار دینے کے لیے خوب استعمال کیا ہے، یہاں تک کہ **رشود نامی ایک سعودی نوجوان** نے ایک رسالہ لکھا: "التتار و آل سعود"

یہاں میں اس کی کچھ باتیں نقل کرتا ہوں، **اس کا کہنا ہے کہ:** "شرعی حدود کو جاننے والے اور منصف شخص کے ہاں ذرہ برابر بھی شک نہیں رہے گا کہ آل سعود کی حکومت

---

(۱) دیکھیں فتاوی عبد العزیز طویلعی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرتد حکومت ہے! جو بھی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ابو بکر اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا راستہ اختیار کرے کہ انہوں نے اپنے زمانے کے مرتدوں کے خلاف جہاد کیا تھا، اور یہ ہر شخص کی فرداً فرداً ذمہ داری بنتی ہے، یہ ذمہ داری اس وقت تک ادا نہیں ہو گی جب تک اللہ تعالی جزیرہ عرب کو ان سے پاک نہیں فرما دیتا، اور سارے کا سارا دین اللہ کے لیے نہیں ہو جاتا"!!(۱)

ایک اور جگہ لکھا ہے کہ: "طاغوت آل سعود کے متعلق کسی بھی ایسے شخص کو ذرہ برابر تامل نہیں ہو گا جو صحابہ کرام کے مرتدوں کے ساتھ تعامل کو جانتا ہے کہ آل سعود نے ایسی ایسی حرکتیں کی ہیں جو انہیں دائرہ اسلام سے خارج کر دیتی ہیں بلکہ ان کے جرائم کا ابو بکر صدیق کے زمانے میں مرتدین کے ہاں رونما ہونے والے جرائم سے تقابل بھی نہیں کیا جا سکتا؛ کیونکہ آل سعود کی حرکتیں ان سے بھی کئی گنا گھٹیا ہیں"(۲)

پھر ایک جگہ اور لکھتا ہے کہ: "بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ تاتاریوں کے بعض فوجی اس احساس کی وجہ سے آل سعود کے بہت سے فوجیوں سے اچھے ہیں"(۳)

آپ اندازہ کریں کہ کس قدر کینہ اور بغض بھرا ہوا ہے، کس طرح بدعتی افکار بصارت اور بصیرت دونوں کو یکساں اندھے کر دیتے ہیں، کیسے انہوں نے تاتاریوں کے فوجیوں کو اہل توحید کے فوجیوں سے اچھا سمجھ لیا؛ حالانکہ تاتاری خالص زندیق تھے، کچھ تاتاری تو چنگیز خان کو الہ تک مانتے تھے، جیسے کہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اس چیز کو بیان کیا اور ہے آئندہ صفحات میں اس کی تفصیلات بھی آئیں گی۔

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اس کتاب کا مؤلف اسی مملکت سعودی عرب کا سپوت ہے، اسے معلوم ہے کہ اس مملکت توحید کی افواج میں کیا کیا خیر کی چیزیں ہیں،

---

(۱) "التتار و آل سعود" ص: (۱۲)

(۲) "التتار و آل سعود" ص: (۱٦)

(۳) "التتار و آل سعود" ص: (۳۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اجمالی طور پر ان کی صلاحیتوں کا بھی علم ہے اور یہ کہ عالم اسلامی میں عقیدے کے اعتبار سے مضبوط ترین فوج ہے؛ لیکن اس کے باوجود یہ گمراہ شخص کہہ رہا ہے کہ تاتاریوں کے فوجی ان سے بہتر ہیں!!

ایک اور شخص **ابو بصیر کا کہنا ہے کہ**: "جو شخص معاصر عرب فوجیوں کی حالت پر غور کرے تو ان میں وہ تمام تر باتیں پائیں جاتی ہیں جو تاتاری فوجیوں میں پائی جاتی تھیں"[1]

اسی طرح سید فضل کا کہنا ہے کہ: "حق بات تو یہ ہے کہ آج کل کے حکمران تاتاریوں سے بھی بڑے کافر اور گمراہ ہیں"[2]

ان لوگوں کے رگ و پے میں جو خارجی فکر رچ بس گئی ہے وہ اب اس کی وجہ سے حکمرانوں اور رعایا کو صرف کافر نہیں مانتے بلکہ ان کے ہاں یہ تاتاریوں سے بھی بڑے کافر اور گمراہ ہیں، بلکہ ان کے ہاں مسیلمہ اور مسیلمہ کو ماننے والے موجودہ حکمرانوں اور ان کی رعایا سے اچھے تھے!!

یہ بہت ہی بڑی زیادتی ہو گی کہ مسلمان حکمرانوں اور تاتاری حکام کو ایک درجے میں رکھا جائے؛ حالانکہ تاتاری باطنی فرقے سے تعلق رکھتے تھے، ان میں سے بہت سے تو ایسے تھے جو کبھی اسلام میں داخل ہی نہیں ہوئے تھے۔

اس طرح کے حروری نظریات اور افکار نوجوانوں کے ذہنوں میں افغانستان کے اندر بھرے جاتے تھے، اور انہی نظریات نے ان کے ذہنوں میں یہ بات پختہ کر دی کہ وہ اس وقت تاتاریوں اور مسیلمہ کذاب سے بھی بڑے گمراہ اور کافروں سے لڑ رہے ہیں۔

۲۱- اس مرحلے میں ایسی شرعی مصطلحات کو استعمال کیا گیا جن میں دلکشی بہت زیادہ تھی اور پھر ان الفاظ کو خارجی منہج پھیلانے کے لیے استعمال کیا گیا، انہی شرعی مصطلحات میں لفظ

---

(۱)"صفة الطائفة المنصورة"، از ابو بصیر، ص:(۱۰۷)

(۲)"الجامع" از سید فضل، ص:(۹۹۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"جہاد" بھی شامل ہے، جہاد حق ہے، اس میں کوئی شک نہیں، لیکن اس لفظ کو اہل اسلام سے لڑنے کے لیے استعمال کرنا یہ اصل مسئلہ اور مصیبت ہے؛ کیونکہ ایسا جہاد جو اسلامی ممالک کے اندر ہو اور اس کے انگارے اہل قبلہ پر ہی پڑیں تو یہ راہِ شیطان کا جہاد ہی ہو سکتا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جہاد کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والوں کے خلاف ڈٹ جانا افضل ترین اعمال میں سے ہے، اللہ تعالی نے ہمیں اس کام کے ذریعے اپنا قرب حاصل کرنے کا حکم بھی دیا ہے، لیکن یہاں ضرورت اس امر کی ہے کہ شرعی جہاد کو پہچانیں، ہمیں جس جہاد کے متعلق اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے اس کے متعلق اور بدعتی جہاد دونوں کا علم ہونا چاہیے۔ گمراہ قسم کے لوگ شیطان کی اطاعت کرتے ہوئے جہاد کرتے ہیں اور وہ یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ہم رحمن کی اطاعت میں جہاد کر رہے ہیں، جیسے کہ خوارج تھے، اور اسی طرح جو لوگ اہل اسلام کے خلاف جہاد کریں وہ بھی بدعتی جہاد میں ملوث ہیں"[1]

یہاں غور کریں کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کتنی نفیس گفتگو فرمائی ہے، ایسا لگ رہا ہے کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ آج کے خارجیوں سے مخاطب ہیں۔

انہی مصطلحات میں سے نفاذ شریعت کا نعرہ بھی ہے، نفاذ شریعت واجب ہے اس میں کوئی شک نہیں لیکن اس نعرے کے لبادے میں حکمران اور رعایا کی صورت میں لاتعداد اور بے شمار مسلمانوں کو کافر قرار دے دیا گیا۔

۲۲-اس مرحلے میں مودودی اور سید قطب کی تحریروں سے متاثر ہونے کا اظہار ہوا۔

جیسے کہ زرقاوی کا کہنا ہے کہ: "یہ عرب کے حکمران ایک بار پھر سے جاہلیت کے انداز

---

(۱) "الرد علی الإخنائي" از شیخ الاسلام ابن تیمیہ ص: (۲۰۵) مختصراً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے حکمرانی کر رہے ہیں، جانیں، عزتیں اور املاک ہر چیز کے بارے میں طرزِ جاہلیت کی بدترین صورتیں موجود ہیں، یہی جاہلیت پر مبنی طرزِ حکمرانی گھٹیا ترین لوگوں کو اس چیز کی اجازت دیتا ہے کہ سب کو غلام بنالیں، حاکمیت اور قانون سازی کی صورت میں اللہ تعالی کے خصوصی اختیارات میں دخل اندازی کریں"[1]

اسی طرح **ابو بصیر طرطوسی کا کہنا ہے کہ**: "فرعون نے اپنے الوہیت اور ربوبیت کے دعوے میں یہ مراد نہیں لیا تھا کہ وہی خالق ہے اور سارے جہان کی مخلوقات پر مختار کل ہے؛ کیونکہ وہ تو ایک مچھر پیدا کرنے سے عاجز تھا، وہ ایک مچھر بھی پیدا نہیں کر سکتا تھا، اس لیے اس کا الوہیت اور ربوبیت کا لفظ بول کر مطلب یہ تھا کہ: اس کے علاوہ کوئی حاکم، یا قانون ساز یا فرمانروا نہیں ہے کہ جو ساری قوم کے لیے کارِ زندگی چلانے کے لیے مرجع کی حیثیت رکھے۔ لہذا ہر معاملے میں قابل عمل رائے اور حکم اسی کا چلے گا، چنانچہ اس کی یہ مراد اس وقت بالکل واضح اور کھل کر سامنے آتی ہے جب وہ اپنی قوم اور فوج کو صدا لگاتا ہے کہ: {يَا قَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظَاهِرِينَ فِي الْأَرْضِ فَمَنْ يَنْصُرُنَا مِنْ بَأْسِ اللَّهِ إِنْ جَاءَنَا قَالَ فِرْعَوْنُ مَا أُرِيكُمْ إِلَّا مَا أَرَى وَمَا أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ} [موسی نے کہا]اے میری قوم کے لوگو! آج تو بادشاہت تمہاری ہے کہ اس زمین پر تم غالب ہو، لیکن اگر اللہ کا عذاب ہم پر آگیا تو کون ہماری مدد کرے گا۔ فرعون بولا، میں تو تمہیں صحیح حکم دے رہا ہوں اسی کو میں صحیح سمجھتا ہوں اور میں تو تمہیں بھلائی کی راہ بتلا رہا ہوں۔[غافر:۲۹]"[2]

یہاں یہ بات **قابل غور** ہے کہ خارجیوں کے ان دونوں مناظروں کی جانب سے جو اصول بتلائے گئے ہیں یہی بعینہٖ وہی منحرف تفاسیر ہیں جو مودودی نے ایجاد کی تھیں اور

---

(۱)"الأرشيف الجامع" از زرقاوی، ص:(۲۵)

(۲)"الطاغوت" از ابو بصیر طرطوسی، ص:(۲۷-۲۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہی ظواہری کی باتوں کا خلاصہ ہے۔

مصطفی وفا اسلامی تحقیقات کمپلیکس کے جنرل سیکریٹری (سپریم کونسل علمائے ازہر) کہتے ہیں: "ابن لادن نے اپنی گفتگو میں جن کلمات کو استعمال کیا ہے یہ اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ ابن لادن سید قطب اور مرحوم ابوالاعلی مودودی کی کتابوں سے بہت متاثر تھا، وہ سید قطب کے افکار کو اپنی کتاب "معالم علی الطریق" میں بیان کرتا ہے، جس میں پوری دنیا کو مسلمان، کافر اور فاسق میں تقسیم کیا گیا ہے، یا پھر ایمانی یا جاہلی معاشرے میں تقسیم کیا گیا ہے، اسامہ بن لادن کو اخوان سے ممتاز ہونے کی یہ اضافی خوبی ملی کہ اس نے سید قطب کے نظریات کو عملی زندگی میں ڈھال دیا، اسامہ نے ابو الاعلی مودودی کی کتابیں اچھی طرح پڑھ رکھی تھیں، خصوصاً "قرآن کی چار اصطلاحیں" یہ کتابیں خصوصی طور پہ اس بنیادی شعور اور تحریک کو پیدا کرنے والی تھیں جو نوجوانوں میں گزشتہ صدی میں ستر کی دہائی میں رونما ہوئی اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت اسامہ بن لادن تحریکی تربیت حاصل کر رہا تھا"[1]

یہاں پر بھی مصطفی وفا ازہری کی بات ابو مصعب شامی کی بات سے بالکل متفق ہے کہ مودودی اور سید قطب کی کتابوں میں موجود خارجی نظریات کو عملی جامہ پہنانے میں اسامہ بن لادن کا کردار واضح تھا۔

نیز سابقہ جتنے بھی اقوال ہیں یہ سب کے سب اس تحقیقی مقالے کے نتائج کی تائید کرتے ہیں کہ مودودی ہی نے اس فکر کا بیج بویا، اس کو بنیاد فراہم کی پھر سید قطب نے اس کا بھرپور پرچار کیا اور اس بدعتی پودے کی آبیاری کی اور پھر اس نے خارجی فکر کو پیدا کیا، آج تک ساری امت اس پودے کی آبیاری اپنے خون، عزت اور مال و دولت سے کر رہی ہے۔

---

(۱)"ليلة القدر" ویب سائٹ پر دیکھیں: "ابن لادن کی گفتگو میں رموز اور اشارے"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہاں یہ بھی اچھا ہو گا کہ ہم معاصر خارجیوں کے وہ اعترافی بیانات ذکر کریں جن میں مودودی فکر کے اثرات کا واضح بیان ہے:

- ابو مصعب شامی کا "المصطلحات الأربعة" کی اہمیت میں گزشتہ قول اور نیز یہ کہ جہادی فکر کی اساسی باتیں اسی کتاب کے ارد گرد گھومتی ہیں۔[1]
- یوسف قرضاوی کا کہنا کہ مودودی فکر نے سید قطب کے افکار پہ اثر کیا[2]، اور سید قطب کی کتابوں نے تیسرے مرحلے کے لوگوں پہ اثر کیا، جو کہ روزِ روشن کی طرح عیاں بات ہے۔
- اسلامی تحقیقات کمپلیکس کے جنرل سیکریٹری (سپریم کونسل علمائے ازہر) کا بیان کہ: ابن لادن - جو کہ تیسرے مرحلے کا نامور شخص ہے - یہ سید قطب اور مودودی کی کتابوں سے بہت زیادہ متاثر تھا۔
- تیسرے مرحلے کے لوگوں نے مودودی کی بڑی تعریف کی ہے اور انہوں نے اپنے تئیں مودودی کو جہادی فکر کے اولین مؤسسین میں شامل کیا، جیسے کہ پہلے نقل شدہ اقتباسات سے واضح ہے۔

یہ چاروں اقتباسات اسی ترتیب اور سیاق میں دیکھیں تو اس بات کی تائید ملتی ہے کہ مودودی نے قطعی طور پر اس ساری کہانی میں مرکزی کردار ادا کیا ہے یہ الگ بات ہے کہ مودودی کا مقصد یہی تھا یا نہیں؛ کیونکہ مودودی صاحب نے حکمرانوں کو کافر حکمران کہا، انہیں طاغوت کا نام دیا، لوگوں کو انقلاب کی دعوت دی، پورے عالم اسلامی میں انقلاب کی دعوت دی، اور یہ بھی دعوی کر دیا کہ اس وقت مسلمانوں کی کوئی جماعت موجود نہیں ہے۔ اب جس نے بھی یہ بات کہی ہے اسے یہ بات سمجھ لینی چاہیے تھی کہ یہ چیزیں سن کر نوجوان پھول اور زیتون کی ٹہنیاں

---

(۱) "دعوة المقاومة الإسلامية العالمية"، ص: (۳۸)

(۲) ان کا یہ موقف ان کی ویب سائٹ پر دیکھا جاسکتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں اٹھائیں گے بلکہ اس بات کا قوی خدشہ تھا کہ نوجوان آگ لگانے والے دستی بم، خود کش جیکٹیں اور بارود سے بھری گاڑیاں اٹھا کر چل کھڑے ہوں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ عصرِ حاضر میں ذوالخویصرہ کے افکار مودودی کی زنبیل سے بر آمد ہوئے ہیں، پھر سید قطب نے ان کا بیڑا اٹھایا اور اس کے بعد جو کچھ بھی ہوا ہے وہ انہی دونوں کے کندھوں پر عائد ہوتا ہے۔

۲۳- اس مرحلے میں اس اصول پر بڑی شد و مد کے ساتھ عمل کیا گیا کہ مرتد کافر کا قتل اصلی کافر کے قتل سے زیادہ ضروری ہے، مرتد کافر سے مراد تمام کے تمام مسلمان ہیں، معاصر خارجیوں کے تمام مناظرین کے ہاں یہ اصول قاعدہ قطعی ہے۔

اسی بارے میں سید فضل کہتا ہے کہ: "مرتد حکمرانوں کو یہودیوں، عیسائیوں اور بت پرستوں سے بھی پہلے قتل کرنا ضروری ہے اور اس کی تین وجوہات ہیں: پہلی یہ کہ: دفاع میں جہاد کرنا فرض عین ہے، دوم: یہ مرتد ہیں، سوم: یہ مسلمانوں کے قریب ترین ہیں، نیز ان کا خطرہ دیگر سب کافروں سے زیادہ ہے، اور اللہ تعالی کا فرمان ہے: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً} اے ایمان والو! ان کافروں سے لڑو جو تمہارے قریب ہیں، اور کافر تمہارے اندر تشدد پائیں۔[التوبہ:۱۲۳]"[۱]

اسی طرح ابو بصیر طرطوسی لکھتا ہے کہ: "آج کل اسلام کے لیے کام کرنے والی تنظیمیں جن فکری اور عقدی بحرانوں میں سے گزر رہی ہے ہیں، یہی در حقیقت اندرونی و بیرونی دشمن میں تفریق کا مشکل مقام ہے کہ: بیرونی دشمنوں کے خلاف تو حسب استطاعت جہاد واجب ہے، اس کے لیے پوری قوم کے پاس جذبہ بھی ہے، جبکہ اندرونی دشمن کا کفر چاہے کتنا ہی شدید نوعیت کا ہو، امت کے خلاف اس کی کتنی ہی دشمنی ہو اس کے خلاف

(۱) "العمدة" از سید فضل، ص:(۳۱۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جہاد جائز نہیں ہے! بلکہ اندرونی دشمن کے خلاف مزاحمت کا سوچنا بھی منع ہے کہ اسے زیادتی اور جرائم سے روک ہی دیا جائے؛ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی شامی شخص کسی شامی کو قتل کرے یہ انہیں ہضم نہیں ہوتا، کوئی مصری کسی دوسرے مصری کو اور فلسطینی کسی دوسرے فلسطینی کو قتل کرے یہ انہیں گوارا نہیں ہے، اگرچہ یہ اندرونی دشمن یہودیوں اور عیسائیوں سے بڑا دشمن ہی کیوں نہ ہو، ملک و قوم کے لیے وہ کتنا ہی خطرناک ثابت ہو، اس کے خلاف جہاد گوارا نہیں!!"[۱]

ابو قتادہ کا کہنا ہے کہ: "ہم یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ مرتدین کا قتل دیگر مشرکوں اور منافقین کو قتل کرنے سے مقدم ہوگا؛ اس کی تین وجوہات ہیں:

- یہ دیگر تمام دشمنوں سے ہمارے قریب ہیں۔
- مرتد کا قتل اصلی کافر کو قتل کرنے سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔
- ان سے قتال دفاعی قتال کے زمرے میں آتا ہے"[۲]

ایمن ظواہری کا کہنا ہے کہ:

- دفاعی قتال فرض عین ہوتا ہے اور اسے ہجومی قتال پر ترجیح حاصل ہوتی ہے۔
- مرتد کی سزا اصلی کافر سے زیادہ ہوتی ہے۔
- کیونکہ یہ قریب والا دشمن ہے"[۳]

جتنے بھی خارجیوں نے اس اصول کو بیان کیا ہے اس نے سورت توبہ کی آیت کو دلیل بنایا ہے، اور یہاں پہ پر لطف بات یہ بھی ہے کہ اسی آیت کو قدیم خوارج نے بھی اپنے

---

(۱)"۸۸ مسائل في أحوال جيوش الأمة" از ابو بصیر طرطوسی، ص:(۳۴)

(۲)"معالم الطائفة"، از ابو قتادہ ص:(۱۳-۱۴)

(۳)"رسالة شفاء صدور المؤمنين"، از ظواہری ص:(۱۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقاصد کے لیے دلیل بنایا تھا، اس کا واقعہ بھی آگے مکمل آئے گا، ایسے لگتا ہے کہ معاصر خارجی تصنیف و تالیف کے دوران ایک دوسرے کا مواد چوری کرتے ہیں۔[1]

خارجیوں کے اس اصول سے بھی حبیب مصطفی اور مجتبیٰ ﷺ کی نبوت کی نشانی ملتی ہے کہ آپ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا تھا: (**اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے**) اور ہم شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کی اس بارے میں گفتگو بھی نقل کریں گے کہ یہ خارجیوں کا اصول ہے کہ مسلمانوں کو قتل کرتے ہیں اور کافروں کو چھوڑ دیتے ہیں، یہ باطل اصول ہے۔[2]

۲۴- اس مرحلے میں سراب اور وہم پرستی بہت زیادہ پائی گئی کہ اپنے آپ کو اور اپنے ماننے والوں کو یہ باور کروانا کہ ہم کامیابی کی دہلیز پہ پہنچ چکے ہیں، لیکن حقائق کچھ اس طرح کے ہوتے ہیں کہ یہ خارجی ہر جگہ پر دھتکارے ہوئے زندگی گزارتے ہیں کہ کوئی اپنی اصل شناخت بھی لوگوں کے سامنے نہیں رکھتا، بلکہ کچھ تو آنے جانے کے لیے خواتین کا لباس بھی استعمال کرتے ہیں، لیکن اس کے باوجود بھی اپنے ماننے والوں کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ ہم فتح کے بالکل قریب پہنچ چکے ہیں، اور کچھ ہی دیر میں پوری دنیا فتح کر لیں گے، لیکن اللہ تعالیٰ کا ارادہ کونیہ قدریہ اور شرعیہ دونوں ہی اس کے خلاف ہیں:

شرعیہ اس طرح کہ: خارجی ہدایت والے راستے پہ ہی نہیں ہیں، اگر وہ ہدایت کے راستے پہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ انہیں ضرور غلبہ عطا فرماتا۔

اور ارادہ کونیہ قدریہ سے اس طرح کہ: غلبے اور فتح یاب ہونے کے اسباب اپنائے جائیں، لیکن ان کے پاس معمولی اسلحہ ہوتا ہے جبکہ اس وقت بھاری اسلحہ بہت ہی تیزی کے

---

(۱) مثال کے طور پہ دیکھیں: "التتار والحكومة السعودية" از رشود۔

(۲) خطاب بعنوان: "نداء إلى المقاتلين في الجزائر" ماخوذ از "فتاوى العلماء الأكابر" از عبد المالک الجزائری ص: (۱۴۶-۱۴۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ترقی کی منزلیں طے کر رہا ہے۔

مثال کے طور پہ **ابو بکر ناجی کہتا ہے کہ**: "اللہ کی قسم! مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ مجاہدین کو مغربی ممالک خصوصاً الجزائر میں کامیابیاں مل رہی ہیں، تو جب اللہ تعالی مجاہدین کو کامیاب فرمائے گا تو اللہ کے حکم سے اگلے دن ہی بغیر کسی آرام اور سکون کیے تم میں سے کوئی بھی عصر کی نماز پڑھے تو تونس جا کر پڑھے، لیبیا کے سرحد پر نماز عصر ادا کرے تا کہ اگلے دن ہی صبح سویرے لیبیا اور مصر فتح کرنے کی تیاری شروع ہو۔

اللہ کی قسم مجھے مجاہدین نظر آرہے ہیں کہ انہیں جزیرہ عرب میں بھی فتوحات مل رہی ہیں؛ چنانچہ جیسے ہی اللہ تعالی مجاہدین کو یہ سعادت بخشے تو اگلے روز اللہ کے حکم سے اردن اور خلیج جیسے چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں بٹے ہوئے ملکوں کو فتح کرنے کے لیے تیاری شروع کر دیں"[1]!!

اسی طرح **ایمن ظواہری کا کہنا ہے کہ**: "اگر اللہ نے ہمیں سرفراز فرمایا تو تمام اسلامی ممالک سے جنگ مسلط کرنے والے کافروں کو نکال باہر کرنے اور خلافت قائم کرنے کی کوشش کریں گے جس میں تمام کے تمام مسلمان یکجا ہوں گے"[2]

۲۵- اس مرحلے میں یہ اصول بھی رونما ہوا کہ جو شخص کسی کافر کو کافر نہ کہے تو وہ بھی کافر ہے۔

اس سلسلے میں تحریریں لکھی گئیں، جن میں سے ایک یہ بھی ہے: "القول المحتد علی من لا یکفر المرتد" اس رسالے میں یہ کہا گیا ہے کہ: "حکمرانوں پر کفر کا فتوی لگانے میں چار چیزوں کی وجہ سے متردد رہتے ہیں: سب سے پہلے کہ ان کے ہاں بھی علماء ہیں جو حکمرانوں کو فتوے دیتے ہیں، تو اس شبہے کا جواب یہ ہے کہ اگر علماء ہی حکمرانوں کو

---

(۱) "إدارة التوحش" از ابو بکر ناجی، ص: (۶۱)

(۲) "اللقاء المفتوح" نمبر: ۲، ص: (۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کفریہ کام کے جواز کا فتوی دیتے ہیں تو ایسے علماء ان حکمرانوں سے بھی پہلے کافر اور مرتد ہیں"(۱)!

اسی طرح ایک رسالے کا نام ہے: "الآيات والأحاديث الغزيرة في كفر قوات درع الجزيرة" یہ فارس زہرانی کا ہے، اعلانیہ طور پر اس نے لکھا ہے کہ: "ان اتحادیوں، فوجیوں اور لشکروں کا حکم بھی یہاں کے طاغوتی حکمرانوں کے حکم سے کشید ہو گا، چنانچہ عصرِ حاضر میں تمام کے تمام حکمران طاغوت، مرتد اور کافر ہیں، یہ ہر اعتبار سے اسلام سے خارج ہیں"(۲)

حالانکہ یہ قدیم خوارج کے اصولوں میں سے ایک اصول ہے، اسی غلط اصول کی بنا پہ خلیفہ راشد علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے عہد میں سب سے پہلا قتل ہوا تھا، کہ خارجیوں نے عبد اللہ بن خباب رحمہ اللہ سے سوالات پوچھے تھے اس ان کے جواب کی پاداش میں انہیں مظلومانہ قتل کر دیا گیا، اس کی مکمل تفاصیل آئندہ آئیں گی۔

۲۶-اس مرحلے میں حکمرانوں، سرکاری ملازمین، فوجیوں اور حکمرانوں کے اتحادیوں کو تعین کے ساتھ خارجیوں نے کافر قرار دیا اور انہیں عذر بالجہل کا موقع بھی نہ دیا۔

ابو قتادہ کا کہنا ہے کہ: "ہمارا کسی قوم پر حکم لگانا کہ یہ لوگ مرتد ہیں، تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اس قوم کے تمام افراد عینی طور پر کافر ہوں گے اور پھر ان سب کے بارے میں دائمی جہنمی ہونے کا حکم لگا دیا جائے گا؟ اس مسئلے کے بارے میں تحقیق قدرے مشکل ہے، اس بارے میں جتنے بھی دلائل ہیں ان کو اچھی طرح سمجھنا اور ان کی تحقیق لازمی امر ہے، تاہم اس قوم کے ہر فرد کو عینی طور پر کافر کہنے والوں کو غلو اور بدعت کا الزام دیں یہ بری بات ہے، اسی طرح جو لوگ ایسی قوم کے ہر فرد کو کافر کہنے سے کتراتے ہیں

(۱)"سلطان العتيبي"ص:(۳)

(۲)"الآيات والأحاديث الغزيرة في كفر قوات درع الجزيرة"از فارس زہرانی، ص:(۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور پرہیز کرتے ہیں انہیں مرجئہ کہنا بھی غلط ہے، البتہ یہ بات کہنے میں بھی کوئی مانع نہیں ہے کہ ہم اس قوم کے اکثر افراد پر کفر اور ارتداد کا حکم لگائیں؛ کیونکہ اکثریت کے متعلق ہمیں یقین ہے کہ ان پر کفر کا فتوی لگنے میں کوئی مانع نہیں ہے"[1]

اسی طرح **ابو دجانہ شامی کا کہنا ہے کہ:** "تمام حکمران مرتد ہیں، ان کی حالت سے لاعلمی کا عذر کسی سے بھی قبول نہیں کیا جائے گا؛ کیونکہ حکمرانوں کا ارتداد اور واضح کفر سب کے لیے عیاں ہے، تو پھر حکمرانوں کے حاشیہ نشین اور وزیر و مشیر کس طرح لاعلمی کی بنا پر چھوٹ دیئے جائیں؟ حالانکہ ان کا معاملہ تو بالکل عیاں اور واضح"[2]

اسی طرح سید فضل کا کہنا ہے کہ: "یہ بات کسی سے مخفی نہیں ہونی چاہیے کہ اس وقت بہت سے ممالک میں یہ موقف مشہور ہے کہ جو حکمران بغیر ما انزل اللّٰہ کے تحت فیصلے کرتے ہیں وہ کافر ہیں، اور یہ شہرت حجت قائم ہونے کا درجہ رکھتی ہے، اگرچہ اس موقف کے مخالفین بھی موجود ہیں"[3]، نیز اس بارے میں مستقل کتابیں بھی لکھی جا چکی ہیں جیسے کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

۲۷- اس مرحلے میں دولت اسلامی قائم کرنے کے فریضے کے لیے خوب توجہ دی گئی، اس کے بارے میں بھی پہلے اشارہ گزر چکا ہے، اور اس کے متعلق بھی دلائل پیش کرنی والی کتابیں لکھی گئی ہیں جیسے کہ: "الطریق إلی الجماعة الأم" یہ عثمان بن عبد السلام نوح کی ہے، اسی طرح عبد الحمید ھنداوی کی "وکیف الأمر إذا لم تکن ھناك جماعة" بھی، ویسے اس مسئلے پہ لکھی گئی سب سے اہم کتاب وہ ایک یونیورسٹی میں لکھا جانے والا تحقیقی مقالہ ہے جس کا عنوان ہے: "الطریق إلی جماعة المسلمین"

یہ [دولت اسلامیہ کا قیام کا] اصول بھی خارجیوں کا خبیث ترین اصول ہے، اس نظریے

---

(۱) "الجھاد والاجتھاد" از ابو قتادہ، ص: (۶۳)

(۲) "أحکام الجیوش والشرط" از ابو دجانہ شامی، ص: (۲۲)

(۳) "الجامع" از سید فضل، ص: (۶۹۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہ انتہائی خطرناک نتائج مرتب ہوئے، حقیقت میں یہ اصول حکمرانوں کی تکفیر عام کے بعد دوسرے درجے پر آتا ہے اور اس اصول کا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ:

- خلافت راشدہ کا قیام واجب ہے۔
- اس وقت مسلمانوں کی کوئی جماعت نہیں۔

اس بارے میں **ابو قتادہ کا کہنا ہے کہ**: "جن علاقوں کے لوگ مرتد ہو چکے ہیں [مراد اسلامی ممالک ہیں] وہاں پر جہادی تحریکوں کا سبب اور موجب یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کو یکجا کیا جائے، یعنی خلافت رفتہ کو واپس لائیں، چونکہ جب خلافت ختم ہوئی تو امت بکھر کر رہ گئی جس کی وجہ سے امت؛ لفظ امت کا حق کھو بیٹھی "(۱)

مذکورہ خارجی ضابطے کے ذریعے جو جال بچھایا گیا ہے اس کا خلاصہ درج ذیل نکات ہیں:

- اسلام کا سب سے بڑا ہدف یہ ہے کہ اسلامی خلافت اور دولت قائم ہو، خلافت راشدہ کا قیام عمل میں آئے، لہذا جو بھی اس کام میں شرکت کرنے سے گریز کرے وہ گناہگار ہے۔
- آج امت مسلمہ کی بکھری ہوئی حکومتیں جو اپنے آپ کو اسلامی ممالک کہتی ہیں ان کا اسلام سے کوئی لینا دینا نہیں، بلکہ ان سے تو یہود و نصاری بہتر ہیں، لہذا مزعومہ اسلامی ممالک کو کافر کہلانے سے باز رہنا بہت بڑا جرم ہے، جیسے کہ ابو بصیر شامی نے یہ موقف بیان کیا ہے۔(۲)
- ایسی جماعتیں اور تنظیموں کا وجود میں آنا ضروری ہے جن کے ہاتھوں دولت اسلامیہ کی عالمی خلافت قائم ہو، لہذا اس وقت میدان عمل میں بکھری ہوئی تنظیمیں حق کے قریب ترین ہیں اور یہی طائفہ منصورہ ہیں؛ کیونکہ طائفہ منصورہ کی پہلی شرط یہ ہے کہ وہ جہاد فی سبیل اللہ

---

(۱) "الجهاد والاجتهاد" از سید فضل، ص: (۶۳)

(۲) "أعمال تخرج صاحبها من الملة" ص: (۵۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرے، تو چونکہ آج کل سب سے اعلی اور افضل ترین جہاد یہ ہے کہ کافر حکومتوں کے خلاف جہاد کیا جائے، ان حکومتوں کے اتحادیوں کے خلاف جہاد ہو؛ لہذا جو تنظیم بھی ان کے خلاف علم جہاد بلند کرے وہی آج طائفہ منصورہ ہے، اور ان کے ساتھ مل کر کام کرنا- ابو قتادہ کے مطابق- محض مستحب اور نفل نہیں ہے، بلکہ ابو بصیر طرطوسی کے مطابق تو عراق اور افغانستان میں موجود جماعت جسے القاعدہ کہا جاتا ہے وہی حق پر ہے۔[1]

یہاں بہتر ہو گا کہ ہم اس اصول اور ضابطے کے متعلق بات کرنے والی ایک کتاب پر گفتگو کریں جس کا نام ہے: "**الطريق إلى جماعة المسلمين**" یہ حسن جابر مقالہ نگار کی جانب سے ایک تحقیقی مقالہ ہے اور اس کا مناقشہ اسی سعودی عرب میں ہوا ہے!!

اس مقالے کی ابتدا میں ہے کہ: "اس مقالے کا ہدف یہ ہے کہ میں یہ واضح کروں کہ آج مسلمانوں کی کوئی ملت موجود نہیں ہے"، پھر اس کے بعد میدان عمل میں موجود تمام اسلامی تنظیموں کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے:

- ایسی جماعتیں جن کا ہدف اقامت خلافت ہے۔
- ایسی جماعتیں جن کا ہدف دعوتی ہے۔

پھر مقالہ نگار اہل سنت کے گھر میں بیٹھ کر اہل سنت کو ہی برا بھلا کہنے لگا اور کہا: "تو ان میں سے ایک قسم وہ ہے جس پر رکاوٹوں نے غلبہ پالیا، اور پیش قدمی نہ کر سکی، بلکہ ان کے مؤسسین کی وفات سے یہ جماعتیں ختم ہو گئیں، جیسے کہ وہابی اور سنوسی جماعتیں"

یہ بات واضح ہے کہ اہل سنت کو وہابی وہی لوگ کہتے ہیں جو ملت حنیف کے دشمن ہیں؛

---

(۱) "مسائل متفرقة. المسألة الخامسة" از ابو بصیر طرطوسی، ص:(۱۷۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ اس دعوت کے پیشوا کوئی ایسی چیز نہیں لے کر آئے جو شریعت میں پہلے سے نہ ہو، بلکہ انہوں نے دینی شعائر کو تازگی بخشی ہے، نیز یہ کہنا کہ: "یہ جماعتیں ختم ہو گئیں "تو یہ جھوٹ ہے؛ کیونکہ شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کی دعوت نے کوئی کوہستان یا ریگستان، کوئی وادی یا پہاڑ کی چوٹی نہیں چھوڑی ہر جگہ پہ ان کی دعوت کو ماننے اور سننے والے موجود ہیں، اور یہ دعوت رافضی، صوفی اور حزبی۔۔۔ دشمنوں کے لیے گلوں کی ہڈی بن چکی ہے۔

نیز اس وقت امت میں جو لہر پائی جاتی ہے کہ کتاب و سنت کو معیار بنایا جائے، خرافات، بدعات اور شرکیہ امور کو چھوڑ دیا جائے، یہ حقیقت میں شیخ امام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کے ہی اثرات ہیں، آپ نے اپنی دعوت کی جب ابتدا کی تھی تو کوئی بھی مدد گار نہیں تھا، آپ اپنی دعوت میں اجنبی تھے، تن تنہا یہ کام شروع کیا۔

یہاں پر شیخ محمد بن عبد الوہاب اور امیر عیینہ کے درمیان ہونے والی گفتگو کا ذکر اچھا رہے گا کہ اس کا خلاصہ یہ ہے:

جس وقت محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے امیر عیینہ کی غلبہ دین اور عقیدہ توحید پر بیعت کی تو شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ایک بات صاف لفظوں میں کہی: "مجھے بہت امید ہے کہ اگر تم نے لا الہ الا اللہ کی مدد کی تو تم نجد اور آس پاس کے علاقے کے شاہ بن جاؤ گے " پھر جب احساکے گورنر نے امام مجدد محمد بن عبد الوہاب کو اپنے علاقے سے نکال دینے کے لیے امیر عیینہ کو دھمکی دی، پھر عیینہ کے امیر نے امام صاحب سے عیینہ سے چلے جانے کا مطالبہ کیا تو شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ایک فصیح و بلیغ نصیحت کی اور فرمایا: "یہ اللہ اور اس کے رسول کا دین ہے، جو بھی اس کے لیے کھڑا ہوتا ہے اسے آزمائشوں سے گزرنا پڑتا ہے، پھر بعد میں اسی کو سلطنت، غلبہ اور حکمرانی ملتی ہے، نیز رحمان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اولیاہی غالب آتے ہیں جیسے کہ قرآن مجید میں آیا ہے"[1]

تاہم عیینہ کے امیر نے اپنی امارت کو ترجیح دیتے ہوئے شیخ محمد بن عبد الوہاب کو نکال باہر کیا، لیکن شاید یہ اللہ تعالی کی طرف سے شرف تھا جو اللہ تعالی نے درعیہ کے امیر محمد بن سعود رحمہ اللہ علیہ کو دینا تھا کہ اس دنیا میں دعوتِ توحید کا سہرا محمد بن سعود کے سر بندھے اور ہمیں امید ہے کہ آخرت میں بھی انہیں اس کی وجہ سے خوب شرف ملے گا، دنیاوی شرف اس طرح سے کہ انہیں اور ان کی آل اولاد کو اس خطے کی بادشاہی ملی اور آج تک پورا ملک بڑی خوشحالی میں ہے، جبکہ آخرت کا شرف اس طرح کہ اہل توحید کو ہی روزِ آخرت میں کامل اور مکمل امن اور امان حاصل ہو گا۔

شیخ محمد بن عبد الوہاب کی زبان سے نکلی ہوئی بات پوری ہوئی اور امیر محمد بن سعود نجد اور اس کے آس پاس کے علاقے کے بادشاہ بن گئے، کچھ ہی عرصے میں احسا اور حجاز بھی ان کی شاہی میں داخل ہو گیا، اللہ تعالی نے ان کے ذریعے اپنے دین کو غالب فرمایا، اور ملت کا قیام ہوا۔

شیخ محمد بن عبد الوہاب نے یہ باتیں اٹکل پچو لگاتے ہوئے نہیں کی تھیں بلکہ یہ شرعی قوانین کا نچوڑ تھا کہ جو بھی کتاب و سنت کی بالا دستی کے لیے کوشش کرے گا تو اللہ تعالی اس کی ضرور مدد فرمائے گا چاہے اس کی وفات کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔

اسی شرعی قانون کے متعلق شوکانی رحمہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "أدب الطلب" میں بڑی ہی پیاری اور دقیق بات لکھی ہے جو کہ شیخ محمد کی گفتگو سے ملتی جلتی ہے، اس کے لیے انہوں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ علیہ کی مقبولیت کو دلیل بنایا؛ کہ انہوں نے کتاب و سنت کی بالا دستی کے لیے خود تگ و دو کی اور پھر انہیں مقبولیت بھی ملی کہ لوگ شیخ

---

(۱) "عنوان المجد بتاریخ نجد" ص: (۳۸-۴۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کو مرکزی اہمیت کا حامل قرار دیتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ فلاں نے شیخ الاسلام کی موافقت کی ہے اور فلاں نے شیخ الاسلام کی مخالفت کی۔ اگر مجھے طوالت کا خدشہ نہ ہوتا تو میں ان کی ساری گفتگو نقل کرتا۔

یا اللہ! اس معاصر دعوت توحید کے بانی کو پوری امت کی جانب سے بہترین بدلہ عطا فرما، یا اللہ! ان پر اپنی رحمت کی برکھا برسا، ان کی قبر پر اپنی رضا نازل فرما، ان کی قبر کو منور فرما، انہیں انبیائے کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین کی رفاقت نصیب فرما، انہی کی رفاقت سب سے اچھی رفاقت ہے، اسی طرح دیگر ائمہ دعوت اور آل سعود سمیت دیگر سب مددگاروں کو بھی بہترین جزائے خیر سے نواز۔

اس کے بعد "الطريق إلى جماعة المسلمين" کے مقالہ نگار نے مزید لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے کئی مراحل تھے، ان میں کچھ خفیہ تھے، آپ کی ہجرت اور جہاد بھی آپ کی دعوت کے مراحل میں سے ہے، اس کے بعد مؤلف نے مصر میں انصار السنہ کی خوب خبر لی اور کہا: "انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت میں سے صرف ایک ہی مرحلے کو اپنایا ہوا ہے [یعنی خطبہ جمعہ اور دروس وغیرہ] مقالہ نگار نے اس جماعت پر اور جماعت کے صرف پہلے مرحلے پر ہی رکے رہنے کی مذمت کی کہ یہ جماعت پہلے مرحلے سے آگے ہی نہیں نکل سکی، اور اس سے آگے جو مراحل تھے جہاں تک یہ جماعت نہیں پہنچی وہ تھی ہجرت اور جہاد"[1]

اس کا جواب یہ ہے کہ: خفیہ دعوت، اور ہجرت کرنے کی ترغیب اور اسلامی علاقوں میں جہاد کرنے کی منصوبہ بندی یہ سب قدیم خوارج کے اصول ہیں، جبکہ نبوی دور میں خفیہ دعوت کا معاملہ ایسا ہے کہ اس میں ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے حکمتِ الٰہی کا

---

(۱) تحقیقی مقالہ "الطريق إلى جماعة المسلمين" از حسن جابر، ص: (۲۶۳-۲۸۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقاضا یہی تھا کہ دعوت خفیہ ہو، ان حکمتوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ اس وقت کے مسلمانوں کی جانوں کو تحفظ حاصل ہو؛ کیونکہ اگر اعلانیہ دعوت ہوتی تو مسلمانوں کی جانوں کو خطرہ تھا۔

پھر اس کے بعد خفیہ دعوت کا مرحلہ اللہ تعالی کے اس فرمان سے ختم ہوا: {فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ} جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اس کا اعلان کریں اور مشرکوں سے اعراض کرلیں۔ [الحجر: ۹۴] اس لیے دعوت دین قائم ہے اور لوگوں میں خیر پائی جاتی ہے اس لیے خفیہ دعوت دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔

نیز خفیہ دعوت ہی ہے کہ جس کی وجہ سے ہم پر بارود بھری گاڑیاں پھٹنے لگیں، بم دھماکے ہونے لگے، جو کہ نبی ﷺ کے احکامات کی کھلے عام خلاف ورزی ہے؛ کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: (**علی الاعلان کام کرنے کو لازم پکڑو، خفیہ انداز سے اپنے آپ کو بچاؤ**)(۱)

(۱) اس حدیث کو ابو داود نے یونس بن عبید عن الحسن عن عمر کی سند سے روایت کیا ہے اور یہ سند مرسل ہے، اس کے بارے میں ابو عبدالرحمن مقبل بن ہادی الوادعی رحمہ اللہ اپنی کتاب: " **أحاديث معلة ظاهرها الصحة**" ص: (۲۵۵) میں کہتے ہیں: "امام بخاری اپنی کتاب التاریخ جلد ۳ صفحہ: ۴۹۴ میں سعید بن عبد الرحمن جمحی کے حالات ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں: ابن صباح کا کہنا ہے: ہمیں سعید نے روایت بیان کی عبید اللہ سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر سے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: (علی الاعلان کام کرنے کو لازم پکڑو۔۔۔) جبکہ محمد بن بشر روایت کرتے ہیں عبید اللہ سے وہ یونس سے وہ عن الحسن عن عمر کی سند سے عمر سے موقوفاً روایت کرتے ہیں اور یہ زیادہ صحیح ہے [یعنی مرفوع کے مقابلے میں] اسی طرح ابن عدی نے جلد ۳ صفحہ ۱۲۳۵ میں سعید بن عبد الرحمن جمحی کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے امام بخاری کی ذکر کردہ سند سے ہی اسے روایت کیا اور کہا کہ اس کا مرسل ہونا زیادہ صحیح ہے"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس تحقیقی رسالے کے مقالہ نگار کی حزبی اور انقلابی ذہن کا اندازہ اس سے لگائیں کہ مقالہ نگار نے انصار السنہ جماعت پہ قدغن اس لیے کی کہ یہ لوگ حکومت کے وفادار ہیں جو کہ بغیر ما انزل اللہ کے مطابق حکمرانی کرتی ہے، مقالہ نگار لکھتا ہے کہ: "ایسی حکومت کے ساتھ وفاداری کرنا جو بغیر ما انزل اللہ کے مطابق حکمرانی کرے تو یہ اسلامی تعلیمات کے مطابق مسترد ہے"

حالانکہ یہی تو بغاوت اور خروج کی دعوت ہے جس کے نتیجے میں قتل وغارت ہوتا ہے اور اس پر مستزادیہ کہ یہ بات یونیورسٹی کے ایک تحقیقی مقالے میں تحریر کی گئی ہے۔

مقالہ نگار نے اپنی اس تالیف میں بہت سی جماعتوں کو زیر عتاب رکھا، لیکن جب اخوان المسلمین کی باری آئی تو تقریباً اپنے اس مقالے میں سے ۸۰ صفحات (۳۱۵تا۳۹۵) انہی کی نظر کر دیئے اور ان کی مدح اور توصیف میں زمین آسمان کے قلابے ملا دیے۔

مقالہ نگار لکھتا ہے کہ: "مسلمانوں کو اجمالی طور پر جامع خصوصیات کا حامل حسن البنا جیسا شخص گزشتہ کئی صدیوں میں نہیں ملا"

پھر جماعت کے بارے میں غلو کرتے ہوئے لکھا کہ: "اس جماعت کے افکار اور نظریات کو پرکھنے اور ان کی جانچ پڑتال کرنے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ امت اسلامیہ کو موجودہ خرابیوں سے نکالنے کے لیے مستحق ترین جماعت ہے، اور امت اسلامیہ کی عظمت رفتہ کی واپسی بھی اسی جماعت کے ہاتھوں ہوگی"!!

پھر یہ بھی کہہ دیا کہ امت اسلامیہ جماعۃ الاخوان کے ساتھ نہ ملی تو سب کے سب گناہ گار ہوں گے!! مقالہ نگار کا کہنا ہے کہ: "جو اسلامی جماعتیں خلافت راشدہ کے قیام کے لیے جدوجہد کر رہی ہیں وہ سب بہت محدود پیمانے پہ ہے، اس سے بنیادی اہداف بھی حاصل نہیں ہوں گے، چنانچہ شریعتِ اسلامیہ کے اعتبار سے بھی یہ مسترد ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہذا جو جماعتیں ہمہ جہتی کمال کی خصوصیات رکھتی ہیں وہی اس کام کے لیے مناسب ہیں اور کوئی بھی مسلمان ایسی جماعتوں کی مدد کرنے میں تاخیر برتتا ہے تو وہ گناہ گار بھی ہے اور کوتاہی کا شکار بھی" مقالہ نگار نے اپنی ممدوح جماعت کے لیے کہا ہے کہ وہ: "ہمہ جہتی کمال کی خصوصیات رکھتی ہیں"

اس کا جواب یہ ہے کہ: تو پھر شیخ الاسلام ابن تیمیہ، ابن قیم، نجد سے اٹھنے والی دعوت کے نامور ائمہ کرام، شوکانی، صنعانی اور معاصرین میں سے محمد بن ابراہیم اور ابن باز۔ رحمہم اللہ جمیعاً۔ وغیرہ کس کھاتے میں جائیں گے؟!

اس تحقیقی مقالے میں سب سے زیادہ صریح لفظوں میں دلائل سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ مسلمان ایک ملت اور جماعت نہیں ہیں، اس لیے انہیں ایک ملت اور امت میں جمع کرنا ضروری ہے اور اسلامی ممالک میں اس کام کے لیے مسلح جدوجہد بھی لازمی ہے۔

چنانچہ اس رسالے کا میرے نزدیک مناسب نام یہ ہے کہ: " الطريق إلى جماعة الإخوان المسلمين "

پھر تعجب خیز بات یہ ہے اس نظریے اور فکر کو ثابت کرنے کے لیے ان کے پاس صرف ایک ہی اکلوتی دلیل ہے جس سے اپنے مطلب کا مفہوم نکالنے کے لیے سر توڑ محنت کی ہے، وہ دلیل یہ آیت مبارکہ ہے: {يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ} اے داؤد! ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنا دیا تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کرو اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ تمہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی، یقیناً جو لوگ اللہ کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اس لئے کہ انہوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا۔[ص:۲۶]

اس موقف کی تردید کے لیے یہی کافی ہے کہ: جس نے بھی اس بارے میں اپنے قلم کو حرکت دی وہ ایک دلیل بھی اپنے موقف کی تائید میں نہیں لاسکا اور وہ اس نظریے کی رو سے مسلمانوں کی جان، مال اور عزت آبرو انہوں نے حلال سمجھ رہے ہیں؛ کیونکہ امت کے شروع سے لیکر آخر تک تمام کے تمام علمائے کرام اس بات پہ متفق ہیں کہ عباسی خلافت کے آخر میں امت بکھر گئی اور اس کے بعد سے کبھی بھی ایک خلیفہ پر متحد نہ ہو سکی، چنانچہ جس نے بھی اس دورانیے میں اس معاملے پہ گفتگو کی تو اس نے ہر ایک کو اس کے علاقائی امیر اور حکمران کی اطاعت کو لازم قرار دیا۔

امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اسلام کے پھیل جانے کے بعد اور اسلامی مملکت کا دائرہ انتہائی وسیع ہونے کی وجہ سے ہر خطے اور علاقے میں ایک الگ حکمران بن گیا تو ایک علاقے کے حکمران کی دوسرے حکمران کی سلطنت پہ حکم نہیں چلتا تو ایسے میں متعدد حکمران اور سلطان بن جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، چنانچہ ہر شخص کے لیے اسی حکمران کی اطاعت واجب ہوگی جس کی اس کے علاقے کے اہل حل وعقد نے بیعت کی ہو اور اس کا اپنے علاقے میں حکم چلتا ہو۔

اسی طرح کسی بھی علاقے اور خطے کے متفقہ حکمران کے مقابلے میں کوئی اور حکمرانی کا دعوی کرے تو اس کا حکم یہ ہوگا کہ اگر وہ اپنے دعوے سے باز آکر توبہ نہیں کرتا تو اسے قتل کر دیا جائے گا اور کسی دوسرے علاقے کے لوگوں کے لیے اس حکمران کی اطاعت کرنا ضروری نہیں ہوگا، نہ ہی اس کے جھنڈے تلے جمع ہونا ضروری ہوگا؛ کیونکہ فاصلے بہت زیادہ ہو چکے ہیں۔ یہ بات ہر ایسے شخص کو معلوم ہے جو ملکی اور عوامی حالات کو عملی طور پہ جانتا ہے، اس لیے اس بات کو سمجھ لیں؛ کیونکہ یہی شرعی قواعد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق ہے اور اسی کے مطابق دلائل بھی ہیں، لہذا اس موقف کے علاوہ جو بھی کہا جاتا ہے اس پر کان بھی نہ دھریں؛ کیونکہ ابتدائے اسلام میں جس قدر اسلامی مملکت کا رقبہ تھا اس میں اور آج کے اسلامی خطوں میں زمین آسمان کا فرق ہے، لہذا جو اس فرق کو تسلیم نہیں کر رہا وہ حقیقت میں انا پرستی میں مبتلا ہے، اس کے ساتھ دلائل سے بات کرنا ہی مناسب نہیں ہے؛ کیونکہ وہ ان دلائل کو سمجھ ہی نہیں سکتا"[۱]

اس اصول اور نظریے کو اپنے رگ وپے میں جگہ دینے کی وجہ سے ہی خارجیوں کے نوجوان چھوکرے اور لونڈے اسلامی ممالک میں دھماکے کرنے لگے اور بارود سے کھیلنے لگے، انہیں اس بات پر پورا یقین اور پختہ اعتماد تھا کہ وہ دولت اسلامیہ کے قیام کے لیے کوششیں کر رہے ہیں۔

چنانچہ **علی معبدی** -ریاض دھماکوں میں ملوث بمبار- وہ ان دھماکوں کے اسباب بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ: "یہ دھماکے اسلامی ریاست کے قیام کے لیے کیے ہیں"!![۲]

۲۸- اس مرحلے میں وحشیانہ کاروائیاں اور زبان درازی بہت زیادہ منظر عام پر آئی، جو کہ اصل میں قدیم خارجیوں کی مماثلت تھی؛ کیونکہ ان کے سرغنے نے تو رسول اللہ ﷺ کے خلاف زبان درازی کرتے ہوئے آپ کو ناانصافی کا طعنہ دے دیا تھا!!

چنانچہ **ابو بصیر طرطوسی کا ایک خط** ہے جس کا عنوان ہے: "**من كلب الأزهر إلى كلب الروم**"!! اس میں لکھا ہے کہ: "یہ ازہر کے کتے اور صدر کی طرف سے عالی جاہ، مکرم، محترم، معظم چیرک [Chirac] کو سلام عرض ہو" اس کے بعد خط کے نیچے لکھا ہے کہ:

"آپ کا فرمانبردار خادم اور اطاعت گزار کتا، امت اور دین کا خیانت کار، سگِ ازہر"

---

(۱) "السيل الجرار المتدفق على حدائق الأزهار" ص: (۴/ ۵۱۲)

(۲) ویڈیو کیسٹ بعنوان: "**العمليات المباركة**" شائع کردہ، تنظیم القاعدہ، جزیرہ عرب ونگ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب اس خارجی کو رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان پر عمل کیوں یاد نہیں رہا کہ، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (**اللہ تعالی کی تعظیم میں یہ بات شامل ہے کہ سفید ریش مسلمان بوڑھے کی عزت کریں، حافظ قرآن کی عزت کریں جو اس میں غلو نہیں کرتا اور قرآن سے سنگ دلی نہیں برتتا، اور عادل حکمران کی عزت بھی اللہ کی تعظیم میں شامل ہے**)[1]!؟

اور یہ دیکھیں کہ **مقدسی ہمارے ملک کی سپریم علماء کونسل** کے علمائے کرام کو مخاطب کر کے کیا ہرزہ سرائی کرتا ہے، اس کا کہنا ہے: "لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم اندھے اور سرکش بنتے گئے، حق سے منحرف ہوتے گئے، عقیدہ توحید سے دور چلتے گئے، طاغوتوں اور شرکیہ اعمال کی طرف جھکتے چلے گئے"[2]

ابو قتادہ کہتا ہے: "آج کا مجاہد ایسا اسی وقت ہو گا جب وہ موجودہ ملاؤں کے شکنجے سے باہر آئے گا، یہ درباری ملاں علم اور علماء کے نام پر قابض ہیں، یہ ملاں عیسائیوں کے راہبوں اور یہودیوں کے عالموں سے ایک ذرہ بھی مختلف نہیں ہیں، یہ لوگ حقیقت میں اللہ تعالی کی بدترین مخلوق ہیں"[3]!

سب سے حیران کن بات یہ ہے کہ انہوں نے اس مسئلے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بھی گستاخانہ انداز اپنایا ہے، جو کہ حقیقت میں ان کے روحانی باپ ذوالخویصرہ کی پیروی ہے، اس کی تفصیل مماثلتوں کے باب میں آئے گی۔

عملی طور پر وحشیانہ کاروائیوں کے لیے ان کے بم دھماکے ہی گواہی دینے کے لیے کافی ہیں، ویسے اس کی مزید مثالیں الجزائر کے بحران کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے آئیں گی۔ ہم وہاں پہ خارجیوں ہی کی کتابوں سے واضح کریں گے کہ انہوں نے حاملہ خواتین کے پیٹ چاک کئے، شیر خوار بچوں کو ذبح کیا اور نماز کی حالت میں لوگوں کو بھون ڈالا۔

---

(۱) سنن ابو داود، حدیث نمبر: (۴۸۴۵) البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔

(۲) "زل حمار العلم في الطين" از مقدسی، ص: (۲)

(۳) "الجهاد والاجتهاد" از ابو قتادہ، ص: (۶۴-۶۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۹- اس مرحلے میں بڑی بے شرمی کے ساتھ چوری، ڈاکے اور مسلمانوں کے اموال لوٹنے کی وارداتوں کی بھی ترغیب دی گئی، اس بارے میں بھی خارجیوں کے تحریری دلائل بہت زیادہ ہیں۔

ابو قتادہ جبیر بن نفیر عن سلمہ بن نفیل الکندی کی روایت میں کہتا ہے کہ: "میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو ایک آدمی آیا اور کہا: اللہ کے رسول! لوگوں نے گھوڑوں سے سامان حرب کھول دیا ہے اور اسلحہ اتار کر رکھ دیا ہے اور کہنے لگے ہیں کہ اب جہاد نہیں ہے؛ کیونکہ جنگیں باقی نہیں رہیں۔ تو یہ سن کر رسول اللہ ﷺ لوگوں کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: (**یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں، قتال کا وقت اب آیا ہے، اور میری امت کا ایک گروہ ہر وقت حق بات کے لیے قتال کرتا رہے گا، ان کے قتال کو جاری رکھنے کے لیے اللہ تعالی کچھ لوگوں کے دلوں کو گمراہ کر دے گا، اللہ تعالی ان کے ذریعے انہیں رزق دے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے اور یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آجائے۔ گھوڑوں کی پیشانی کے ساتھ خیر روزِ قیامت تک کے لیے منسلک ہے، اور اللہ تعالی میری طرف وحی فرما رہا ہے کہ میری روح قبض کر لی جائے گی میں یہاں نہیں ٹھہروں گا، پھر تم میرے پیچھے گروہوں کی شکل میں آؤ گے، تم ایک دوسرے کی گردنیں مارو گے، اور مومنین کے لیے جائے پناہ شام کا خطہ ہو گا**)[1]

ان حالات میں رسول اللہ ﷺ ہمیں اس کام کی رہنمائی دے رہے ہیں؛ کیونکہ آپ یہ بات طائفہ منصورہ کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ: جو حق تمہیں معلوم ہے اور تم اسے اچھی طرح جان چکے ہو اس کو بیان کرتے ہوئے آگے پہنچاتے ہوئے شرمندگی محسوس مت کرنا، اور خیال کرنا کہ لوگ تمہیں طرح طرح کے جملوں کا نشانہ بنائیں گے ان کی

---

(۱) مسند احمد: (۱۶۹۶۵)، ہیثمی رحمہ اللہ "مجمع الزوائد"، ص: (۷/۳۰۶) میں کہتے ہیں کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باتوں کے سامنے ڈھیر مت ہو جانا، لوگ تمہیں چور کہیں گے، یہ بات سب لوگوں کو سمجھ لینی چاہیے کہ طائفہ منصورہ کی امتیازی صفت ہے کہ یہ ان لوگوں کا مال ہڑپ کرے گی جنہیں اللہ تعالی نے گمراہ کیا ہو گا، کوئی اس امتیازی صفت کو مانے یا نہ مانے لیکن یہ حقیقت ہے۔"!!(۱)

اسی طرح ایمن ظواہری نے بینکوں کی دولت لوٹنے کے حوالے سے کہا کہ: "چونکہ یہ بینک حکومتی ادارے ہیں اس لیے ان بینکوں سے لوٹی گئی دولت بھی حکومت کے خلاف جنگ میں حاصل ہونے والا مال غنیمت ہے، نیز صرف بینکوں کو ہی لوٹنا جائز نہیں بلکہ ملکی آمدنی کے تمام ذرائع مجاہدین کے لیے غنیمت ہیں، یا مجاہدین کا یہ حق بنتا ہے کہ حکومت کو ان سے محروم کر دیا جائے؛ کیونکہ معاشی اور اقتصادی طاقت جنگ کا بنیادی ترین ستون ہوتی ہے"(۲)

اس بارے میں ابو مصعب شامی نے ایک رسالہ تحریر کیا ہے جس میں اس نے اپنے چیلوں کو چوری کرنے کے طریقے بتلائے ہیں، اس رسالے میں لکھتا ہے کہ: "پورا جزیرہ عرب میدانِ غنیمت بھی ایسے ہی ہے جیسے میدان جہاد ہے، اس میں امیروں، شاہوں، سلطانوں، اور کٹھ پتلی حکومتوں کے مال و دولت ہمارے لیے غنیمت ہیں، یہ ساری دولت حقیقت میں ہمارے لیے جگہ جگہ بکھرا ہوا رزق ہے، اسی طرح صلیبیوں اور عیسائیوں کی استعماری فیکٹریوں کا سرمایہ بھی غنیمت ہے، غور کریں کہ یمن اس وقت پوری دنیا کی اہم ترین سمندری گزر گاہ پر ہے، یہاں سے کافروں کے مال سے لدے ہوئے سینکڑوں کی تعداد میں جہاز گزرتے ہیں جو کہ ہماری لیے آمدن اور دولت کا اچھا ذریعہ بن سکتے ہیں؛ ان تمام مالی ذرائع کو بیان کرنے بعد کے بڑا تعجب ہوتا ہے کہ اب مجاہدین کو اپنے

---

(۱)"الجهاد والاجتهاد" از ابو قتادہ، ص:(۲۶)

(۲)"اللقاء المفتوح مع الظواهري" ص:(۲۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کندھے پر رائفل رکھ کر غیروں سے مانگنے کی کیا ضرورت ہے؟! اللہ کی قسم یہ بھی عجیب بات ہے"[۱]!!

۳۰- اس مرحلے میں باہمی رابطے کے ذرائع میں نمایاں ترقیاں ہوئیں جس کی وجہ سے ہمارے جوانوں میں غیر معمولی انداز کے ساتھ خارجی منہج پروان چڑھا، اس میں انٹرنیٹ کا کردار بہت اہم تھا، خارجی فکر کے رہنماؤں نے اس سہولت کو مختلف طریقوں سے استعمال کیا، پھر اس کے لیے مخصوص ویب سائٹس بھی تیار کی گئیں۔

چنانچہ **ایمن ظواہری** اس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ: "میں ان نامعلوم افراد کا خصوصی شکریہ ادا کرتا ہوں جو ہمارے جہادی میڈیا پر بر سر پیکار ہیں، اللہ تعالی انہیں جزائے خیر سے نوازے کہ انہوں نے انتھک محنت کی اور اس کی وجہ سے یہ انٹرویو ممکن ہوا"[۲]

۳۱- اس مرحلے میں جو بھی کاروائیاں ہوئی ہیں ان کے ساتھ ہی عالم اسلامی کے منظر نامے پر کچھ مشہور واعظین رونما ہوئے اور خصوصی طور پر ان کا ظہور ہمارے ملک سعودی عرب میں ہوا، ان میں سے کچھ نے خارجی فکر کو پروان چڑھانے میں بالواسطہ یا بلا واسطہ اپنا کردار ادا کیا، ان کی کیسٹیں، تقاریر اور شعلہ بیان خطابت نے ان مٹ اثرات چھوڑے، اگرچہ ان میں سے اکثریت نے خارجی فکر سے اعلان براءت کر دیا تھا لیکن اس وقت تک پانی سر سے گزر چکا تھا۔ اور چونکہ یہ مسئلہ بہت اہم ہے اس لیے میں نے اس مقالے میں اس کے لیے الگ سے باب قائم کیا ہے۔

---

(۱)"مسؤولية أهل اليمن" از ابو مصعب شامی، ص:(۲۵)

(۲)"اللقاء المفتوح مع الظواهري" انٹرویو نمبر:۱، ص:(۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسرا باب: اس مرحلے میں افغانی جہاد کا کردار

قطع نظر اس بات سے کہ افغانی جہاد سے منفی اثرات کیا رونما ہوئے افغانی جہاد کے مثبت فوائد کا کوئی بھی مسلمان انکار نہیں کر سکتا، نیز سعودی عرب کے تمام علمائے کرام اور امیروں کی جانب سے افغانی جہاد کے لیے کھل کر تعاون کیا گیا اور اسی وجہ سے ملحد سوشلزم کو میدان افغانستان میں شکست ہوئی تھی۔

ہم افغانستان جانے والے تمام افراد کے بارے میں بالکل بھی یہ بات نہیں کہتے کہ وہ سب خارجی فکر کے حامل تھے، بلکہ ہم اللہ رب العالمین سے دعا گو ہیں کہ جو بھی دفاع اسلام کی راہ میں سر زمین افغانستان میں اَمر ہوا اسے شہادت کے درجے پہ فائز فرمائے، ان ایام میں جنہوں نے بھی اسلام کی خدمت کی ہے ان سب کو بہترین اجر سے نوازے اور انہیں حق بات پہ ثابت قدم رکھے۔

افغانی سرزمین پہ تکفیری سوچ پنپنے کے اسباب:

۱- سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ وہاں کوئی ایک مضبوط حکمران نہیں تھا، مستحکم قیادت بھی مفقود تھی جس کی وجہ سے افغانی جہاد منظم نہیں رہا، نہ تو شرعی اعتبار سے کیونکہ ان میں علمائے کرام کی قابل ذکر تعداد موجود نہیں تھی اور نہ ہی سیاسی طور پہ کیونکہ کوئی متفقہ قیادت تھی ہی نہیں۔ اس وقت چند لوگ اکٹھے ہو کر ایک گروپ تشکیل دیتے اور اپنے خاص مقاصد کے لیے جدوجہد شروع کر دیتے تھے، اس کے لیے وہ جسمانی تربیت کے لیے معسکر تیار کرتے، اور نوجوانوں کی ذہن سازی کرتے، پھر شرعی یا سیاسی ضابطوں کے بغیر اپنے من چاہے مقاصد کے لیے انہیں تیار پاتے۔

۲- خارجی فکر اس لیے بھی افغانستان میں پھیلی کہ جہادِ افغانستان میں کچھ ایسے لوگ بھی شامل ہو گئے جو اپنے ملکوں میں مطلوب تھے یا وہاں کی حکومتوں سے تنگ آ کر بھاگے تھے، انہوں نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ جیلوں میں گزارا تھا، چنانچہ جب وہ افغانی جہاد میں شریک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے تو ان میں درج ذیل صفات پائی جاتی تھیں:

- شریعت اور عقل سے دور اسلام کے لیے جوش اور جذبہ۔
- اسلامی احکامات کے متعلق شدید قسم کی جہالت۔
- اسلامی حکومتوں کے خلاف شدید قسم کا بغض بلکہ ان حکومتوں سے تعلق رکھنے والی ہر چیز سے عداوت۔

ان لوگوں کی اکثریت کا تعلق مصر اور مغربی عرب خطے سے تھا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے پاس خارجی افکار تو پہلے ہی موجود تھے اب انہوں نے پوری دنیا سے آنے والے افغانی جہاد کے مجاہدوں میں یہ افکار پھیلا دیئے۔

چنانچہ افغانستان میں ان سب بھگوڑوں کے جمع ہونے پر **ابو مصعب شامی کا کہنا ہے کہ:**

"۷۰ اور ۸۰ کی دہائی میں جہادی بیداری عملاً حقیقی محاذوں سے نبرد آزما ہوئی اور کچھ حکومتوں سے ٹکر بھی لی ، اس دوران کافی قربانیاں پیش کی گئیں، پھر کئی کارکن خفیہ اداروں کے ہتھے چڑھ گئے، پھر جب ۱۹۸۴ء میں افغانستان میں جہاد کا دروازہ کھلا اور عمومی طور پر اسلامی بیداری کی تحریکوں نے بلکہ جہادی تحریکوں نے خصوصی طور پر اس میں حصہ لیا تو پھر بہت سی قیادت کو افغانستان جانے کی مہمیز ملی"(۱)

۳- نوجوانوں کو حقیقی علمائے امت سے دور کیا گیا۔

عام طور پر جتنے بھی مسلمان افغانستان میں آتے تھے ان کے دلوں میں حقیقی علمائے امت کے بارے میں ایک بڑا مقام ہوتا تھا، جیسے کہ ابن باز، ابن عثیمین اور البانی رحمہم اللہ اور دیگر علمائے کرام کی وہ سب عزت کرتے تھے؛ لیکن جیسے ہی ان کی وہاں پر ذہن سازی شروع ہوتی تو کچھ ہی عرصے بعد یہی نوجوان انہی علمائے کرام کو روئے زمین کا سب سے بڑا کافر سمجھنے لگتے تھے۔

---

(۱)"مختصر مسار الصحوة الإسلامية" از ابو مصعب شامی، ص:(۱۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے لیے آپ **ایمن ظواہری کا یہ کھلا خط دیکھیں** جس میں ظواہری نے اپنے خارجی ترکش سے امام العصر الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کے خلاف غیر مناسب الفاظ استعمال کئے اور انہیں کافر قرار دینے کی کوشش کی۔

اس کا کہنا ہے کہ: "ہزاروں نوجوان نے ابن باز اور عثیمین جیسے ناموں کی اسیری میں زندگی گزاری ہے، وہ انہی کے پیروکار تھے ان میں ان کی مخالفت کرنے کی جرأت نہیں تھی چاہے ان میں کتنی ہی بڑی غلطی کیوں نہ پائی جاتی ہو، ان کا موقف کس قدر منحرف ہی کیوں نہ ہو"(۱)

یہ تو ان کی وہ بات ہے جو منظر عام پہ کہی گئی ہے لیکن جو کچھ نجی محفلوں میں کہا جاتا تھا وہ اس سے کہیں سنگین ہے، یہ سن ۱۴۱۵ ہجری کے عرصے میں بدبودار خارجی عہد کی خصوصیات میں سے ہے۔

افغانی جہاد کے ابتدائی ایام کے ایک عینی شاہد کا کہنا ہے کہ: "میں نے افغانی جہاد کے دوران کسی کے گھر میں تکفیریوں سے ملاقات کی یہ اس وقت یعنی ۱۴۰۵ ہجری کے عرصے میں فتنۂ تکفیر کے سرغنے سمجھے جاتے ہیں، ان میں ایک شخص محمد صدیق امریکی تھا جو کہ تکفیری مسائل میں بہت زیادہ حد سے بڑھا ہوا تھا، اسی طرح ایک الجزائری شخص تھا اسے بھی محمد کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا، ایسے ہی ایک لیبیائی شخص تھا جسے خالد کے نام سے پکارتے تھے اور ایک ابو عبیدہ مصری تھا، یہ اس مجلس میں موجود تھے اور اس مجلس کا مرکزی موضوع شاہ فہد رحمہ اللہ کی تکفیر تھا۔

چنانچہ امریکی گویا ہوا اور کہا کہ شاہ فہد کافر ہے، یہ بہت بڑا کافر ہے اس میں فلاں فلاں امور پائے جاتے ہیں۔ اس کے بعد الجزائری کی باری آئی جو کہ میرے پہلو میں ہی بیٹھا تھا تو اس نے بڑے وثوق کے ساتھ شاہ فہد کو کافر قرار دیا، پھر میری باری آگئی اور انہوں نے کہا کہ:

---

(۱) مجلہ "المجاهدون"، شمارہ نمبر: ۱۱: (۰۳/ شعبان/ ۱۴۱۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"سراج تم بتلاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟" تو میں نے کہا کہ: "میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاہ فہد مسلمان ہے، اسے کافر کہنا جائز نہیں ہے، اس وقت یعنی ۱۴۰۵ میں میرا نظریہ یہی تھا، اور میں نے کہہ دیا کہ: شاہ فہد مسلمان ہے اسے کافر قرار دینا جائز نہیں ہے" اس پر الجزائری نے میرے منہ پر پھوں پھاں کی اور کہنے لگا: اللہ سے ڈرو، یہ جو سعودی عرب میں سودی بینک پھیلے ہوئے ہیں، کیا تمہیں یہ نظر نہیں آتے؟ اس پر میں نے کہ: میرے بھائی یہ کبیرہ گناہ ہیں، ان کی وجہ سے انسان کافر نہیں ہو جاتا، میری یہ بات سن کر امریکی نے الجزائری سے کہا کہ: چھوڑو یار چھوڑو، یہ ابھی بچہ ہے (مقصد یہ تھا کہ مجھے نیچا دکھائے) اس وقت میری عمر تقریباً ۱۹ سال تھی، تو میں اس مجلس سے اٹھ کر باہر آ گیا اور ان سے کنارہ کشی اختیار کر لی"[۱]

اس مسئلے میں یہ واقعہ بڑی اہمیت والا ہے، یہ بتلاتا ہے کہ اس مرحلے کی ابتدا میں ہی تکفیری منہج نے وہاں پر پنپنا شروع کر دیا تھا اور یہ مسئلہ اپنی جڑیں ۱۴۰۵ ہجری کو مضبوط کر چکا تھا۔

ایسے ہی جب **ابو محمد مقدسی سے پوچھا گیا:** "آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں کہ آپ کی طرف البانی اور ابن باز رحمہ اللہ کی تکفیر معین منسوب کی جاتی ہے؟

تو اس نے کہا: "پاکستان میں ابن باز اور ان جیسے حکومتی ملاؤں کی تکفیر عروج پہ تھی اور کچھ متشدد تکفیری حضرات اس مسئلے کی بنا پر لوگوں کو پرکھتے تھے؛ چنانچہ اگر کوئی شخص ابن باز کو کافر کہے تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جو کافر قرار نہ دے تو یہ اسے کافر قرار دے دیتے تھے"[۲]

اس جواب میں ہمارے لیے اہم بات یہ ہے کہ افغانستان کی سر زمین پر تکفیری فکر پرانی ہے؛ کیونکہ مقدسی خود ۱۴۰۶ ہجری میں افغانستان گیا تھا، نیز اس خارجی کی اس بات پر رد آگے آئے گا؛ کیونکہ اس نے بڑی ہوشیاری اور چالاکی سے علمائے کرام کو کافر قرار دیا ہے۔

---

(۱) آڈیو کیسٹ "صفحات مطوية من الجهاد الأفغاني"، از سراج الدین زہرانی

(۲) "حسن الرفاقة" از مقدسی، ص: (۱۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تکفیری منہج کے پھیلانے میں افغان جہاد کے کردار پر قطعی دلائل

۱- **عبد العزیز طویلعی کا کہنا ہے کہ:** "جزیرہ عرب میں جہادی تحریکیں در حقیقت حال ہی میں ہونی والی شورش پر ہی قائم نہیں تھی، بلکہ اس آخری شورش کے پیچھے ایک طویل جہد مسلسل تھی اس میں متعدد علمائے کرام، واعظین اور اصلاح پسند لوگ شامل ہیں، جن میں شیخ المجاہدین اسامہ بن لادن کی طویل کاوشیں شامل ہیں جو کہ دس سال کے عرصے پہ محیط ہیں، یہ جہادی تحریک جنگی دستوں کے قیام سے پہلے کی جد وجہد ہے، اگرچہ اس دوران بھی جہادی کاروائیاں ہوئی ہیں۔ اور ۹/۱۱ کے بعد تو مجاہدین کو یہ حکم دیا گیا کہ اب وہ جزیرہ عرب میں اپنی کاروائیاں تیز کریں اور اس کے لیے مکمل تیاری رکھیں؛ اس پر انہوں نے- الحمد للہ- اتنی تیاری کی کہ اپنوں کو خوشی ہوئی اور اللہ کے دشمنوں کو جلا بھنا کر رکھ دیا"[1]

یہ ایک قطعی دلیل ہے کہ افغانی معسکروں میں خارجی افکار پڑھائے جا رہے تھے اور ہلکی آنچ پر انہیں پکایا جا رہا تھا۔

اس تجزیے کے بعد یہ کہنا آسان ہے کہ: جو مسلمان نوجوان شریعت پر پروان چڑھے تو وہ اتنی جلدی ٹنوں کے حساب سے بارود اٹھا کر دار اسلام اور ارض حرمین وغیرہ میں دھماکے کرنا شروع نہیں کرتا کہ ایک رات کے اندر اندر اس کا دماغ چوپٹ کر دیا جائے، بلکہ اس کے لیے طویل جہد مسلسل درکار ہوتی ہے جیسے کہ خود خارجی نے اوپر بیان کیا ہے۔

ایسا ممکن ہی نہیں ہے کہ کسی مسلمان کو یک لخت اتنا سنگ دل بنا دیا جائے کہ مسلمان ہر چیز تہہ وبالا کر کے رکھ دے، عورتوں کو بیوہ بنا دے، بچوں کو یتیم بنا دے، یہ اسی وقت ممکن ہے جب خارجی نظریات ان کے ذہنوں میں نقش کر دیئے جائیں، اور پھر بیرونی عوامل ایسی کاروائیوں کے لیے جلتی پر تیل کا کام دکھاتے ہیں۔

۲- خوارج کے نظریات نوجوانوں کے ذہنوں میں بٹھانے کے لیے **ابو مصعب شامی کہتا ہے**

(۱) "فتاوى عبد العزيز الطويلعي"، ص:(۷۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ: "پاکستانی علاقے پشاور میں جہادی ٹریننگ کے لیے معسکر تیار ہو گئے، اسی طرح افغانستان کے علاقوں میں بھی معسکر وجود میں آئے، نیز بات چیت کے ذریعے ذہن سازی کے لیے سنٹر قائم کئے گئے، یہاں پر اکثر و بیشتر مختلف موضوعات پر تصادم نظر آتا تھا، یہاں پر جہادی تحریک (یعنی خوارج) نے دیکھا کہ پشاور اور اسی طرح افغانی معسکرات میں عرب مجاہدین کو دو طرح کے مختلف نظریاتی لوگوں کا سامنا تھا:

- اخوان المسلمین اور سیاسی ڈیموکریٹک افکار رکھنے والے لوگ، انہیں پھیلانے کے لیے وہ مختلف تحقیقی مقالہ جات اور تحقیقات پیش کرتے تھے۔
- سعودی عرب کی زیر سرپرستی افراد جو کہ توحید حاکمیت کو چھوڑ کر حکمرانوں کو شرعی طور پر ولی الامر سمجھنے کی دعوت دیتے تھے، یہ کہتے تھے کہ سرکاری علمائے کرام کو برا بھلا نہ کہا جائے خصوصاً جو سعودی عرب اور خلیجی ممالک میں موجود ہیں۔

اس طرح آہستہ آہستہ جب حق واضح ہوتا گیا اور دلیل کی پیروی کرنے کا منہج پھیلتا چلا گیا، اور جہادی فکر کا عرب مجاہدین پر واضح اثر نظر آنے لگا تو پھر میدان میں موجود تمام افکار ماند پڑنے لگے؛ کیونکہ ہزاروں کی تعداد میں اسلامی ممالک سے آنے والے نوجوان جہادی افکار سے متاثر ہونے لگے تھے، اس طرح سے افغانی جہاد کی اس فضا میں ایک مکمل جہادی گروپ تیار ہونے لگا اور اسی گروپ پر بعد میں عرب افغان کی اصطلاح بولی جانے لگی"[(۱)]

تو اس کو یوں سمجھ لیں کہ: جن افکار کو وہ جہادی افکار کہہ رہے ہیں ان کے بارے میں شریعت کی روشنی میں بات کی جائے تو یہی وہ افکار ہیں جنہیں شریعت خوارج کے افکار کہتی ہے؛ کیونکہ ان لوگوں کے ہاں جہاد کا مطلب مسلمانوں کے خلاف جہاد ہے۔

نیز خارجیوں کے بقول جن جہادی افکار نے افغانستان میں اپنے قدم جمائے تھے انہی

---

(۱) "الفجوة الفكرية في التيار الجهادي" از ابو مصعب شامی، ص:(۶۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے نوجوانوں کی عقلوں میں شریعت سے متصادم خارجی افکار نے جنم لیا اور یہی بعد میں امت مسلمہ کے لیے زہر آلود خنجر ثابت ہوئے۔

۳- **ایمن ظواہری خارجی کہتا ہے** کہ: "سعودی عرب نے شیوعیت کے خلاف عرب مجاہدین کے لیے بہت سی سہولیات پیش کیں تاکہ افغانیوں کی مدد ہو، سعودیوں نے یہ سمجھا کہ اس طرح سے مجاہد نوجوان عالم اسلام کے مرکز میں امریکہ، اسرائیل اور ان دونوں کے کٹھ پتلی عرب حکام کے خلاف اپنے حقیقی معرکے سے دور ہو جائیں گے، لیکن عرب مجاہد نوجوان سمجھدار تھے انہیں کفر اور اسلام کے مابین موجود کشیدگی کا ادراک تھا، تو انہوں نے افغانستان کو دشمنان ملت اسلامیہ کے خلاف جہاد کا مرکز بنا لیا۔"[1] یہ بیان اس نے ۱۴۱۵ ہجری میں دیا تھا۔

۴- ان اقتباسات کے آخر میں ایک عملی دلیل بھی پیش کرتے ہیں کہ افغان جہاد نے نوجوانوں پر اثرات مرتب کئے اور یہ عملی دلیل اس مسئلے میں قطعیت کا درجہ بھی رکھتی ہے، وہ یہ کہ: ہمارے ملک میں سب سے پہلا بم دھماکہ جسے ریاض میں علیا بم دھماکہ کہا جاتا ہے جو کہ ۱۴۱۶ ہجری میں ہوا تھا، یہ دھماکہ کرنے والے چاروں افراد افغانستان سے یہ سیکھ کر آئے تھے کہ حکام اور علمائے کرام سب کافر ہیں!

چنانچہ ریاض ھاجری کا کہنا ہے کہ: "میں نے افغانستان میں رہتے ہوئے دیگر ممالک سے آئے ہوئے لوگوں سے ملاقاتیں کی جن کے پاس ملکوں، حکومتوں اور علمائے کرام کو کافر قرار دینے والی کتابیں موجود تھیں، ان میں کچھ حکومتوں کو بھی کافر قرار دیا گیا تھا اور ان کے نزدیک کافر حکومتوں میں سعودی عرب کی حکومت بھی شامل تھی، اسی طرح علمائے کرام میں سے ابن باز اور ابن عثیمین رحمہا اللہ بھی شامل تھے، پھر جب میں افغانستان سے

---

(۱) دیکھیں: "شفاء صدور المؤمنین" از ایمن ظواہری، ص ۸۔ مجلہ "مجاھدون" شمارہ نمبر: ۱۱، ۳ شعبان ۱۴۱۵ ہجری ص: ۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واپس سعودی عرب آیا تو مجھے اس فکر کے حاملین متعدد افراد مزید ملے جو ملکوں، حکومتوں اور علمائے کرام کو کافر کہتے تھے"

اسی طرح خالد سعید کا کہنا ہے کہ: "افغان مجاہدین کے ساتھ جہادی معرکوں میں جس وقت میں بھی شریک تھا، اسی دوران میں نے دھماکہ خیز مواد بنانے اور انہیں فعال کرنے کا طریقہ سیکھا تھا، میں بہت سے ممالک سے تعلق رکھنے والے ایسے لوگوں سے ملا تھا جو حکمرانوں اور علمائے کرام جیسے کہ ابن باز اور عثیمین رحمہما اللہ جیسے اہل علم کو کافر قرار دیتے تھے"(۱)

اس لڑکے کے دیگر ساتھیوں نے بھی اپنے یہی بیانات ریکارڈ کروائے اور ان کے اعترافی بیانات میں قدر مشترک یہ پائی جاتی ہے کہ:

- عملی تیاری کے لیے: انہیں دھماکہ خیز مواد بنانے اور اسے استعمال کرنے کا طریقہ سکھایا گیا۔
- معنوی تیاری کے لیے: تکفیری نظریات کو ان کے دماغوں میں بھرا گیا۔

اب ان قطعی دلائل سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ سرزمین افغانستان تکفیری نظریات کو پھیلانے کا باعث بنی، وہیں پر ہماری نوجوان نسل کے نظریات کو خراب کیا گیا اور پھر جب وہ واپس آئے تو ان کے نظریات وہ نہیں تھے جن نظریات اور عقیدے کو وہ یہاں سے لیکر گئے تھے، چنانچہ جب یہ چھوکرے اور لونڈے واپس پہنچے تو وہ اسلامی ممالک اور مسلمانوں کے قتل کو افضل ترین عبادت سمجھتے تھے، نیز ان کا ماننا تھا کہ یہ اللہ تعالی کی رضا کا موجب ہے، افغانی سر زمین پر یہ خارجی نظریات غیر محسوس طریقے سے ان نوجوانوں کے دلوں میں اتارے گئے تھے۔

چونکہ اللہ تعالی نے ہماری ہر بات کا ہم سے حساب لینا ہے اس لیے انصاف کا تقاضا یہ ہے

---

(۱)اخبار "الشرق الأوسط" مورخہ (۲۵/۱۲/۱۴۱۶ہجری)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ ہم یہ بھی بتلائیں کہ افغانی سرزمین پر ایسے افراد اور نوجوان موجود تھے جو اس فکر کی سرکوبی کے لیے سرگرم رہتے تھے لیکن ان گنے چنے افراد کو تکفیری سوچ سے تصادم کی بنا پر دہشت زدہ کر دیا گیا تھا۔ مجھے ایک پر انا رسالہ ملا جس کا عنوان تھا: "**البارود في تكفير الجارود**" پھر مزید تحقیق کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ جارود ایک سعودی نوجوان کا لقب تھا اور وہ اس خارجی فکر کا سب سے بڑا مخالف تھا اور وہ ایسی فکر سے دوسروں کو متنبہ کرتا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چوتھا باب: خارجی منہج کی ترویج میں کچھ واعظین کا کردار

گزشتہ تین دہائیوں میں اسلامی دنیا میں کچھ واعظین بہت مشہور ہوئے اور اس میں ہمارے ملک کے واعظین بھی شامل ہیں، ان میں سے کچھ کا نوجوانوں پر بہت زیادہ اثر تھا، وہ خارجی افکار پھیلانے میں بھی کردار ادا کرتے رہے، پھر ساتھ ہی آڈیو کیسٹ کا زمانہ آگیا اور جن سے ان کی آواز کو دور دور تک پہنچی، اس چیز کی اہمیت کو بھانپتے ہوئے سپریم علماء کونسل نے متفقہ طور پر ان نظریات کے سدباب کے لیے ان میں سے کچھ واعظین کو دعوتی امور سے روک دیا، لیکن ان کی کیسٹیں اب تک پائی جاتی ہیں، اسی طرح ان کی بالواسطہ یا بلاواسطہ خارجی منہج کو مہمیز دینے والی تحریریں اور کتابیں زندہ ہیں، حالانکہ یہ تحریریں اور تقریریں کرنے والے خود اس منہج سے تائب ہو چکے ہیں لیکن ان کے تائب ہونے تک پانی سر سے گزر چکا تھا، انہیں شاید اندازہ نہیں تھا کہ ان کے باتوں اور لفظوں سے اس قدر ہیجان پیدا ہو جائے گا۔

ذیل میں ہم خارجیوں کی ایسی باتیں نقل کرتے ہیں جو انہوں نے راہ راست پر آنے والے واعظین کے بارے میں کہی ہیں:

- **سلطان عتیبی کہتا ہے کہ:** "شبانِ اسلام! ان لوگوں کے دھوکے میں مت آجانا جو بیداری کے سرغنے کہلاتے ہیں؛ کیونکہ یہی لوگ کچھ عرصہ پہلے انہی حکمرانوں کو کافر کہنا اپنا دین ایمان سمجھتے تھے، لیکن آج یہی لوگ امت کے نوجوانوں کو اس ملک میں گرفتار کروانے کے لیے اپنی خدمات پیش کر رہے ہیں؛ اس لیے ہم فلاں شیخ کو نہیں بھولے کہ وہ اپنی تقریروں میں ان حکمرانوں کو کافر قرار دیتے تھے اور انہیں خبیث کہتے تھے، لیکن آج وہی حضرت صاحب مجاہدین کے گھروں میں جا کر ان کے اہل خانہ کو اس بات پر قائل کرتے نظر آتے ہیں کہ حکومت کو مطلوب اپنے لخت جگر حکومت کے حوالے کر دیں؛ کہ وہ حکمرانوں کو کافر کہتا ہے اور ان سے اظہار لاتعلقی کرتا ہے، تاکہ وہ جیلوں میں جا کر اپنے جہادی نظریات سے دست بردار ہو جائے اور کتاب و سنت پر مبنی اپنے افکار کو تبدیل کر دے"!!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ایسے ہی ہم فلاں شیخ کو بھی نہیں بھولے کے ان کی عقیدہ توحید پر کیسٹیں چند سال پہلے سنتے تھے اور وہ ان میں کہتے تھے: "اقوام متحدہ، عالمی عدالت انصاف، سلامتی کونسل، نیو ورلڈ آرڈر یہ سب کچھ طاغوت ہیں، اللہ کی بجائے انہی کو فیصل مان لیا گیا ہے، انہیں بھی یہ بات نہیں بھولی ہو گی کہ اس کے حکمران بھی اس طاغوتی کونسل اور اقوام متحدہ کے بانی ارکان میں سے ہیں اور وہ اللہ کی بجائے انہی کے مطابق اپنے فیصلے کرواتے ہیں"(۱)
- اسی طرح **عبداللہ تیونسی کا کہنا ہے** کہ: "فلاں عالم دین کو یہ بات کیسے گوارا ہو گئی حالانکہ وہ خود یہ بات کہتے تھے کہ یہ نظامِ حکومت مرتدوں کا ہے، پھر وہ اس نظام کی کفریہ چیزیں بھی گناتے تھے، لیکن اب وہی اس نظام کو ماننے اور اس پر چلنے کی دعوت دیتے ہیں۔

کیا انہوں نے ہی یہ نہیں کہا تھا کہ: "اپنے علمائے کرام کی جس بات کو میں کبھی بھی معاف نہیں کر سکتا وہ یہ ہے کہ ہمارے گلے میں پڑنے والی اس مصیبت کا اصل محرک کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ ہمیں جو کچھ بھی ہو رہا ہے یہ سب کچھ ہمارے اپنے اعمال کی کارستانیاں ہیں، ہم گناہوں کے رسیا اور دلدادہ ہو گئے ہیں، ہم شریعت الٰہی سے باہر چلے گئے ہیں، ہم اللہ کے حرام کردہ کاموں کو اعلانیہ کرنے لگے ہیں، ہم اللہ کے دشمنوں سے دوستیاں بنا رہے ہیں، حقوق اللہ کے لیے کوتاہی کا شکار ہیں، کفر اور الحاد سے ہمارے اخبار اٹے ہوئے ہیں ہمارے ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر زنا کی دعوت دی جا رہی ہے، ہم نے سود کو حلال قرار دے دیا ہے، حتی کہ سودی بینک بیت اللہ سے چند قدم دور رہ گئے ہیں"(۲)

یہی **عبداللہ تیونسی اسی صفحے پر مزید لکھتا** ہے: "نفاذِ شریعت کا دعوی اس وقت پرانا ہو چکا ہے؛ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ہاں شریعت صرف نام کی رہ گئی ہے کہ طاغوتی نظام کے ہمنوا وضعی قانون کہتے ہیں، اس میں عائلی قانون اور کچھ حدود نافذ ہیں جن کا مقصد

---

(۱)"رسالة إلى طالب علم "از" مجموعة مؤلفات سلطان العتيبي"ص:(۲۷۳)

(۲)"لا يلدغ مؤمن من حجر مرتين "از عبداللہ تیونسی ص:(۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

صرف امن و امان قائم رکھنا ہے، لیکن اس کے باوجود ہم نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے پر پابندیاں لگائی ہوئی ہیں، دعوتی اور تبلیغی سرگرمیوں پر کڑی شرائط لاگو کی ہوئی ہیں جو کہ رسوائی اور ذلت کی انتہا ہے"(۱)

- **فارس زہرانی کا کہنا ہے کہ:** "تحریک بیداری کے علمائے کرام! کیا تم ہی میں وہی علمائے کرام شامل نہیں ہیں جو ہمیں حکمرانوں کے مرتد ہو جانے کا سبق دیتے تھے کہ ان حکمرانوں نے ایسے قوانین وضع کر لیے ہیں جن کی اللہ تعالی نے اجازت نہیں دی، تم نے ہی ہمیں یہ اسباق دلائل کے ساتھ پڑھائے تھے؟"(۲)
- **ابو بکر ناجی کا کہنا ہے کہ:** "کیا تم نے ہی ہمیں یہ نہیں کہا تھا کہ یہ حکومتیں اصل میں اسلام کے خلاف حالت جنگ میں ہیں؟ کیا تم نے ان حکومتوں کو کافر قرار نہیں دیا تھا؟ تم نے شیخ عبد العزیز بن باز کے ساتھ ان حکومتوں کے کافر ہونے پر مباحثہ نہیں کیا تھا اور اس کی آڈیو ریکارڈنگ بھی موجود ہے؟! کل تم انہی حکومتوں کے کافر اور شرعی ہونے پر معترض تھے، جن میں سعودی حکومت سرفہرست ہے تم انہیں کافر کہتے تھے، تمہاری اس وقت کی کتابیں اور کیسٹیں آج تک اس چیز کی گواہ ہیں، پھر تم آج آکر کہہ رہے ہو کہ انہی حکومتوں کے ساتھ مل کر ایک ہی مورچے میں بیٹھے رہے ہو! کیا تم نے پہلے یہ نہیں کہا تھا کہ سعودی وزارت داخلہ سمیت تمام حکومتی ادارے معمولی سی دینی سرگرمیاں اس لیے دکھارہی ہے کہ اس معمولی سرگرمی کی وجہ سے سپریم علماء کونسل کو دھوکا دیا جاسکے اور پھر عوام کو بھی الو بنایا جاسکے۔ اب اپنی ہی باتوں سے مت پھرو اور یوٹرن مت لو؛ وگرنہ ہم تمہارے سابقہ تمام ریکارڈ سے تمہاری ہی باتیں کھنگال کر تمہارے سامنے رکھ دیں گے جن سے تم اب مکر رہے ہو"(۳)

---

(۱) "لا يلدغ مؤمن من حجر مرتين" از عبداللہ تیونسی ص:(۲)

(۲) "نصوص الفقهاء في الإغارة والتترس" ص:(۱۰۶)

(۳) "الخونة" از ابو بکر ناجی ص:(۵۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- کچھ واعظین نے یہ کارستانی بھی دکھائی کہ: پہلی خلیجی جنگ کے دوران انہوں نے یہ افواہ اڑادی کہ سعودی عرب پر امریکیوں کا قبضہ ہو چکا ہے، کیونکہ ہم سب کو یاد ہے کہ اس وقت نوجوانوں کو یہ کہا جاتا تھا یہ امریکی فوجی قبضہ آور ہیں مددگار نہیں، حتی کہ خارجیوں کے ہاں یہ افواہ مسلمہ اور ناقابل تردید حقیقت میں بدل گئی، چنانچہ جب کبھی مملکت حرمین میں کوئی کاروائی خارجیوں کی جانب سے ہوتی تو چیخ اٹھتے کہ مکہ اور مدینہ اس وقت غیر مسلموں کے قبضے میں ہیں حالانکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: (**مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دو**)"!!
- **اس بارے میں اسامہ بن لادن کہتا ہے کہ:** "فلاں عالم دین نے ۷۰ صفحات پر مشتمل ایک کتاب لکھی ہے اور اس میں دلائل کے انبار لگا دیے ہیں کہ امریکی فوجیوں کی جزیرہ عرب میں موجودگی در حقیقت پہلے سے طے شدہ منصوبے کے مطابق عسکری قبضہ ہے، در حقیقت یہ دعوی محض دھوکہ ہے جس کا مقصد صرف یہ ہے کہ حکومت کی جانب سے مسلمانوں کو ایک بار پھر لولی پاپ دے دیا جائے، جیسے کہ فلسطینی مجاہدین کے خلاف انہوں نے دھوکا دیا تھا اور پھر مسجد اقصی مسلمانوں کے قبضے سے نکل گئی "[1]

حالانکہ یہ دعوی محض اخباری دعوی تھا اور ذاتی آرا تھیں، پھر زمینی حقائق نے ان کی تکذیب بھی کر دی، چنانچہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے خلیجی جنگ کے کئی سال کے بعد فرمایا: "الحمد للہ، امریکی فوج یہاں سے چلی گئی اور غاصب دشمن پچھاڑ دیا گیا اور علمائے کرام کا فتوی ہی آخر کار صحیح سمت کا حامل نکلا"[2]

- **فارس زہرانی کا کہنا ہے کہ:** "معاملہ صدام کی افواج کے خلاف امریکیوں کی مدد لینے کا نہیں ہے بلکہ معاملہ جزیرہ عرب میں تیل پر قبضے کا ہے؛ کیونکہ امریکیوں کو صدام کے خلاف

---

(۱) آڈیو کیسٹ از اسامہ بن لادن، بعنوان "استعدوا للجهاد"

(۲) آڈیو کیسٹ بعنوان: "توجيهات في مسجد الملك سعود في جدة"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہاں بلانے کی ضرورت ہی نہیں تھی"[1]

یہ رسالہ ۱۴۲۳ میں تحریر ہوا، یعنی خلیجی جنگ کے دس سال کے بعد، لیکن اس کے باوجود بھی دھماکے اور حملے خارجیوں کی جانب سے جاری تھے، کیوں؟ جواب یہ ہے کہ: **(مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دو)**!!

کچھ نے پہلی خلیجی جنگ کے بعد ایک تحریر لکھی اور پھر یہ تحریر سعودی فرماں روا کے سامنے پیش کی گئی اور اس پر اس جنگ کے متعلق گفتگو کرنے والے نامور لوگوں نے اپنے دستخط بھی ثبت کئے تھے۔

پھر بعد میں آنے والے خارجی حضرات اب تک اس تحریر سے مستفید ہو رہے ہیں اور اس تحریر کو بنیاد بنا کر تکفیر عام کرتے ہیں۔

- جیسے کہ **اسامہ بن لادن اپنے ایک رسالے میں کہتا ہے:** "عدالت اور قانون کی سطح پر اس تحریر نے واضح کر دیا ہے کہ بہت سے شرعی احکام معطل ہیں اور ان کی جگہ وضعی قوانین کو دے دی گئی ہے، اور یہ بات کسی سے بھی پوشیدہ نہیں ہے کہ وضعی قوانین کو لاگو کرنا، مسلمان کے خلاف کافر کی مدد کرنا اہل علم کے مقرر کردہ دس نواقض اسلام میں شامل ہے، اس تحریر میں اس کی مکمل تفصیلات موجود ہیں جو کہ اعلیٰ ترین اور اصلاح پسند علمائے کرام کی جانب سے پیش گئی تھی، انہوں نے اپنی تحریر میں جو چیز بیان کی تھی ان میں سے سب سے خطرناک یہ تھی کہ حکومت کی جانب سے شرک کیا جا رہا ہے جو کہ قانون سازی کی صورت میں ہے نیز شرعی قوانین کی جگہ وضعی قوانین نے لے لی ہے جس کی وجہ سے حرام چیزوں کو بھی حلال سمجھا جا رہا ہے، ان حرام چیزوں میں سے سب سے خطرناک سودی لین دین کو حلال سمجھنا شامل ہے؛ اور اس کے لیے سودی بینکوں کو حکومتی اداروں کا

---

(۱) "تحريض المجاهدين على إحياء سنن الاغتيال" از فارس زہرانی ص: (۹۳)، اس کتاب کی تالیف ۱۴۲۳ ہجری کے بارہویں ماہ میں ہوئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مکمل تعاون حاصل ہے ان اداروں کی بلڈنگیں حرمین کے میناروں کا مقابلہ کرتی ہیں"![1]

- اسی طرح "كونوا ربانيين" کتاب کا مؤلف سن ۱۴۲۱ ہجری میں الجزائر کے حالات لکھتے ہوئے کہتا ہے کہ: "میں نے الجزائر کی ایک ویڈیو دیکھی جس میں "جبهة الإنقاذ" کی ایک ریلی کو فلمایا گیا تھا، کیا آپ نے سمندر کی موجیں دیکھیں ہیں؟ کیا ٹھاٹھے مارتا سمندر دیکھا ہے؟ اس فلم میں ریلی ان سے بھی مضبوط اور پائدار نظر آ رہی ہے، آپ تصور کریں کہ ایک ریلی میں ۷ لاکھ باپردہ خواتین شامل ہوں جو کہ نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد باحجاب ہو کر ریلی میں شامل ہوں اور حجاب کا مطالبہ کریں۔"

اسی مؤلف نے ایک بار خطبہ جمعہ میں نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھے جنہیں "لحن الخلود"[2] [نالۂ جاودانی] کہا جاتا ہے:

وعبيد الأرض لا حول لهم ‌ ‌ ‌ وزوال الملك عنهم في وشك

اس دھرتی کے غلاموں میں کوئی سکت باقی نہیں، ان کی شاہی خاتمے کے قریب ہے

فارفع الذل ولا ترضى به ‌ ‌ ‌ لرئيس مستبد أو ملك

ذلت سے بالا ہو جاؤ اور کسی ظالم صدر یا شاہ کو اپنا حکمران مت مانو

أنت كالبركان لا يدرى به ‌ ‌ ‌ فإذا ثار تلظى واحترق

تم اس لاوے کی طرح ہو جس کا کسی کو علم نہیں لیکن جب پھوٹے تو جلا کر بھسم کر دے۔

دمك الظهري لا تبخل به ‌ ‌ ‌ وابذل النفس بساح المعترك

تم اپنے خون کو پیش کرنے میں بخل مت کرو، میدان معرکہ میں اپنی جان نچھاور کر دو

یہ اشعار پڑھ کر اس نے مسجد کے تمام گوشوں میں موجود نوجوانوں کو مخاطب کیا۔

اسی طرح درج ذیل اقتباس میں اسی مؤلف نے نوجوانوں کو جو کتابیں پڑھنے کا مشورہ دیا

---

(۱) "رسالة إعلان الجهاد على الأمريكان المحتلين" ص: (۷-۹)

(۲) "لحن الخلود" ص: (۵۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ بیان کی گئی ہیں:

"سائل: اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر دے، آپ نوجوانوں کو اپنے ارد گرد رونما ہونے والے حالات سے واقف رہنے کے لیے کون سی کتابیں پڑھنے کا مشورہ دیں گے؟ جواب: قرآن کریم کے بعد سب سے پہلے عظیم مفکر سید قطب کی کتاب: "في ظلال القرآن"[!!] انہی کی کتاب: "واقعنا المعاصر" پھر ابو الاعلی مودودی کی کتاب: "تذكرة الدعاة"[!!] انہی کی ایک اور کتاب: "مبادئ الإسلام" اور ایسے ہی سید قطب کی کتاب: "معالم في الطريق" پڑھیں۔"(۱)

اور یہی وہ بنیادی کتابیں ہیں جن پر تکفیری سوچ پروان چڑھتی ہے؛ جیسے کہ خارجیوں نے بھی اس بات کی صراحت کی ہے؛ یہی وجہ ہے کہ مملکت توحید و سنت میں ان کی جانب سے بم دھماکے کوئی نئی بات نہیں ہے۔

اسی لیے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بدعتی لوگوں کو اچھا سمجھنے یا کہنے کے بارے میں فرماتے ہیں: "ہر ایسے شخص کو سزا دینا واجب ہے جو بدعتی لوگوں کی جانب اپنی نسبت رکھے، یا ان کا دفاع کرے یا ان کی مدح سرائی کرے یا ان کی کتابوں کو اہمیت دے یا ان کی مدد اور تعاون کرے یا ان کے بارے میں نقد کو اچھا نہ سمجھے یا ان کے بارے میں عذر تلاش کرے"(۲)

اس خارجی واعظ نے جن کتابوں کا ذکر کیا ہے انہی کتابوں سے ہم نے تکفیری منہج کے اصول و ضوابط نقل کئے ہیں اور حسب سابق یہ کتابیں خارجیوں کے مناظرین کے ہاں مقدس کتابیں ہیں۔

---

(۱) خطاب بعنوان: "العلمانيون في كتاب الله" آڈیو کیسٹ۔

(۲) "مجموع الفتاوى" ص: (۲/۱۳۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانچواں باب: اس مرحلے میں خارجی فکر کے اہم رہنما

۱- امام بن عبد العزیز الشریف: یہ اس شخص کا حقیقی نام ہے، البتہ عرفی نام بہت زیادہ ہیں، ان میں عبد القادر بن عبد العزیز، ڈاکٹر فضل، یا سید فضل یہ آخر الذکر نام سب سے زیادہ مشہور ہے۔

اس شخص کو منتخب کرنے کے اسباب:

۱- اس شخص نے تکفیر اور قتل وغارت میں کسی قسم کی کمی نہیں چھوڑی۔

اس شخص نے لاتعداد حکومتی ملازمین کو کافر قرار دیا، بلکہ حکومتی ملازمین کو کافر نہ کہنے والوں کو کافر قرار دیا، پھر یہاں تک کہہ دیا کہ جو شخص حکومتی ملازمین کو کافر نہ کہے وہ تکفیرِ معین کے طور پر کافر ہے۔

اس شخص نے اسلامی ممالک کو "اسلامی" ماننے سے انکار کر دیا اور انہیں دار کفر، دار حرب اور دارِ ارتداد قرار دیا، قارئین کرام سے ہم گزارش کریں گے کہ ان الفاظ کو یاد رکھیں؛ کیونکہ اسلامی ممالک میں بم دھماکوں کی اصل وجہ یہی الفاظ ہیں، پھر اس کے بعد پارلیمنٹ اور مجلس شوری کے اراکین اور ان کو منتخب کرنے والی اسلامی ممالک کی عوام بھی خارجیوں کے ہاں اسی وجہ سے کافر ہے۔

پھر اس شخص کی توجہ باقی بچ جانے والی امت اسلامیہ کی جانب ہوئی کہ جو ابھی تک اس شخص کے تکفیری اصولوں سے بچی ہوئی تھی تو اس نے عالم اسلامی کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا: جو شخص حکمرانوں پر تنقید کرے اور انہیں کافر قرار دے تو یہ اہل ایمان ہیں جبکہ جو ان حکمرانوں کو پسند کرے، ان پر تنقید نہ کرے اور حکومتی ملازمتوں میں کام کرے تو وہ کافر ہے!

قتل کرنے کے حوالے سے اسلامی ممالک کے رہائشیوں کو چار اقسام میں تقسیم کیا: ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں سے تین قسم کے لوگوں کو گھمسان کی جنگ کے وقت قتل کرنا جائز ہے، جبکہ چوتھی قسم کو ضرورت کے وقت قتل کرنا جائز ہے۔

اس شخص کے دماغ میں تکفیر کا خمار اس قدر چڑھ گیا تھا کہ اس نے اپنے ہی ساتھیوں کو کافر قرار دے دیا، بلکہ لاشعوری طور پر اپنے آپ کو بھی کافر کہہ ڈالا، جیسے کہ اسی کے بنائے ہوئے اصولوں کے مطابق ہم اس کی تفصیل بیان کریں گے۔

۲- اس شخص کی کتابوں کی طباعت اور تقسیم کی ذمہ داری مصر کی "جماعة الجهاد" نے ایمن ظواہری کی قیادت میں لی، ایمن ظواہری نے ان کتابوں کا مقدمہ لکھتے ہوئے لکھا ہے کہ: عنقریب سلفی انسائیکلوپیڈیا شائع کیا جائے گا جو کہ ایک صف اول کے مجاہد، مفتی شیخ عبد القادر بن عبد العزیز نے مرتب کیا ہے۔

۳- اس شخص کی کتابیں سرزمین افغانستان میں موجود مسلم نوجوانوں کے لیے لکھی گئیں تھیں، چنانچہ اس شخص نے اپنی کتاب: "العمدة" کی تالیف کا سبب ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: "اس رسالے کی تصنیف کے دوران مجھ سے عسکری تربیت اور عملی جہاد میں حصہ لینے والے کچھ فاضل بھائیوں نے مطالبہ کیا کہ میں ان کے لیے شرعی سیاست کے کچھ مسائل کے متعلق لکھ دوں "(۱)

ایسے ہی اپنی کتاب: "الجامع" کی تالیف کا سبب ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: "اشتراکیت کے خلاف عرصہ دس سال (۱۹۸۳ تا ۱۹۹۳ء) کی افغانی جہادی زندگی میں یہ نوٹ کیا کہ اس جہاد میں شریک عرب بھائیوں کی ساری توجہ عسکری امور کی جانب ہے، لیکن بہت سے شرعی امور کی جانب ان کی بالکل توجہ نہیں ہے؛ تو میں نے پھر اپنی یہ کتاب تالیف کی: "الجامع في طلب العلم الشريف""(۲)

---

(۱) "کتاب العمدة" از سید فضل، (مقدمہ)

(۲) سابقہ ماخذ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴- اس شخص کی تمام کتابیں خصوصاً "الجامع في طلب العلم الشريف" اور "العمدة في إعداد العدة" سرزمین افغانستان میں نوجوانوں کے تربیتی نصاب کے طور پر مقرر کر دی گئیں کہ جہاں پر نوجوانوں کو بدنی اور فکری ہر دو اعتبار سے تیار کیا جاتا تھا۔

اس کتاب کی عصرِ حاضر کے خارجی مناظرین کے ہاں کتنی اہمیت ہے اس کا قارئین کرام کو اندازہ درج ذیل اقتباس سے ہو سکتا ہے کہ:

ابو مصعب شامی کہتا ہے: "مصری جہادی تنظیم نے بہت سی تحقیقات طبع کی ہیں اور ان سب کتابوں میں سر فہرست عبد القادر بن عبد العزیز کی کتاب "العمدة في إعداد العدة" ہے اللہ تعالی انہیں رہائی نصیب فرمائے۔ بلکہ عین ممکن ہے کہ یہ کتاب عرب افغان کی سب سے اہم کتاب ہو، اس کتاب نے اس وقت کے عربی معسکروں میں ایک بہت بڑی تربیتی کمی کو پورا کیا تھا، اور یہ کتاب جہادی تحریکوں کی اہم ترین کتاب مانی جاتی رہی"[1]، اسے شرعی اعتبار سے آپ "تکفیری اور خارجی تحریکوں کی اہم ترین کتاب" کہیں۔

اسی طرح ایک اور جگہ لکھا ہے کہ: "تنظیم الجهاد کے افغانی جہاد کے دور میں ان کی سرگرمیاں پشاور میں زور و شور کے ساتھ جاری تھیں وہاں پر ادبی، معلوماتی اور اہم ترین تصانیف سامنے آئیں، ان میں سے اہم ترین "الجامع في طلب العلم الشريف" از شیخ عبد القادر بن عبد العزیز۔۔۔ ان کی ایک اور قیمتی کتاب "العمدة في إعداد العدة" منظر عام پر آئیں"[2]

۵- اس شخص کے ذہن میں تکفیری خمار اس حد تک چڑھا ہوا تھا کہ اس کے ساتھی بھی تکفیری مسائل میں اسے متنبہ کرنے لگے؛ کیونکہ اس نے تو اپنے ہم نوالہ اور ہم پیالہ شخص طلعت قاسم کو ہی کافر قرار دے دیا تھا، جیسے کہ اس کی تفصیل آئندہ آئے گی۔

---

(۱) "مختصر مسار الصحوة" (۶۴)

(۲) "مختصر مسار الصحوة" (۶۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ ابو یحیی لیبیائی کہتا ہے کہ: ""الجامع في طلب العلم الشريف" اگرچہ اس میں عمدہ فوائد اور نکات ہیں اس میں باریک بینی کے ساتھ تحقیقات پیش کی گئی ہیں، لیکن اس کی وجہ سے نو عمر چھوکروں کے مابین کافی منفی اثرات دیکھنے میں ملے ہیں، بلکہ اب بھی اس کتاب کی وجہ سے فکری تذبذب اور غلو پیدا ہو رہا ہے، مختلف جماعتوں اور افراد پر حکم لگانے میں بہت جلد بازی کی جا رہی ہے؛ کیونکہ اس کتاب میں ٹھوس اور قطعی انداز میں حکم لگایا گیا ہے، نیز اس اسلوب کو کتاب میں بارہا جگہ استعمال بھی کیا گیا ہے؛ جس کی وجہ سے انفرادی اور تنظیمی دونوں سطح پر انہیں غلط استعمال کیا گیا، چنانچہ یہ کتاب غلو کرنے والوں کے لیے ایک محفوظ نظریاتی قلعہ ثابت ہو رہی ہے اور وہ اسی کے لبادے میں چھپ کر اپنے غلط، منحرف، باطل اور خستہ نظریات کو بیان کر رہے ہیں اور پھیلا رہے ہیں"[۱]

اسی طرح مقدسی نے بھی اس شخص کی خبر لی ہے، اب آپ خود ہی سمجھ لیں کہ اگر یہی لوگ اس کی خبر لے رہے ہیں حالانکہ خبر لینے والے خود غالی قسم کے خارجی ہیں تو جس کی پکڑ کی جا رہی ہے وہ خود کس قسم کا غالی خارجی اور انتہا پسند ہو گا!!؟

۶- اس شخص کی کتابوں سے محقق کو یہ یقین ہو جاتا ہے کہ یہ مستقل نظریاتی فکر ہے جو کہ "جماعة الجهاد" نامی ایک جماعتی یا تنظیمی دائرے سے نکل کر آگے بڑھ چکی ہے، جو بھی اس نظریے کا حامل ہے وہ اس شخص کی کتب نشر کرنے کی کوشش کرتا ہے گویا کہ اس کی کتابیں معتبر اور معتمد ماخذ و مصدر کا درجہ اختیار کر چکی ہیں چنانچہ اسے بطور مستند حوالے کے پیش کیا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ کوئی اس شخص کی کتاب کا مختصر ایڈیشن تیار کرتا نظر آتا ہے تو کوئی اس سے اقتباس لے کر اپنی تحریروں میں نقل کرتا ہے جیسے کہ ابو قتادہ نے اپنی تحریروں میں کیا ہے کہ انہوں نے انصار نامی مجلے میں "طاغوتوں کے مدد

---

(۱) "التبديد لأباطيل وثيقة الترشيد" پہلا باب، از ابو یحیی لیبیائی (۸۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گاروں کا جرم" کے عنوان سے ایک پورا مضمون نقل کیا ہے۔[1] کچھ لوگوں نے اس کی کتابوں میں سے علمی مواد لے کر الگ تھلگ صورت میں چھاپ کر تقسیم کیا، جیسے کہ ظواہری نے اپنے رسالے "شبه خطيرة للألباني والرد عليها" اس کا اکثر علمی مواد سید فضل کی کتاب "الجامع" سے لیا گیا ہے۔

ظواہری کے اس رسالے کا خلاصہ یہ ہے کہ جن احادیث کے ذریعے البانی نے حکمرانوں کے خلاف بغاوت نہ کرنے کا استدلال کیا ہے وہ در حقیقت مسلمان حکمران کے بارے میں ہے حالانکہ اس وقت تمام مسلمان حکمران مرتد ہیں!!

خارجیوں میں سے کچھ لوگ اپنے پیروکاروں کو قتل وغارت اور تکفیر کے متعلق مسائل بتلاتے ہیں اور فتوی دیتے ہیں پھر سید فضل کا حوالہ بطور دلیل پیش کر دیتے ہیں، جیسے کہ طویلعی سے جب فوجیوں اور پولیس کے افراد کو قتل کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے جواب بتلانے کے بعد کہا: "یہ اختصار کے ساتھ اس مسئلے کا جواب ہے، مزید تفصیل کے لیے "الجامع في طلب العلم الشريف" میں سے دو رسالے " الرسالة الليمانية" اور" القول القاطع" کا رد از عبد القادر بن عبد العزیز کا مطالعہ کریں، اسی طرح ابو محمد مقدسی کی کتاب: "الثلاثينية في التحذير من الغلو في التكفير" بھی دیکھیں، جہاں انہوں نے یہ بات ذکر کی ہے کہ طاغوتی فوجی لشکروں کے بارے میں اصل قاعدہ تو یہ ہے کہ وہ اور ان کے معاونین سب کے سب کافر ہیں، اس میں کوئی شک وشبہ نہیں"[2]

۷- اس شخص کی کتابوں میں عصر حاضر کے خارجی منہج کے لیے بہت زیادہ قواعد وضوابط اور دلائل جمع کئے گئے ہیں، پھر انہیں نوجوانوں کے سامنے ایسے پیش کیا گیا ہے کہ گویا یہی

---

(۱) دیکھیں مقالہ نمبر: (۴۹)

(۲)" فتاوى عامة" از عبد العزیز طویلعی: (۳۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل سنت کے اصول و ضوابط ہیں، مجھے اس شخص سے زیادہ کسی کے پاس بھی قواعد و ضوابط نہیں ملے، خصوصاً تکفیر اور پھر قتل و غارت کے معاملے میں، چنانچہ جب بھی کوئی قاعدہ ذکر کرتا ہے تو اس کے لیے کتاب و سنت سے دلیل کشید کرنے کی بھی پوری کوشش کرتا ہے، نیز اہل سنت کے ائمہ کرام کے اقوال بھی ذکر کرتا ہے، تاہم سب سے زیادہ تعجب خیز استدلال مجھے یہ لگا کہ اس شخص نے حکمرانوں کے ملازمین کو کافر قرار دینے کے لیے سورہ بقرہ کی آیت: {مَن كَانَ عَدُوًّا لِّلَّهِ}[البقرة:98] کا سہارا لیا ہے۔

حالانکہ اس آیت سے صحیح استدلال اور اہل علم کا موقف مشرق کی جانب ہے تو اس شخص کا موقف مغرب ہے، تو یہاں یہی بات صادق آتی ہے کہ اگر شراب ام الخبائث ہے تو پھر اس شخص کی کتابیں معاصر خارجی فکر کے لیے ام الخبائث کا درجہ رکھتی ہیں۔

۸- اس شخص کے انتخاب کی ایک یہ بھی وجہ ہے کہ معاصر خارجیوں کی تمام کتابوں اور رسالوں کو پڑھنے کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ شخص اپنے اصولوں اور تحقیقی مسائل میں قدیم خوارج کے قریب ترین ہے؛ بلکہ اس کے بعض اصول تو بعینہٖ وہی ہیں جو قدیم خوارج کے تھے۔

جیسے کہ اس شخص نے مسلمانوں اور ان کے علاقوں کے بارے میں کہا ہے کہ: "یہ علاقے اس وقت مخلوط بن چکے ہیں"[1] یعنی مسلمان اور مرتد اکٹھے رہ رہے ہیں اب ان میں تفریق کرنا ممکن نہیں!

بعینہٖ یہی قدیم خوارج میں سے ضحّاکیہ نے کہا تھا: "وہ مخلوط علاقے کے لوگ ہیں؛ لہٰذا ان میں سے ہم صرف اسی سے تعلق بنائیں گے جس کے اسلام کا ہمیں علم ہو گیا، اور جس کے اسلام سے ہم ابھی متعارف نہیں ہیں تو اس کے بارے میں توقف اختیار کریں گے"[2]

---

(۱)" الجامع"ص:(۸۳۳)

(۲)" مقالات الإسلاميين"ص:(۱۱۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہذا جس وقت ہم بہ نظر غور دیکھیں تو معاصر ضحّاکیہ اور قدیم ضحّاکیہ میں کوئی فرق ہی نہیں۔

۹- اس شخص نے لوگوں کو چکما دیتے ہوئے ایک دستاویز پیش کی جس کا نام رکھا تھا: "ترشيد العمل الجهادي" [جہادی سرگرمیوں کی اصلاح] اس دستاویز کے منظر عام پر آنے کی وجہ سے بہت سے لوگ خوش ہوئے کہ بندہ راہِ راست پہ آگیا ہے؛ لیکن جس نے اس دستاویز کا مطالعہ کیا اسے معلوم ہو گیا کہ معاملہ وہیں کا وہیں کھڑا ہے، کوئی بہتری عمل میں نہیں آئی، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ شخص اپنے اصول و ضوابط اور نظریات میں سخت گیر خارجی فکر کا حامل تھا تو اسی طرح جہاں جہاں پر اس شخص نے اپنی اصلاح کی وہاں بھی اسی فکر کا غلام رہا، یہی وجہ ہے کہ اس شخص نے کسی کو مرتد کہنے کی بجائے یہ کہا کہ مجھے ان کا علم نہیں ہے کہ وہ مسلمان ہیں یا کافر!

میں نے اس شخص کے رجوع سے متعلق اس دستاویز میں موجود بیانات کئی بار پڑھے ہیں، اس شخص کے تمام اقوال پڑھنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ان میں رجوع نامی کوئی چیز نہیں بلکہ جب اسے جیل میں ڈالا گیا تو اس نے اپنے لوگوں کے لیے ایک نئی حکمت عملی کے طور اعلامیہ جاری کیا جو کہ اس کے وقت حالات اور خارجی فکر کے خلاف آپریشن کے پس منظر میں مناسب تھا؛ کیونکہ اس وقت کوئی بھی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں پر خارجی فکر کو پنپنے کا موقع ملتا، نیز خارجیوں کے سرغنے یا تو زمین کے نیچے قبروں میں تھے یا پھر زمین کے اوپر جیلوں میں، یا پھر دربدر ہو کر مختلف ملکوں میں ٹھوکریں کھا رہے تھے۔

گویا کہ انہیں جن حالات کا سامنا تھا وہ مکی زندگی جیسا تھا، اسی لیے اس شخص نے چند مسائل کے اندر ظاہری طور پر پسپائی اختیار کی تھی لیکن جو اصول و ضوابط اس نے اپنی کتابوں میں پہلے ذکر کئے ہوئے تھے ان میں سے کسی ایک کی جانب بھی اشارہ کر کے یہ نہیں کہا کہ اس نے فلاں بات میں غلطی کی تھی اور اب میں اس سے براءت کا اظہار کرتا ہوں، لہذا اس شخص نے اپنے ایک بھی خارجی اصول سے رجوع نہیں کیا اور اس چیز کا پردہ بھی فاش ہو گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس شخص کی پسپائی کو اسی کی باتیں جھٹلا رہی ہیں جیسے کہ اس نے کہا: "میری کتابیں کسی بھی قسم کی اشتعال انگیزی سے خالی ہیں"

سبحان اللہ! امت محمد ﷺ کو کافر کہا، حکمرانوں کے خلاف جہاد اور ان کے مرتد ہونے کا دعوی کیا اور پھر کہہ دیا کہ: میری کتابیں اشتعال انگیزی سے خالی ہیں!!

جبکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس شخص کی زنبیل میں بہت کچھ ہے، اور اب آتے ہیں اس شخص کی خارجی فکر کے تار پور بکھیرنے کی جانب:

سید فضل کا کہنا ہے کہ: "وضعی قوانین لاگو کرنے والے ممالک - آج کل تمام اسلامی ممالک میں یہی صورت حال ہے - ان پر خطرناک قسم کے احکام لاگو ہوتے ہیں اور ان احکامات کو ہر مسلمان کے لیے جاننا ضروری ہے؛ تاکہ ان کی زندگی اور موت بصیرت پر مبنی ہو، ان احکامات میں سے چند یہ ہیں:

- ان ممالک کے حکمران کفر اکبر کے مرتکب کافر ہیں اور اسلام سے خارج ہیں۔
- ان ممالک کے جج اور قاضی بھی کفر اکبر کے مرتکب کافر ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اس پیشے کو اپنانا حرام ہے، ان سب کے کافر ہونے کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: {وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ} اور جو بھی اللہ کی نازل کردہ وحی کے مطابق فیصلے نہ کرے تو وہی کافر ہیں۔[المائدة:۴۴]
- ان ممالک کی پارلیمنٹ، سینٹ، مقننہ کونسلوں کے اراکین کفر اکبر کے مرتکب کافر ہیں، پارلیمنٹ کے اراکین کے کافر ہونے کی دلیل فرمانِ باری تعالی ہے: {اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ} انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے علماء اور راہبوں کو ارباب بنالیا[التوبہ:۳۱]
- ایسے نظاموں کا دفاع کرنے والے فوجی بھی کفر اکبر کے مرتکب کافر ہیں؛ کیونکہ یہ فوجی طاغوت کے نظاموں کا دفاع کر رہے ہیں، حالانکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: {الَّذِينَ آمَنُوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا} ایمان لانے والے اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں اور کفر کرنے والے طاغوت کی راہ میں قتال کرتے ہیں۔ پس شیطان کے دوستوں سے تم قتال کرو؛ بیشک شیطان کی چال کمزور ہے۔[النساء:۷۶]

اس حکم میں ہر وہ شخص شامل ہے جو کفریہ نظاموں کا دفاع کرے چاہے مسلح طور پر جیسے کہ فوج وغیرہ ہے اور یا پھر زبانی کلامی دفاع کرے جیسے کہ میڈیا پرسن اور علماء وغیرہ"[۱]

ان باتوں کا جواب کئی اعتبار سے ہے:

۱- یہ بیان کردہ تمام نظریات خارجیوں کے اصول ہیں اور ان سب کی بنیاد ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ مسلمان حکمران کو کافر تسلیم کریں، یہ قدیم خارجیوں کے نقش قدم پر چلنے کی ایک مثال ہے؛ چنانچہ جس وقت قدیم خارجیوں نے کوفے کی مسجد میں مشہور جملہ کہا تھا اور خلیفہ راشد سیدنا علی پر کسے گئے اس جملے کی وجہ سے مسجد گونج اٹھی تھی وہ جملہ یہی تھا کہ: "لا حكم إلا لله" اس جملے کی شہرت اتنی ہوئی کی اسی جملے کی وجہ سے انہیں "المُحَكِّمة" کہا جانے لگا؛ کیونکہ ان کی زبانوں پر یہی جملہ رہتا تھا۔

چنانچہ یہی جملہ وہ دستر خوان ہے جس پر گزشتہ و پیوستہ تمام خارجی جمع ہو کر نظریاتی غذا لیتے ہیں اور اسی پر آج کے خارجی بھی گزارہ کر رہے ہیں۔

۲- اس شخص نے اپنے اصول وضع کرتے ہوئے شروع سے لیکر آج تک اہل سنت کی "الحكم بغير ما أنزل الله" سے متعلق تفصیلات کو قابل التفات ہی نہیں سمجھا، بلکہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں غلط رویہ اپنایا صرف اس لیے کہ اس مسئلے میں اپنی رائے کو گنجائش دے سکے اور کہا کہ: "اگر ابن عباس کا یہ موقف ثابت ہو جائے کہ [الحکم بغیر ما انزل اللہ سے متعلقہ آیات میں] "کفر دون کفر" [کفر کے درجات] والا معاملہ ہے،

---

(۱)" الجامع "ص:(۵۳۹-۵۴۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اس موقف کا صحابہ میں سے بھی کوئی اس کا مخالف نہیں ہے تب بھی ابن عباس کا موقف حجت نہیں ہو گا؛ کیونکہ جیسے چودھویں مقدمے میں میں ذکر کر چکا ہوں کہ اگر صحابی کا قول کتاب و سنت سے متصادم ہو تو وہ حجت نہیں، اور یہ بات عربی زبان سے بھی ثابت ہو چکی ہے بلکہ عرفِ شریعت میں بھی یہ بات ثابت ہے کہ سورہ مائدہ والی آیات میں کفر اکبر ہی مراد ہے، اس لیے صحابی کا قول یہاں پر حجت نہیں بنتا کیونکہ ان کا یہ قول عرفِ شریعت اور لغت سے متصادم ہے"!!(۱)

مزید بر آں اس شخص نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں زبان درازی کی اور کہا: "میں یہاں اس بات پر متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی بات اس مسئلے میں باہمی طور پر متناقض ہے"(۲)

اسی طرح ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہا ہے کہ: "اب طالب علم کے ذہن میں لانے والی یہ بات باقی رہ جاتی ہے یہاں ابن قیم کی جانب سے کی گئی الحکم بغیر ما انزل اللہ کے تحت ذیلی شاخیں بے دلیل ہیں اللہ تعالی نے ان کے متعلق کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی[!!] اور انہی کے موقف کو بنیاد بنا کر معاصر اہل علم گفتگو کرتے ہیں"(۳)

اسی طرح اس شخص نے عصر حاضر کے امام کے بارے میں کہا: "اور یہ شیخ میری مراد ابن باز ہے، ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے آپ پر خوب ظلم ڈھایا، ان کے فتوے تبدیل ہوتے رہے؛ تاکہ ملکی سیاست کے ہم آہنگ رہیں"!!(۴)

اب ذرا اس شخص کی باتوں پر غور کریں کہ جو اپنا نام ہی فرضی رکھے ہوئے اور اس کا اصل نام اس وقت ہی معلوم ہوا جب اسے گرفتار کیا گیا، جو اپنا نام تک اصلی نہ لکھ پائے وہ

---

(۱) "الجامع" ص: (۱۷۹)

(۲) "الجامع" ص: (۲۰۹)

(۳) "الجامع" ص: (۲۰۲)

(۴) "الجامع" ص: (۲۹۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اکابرین کے بارے میں زبان درازی کر رہا ہے اور زبان درازی کی ابتدا کی تو صحابی جلیل ابن عباس رضی اللہ عنہما پر پھر ابن تیمیہ اور ابن قیم جیسی دو بڑی ہستیوں پر اور پھر آخر میں ابن باز کو بھی نہیں بخشا، اللہ تعالی ان سب علمائے کرام پر ڈھیروں رحمتیں نازل فرمائے۔

حالانکہ سعودی عرب کی قائمہ کمیٹی برائے علمی تحقیقات اور فتوی کا "الحكم بغير ما أنزل الله" کے بارے میں واضح اعلامیہ موجود ہے جو کہ درج ذیل ہے:

" الحمد لله وحده والصلاة والسلام على رسوله وآله وصحبه، وبعد:

اللہ تعالی کا فرمان ہے: {وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ} اور جو بھی اللہ کی نازل کردہ وحی کے مطابق فیصلے نہ کرے تو وہی کافر ہیں۔[المائدة:۴۴] یعنی جب وہ اسے حلال سمجھے، اسے جائز مانے تو یہ کفر اکبر، ظلم اکبر اور فسق اکبر ہے جو کہ انسان کو ملت اسلامیہ سے خارج کر دیتا ہے، لیکن اگر کوئی شخص یہ کام رشوت یا کسی اور مقصد سے کرے لیکن اس کا نظریہ یہی ہو کہ یہ کام کرنا حرام ہے تو پھر وہ گناہ گار ہے، وہ کفر اصغر، ظلم اصغر اور فسق اصغر کا مرتکب ہو گا اور وہ ملت اسلامیہ سے بھی خارج نہیں ہو گا، جیسے کہ اہل علم نے ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے اس کی وضاحت کی ہے۔

اللہ تعالی توفیق دینے والا ہے، درود و سلام ہوں ہمارے نبی محمد، آپ کی آل اور صحابہ کرام پر۔

قائمہ کمیٹی برائے علمی تحقیقات و فتاوی"

اس بارے میں مزید تفصیلات دوسرے حصے میں "الحكم بغير ما أنزل الله" کے تحت آئے گی۔

۳- سید فضل کی جانب سے بیان کردہ یہ اصول معاصر خوارج کے ہاں اجماع کی حیثیت رکھتا ہے، چنانچہ اسلامی ممالک کے سربراہان کو یہ لوگ صرف طاغوت ہی کہتے ہیں، بلکہ تمام کے تمام حکمرانوں کو بلا استثنا کافر کہتے ہیں، سید فضل کا یہ خاصہ اور امتیاز تھا کہ اس نے اس پر خارجی نظریات کو پروان چڑھایا بلکہ خطیر اور تباہ کن نتائج بھی اخذ کئے، چنانچہ مسلمانوں اور پروانۂ امان رکھنے والے غیر مسلموں کو قتل کرنے کے حوالے سے جو بھی حکم جاری کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گیا اس کی بنیاد صرف یہی ایک اصول اور ضابطہ تھا۔

۴- جبکہ فوج اور سیکورٹی فورسز کی تکفیر بھی قدیم خارجیوں کے ایک گھٹیا اصول کا شاخسانہ ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حکمران کافر ہو تو رعایا بھی کافر ہو جاتی ہے، اگرچہ معاصر خارجیوں نے ان کے اس اصول کو حرف بہ حرف نہیں اپنایا لیکن انہوں نے اسی سے ملتی جلتی عبارت کے ذریعے اپنا نظریہ بیان کیا ہے تاہم دونوں کی عبارتوں کا نتیجہ اور ثمرہ ایک ہے؛ کیونکہ معاصر خارجیوں نے جب حکمرانوں کو کافر کہا تو اس کی وجہ سے رعایا کو بھی انہوں نے کافر قرار دیا۔

۵- ڈیموکریٹک مجلس شوری اور ارکان پارلیمنٹ کو کافر قرار دینا یہ انتہائی خطرناک اقدام اور شرعی حدود سے تجاوز کرنے کے زمرے میں آتا ہے؛ کیونکہ علمائے امت کے اکابرین کے فتاوی موجود ہیں کہ ایسے حکومتی اداروں میں شامل ہونا جائز ہے۔

۶- اسی طرح منتخب رہنماؤں اور اراکین مجلس شوری کو کافر قرار دینے کے لیے مذکورہ آیت کو استعمال کرنا بھی شروع سے لیکر اب تک کے تمام علمائے کرام کی مخالفت ہے؛ کیونکہ تمام علمائے کرام اس آیت کی تفصیلات بیان کرتے ہیں اور یہ واضح کرتے ہیں کہ کب کسی چیز کو حلال یا حرام تسلیم کرنے پر کفر کا فتوی لاگو ہوگا اور کب محض نافرمانی قرار پائے گا۔ چنانچہ ابن عربی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "کسی مشرک کی اطاعت کی وجہ سے کوئی مومن اس وقت مشرک قرار پائے گا جب مومن اس مشرک کی نظریات میں اطاعت کرے گا؛ چنانچہ اگر مومن کسی مشرک کی عملی طور پر اطاعت کرتا ہے لیکن اس کا عقیدہ صحیح ہے وہ عقیدہ توحید کو اپنانے والا ہے تو وہ نافرمان ہے، یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں"

۷- **سید فضل** نے ووٹ ڈالنے والے لوگوں اور انتخابی عمل میں حصہ لینے والوں کے بارے میں کہا ہے کہ: "جو لوگ بھی اراکین پارلیمنٹ کو منتخب کرتے ہیں وہ بھی کفر اکبر کے مرتکب کافر ہیں؛ کیونکہ انہوں نے اراکین کا انتخاب کر کے انہیں قانون سازی کا حق دیا ہے جو کہ اللہ کا حق ہے، لہذا جو شخص بھی ان انتخابات میں حصہ لینے کی دعوت دیتا ہے وہ بھی کافر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، بلکہ جو اس کام کی ترغیب بھی دلائے وہ بھی کافر ہے"[1]

سید فضل کی جانب سے یہ ایک اور خطرناک اقدام ہے کہ اس کی وجہ سے مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد کافر ٹھہرتی ہے؛ کیونکہ اس وقت انتخابات کا معاملہ بلوا عامہ کی صورت اختیار کر چکا ہے۔

نیز جو اراکین پارلیمنٹ منتخب ہوتے ہیں اور اس دلدل میں اپنا قدم ڈالتے ہیں ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اہل خیر کی پارلیمنٹ میں کثرت ہو برے لوگ کم سے کم ہوں، نیز اس کے جواز پر بھی اہل علم علمائے کرام کے فتاوی موجود ہیں۔

لیکن یہ تمام عذر داریاں اور حقائق خارجی سید فضل کی ہوس پرستی کے ہاں کوئی اہمیت نہیں رکھتے؛ لہذا اس شخص نے امت محمدیہ میں سے کروڑوں افراد کو امت سے نکال باہر کیا، ان پر دائمی جہنمی ہونے کا حکم لاگو کیا؛ دائمی جہنمی ہونے کا حکم بھی اسی سابقہ اصول پر مبنی ہے کہ جس اصول کو بناتے وقت "الحكم بغير ما أنزل الله" کے متعلق علمائے کرام کی تفصیلات کو مد نظر نہیں رکھا گیا۔

اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ: "ان کافر حکمرانوں کے خلاف جہاد کرنا ہر مسلمان پر فرضِ عین ہے، لہذا اگر کوئی شخص اس فرضِ عین جہاد کو ادا کرنے میں کوتاہی کا شکار ہوتا ہے تو وہ گناہ گار اور کبیرہ گناہ کا مرتکب فاسق ہے"[2]

سید فضل کی اس بات کا رد متعدد زاویوں سے درج ذیل ہے:

- اس اصول میں ساری امت کو بلا استثنا مجرم اور گناہ گار قرار دیا گیا ہے، پھر چونکہ یہ فتوی ساری امت کے متعلق ہے اس لیے فردِ واحد اور مجہول شخص اس فتوے کا مجاز نہیں ہو سکتا، بلکہ یہ کبار علمائے کرام ہی کا حق ہے، لہذا خارجیوں کے سید فضل جیسے مجہول الحال اور مجہول العین

(۱) "الجامع" ص:(۴۷۰)

(۲) "كتاب العمدة" ص:(۳۲۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شخص کا ایسے فتوے دینے کا کوئی حق نہیں بنتا؛ کیونکہ اس کے بارے میں تو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ اس نے کن مشائخ سے علم حاصل کیا؛ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ میڈیکل ڈاکٹر ہے!!

- سید فضل نے اس فتوے کی بنیاد ایسی بات پر رکھی ہے جو بذات خود باطل اور غیر معتبر ہے اور وہ ہے "الحكم بغير ما أنزل الله" سے متعلقہ مسائل؛ کیونکہ اس شخص نے ان مسائل کے متعلق اہل علم اور علمائے کرام کی بیان کردہ تفصیلات کو بالکل نظر انداز کر دیا اور اسی وجہ سے تمام مسلمانوں کی بلا استثنا تکفیر کر ڈالی۔
- گناہ اور فسق کے دائرے میں سب سے پہلے سید فضل خود آتا ہے؛ کیونکہ وہ خود جیل میں جانے سے پہلے دسیوں سال تک جماعة الجهاد سے الگ تھلگ رہا اور یمن میں رہائش اختیار کی اور پھر جماعة الجهاد سے اختلافات سامنے آنے پر دوبارہ اپنا طبی مشغلہ اپنا لیا، پھر اس کے مطابق جو حکمران مرتد تھے ان کے خلاف اس نے جہاد بھی نہیں کیا یہاں تک کہ اسے گرفتار کر کے اس کے ملک مصر بھیج دیا گیا، لہٰذا اسی کے بنائے ہوئے قواعد وضوابط کے مطابق وہ خود کبیرہ گناہوں کا مرتکب، فاسق اور گناہگار ہے۔ نیز یہ کوئی سید فضل کے ساتھ زیادتی نہیں ہے بلکہ ہم نے تو اسی کا فتویٰ لاگو کیا ہے، یعنی جس کی جوتی اسی کا سر!
- سید فضل کے ذمے پہلے یہ بات آتی ہے کہ جس چیز کو وہ واجب یا مستحب قرار دے رہا ہے پہلے اس کے بارے میں یہ ثابت کرے کہ جس چیز کی دعوت دی جا رہی ہے وہ شرعی جہاد بھی ہے؟

۸- **سید فضل کا کہنا ہے کہ:** "کافروں کے نظاموں کو اپنے ملکوں میں رائج کرنے والے ممالک حقیقت میں دارِ کفر اور دارِ حرب ہیں"[۱]

ایک اور جگہ لکھا ہے کہ: "مسلم ممالک ہی آج کل دارِ کفر اور دارِ ارتداد ہیں"[۲]

در حقیقت یہ اصول سید فضل نے اپنے روحانی اسلاف قدیم خوارج سے لیا ہے جس کا

---

(۱)"الجامع" ص:(۴۷۰)

(۲)"الجامع" ص:(۶۵۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ یہ ہے کہ جب حکمران کافر ہو تو رعایا بھی کافر ہو جاتی ہے، اسی لیے اہل سنت اپنے عقائد میں یہ باتیں بیان کرتے ہیں کہ مسلم خطوں کو دار اسلام مانیں۔ عقیدے کی کتابوں میں ان مباحث کو شامل کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جہنم کے کتوں سے مسلمانوں کو الگ تھلگ رکھا جائے۔

چنانچہ امام ابو بکر اسماعیلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "اہل الحدیث مسلم علاقوں کو دارِ اسلام کہتے ہیں انہیں معتزلہ کی طرح دارِ کفر نہیں سمجھتے، بشر طیکہ اذان اور اقامت نماز پر کسی قسم کی پابندی نہ ہو اور نمازوں کی پابندی کرنے والے لوگ پر امن ہوں"[۱]

لیکن معاصر **خارجیوں کے سید فضل کا کہنا ہے کہ:** "ہم اسلامی خطوں کو دارِ کفر، دارِ ارتداد اور دارِ حرب سمجھتے ہیں"[۲]

۹- **سید فضل کا کہنا ہے کہ:** "یہاں ہماری گفتگو میں طاغوت کے معاونین سے مراد وہ لوگ ہیں جو:

- زبانی معاونین: ان میں سب سے پہلے علمائے سوء آتے ہیں جو اپنے آپ کو بہت بڑا عالم سمجھتے ہیں اور پوری شریعت کو کافر حکمرانوں پر نچھاور کر دیتے ہیں، ان حکمرانوں پر لگائے جانے والا کفر کا الزام نہیں مانتے، پھر ان حکمرانوں کے خلاف بغاوت کرنے والے مجاہدین کو بیوقوف گردانتے ہیں، یہ درباری ملا مجاہدین کو خارجی اور گمراہ کہتے ہیں، اسی طرح طاغوتی معاونین میں وہ تمام قلم کار، صحافی، اور میڈیا کے افراد بھی آتے ہیں جو یہی کام کر رہے ہیں۔
- عملی معاونین: ان میں سرِ فہرست کافر حکمرانوں کی فوج ہے چاہے یہ عسکری اداروں سے تعلق رکھنے والے ہوں یا پولیس سے یا بالواسطہ یا بلا واسطہ حکمران سے تعلق رکھتے ہوں"[۳]

---

(۱)" اعتقاد أئمة الحديث"، از ابو بکر اسماعیلی ص:(۷۶)

(۲)" الجامع" ص:(۶۷۱)

(۳)" الجامع" ص:(۶۷۲-۶۷۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سید فضل کے ہاں معاونینِ طاغوت کے جرائم

سید فضل کا کہنا ہے کہ: "یہ بات ذہن نشین کرلو کہ کسی بھی کافر کے لیے معاونین کے بغیر اس دھرتی پر فساد پھیلانا ممکن نہیں ہے، لہذا اس دھرتی پر کافر کو بھی زندہ اور باقی رہنے کے لیے معاونین کی ضرورت ہوتی ہے چاہے وہ معاونین زبانی کلامی اپنی خدمات پیش کریں یا عملی طور پر اس کے ساتھ ہوں اور یہ دونوں معاونین حقیقت میں حکمران کے محافظ ہوتے ہیں۔ پھر اگر بہ نظر غائر دیکھیں تو مسلمانوں کا اس وقت طاغوتی حکمرانوں کے خلاف معرکہ ہی اس بات پر ہے کہ انہیں معزول کرکے مسلمان حکمران کو اس کی جگہ پر لایا جائے اور در حقیقت یہ معرکہ حکمران کے انہی معاونین سے ہوتا ہے جو کہ سیکورٹی فورسز اور دیگر محافظین پر مشتمل ہے؛ اس لیے طاغوت کے معاونین کے بارے میں جاننا واجب اور لازمی امر ہے اور یہی ہماری اس گفتگو کا محور ہے، چنانچہ علمائے سوء، میڈیا کے افراد اور فوج وغیرہ کا حکم یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کتاب وسنت اور اجماع امت کے مطابق بلا استثنا کافر ہے!؛ کیونکہ یہی لوگ ہیں جن کی وجہ سے کافروں کی حکمرانی کو دوام مل رہا ہے اور وضعی قوانین رائج ہیں"(۱)

پھر سید فضل کا کہنا ہے کہ: معاونینِ طاغوت کے کافر ہونے کے دلائل:

۱- تمام صحابہ کرام کا مرتدین کے معاونین کے کافر ہونے پر اجماع تھا، جیسے کہ مسیلمہ کذاب کے معاونین، اسی طرح طلیحہ اسدی کذاب کے ہمنوا وغیرہ تو صحابہ کرام نے ان تمام لوگوں کے مال ودولت کو اپنے لیے مال غنیمت قرار دیا تھا، انہوں نے ان کی خواتین کو قیدی بنایا، اور سب نے اس بات کی گواہی دی کہ ان جنگوں میں قتل ہونے والے تمام لوگ جہنمی ہیں، تو یہ در حقیقت صحابہ کرام کی جانب سے ان مقتولین کی معین طور پر تکفیر تھی۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ: طاغوت کے ایسے معاونین جن پر نام لے کر کافر ہونے کا فتوی

(۱) "الجامع" ص: (۱۱۱۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لگانا منع ہے ان کے بارے میں صحابہ کرام کا اجماعی موقف یہ تھا وہ کافر ہیں اور صحابہ کرام کے اس موقف کا کوئی مخالف بھی نہیں تھا، تو جس اجماعِ صحابہ میں کوئی مخالف موقف والا بھی نہ ہو تو ایسے اجماع کا انکار بذاتِ خود کفر ہوتا ہے وہ مومنین کے راستے کا راہی نہیں رہتا بلکہ وہ اپنا راستہ الگ کرلیتا ہے۔

۲- فرمانِ باری تعالیٰ ہے: {الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا} ایمان لانے والے اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں اور کفر کرنے والے طاغوت کی راہ میں قتال کرتے ہیں۔ پس شیطان کے دوستوں سے تم قتال کرو؛ بیشک شیطان کی چال کمزور ہے۔[النساء:۷٦] اس لیے اگر کوئی شخص کسی کافر حکمران کے دفاع میں قتال کرتا ہے یا کسی کافر کے دستور یا قانون کے لیے اسلحہ اٹھاتا ہے جیسے کہ آج کل مرتد حکمرانوں کے معاونین کرتے ہیں تو وہ بھی طاغوت کی راہ میں قتال کر رہے ہیں اور جو بھی طاغوت کی راہ میں قتال کرے تو وہ کافر ہے۔

۳- اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: {مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ} جو بھی اللہ کا، اس کے فرشتوں، رسولوں، جبرائیل اور میکائیل کا دشمن ہے تو اللہ تعالیٰ کافروں کا دشمن ہے۔[البقرۃ:۹۸]

۴- ایک اور مقام پر فرمایا: {إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِئِينَ} بیشک فرعون، ہامان اور ان کے لشکر سب ہی غلطی پر تھے۔[القصص:۸] تو یہاں پر آیت میں لشکروں کو ان کے حکمرانوں کے نظریے کا حامل قرار دیا، حاکم اور رعایا کا فرق روا نہیں رکھا۔

سید فضل کے اس منحرف اور خارجی اصول کا رد متعدد وجوہ سے درج ذیل ہے:

۱- شریعت نے تکفیر کے مسائل میں بہت سختی اور احتیاط کا حکم دیا ہے، چنانچہ امام بخاری اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **(جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کہے: "او کافر!" تو ان میں سے ایک کافر ہے)**(۱)

اسی لیے علمائے کرام تکفیر کے مسائل میں الجھنے سے خبر دار کرتے ہیں۔

جیسے کہ **شوکانی رحمہ اللہ علیہ سیل الجرار میں لکھتے ہیں:** "یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ کسی شخص پر حکم لگانا کہ وہ دین اسلام سے خارج ہو کر کفر میں داخل ہو گیا ہے، یہ اللہ تعالی پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھنے والے کو زیب نہیں دیتا، الا کہ اس کے پاس روزِ روشن کی طرح عیاں دلیل ہو؛ اس لیے کہ ان احادیث میں کسی پر کفر کا فتوی لگانے میں جلد بازی سے کام لینے پر وعید اور سختی بہت زیادہ ہے"(۲)

لیکن معاصر خارجیوں کو کوئی بھی چیز تکفیری شہوت سے روک نہیں سکی؛ کیونکہ جہاں صرف ایک مسلمان کو کافر کہنے کے بارے میں شرعی وعید اتنی سخت ہے تو امت محمدیہ میں سے اتنی بڑی تعداد میں مسلمانوں کو کافر قرار دینے کا معاملہ کتنا سنگین ہو گا؟

اسی لیے سید فضل خارجی نے یہ بات بڑے وثوق سے کہی ہے کہ امت محمدیہ کا ہر فرد معین طور پر کافر ہے، یہاں پر "ہر فرد معین طور پر" کو یاد رکھنے کی ضرورت ہے؛ کیونکہ ہم آئندہ صفحات میں اس کے مزعومہ رجوع سے کچھ نگارشات نقل کریں گے، کیونکہ رجوع سمجھی جانے والی کتاب کے شروع میں سید فضل نے لکھا ہے کہ: "میری کتابیں مطلق تکفیر کے بارے میں ہیں معین اشخاص پر حکم لگانے کے متعلق نہیں"

۲- حکمرانوں کے حاشیہ نشینوں یا معاونین کی تکفیر؛ در حقیقت اس اصول کا چربہ ہے کہ: "جو کسی کافر کو کافر نہ کہے تو وہ بھی کافر ہے" اور اس اصول کو خارجیوں نے ان تمام لوگوں پر لاگو کیا ہے جو ان کے نزدیک کافر ہیں، حالانکہ ان کا تکفیر کرنے کا یہ انداز ہی شریعت سے

---

(۱) بخاری: (۶۱۰۳)، مسلم: (۱/۷۹)

(۲) "السیل الجرار" ص: (۴/۵۷۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متصادم ہے اور یہی چیز قدیم خارجیوں میں پائی جاتی تھی، نیز یہی وہ اصول تھا جس کی وجہ سے قدیم خارجیوں نے سب سے پہلا قتل کیا تھا اور وہ تھے سیدنا عبد اللہ بن خباب، چنانچہ ان کا واقعہ طبری رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ: "خارجیوں نے عبد اللہ سے پوچھا کہ تم ابو بکر اور عمر کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو عبد اللہ بن خبیب نے ان دونوں کے بارے میں اچھے کلمات کہے۔ پھر انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا کہ وہ تحکیم سے پہلے کیسے تھے اور اسی طرح عثمان رضی اللہ عنہ فتنہ قتل سے پہلے کیسے تھے؟ تو ان پر بھی عبد اللہ نے اچھے کلمات کہے، اب خارجیوں نے تحکیم کے بارے میں عبد اللہ سے پوچھا کہ تم اس بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو اس پر عبد اللہ نے کہا: میں یہ مانتا ہوں کہ علی رضی اللہ عنہ تم سے بڑے عالم تھے اور انہیں اپنے دینی تشخص کا تم سے زیادہ خیال تھا۔ یہ جواب سنتے ہی خارجی سیخ پا ہو گئے اور کہنے لگے: تم راہِ ہدایت پر نہیں ہو، یہ کہہ کر انہیں نہر کے کنارے لے جا کر ذبح کر دیا، ان کا خون پانی پر بہنے لگا، نیز انہوں نے ان کی باندی کو بھی قتل کر دیا"[1]

اس واقعے میں قدیم خارجیوں کے تین اصول ہمیں ملتے ہیں اور ان تینوں اصولوں کو ان کی روحانی اولاد نے آج کل اسی طرح اپنایا ہوا ہے جیسے ان کے آبا و اجداد نے اپنایا ہوا تھا۔

- عام مسلمانوں کو حکمرانوں کے ساتھ ملا کر ان کا حکم کشید کرنا، چنانچہ جو بھی فریق ثانی کا فرد ہو اس کا حکم ان کے ہاں یہی ہے کہ وہ کافر ہے یہاں تک کہ وہ اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت پیش کرے، اس اصول کو دیگر تعبیروں سے بھی بیان کرتے ہیں، مثلاً: ہر علاقے کا شرعی حکم وہی ہو گا جو اس علاقے کے حکمران کا ہو گا۔ چنانچہ اس واقعے میں خارجیوں نے عبد اللہ بن خباب کو مسلمان ماننے میں توقف کیا؛ کیونکہ ان کا تعلق مخالف گروہ سے تھا؛ اسی لیے انہوں نے ان کا امتحان لیا تاکہ اس پر مسلمان یا غیر مسلم ہونے کا حکم نافذ کریں۔
- مخالفین میں سے کسی ایک فرد کو خوارج اس وقت تک قتل نہیں کرتے تھے جب تک اس کا

(۱) "التاريخ الطبري" ص: (۶۰/۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امتحان نہ لے لیں، چنانچہ جو ان کی موافقت میں جواب دیتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جو ان کے نظریے سے متصادم جواب دیتا تو اسے قتل کر دیتے تھے۔ اس حوالے سے تاریخ کی کتابوں میں خارجیوں کے امتحان لینے کے طریقے بیان کیے گئے ہیں، مثلاً: مخالفین میں سے جس کا امتحان مقصود ہو اسے کسی مسلمان کو قتل کرنے پر مجبور کرتے چنانچہ اگر وہ قتل کرنے میں تردد کا اظہار کرے تو اسی کو قتل کر دیتے تھے، بسا اوقات سوال و جواب کی صورت میں بھی امتحان لیتے تھے جیسے کہ انہوں نے عبد اللہ بن خباب رحمہ اللہ کا امتحان لیا تھا۔

- اس قصے میں خارجیوں کا یہ اصول بھی بیان ہوا ہے کہ: جو شخص کسی کافر کو کافر نہ سمجھے تو وہ بھی کافر ہے، تو یہاں پر عبد اللہ بن خباب رحمہ اللہ کا انہوں نے عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کے بارے میں امتحان لیا تو عبد اللہ کی رائے خارجیوں سے مختلف تھی اسی لیے انہوں نے عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کے بارے میں مدح سرائی فرمائی تو خارجیوں نے انہیں بہیمانہ انداز میں قتل کر دیا، اگر وہ خارجیوں جیسی بات کرتے تو ان کا ایک بال بھی بیکا نہ کرتے۔

۳- جن قرآنی آیات سے اس نے استدلال کیا ہے تو اس کے باطل اور مسترد ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ آیات انتہا درجے کے کافروں کے متعلق نازل ہوئی ہیں؛ تو کس عقل اور دین کی بنا پر یہ خارجی فرعون اور نمرود کے پیروکاروں کے بارے میں نازل ہونے والی آیات کو مسلمانوں پر لاگو کرتے ہیں؟ آئندہ صفحات میں جب معاصر اور قدیم خارجیوں کے مابین مماثلتیں ذکر ہوں گی تو وہاں پر ان کی مکمل تفصیل بیان ہو گی۔

۴- اس اصول سے یہ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ مودودی کے افکار سے کس حد تک متاثر تھے؛ کہ خارجیوں نے بھی مودودی کی طرح حکمرانوں کو فرعون اور نمرود سے جا ملایا، اسی طرح فرعون اور نمرود کے پیروکاروں کے ساتھ مسلم حکمرانوں کی رعایا کو ملا دیا۔

جبکہ اجماع کے دعوی کے متعلق رد آئندہ صفحات میں آئے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سید فضل اور وضعی قوانین کو لاگو کرنے کے نتائج:

اس بارے میں ہم سید فضل کے اقوال نقل کرنے سے پہلے بہتر سمجھتے ہیں کہ سید فضل کے روحانی اسلاف کے اصولوں کی جانب اشارہ کرتے جائیں؛ کیونکہ اگر انہیں اس جگہ پر سمجھ لیا جائے تو پھر معاصر اور قدیم خوارج کے ہاں پائی جانے والی مماثلت واضح ہو جائے گی۔ ہم پہلے بھی اس شخص کی کتابوں کو اپنی اس مبحث میں بیان کرنے کا مقصد بیان کر چکے ہیں کہ یہ شخص معاصر خارجیوں میں سے قدیم خوارج کے سب سے قریب ترین ہے۔

قدیم خارجیوں کے اصول

ان کا سب سے بنیادی ترین اصول اور نظریہ یہ ہے کہ **الحکم بغیر ما انزل اللّٰہ** کی وجہ سے مسلمان حکمران کو کافر قرار دیں، یہ قدیم اور معاصر تمام خارجیوں کا متفقہ اصول ہے: اب اس نظریے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسلامی معاشروں کو یک لخت دار کفر اور دارِ ارتداد قرار دے دیں؛ کیونکہ ان کا حکمران ہی کافر ہے، تاہم بعض خارجی فرقے حکمران کو کافر قرار دینے پر معاشروں اور رعایا کو کافر قرار دینے سے توقف اختیار کرتے ہیں، اور کچھ فرقے انہیں مجہول الحال اہل قبلہ کہتے ہیں جب کہ کچھ انہیں مخلوط معاشرہ کہتے ہیں، ان سب نظریات کی تفصیل مماثلت کے باب میں آئے گی۔ ان شاء اللہ

خارجیوں کا یہ بھی اصول ہے کہ: جو کافر کو کافر نہ کہے تو وہ بھی کافر ہے، یہ قدیم خارجیوں کا اصول ہے، اور اس اصول کو قدیم خارجیوں کی روحانی اولاد نے بڑی مضبوطی سے تھاما ہوا ہے۔ اور معاصر خارجیوں کی کتابوں پر نظر دوڑانے والا یہ بات یقین سے کہہ سکتا ہے کہ اس اصول کے ارد گرد خوشہ چینی در حقیقت "حاکمیت" کا ہی نتیجہ ہے۔

چنانچہ سید فضل نے اپنے روحانی آبا و اجداد کے نظریات کو مکمل طور پر اپنانے کے لیے خارجی "سہرا" سر پر سجا کر سب سے پہلے مسلمانوں سے اسلام چھینا اور انہیں کافر قرار دیا، جبکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بقیہ لوگ جن کی تکفیر کا اسے موقع نہیں ملا تو انہیں مجہول الحال کہہ دیا اور اسلامی خطوں کو دار حرب اور دار کفر قرار دیا۔

مجھے معاصر خارجیوں میں سے کوئی بھی شخص ایسا نظر نہیں آیا جو سید فضل کی اس مسئلے میں مخالفت کرتا ہو؛ اور جو بھی سید فضل اور ان کے ہمنواؤں کی مخالفت کرے تو وہ ان کے ہاں مرجئہ میں شامل ہے۔

فارس زہرانی کا کہنا ہے: "اللہ کی برکت سے آگے بڑھتے چلو، پیچھے مڑ کر مت دیکھو، اور یہ بات ذہن نشین کر لو کہ بم دھماکے اور گھات لگا کر حملے کرنا عین شرعی کاروائیاں ہیں، چاہے یہ کاروائیاں اصلی دار کفر میں ہوں یا مرتد ہونے والوں کے علاقوں میں جیسے کہ سعودی عرب، مراکش اور پاکستان! جو بھی دار کفر اور دار ارتداد میں فرق کرتا ہے یا تو وہ جاہل ہے یا پھر درباری ملاں ہے"[1] آئندہ صفحات میں یہ بات آئے گی کہ یہ مقدسی، اور ابو قتادہ جیسے تمام لوگوں کا عقیدہ تھا۔

سید فضل کا کہنا ہے کہ: "مسلم حکمرانوں پر کافر ہونے کی وجہ سے لاگو ہونے والے احکام سے متعلق تین گروہ ہیں:

- جو ان کے خلاف زبان کھولتے ہیں، تو یہ لوگ ظاہر ہے کہ مسلمان ہیں، الا کہ یہ کسی اور اعتبار سے کفر میں چلے جائیں۔
- جو لوگ ان کے بارے میں راضی ہیں، اور ان کے اقدامات کی تائید کرتے ہیں تو ان کا کفر واضح ہے۔
- خاموشی اختیار کرنے والے۔"

---

(۱) "نصوص الفقهاء في أحكام الإغارة والتترس" از فارس زہرانی، ص: (۳-۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب اس شخص نے اسلامی خطوں کو دار کفر اور دارِ حرب اور ارتداد قرار دے دیا تو یہاں رہنے والے مسلمانوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا: چنانچہ ان میں سے جو بھی انقلابی اور خارجی فکر رکھتا ہے، حکمرانوں اور انکے پیروکاروں کو کافر کہتا ہے تو وہ اللہ تعالی کے متقی اولیاء میں سے ہے، یا اس سے بھی لطیف تعبیر میں بیان کریں تو: وہ ایمان کا ستون ہے! جیسے کہ ان کے شیخ اسامہ بن لادن نے یہ بات کہی تھی اور عنقریب ہم اسے بیان کریں گے۔

اور جو شخص ان کافر حکمرانوں پر اعتماد کا اظہار کرے تو وہ کافر اور مرتد ہے حتی اگر کوئی صفائی کرنے والا غریب اور امام مسجد بھی کافر حکمران پر اعتماد کرے تو وہ بھی کافر ہے؛ جیسے کہ مقدسی نے یہ بات واضح لفظوں میں کہی ہے۔اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ معاصر خارجیوں کی باتیں ایک دوسرے کی باتوں کا معنی متعین کرنے کے لیے معاون ثابت ہوتی ہے۔

تیسری قسم وہ ہے کہ جو خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں: ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو مرتد سرکاری ملازمین کے خلاف نہیں بولتے اور نہ ہی ان کے ساتھ کوئی تعلق رکھتے ہیں نیز نہ ہی ان کے ماتحت کام کرتے ہیں۔

عنقریب ہم اس کی یہ بات بھی ذکر کریں گے کہ حکمرانوں کے معاونین یا حکومتی مشنری میں شامل ہونے کی وجہ سے جو لوگ کافر ہیں ان میں وہ لوگ بھی ہیں جو صحافی، اہل علم وغیرہ تحریر یا تقریر کسی بھی انداز میں حکمرانوں کا دفاع کرتے ہیں، یا دفاعی اداروں کے ملازمین ہیں جیسے کہ فوج وغیرہ، چنانچہ یہ تمام لوگ کافر اور مرتد؛ کیونکہ یہ لوگ اس کے نزدیک پہلی قسم میں شامل ہوتے ہیں۔

اس کے علاوہ لوگوں کے بہت سے ایسے طبقات ہیں جنہیں یہ خارجی کافر کہتے ہیں، مثلاً: جو ان کافروں کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے، اراکین پارلیمنٹ بھی کافر، انہیں منتخب کرنے والی عوام بھی کافر، تو یہ سب لوگ ان کے ہاں کافر ہیں!!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سید فضل کے ہاں خاموشی اختیار کرنے والوں کی تین ذیلی اقسام:

سید فضل کہتا ہے کہ: "ان ممالک میں خاموش رہنے والے لوگ تین حالتوں سے خالی نہیں: یہ لوگ واضح طور پر کافر ہوں، یا واضح طور پر مسلمان ہوں یا ان کے بارے میں اسلام یا کفر سے متعلقہ کوئی چیز واضح نہ ہو تو ایسے میں:

- جس شخص کا کفر واضح ہے چاہے وہ نسلی کافر ہے یا مرتد ہونے کی وجہ سے تو وہ بھی کافر ہے۔
- جو شخص ظاہری طور پر مسلمان ہے، تو اس شخص کا حکم مسلمان والا ہے، اسی کو مستور الحال مسلمان کہا جاتا ہے، یعنی یہ وہ مسلمان ہے جس میں اسلام کی علامات میں سے کوئی علامت ظاہر تو ہے؛ لیکن نواقض اسلام میں سے کوئی ناقض ثابت نہیں ہو سکا؛ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام کی علامات میں سے ظاہری طور پر رونما ہونے والی علامات پر ہی شریعت نے لوگوں کو اسلام کا حکم دیا ہے۔
- اور جس شخص کے بارے میں اسلام یا کفر دونوں میں سے کسی چیز کی بھی علامت عیاں نہ ہو تو اسے مجہول الحال کہا جاتا ہے۔

اور یہ نہیں کہا جائے گا کہ: یہ شخص مسلمان مجہول الحال ہے؛ کیونکہ جب ہم نے اسے مسلمان کہہ دیا ہے تو ہم نے اس کے بارے میں اسلام کا حکم لگا دیا ہے اب اس کی حالت ہم سے مجہول نہیں ہے۔

اور مجہول الحال کے بارے میں ان علاقوں میں حکم یہ ہے کہ: اس پر حکم لگانے میں توقف اختیار کریں، اس پر کسی بھی اعتبار سے حکم لگانے کی کوشش مت کریں، نہ ہی اس کے ایمان یا کفر کی بلا وجہ ٹوہ لگائیں، البتہ اگر ضرورت پڑے اس کا امتحان لیا جائے اور اس کے ظاہر سے ہی اس پر حکم لگایا جائے، لیکن اس کی ظاہری حالت سے بھی اس پر حکم لگانا ممکن نہ ہو تو پھر جس علاقے میں رہ رہا ہے اور اس علاقے کے لوگ کس طرح کے ہیں ان دونوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چیزوں کا حکم مد نظر رکھتے ہوئے اس شخص پر حکم لگایا جائے گا"[1]

ان خارجی موشگافیوں کا رد کرنے سے پہلے اس شخص کی بات سمجھ لیں کہ جب اسلامی خطوں میں وضعی قوانین رائج ہوں تو ہم کسی ایک مرد یا عورت کو مسلمان کہنے کے لیے انہی قواعد و ضوابط کا خیال رکھیں گے، چنانچہ جو شخص انقلابی ہے حکمرانوں کو کافر کہتا ہے تو وہ خالص اہل ایمان میں سے ہے! اور جو شخص سرکاری ملازمتوں پر پلتا ہے بالخصوص عسکری ملازمت کا حامل ہے تو وہ کافر اور مرتد ہے اور جو شخص اسے کافر اور مرتد نہ مانے وہ بھی کافر ہے!

حروری موشگافیوں کا رد:

۱- اس کا یہ کہنا کہ مسلم علاقوں میں رہنے والے اکثر لوگ خاموشی اختیار کرنے والوں میں شامل ہوتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے؛ بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ اکثریت کو بہت بڑے بڑے الزام دے کر کافر کہا گیا، مثلاً: حکومتی اتحادی اور دفاع کرنے والے جن میں زبانی اور عملی کسی بھی اعتبار سے حکومتوں کا دفاع کرنے والے سب شامل ہیں، بلکہ جو ان لوگوں کو کافر نہ کہے وہ بھی تمہارے نزدیک کافر ہے، اراکین پارلیمنٹ، اور انہیں منتخب کرنے والی عوام سب کافر ہیں، چنانچہ تمہارے ہاں تو ان تمام تر باتوں کے بعد چند گنے چنے لوگ ہی مسلمان بچتے ہیں۔

۲- لیکن اگر ہم اس دھوکا باز حروری کی بات کو مان بھی لیں کہ اس کے مطابق اکثریت خاموش لوگوں کی ہے؛ تو خارجیوں کی جانب سے لگائی جانے والی نئی قیود اور بیان کی جانے والی لوگوں کی اقسام سے پھر بھی اکثریت کافر اور مرتد بنتی ہے یا مجہول الحال قرار پاتی ہے، بلکہ لوگوں کے بارے میں جب یقین نہ ہو یعنی وہ مجہول الحال ہوں تو ایسی حالت میں انہیں مسلمان کہنے سے بھی روکا گیا ہے، جس سے اس بات کو تقویت ملتی ہے کہ مجہول الحال بھی ان کے ہاں مسلمان نہیں ہے؛ لہٰذا ان باتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں کو اس

---

(۱) "الجامع" ص: (۶۲۴-۶۳۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خارجی نے مسلمان سمجھا ہے ان کے لیے دو شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

پہلی شرط: اس شخص پر اسلامی شعائر عیاں ہوں، اور مسلمان ہونے کی دلیل میں علامات ذکر کرتے ہوئے کہا کہ: "ایسی علامات جو بذات خود کسی بھی شخص کے مسلمان ہونے پر دلالت کرتی ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں:

- کلمہ شہادت پڑھے، یا نماز اکیلے یا با جماعت ادا کرے۔
- اذان دے؛ کیونکہ اذان میں بھی شہادتین کا ذکر آتا ہے۔
- کوئی مسلمان شخص کسی کے مسلمان ہونے کی گواہی دے دے"[1]

جبکہ سلام کرنا اور ڈاڑھی جیسی ظاہری چیزیں بطور قرائن تو ہیں لیکن خاموشی اختیار کرنے والوں کے مسلمان ہونے کے لیے کافی نہیں ہیں۔

دوسری شرط: اس شخص کی طرف سے حکمران کے بارے میں کوئی ایسا عمل صادر نہ ہو جو اس کے حکمران پر اعتماد یا موافقت کی دلیل ہو؛ کیونکہ اگر اس شخص نے ایسا کیا تو خارجیوں کے نزدیک وہ اسلام سے خارج ہو کر کفر میں داخل ہو جائے گا، اسی لیے انہوں نے کسی کو مسلمان ثابت کرنے کے ساتھ یہ بھی قید لگائی ہے کہ وہ کسی ایسے عمل کا مرتکب نہ ہو جس سے انسان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور ان کے ہاں سب سے بڑا ناقض اسلام یہ ہے کہ مرتد حکمرانوں کے ساتھ تعلقات بنائیں، ان کے ہاں یہ اتنی بڑی بھیانک غلطی ہے کہ اس کے سامنے کوئی نیکی باقی نہیں بچتی!!

تو اس طرح ان کے ہاں خاموشی اختیار کرنے والوں کی بھی کئی قسمیں ہیں:

خاموشی اختیار کرنے والے بھی اگر کفریہ اور مرتد ہونے والے کام کریں تو کافر اور مرتد ہیں، اگر وہ مسلمانوں والے کام کریں تو وہ مسلمان ہیں بشرطیکہ کوئی ناقض اسلام عمل

---

(۱) "الجامع" ص: (۶۳۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صادر نہ ہو، تیسری قسم یہ ہے کہ وہ ظاہری اسلامی شعائر اپنائیں تو یہ مجہول الحال ہیں۔

چنانچہ ان خارجی اور حروری نظریات کے مطابق مسلم خطوں میں چلنے پھرنے والے لوگ جن سے گزشتہ چار علامات واضح نہیں ہوتیں تو وہ مجہول الحال ہیں اگرچہ وہ دار الاسلام کے عین بیچ میں ہی کیوں نہ ہو، چاہے وہ حرم مکی یا مسجد نبوی کے پڑوس میں ہی کیوں نہ ہو! چاہے اس کی شلوار نصف پنڈلی تک ہو، اس کی ڈاڑھی سینہ ڈھانپتی ہو، وہ اسلام کے گڑھ میں رہ رہا ہو اگر اسے سید فضل نے نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا یا اذان دیتے ہوئے نہیں دیکھا یا کلمہ توحید اس کے سامنے نہیں پڑھا، یا کسی ایسے آدمی کو اپنے مسلمان ہونے کی گواہی دینے کے لیے نہیں لایا جس کی گواہی سید فضل کے ہاں مقبول ہو اور وہ سید فضل کے پاس آکر قسم دے کہ یہ شخص مسلمان ہے تو وہ سید فضل کے ہاں مجہول الحال ہے، اسے مسلمان نہیں کہیں گے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب عقیدہ طحاویہ میں خارجیوں اور اہل سنت کے مابین تفریق کرتے ہوئے دو میں سے ایک جگہ پر لکھا ہے کہ: "ہم اہل قبلہ کو مسلمان اور مومن کہتے ہیں"[1]

جبکہ **سید فضل کا کہنا ہے کہ**: "ہم اہل قبلہ کو مجہول الحال کہیں گے "!!

اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ خارجیوں کا اولین مقصد ہی تکفیر ہے اور اس مقصد کا محرک یہ ہے کہ خارجی شدید قسم کے خون کے پیاسے ہوتے ہیں اور اسی پیاس نے ساری امت کو کافر قرار دینے پر مجبور کیا اور جو باقی بچ گئے ان پر مجہول الحال ہونے کا حکم لگا دیا۔

سید فضل کی کتابیں پڑھنے والے شخص کو یہ بات بالکل واضح نظر آئے گی کہ سید فضل کا مطالعہ کافی وسیع ہے یہ بات اہل علم کی گفتگو کو اپنے خارجی منہج کی تائید میں ذکر کرتے ہوئے واضح ہوتی ہے۔

---

(۱)"العقيدة الطحاوية"ص:(۱/۳۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہذا میں نہیں سمجھتا کہ سید فضل کا مطالعہ اتنا وسیع ہو اور اسے اہل علم کے اس اصول کا علم نہ ہو کہ وہ غالبیت اور اکثریت کو دیکھتے ہوئے بھی کسی علاقے کو مسلم خطہ یا وہاں کے لوگوں کو تحفظ حاصل ہونے کا حق دیتے ہیں۔

چنانچہ جصاص رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "آپ کو یہ نظر نہیں آتا کہ دار الاسلام اور دار الحرب میں رہنے والے لوگوں کا حکم اغلب اور اکثر کی بنیاد پر ہوتا ہے کہ مخصوص افراد یا اقلیت کو نہیں دیکھا جاتا؛ چنانچہ دار الاسلام میں رہنے والوں کا قتل منع ہے حالانکہ وہاں رہنے والوں میں کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں جو قتل کے مستحق ہیں جیسے کہ مرتد، ملحد اور حربی کافر وغیرہ۔ اسی طرح دار الحرب میں سب کا قتل جائز ہو سکتا ہے حالانکہ دار الحرب میں مسلمان تاجر، یا قیدی وغیرہ بھی ہو سکتے ہیں، تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام معاملات میں اکثریت اور غالبیت کو مد نظر رکھا جاتا ہے "(۱)

خارجیوں کا یہ کہنا کہ: "خاموشی اختیار کرنے والوں کو مسلمان نہیں کہا جائے گا" اس کی تردید رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے بھی ہو جاتی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: **(تم جسے پہچانتے ہو اور جسے نہیں پہچانتے سب کو سلام کرو)**(۲) اسی طرح آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے کہ: **(جو شخص تم میں سے برائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے ختم کرے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل میں برا جانے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے)** (۳)

کسی بھی برائی کو روکنے کے مختلف درجات ہیں اور دل سے برا جاننا بھی اسی کا ایک درجہ ہے، تو کیا سید فضل نے تمام مسلمانوں کو ایک ایک کر کے ان کے دل چاک کر کے دیکھا؟ کہ

---

(۱) "أحكام القرآن" از جصاص، ص: (۱/۷۹)

(۲) بخاری: (۶۲۳۶) مسلم: (۳۹)

(۳) مسلم، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان، وأن الإيمان يزيد وينقص۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسے پتا چل گیا کہ یہ حکمرانوں کے غلط اقدامات کو دل سے بھی برا نہیں جانتے؛ لہذا یہ کافر ہیں؟

شریعت نے تو مسلمان کی جانب سے برائی روکنے کا تھوڑے سا اقدام بھی قبول کیا ہے کہ وہ دل سے ہی برائی کو برا جانے، لہذا دل سے برا جاننے پر اسے شریعت نے مسلمان کہا ہے، اور یہ فطری چیز ہے کہ جو شخص دل سے کسی چیز کو برا جان رہا ہو تو وہ خاموشی ہی اختیار کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ شریعت نے زبان اور ہاتھ سے برائی نہ روکنے والے بلکہ صرف دل میں برا جاننے پر اکتفا کرنے والے کو بھی مومن ہی کہا ہے۔

لیکن سید فضل کے ہاں خاموشی اختیار کرنے والے تمام امت کے افراد مجہول الحال ہیں اور مرتد ہیں، وہ مسلمان نہیں ہیں، اسی لیے سید فضل نے مجہول الحال لوگوں کو مسلمان کہنے سے منع کیا ہے۔!!

اب ذہن میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ سید فضل ایسے اصول بنا کر کرنا کیا چاہتا ہے؟

تو یہ بالکل واضح ہے کہ اتنی تفصیلات اور اقسام محض زبانی جمع خرچ نہیں ہیں اس کے خاص مقاصد ہیں اور یہ مقاصد خیر سے انہوں نے خود ہی اپنی کتابوں میں ذکر کر دیئے ہیں، چنانچہ لکھا ہے کہ: "قتال کے احکام کے حوالے سے یہ ہے کہ مسلمان اسلام کی وجہ سے جہاں بھی ہو اسے قتل نہیں کیا جائے گا چاہے وہ دار الاسلام میں ہو یا دار الحرب میں لہذا اگر کفار سے لڑتے ہوئے اگر مسلمانوں کو قتل کرنے سے احتراز ممکن ہو تو مسلمانوں کو قتل کرنا جائز نہیں ہے، الّا کہ اس کی شدید ضرورت ہو اور اسی کو ڈھال بنانے کا مسئلہ کہا جاتا ہے اور اگر مسلمان کافروں میں اس انداز سے گھلے ملے ہوئے ہوں کہ انہیں کسی علامت کے ذریعے بھی الگ تھلگ کرنا ممکن نہ ہو تو پھر انہیں قصداً قتل کرنے میں کوئی مواخذہ نہیں ہے"[1]

---

(۱) "الجامع" از سید فضل، ص: (۶۳۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کا رد:

- یہ جملہ "مسلمان اسلام کی وجہ سے جہاں بھی ہو اسے قتل نہیں کیا جائے گا" بہت پیارا ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ سید فضل کے ہاں مسلمان ہے کون؟ تو مسلمان وہ شخص ہے جو حکمرانوں کے خلاف اعلان بغاوت کرتا ہے! بلکہ ایک صورت تو ایسی بھی ہے کہ ان کو قتل کرنا بھی سید فضل نے جائز قرار دے دیا، جیسے کہ اس کی تفصیل آئندہ آئے گی۔

سید فضل نے خارجیت میں ڈوب کر اپنے پیروکاروں کے لیے مسلم خطوں میں رہنے والے لوگوں کے احکامات جاری کیے ہیں، چنانچہ سید فضل نے پہلے تمام لوگوں کو کافر قرار دیا، اور پھر چند ایک لوگوں کو مسلمان سمجھا، بلکہ یہ گنتی بھر جن لوگوں کو مسلمان کہا ان کی بھی قتل کرنے کے حوالے سے دو قسمیں ہیں:

۱- ایسے لوگ جو کفار کے ساتھ مل جل کر رہ رہے ہیں، لیکن ان میں امتیاز ممکن ہے، اس لیے انہیں صرف ضرورت پڑنے پر قتل کیا جاسکتا ہے، اسی کو ڈھال بنانے کا مسئلہ کہتے ہیں۔

۲- مسلمان اس طرح سے کفار کے ساتھ گھل مل کر رہیں کہ ان میں امتیاز کرنا ممکن نہ ہو تو پھر انہیں قصداً قتل کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے!

حقیقت یہ ہے کہ اسلامی ملکوں میں دھماکوں اور قتل وغارت کا راز یہی دو عبارتیں فاش کر دیتی ہیں۔

یعنی ان کے ہاں عالم اسلام میں رہنے والوں کی درج ذیل قسمیں ہیں:

۱- مرتد کافر، ان سے قتال یہود و نصاریٰ سے بھی بڑھ کر ضروری ہے۔

۲- ذمی کافر، تو ایسے لوگوں کو ملا ہوا پروانۂ امان کالعدم ہو چکا ہے؛ کیونکہ انہیں امان دینے والا حکمران ہی کافر ہے تو اس لیے ان کا حکم جنگجوؤں والا ہو گا؛ جیسے کہ آئندہ ان کا موقف حرف بہ حرف نقل ہو گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳- مجہول الحال؛ جو کہ سید قطب کے اعترافی بیان کے مطابق امت کا سب سے بڑا حصہ ہیں، تو ایسے لوگوں کو قصداً قتل کرنا جائز ہے چاہے بلا ضرورت ہی کیوں نہ ہو؛ کیونکہ انہیں قتل ہونے سے بچانے والا ذریعہ اسلام ہے اور یہاں پر ان کا مسلمان ہونا ہی ثابت نہیں ہے!! کیونکہ وہ مجہول الحال ہیں۔

۴- مسلمان: اور یہ لوگ بھی قتل کے حکم میں دو قسموں میں منقسم ہیں:

- اگر کفار سے الگ تھلگ ہوں تو انہیں قتل کرنا جائز نہیں ہے صرف ڈھال بنائے جانے پر قتل کرنا جائز ہے، یعنی جب انہیں قتل کرنے کی ضرورت پڑے تو قتل کرنا جائز ہے۔
- کفار سے الگ تھلگ نہ ہوں تو ان کو قصداً قتل کرنا جائز ہے چاہے ضرورت ہو یا نہ ہو

ان تمام تر تقسیمات سے قارئین کرام کے لیے واضح ہو گیا ہو گا کہ سید الخوارج نے روئے زمین پر ایک بھی جان ایسی نہیں چھوڑی جس کی جان کو تحفظ حاصل ہو، سب کے سب لوگوں کو قتل کرنا جائز ہے چاہے نظریہ ضرورت کے تحت یا بلا ضرورت!!

نیز ان تمام تر تفصیلات سے وجہ تعجب بھی زائل ہو جاتی ہے کہ کس طرح مسلم نوجوان مسلمانوں اور اہل ذمہ کے قتل کو اللہ کی عبادت سمجھتے ہیں؟ کیونکہ ان تمام نظریات کے مطابق لوگ یا تو کافر اور مرتد ہیں یا پھر اصلی کافر ہیں جن کے لیے کوئی عہد امان نہیں ہے یا پھر اہل ایمان ہیں جنہیں الگ تھلگ ہونے کی حالت میں نظریہ ضرورت کے تحت قتل کرنا جائز ہے اور اگر وہ کفار سے الگ تھلگ نہ ہو تو پھر انہیں قتل کرنا بلا ضرورت بھی جائز ہے، یا پھر لوگ مجہول الحال ہوں گے تو تب بھی انہیں ضرورت پڑنے پر قتل کیا جا سکتا ہے یا بلا ضرورت بھی کیونکہ جس اسلام کی وجہ سے انہیں تحفظ ملنا تھا وہی ان کے بارے میں ثابت نہیں ہو سکا!!

اس بدبودار حروری گفتگو سے سید فضل نے کروڑوں مسلمانوں کو کافر قرار دیا اور انہیں مرتد سمجھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کچھ لوگ اس وقت ہونے والے دھماکوں اور قتل و غارت کے بارے میں کہتے ہیں یہ فہم حدیث میں غلطی ہے یا ولاء اور براء کا جو نظریہ ہے اس کو صحیح طرح سے سمجھ نہیں پائے، لیکن مذکورہ تفصیلات ان تمام تخمینوں کو غلط ثابت کرتے ہیں؛ کیونکہ تمام خارجی کتابوں کو پڑھنے کے بعد نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ قدیم خارجی نظریات ہیں جنہیں عصر حاضر کے لبادے میں پیش کیا گیا ہے۔

یہاں یہ بات بھی واضح ہونا ضروری ہے کہ کوئی بھی شخص یہ نہ سمجھے کہ سید فضل کا اصل ہدف اصلی کافر ہیں؛ کیونکہ اصل کفار سے قتال کرنے کے لیے دو بنیادی ارکان ہیں دونوں میں سے ہر ایک دوسرے سے مضبوط ہے۔

۱- سابقہ بیان شدہ اصول: طاغوتوں کے معاونین کا حکم اور مرتد حکمرانوں کے خلاف جہاد کا واجب ہونا، ان کے خلاف جہاد کو یہود و نصاری سے قتال پر ترجیح حاصل ہونا؛ اس ساری گفتگو کا محور اسلامی خطے اور مسلمان ہیں ، نیز سید فضل کا کہنا کہ: "مسلمانوں پر کافر حکمرانوں کے بارے میں موقف اختیار کرنے کی جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔۔۔" اس لیے بڑے یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ اس سے مراد امت محمدیہ ہے۔

۲- سید فضل نے اپنی ایک اور کتاب: "العمدة" میں اپنے خارجی اور حروری اصول چھپانے کے لیے لکھا ہے کہ: "کچھ لوگ یہ بھی شرط لگاتے ہیں کہ کافر لوگ مسلمانوں سے الگ تھلگ ہوں، اور حقیقت بھی ایسے ہی ہے؛ کیونکہ کافر حکمران کے معاونین افراد عام طور پر ایک خاص لباس زیب تن کئے ہوتے ہیں اور ان کے مخصوص معسکر اور ٹھکانے ہوتے ہیں اور یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ لیکن اگر کافروں کے درمیان میں مسلمان بھی موجود ہوں تو وہ یا تو سرے سے کافروں میں سے نہیں ہوں گے اور قتال کی وجہ سے کافروں کے درمیان موجود ہوں، یا وہ کافروں کے ساتھ تو ہوں لیکن باطنی طور پر وہ مسلمان ہوں (جیسے کہ کسی کو جبری طور پر رکھا گیا ہے اور یا وہ خود جاسوسی کے لیے ان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درمیان موجود ہے) توان سب لوگوں کی دو میں سے ایک حالت ہو گی:

- کافروں سے ظاہری طور پر بھی ممتاز نہ ہوں؛ تو ایسی صورت میں ان کے قتل میں کوئی مانع نہیں ہے۔
- دشمنوں کی صفوں میں مسلمان ظاہری طور پر ممتاز ہوں، اسلامی فوج انہیں پہچانتی ہو؛ تو یہ انہیں ڈھال بنانے کا مسئلہ ہے۔"(۱)

یہاں بھی وہی اصول بیان کیے ہیں جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں یعنی سید فضل کے ہاں سب کو قتل کرنا جائز ہے۔

اب ان اقتباسات سے آپ کو ابو مصعب شامی کی اس بات کو سمجھنے میں آسانی ہو گی کہ ابو مصعب شامی نے لکھا ہے کہ: "سید فضل کی کتابوں نے معسکرات میں ایک بہت بڑی تربیتی خامی کو دور کیا ہے"

اور اگر کوئی انصاف کی بات کہے تو وہ خامی یہ ہے کہ: اس نے امت مسلمہ کے خون کو نوجوانوں کے ہاں شدید گرم دن میں ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ حلال قرار دیا۔

مذکورہ تقسیم اور اقسام نے نوجوانوں سحر انگیز اثر کیا؛ جس کی وجہ سے ہر نوجوان ایک عظیم فریضہ ادا کرنے کے لیے قتل وغارت میں ملوث ہو گیا اور وہ یہ ہے کہ ان کے ہاں مزعومہ دولت اسلامیہ کا قیام عمل میں آئے، نوجوانوں نے اصلی کافر، یا مرتد کافر یا مجہول الحال لوگوں کو قتل کیا اور پھر باقی ماندہ مومنوں کو بھی ان کے ہاں بہ وقت ضرورت یا بلا ضرورت قتل کرنا جائز ہے۔ اللہ ہی ان کا حساب فرمائے۔

کوئی بھی حقائق جاننے والا شخص اس کٹر خارجی کی کتابیں پڑھے گا تو عالم اسلام میں

---

(۱) "العمدة" از سید فضل، ص: (۳۲۵-۳۲۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دھماکوں کا راز اس کے سامنے عیاں ہو جائے گا کہ ان دھماکوں کی خارجی بنیادیں دو ہی ہیں:

- علاقہ دار حرب اور مرتد لوگوں کا ہے، لہٰذا اسلام کی وجہ سے ان کی جانوں کو تحفظ حاصل نہیں ہے۔
- ان علاقوں کی اکثریت یا تو مرتد ہیں یا اصلی کافر ہیں یا مجہول الحال ہیں انہیں قصداً قتل کرنا جائز ہے؛ کیونکہ جان کے تحفظ کے لیے ان کا مسلمان ہونا ہی ثابت نہیں ہے۔

یہی وہ اصول ہیں جو نوجوانوں کو تکفیری معسکرات میں پڑھائے اور رٹائے جاتے تھے، پھر جب نوجوان وہاں سے واپس لوٹے تو وہ اپنے تن سے پہلے عقلوں پر خودکش جیکٹیں پہنے ہوئے تھے، اپنے جسموں پر بارود اٹھانے سے پہلے ذہنوں میں خارجی نظریات اٹھائے ہوئے تھے۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے اور ہم سید فضل اور دیگر تمام معاصر خارجیوں سے پوچھتے ہیں کہ اس سوال کا جواب دو:

پوری دھرتی میں سے کوئی ایک نماز روزے کی پابندی کرنے والا مسلمان لا دو جس کا خون ان اصولوں کو لاگو کرنے کے بعد بھی معصوم ہو جس کا قتل جائز نہ ہو!!

قارئین کرام کو یہ بات بڑی عجیب لگے گی کہ معاصر خارجیوں کے سید نے قتل وغارت کے لیے جس طرح کے اصول اپنائے ہیں یہ امام شافعی کی گفتگو کا حصہ ہے!! لیکن فرق یہ ہے کہ اہل سنت کے امام شافعی رحمہ اللہ نے ان اصولوں کو دار الحرب میں لاگو کیا جہاں کے لوگ اصلی کافر ہیں، لیکن معاصر خارجیوں نے ان کو اسلامی ممالک کے عین بیچ میں لاگو کیا۔

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اگر دشمن کسی پہاڑی یا قلعے یا خندق یا جھاڑیوں یا کسی بھی ایسی جگہ چھپ جائے جہاں چھپنا ممکن ہو تو پھر ایسی صورت میں ان پر بڑی چھوٹی منجنیق سے، آگ، بچھو، اور سانپ الغرض کسی بھی ایسی چیز سے حملہ کرنا جائز ہے جس سے انہیں نقصان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہنچے، اسی طرح انہیں پانی میں غرق کرنے کے لیے [ڈیم وغیرہ کا] پانی توڑنا یا انہیں دلدل میں پھنسانا بھی جائز ہے، چاہے ان میں بچے، بوڑھے، عورتیں اور راہب موجود ہوں یا نہ ہوں؛ کیونکہ اس علاقے کو اسلام کی وجہ سے تحفظ حاصل نہیں ہے اور نہ ہی ان کا مسلمانوں کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے"(۱)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات سے ہم درج ذیل امور کشید کرتے ہیں:

- امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے زمانہ قدیم میں عام تباہی(۲) کا باعث بننے والے طریقوں کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے پانی میں ڈبونا، جلانا، سانپ چھوڑنا، منجنیق اور بچھوؤں کا ذکر کیا، اور معاصر خارجیوں کے ہاں عام تباہی کی صورتوں میں خودکش جیکٹوں اور دھماکہ خیز مواد سے بھری ہوئی گاڑیاں شامل ہیں۔
- امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف اہل کفر کے علاقوں میں قتل کی اجازت کی بات کی ہے۔
- امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہ کی ہے کہ دار الحرب میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوسکتے ہیں جنہیں قتل کرنا مناسب نہیں اس لیے ان کی جانوں کو تحفظ حاصل ہے، مثلاً: بچے، عورتیں، اور بوڑھے چنانچہ ان کی جانوں کو دار حرب ہونے کے باوجود تحفظ حاصل ہے۔
- امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے انبوہ تباہی کا باعث بننے والے ذرائع قتل کو استعمال کرنے کی اجازت

---

(۱)"کتاب الأم" از سید فضل، ص:(۴/۲۵۷)

(۲)اس سے مراد ایسا اسلحہ یا طریقہ ہے جس کی وجہ سے بڑی تعداد میں قتل وغارت ہو اور وہ اسلحہ یا طریقہ کسی چیز میں کوئی فرق نہ کرے سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے، جیسے کہ پوری بستی کو غرق آب کر دیا جائے تو پانی بستی میں موجود ہر چیز کو ڈبو دے گا اور انسانوں سمیت جانوروں، کیڑے مکوڑوں کو بھی سلامت نہیں رہنے دے گا، ایسے اسلحہ کے لیے اردو میں "انبوہ تباہی کا اسلحہ" عربی زبان میں "أسلحة الدمار الشامل" اور انگریزی میں (Weapon of mass destruction) کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔[مترجم]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس لیے دی ہے کہ یہ علاقہ دارِ کفر ہے اور وہاں کے لوگ مسلمان نہیں ہے چنانچہ اسلام نہ ہونے کی وجہ سے ان کی جانوں کو تحفظ حاصل نہیں ہے؛ حالانکہ ایسے اسلحے سے وہ لوگ بھی قتل ہو جائیں گے جنہیں جنگ میں قتل کرنا جائز نہیں ہے۔

یہی بات معاصر خارجیوں کے سید فضل نے کی ہے لیکن مسلمانوں کے متعلق امام شافعی کی طرح کافروں کے متعلق نہیں کی، اور سید فضل نے اپنے پیروکاروں کو قتل عام کی کھلی چھٹی دے دی؛ کیونکہ یہ علاقہ دار کفر اور دارِ حرب ہے اس لیے یہاں کے لوگوں کو اسلام کی وجہ سے تحفظ حاصل نہیں جیسے کہ سید فضل نے ابتدا میں یہ چیز تسلیم بھی کی ہے، پھر اسلامی علاقوں میں رہتے ہوئے حکمران کے خلاف خاموشی اختیار کرنے والوں کو چار قسموں میں تقسیم کیا:

۱- کافر اور مرتد -اس سے مراد مسلمان ہیں-
۲- اہل ذمہ -انہیں حاصل شدہ عہد امان کالعدم ہو گیا ہے کیونکہ انہیں امان دینے والا ہی کافر ہو چکا ہے-
۳- مرتد لوگوں سے الگ تھلگ مسلمان -مسلمان سے مراد خارجی لوگ ہیں- انہیں ضرورت کے وقت قتل کرنا جائز ہے-
۴- مرتد لوگوں میں گھل مل کر رہنے والے مسلمان تو انہیں قصداً قتل کرنا جائز ہے؛ کیونکہ انہیں مرتد لوگوں سے ممتاز کرنا ممکن نہیں اور جہاں وہ رہ رہے ہیں وہ علاقہ دار کفر اور دارِ حرب ہے-

اس جگہ پر امام شافعی رحمہ اللہ اور اس خارجی کی گفتگو میں مشابہت بالکل واضح ہے اور اس تفصیل سے اپنے وقت کے شیر اہل سنت امام شافعی رحمہ اللہ اور معاصر خارجیوں کے بجو کی گفتگو میں فرق بھی عیاں ہے؛ کیونکہ امام شافعی کی گفتگو اصلی کافروں کے متعلق ہے جبکہ خارجیوں کے بجو کی گفتگو اسلامی ممالک کے بارے میں ہے کہ جہاں پر ایک دن میں پانچ بار اذان دی جاتی ہے-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سید فضل نے یہ بھی کہا ہے کہ: "مجہول الحال شخص وہ ہے جس پر حکم لگانے میں توقف اختیار کیا گیا ہے، اور اس پر حکم لگانے کے لیے کسی بھی اصل معین کا استصحاب[1] نہیں ہو گا، نیز اس پر حکم لگاتے ہوئے اس کے ظاہر کو ہی دیکھا جائے جو کہ ضرورت کے وقت عیاں ہو"

سید فضل خارجی اور دھوکے باز نے اسی لیے اصل حکم کے اعتبار سے اسلامی معاشروں کو اسلامی نہیں کہا؛ کیونکہ اگر اسلامی خطوں میں رہنے والے لوگوں کو اصل حکم کے اعتبار سے مسلمان کہہ دے تو سید فضل دو کشتیوں میں سوار ہو جائے گا:

- اگر یہ کہہ دے کہ ان کا اصل حکم اسلام ہے اور وہ مومن ہیں تو یہ اس کے اصولوں سے متصادم ہے بلکہ اس کی ساری لٹیا ہی ڈبو دے گا؛ کیونکہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ علاقہ دارِ کفر، دارِ حرب اور مرتدین کا ہو لیکن وہاں رہنے والے مسلمان ہوں!!
- تناقض پیدا کرنے کی بجائے اپنے اصولوں پر چلے کہ چونکہ علاقہ دار کفر ہے اور دارِ حرب ہے اس لیے یہاں کے رہنے والوں کا اصل حکم یہ ہے کہ وہ کافر، مرتد اور حربی ہیں یہاں تک کہ اس کے خلاف کوئی بات ثابت ہو جائے۔

ان دونوں میں سے پہلا موقف اپناتا ہے تو اس کے خارجی اصولوں میں تناقض سامنے آتا ہے اور اگر دوسرا موقف اپناتا ہے تو اس سے اس کی خارجیت ننگی ہو جاتی ہے کہ وہ ان علاقوں میں رہنے والے نماز، روزے کی پابندی کرنے والوں کو کافر قرار دے رہا ہے، اور اس

(۱) یہ اصول فقہ کی ایک اصطلاح ہے اور اسے ثانوی درجے کے دلائل میں شمار کیا جاتا ہے، اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی بھی چیز کے اصل حکم کو باقی رکھا جائے یہاں تک کہ کوئی شرعی طور پر معتبر چیز اس حکم کو تبدیل کر دے، مثلاً: پانی کے متعلق اصل حکم یہ ہے کہ پاک ہے، اب پانی کا یہ حکم اسی وقت تبدیل ہو گا جب شرعی طور پر معتبر چیز اس کا یہ وصف ختم کر دے۔ اور یہاں پر سید فضل کا یہ کہنا ہے کہ: اسلامی علاقے اور خطے میں رہنے والے مجہول الحال شخص کو اصل حکم کے اعتبار سے مسلمان نہیں سمجھا جائے گا۔ اور یہ خارجیت و تکفیر کی انتہا ہے۔ اس کی مزید تفصیل مؤلف خود بھی کریں گے۔ مترجم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح سے اس کا یہ پردہ بھی چاک ہو جاتا ہے جس کے پیچھے چھپ کر اس نے اپنے خارجی اصولوں کو پھیلایا۔

پھر سید فضل نے اپنی اسی عبارت کی مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: "مجہول الحال شخص پر حکم لگاتے ہوئے توقف اس لیے کہ شریعت نے اسلام یا کفر کا حکم ظاہری اسباب کی بنا پر لگایا ہے اور مجہول الحال شخص سے کوئی ایسی بات ظاہر ہی نہیں ہوئی کہ جس سے اس کے اسلام یا کفر کا فیصلہ ہو تو اس لیے اس پر کوئی حکم نہیں لگایا جائے گا"[1]

پھر اسلامی خطوں کو اسلامی شمار نہ کرنے کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: "مجہول الحال شخص وہ ہے جس پر حکم لگانے میں توقف اختیار کیا گیا ہے، اور اس پر حکم لگانے کے لیے کسی بھی اصل معین کا استصحاب[2] نہیں ہو گا، اس کے دو اسباب ہیں:

پہلا یہ کہ: اصل معین کا استصحاب (یعنی علاقے کے مسلمان رہائشیوں کی وجہ سے علاقے کو مسلم خطہ کہنے کا اصول) کسی کے مسلمان ہونے یا کافر ثابت کرنے کے لیے استعمال نہیں کیا جاتا، الا کہ ظاہر کو دیکھ کر حکم لگانا ممکن نہ ہو [جیسے کہ گم شدہ بچے، یا نامعلوم شخص کی نعش کو مسلمانوں کے علاقے میں ہونے کی وجہ سے مسلمان اور غیر مسلموں کے علاقے میں ہونے کی وجہ سے غیر مسلم قرار دینا]، جبکہ اس علاقے کے رہائشی مخلوط اور ملے جلے ہیں ان میں مسلمان اور غیر مسلم دونوں موجود ہیں؛ چنانچہ یہ علاقے پہلے دار اسلام ہی تھے، یہاں پر مسلمان اور غیر مسلم میں تفریق ممکن تھی، لیکن وضعی قوانین کے لاگو ہونے سے مسلمان اور غیر مسلم میں تفریق ختم ہو گئی"

یا اللہ! تیر شکر ہے کہ سید قطب نے اپنی بات کی وضاحت میں مندرجہ بالا باتیں کیں

---

(۱) "الجامع" از سید فضل، ص: (۶۲۴-۶۳۱)

(۲) اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

کہ: یہاں پر مسلمان اور غیر مسلم ملے جلے ہیں، یہ مسلم اور غیر مسلموں کا مخلوط علاقہ ہے۔

بعینہٖ یہی بات قدیم خوارج میں سے ضحّاکیہ نے کی تھی، وہ اسلامی علاقوں کے بارے میں یہی بات اور انہی الفاظ میں کیا کرتے تھے، جیسے کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے۔

اب ذرا آئیں اور دونوں کی باتوں میں موازنہ کریں: ضحاکیہ مسلم معاشروں کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ مسلم اور غیر مسلم کا مخلوط معاشرہ ہے؛ لہذا ہم اسی کو دوست بنائیں گے جس کا مسلمان ہونا ثابت ہو جائے گا، اور جس کا مسلمان ہونا ثابت نہیں ہو گا، ہم اس سے تعلق رکھنے میں توقف اختیار کریں گے (۱)

معاصر ضحاکیہ خوارج اور قدیم ضحاکیہ خوارج میں کوئی فرق ہے؟

اس کا جواب ہے کہ کوئی فرق نہیں ہے صرف اتنا فرق ہے کہ ان کے نام کے ساتھ اکیسویں صدی کے جدید ضحاکیہ خوارج کا لاحقہ لگے گا جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ خروج میں جدت بھی رکھتے ہوں گے۔

سید فضل خارجی خبط اور ہذیان میں مزید آگے بڑھ کر یہ بھی واضح کرتا ہے کہ مسلم اور غیر مسلم مخلوط معاشرے سے اسلام کا وصف کیوں سلب کیا گیا؟ تو اس کے جواب میں دو اسباب ذکر کئے کہ:

- دین کی بجائے شہریت اور وطن پرستی کو بنیاد بنا کر تمام ملکی شہریوں کو یکساں حقوق دینے والے عالمی وضعی قوانین کو مانتے ہوئے ذمیوں کے ساتھ بطور ذمی معاہدے کو ختم کیا گیا اور اہل کتاب کو مسلمانوں سے الگ تھلگ جدا رکھنے کے لیے جو مخصوص لباس اور بال رکھنا ان پر لازمی تھا اس کو کالعدم کر دیا گیا، اس طرح دینی شناخت ختم کر دی گئی اور وہ

---

(۱) "مقالات الإسلاميين" ص: (۱۱۲-۱۱۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لباس بھی ختم کر دیا گیا جو اسلامی خطوں میں غیر مسلموں کو مسلمانوں سے جدا کرتا تھا۔

- مرتد افراد کو مرتد نہیں کہا جا سکتا؛ کیونکہ وضعی قوانین میں مرتد ہو جانا کوئی جرم نہیں ہے؛ اس لیے اسلامی خطوں میں اوپر بیان شدہ مخصوص لباس کی بنا پر مسلمان اور غیر مسلم میں فرق کرنا ممکن تھا، لیکن جب اس فرق کو ختم کر دیا گیا اور پھر مرتد کو مجرم قرار نہ دیا گیا تو پھر مسلمان اور غیر مسلم دونوں ایک معاشرے میں مل جل کر رہنے لگے جس کی وجہ سے مسلم اور غیر مسلم میں تفریق ممکن نہ رہی، اس لیے کسی بھی شخص کے متعلق یہ کہنا کہ یہ مسلمان ہے یا کافر؟ یہ محض تخمین اور اندازہ ہی رہ گیا، یقینی بات کرنا ممکن نہ رہا۔
  نیز کسی پر حکم لگانے میں توقف اختیار کرنے سے متعلق یہ ہے کہ شریعت نے حکم لگانے کے لیے ظاہری اسباب کو مد نظر رکھا ہے، لیکن مجہول الحال شخص کی جانب سے کوئی ایسی حرکت ہی نظر نہیں آئی تو اس لیے اس پر کسی قسم کا حکم نہیں لگے گا۔[۱]

یہاں سید فضل کا حکم لگانے سے مراد یہ ہے کہ اس پر کفر یا اسلام کا حکم نہیں لگے گا، نیز ظاہری اسباب سے مراد یہ ہے کہ: سید فضل نے اسے کوئی ظاہری ایسے اعمال کرتے ہوئے نہیں دیکھا کہ جن کی وجہ سے اسے مسلمان مانا جائے، جیسے کہ نماز پڑھے یا کلمہ شہادت کی گواہی دے یا کوئی مسلمان اس کے مسلمان ہونے کی گواہی دے، جیسے کہ پہلے یہ بات گزر چکی ہے۔

پھر اس کے بعد خارجیوں کے ماسٹر مائنڈ صاحب کہتے ہیں کہ: مسلم اور غیر مسلم مخلوط معاشرہ تشکیل پانے کے دو سبب ہیں:

- اہل کتاب پر مخصوص لباس پہننے کی پابندی ختم کر دی گئی جس کی وجہ سے مسلمانوں اور غیر مسلموں میں تفریق کرنا ممکن نہ رہا۔
- مرتد لوگوں کو باقی رکھا گیا؛ وضعی قوانین کی رو سے انہیں مجرم قرار نہیں دیا گیا۔

---

(۱) "الجامع" از سید فضل، ص: (۶۲۴-۶۳۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ: مسلمان معاشرہ مسلم اور غیر مسلم مخلوط معاشرے میں اس لیے تبدیل ہوا کہ اہل کتاب کو مخصوص لباس پہننے پر مجبور نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے پہلے غیر مسلموں کو مسلمانوں سے ممتاز کرنا ممکن تھا۔

دوسرا سبب یہ کہ: اسلامی معاشروں میں مرتد لوگوں کے پائے جانے کا امکان ہے لیکن اس کے باوجود وہ مرتد لوگوں پر حد قائم نہیں کرتے؛ کیونکہ وہ بھی وضعی قوانین کے پیروکار ہیں

اس خارجی کی موشگافیوں کا جواب درج ذیل ہے:

۱- خارجیوں کی یہ تقسیم کہ مسلم معاشرے مرتد، مجہول الحال اور مخلوط ہیں اس کا سبب ذمیوں کا مخصوص لباس ختم کرنا نہیں اور نہ ہی وضعی قوانین میں مرتد کو مجرم نہ کہنا اس کا سبب ہے، بلکہ اس ساری کہانی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ مسلمان حکمرانوں کے سامنے قدیم خارجیوں کی طرح حاکمیت کا ڈھنڈورا پیٹا جائے، لہذا پہلے مسلم حکمرانوں کو کافر کہا؛ پھر حکومتی کارندوں کو کافر قرار دیا، جو کہ امت محمدیہ کے ایک بہت بڑے حصے کو کافر قرار دینے کا باعث ہے، پھر اس سے مزید آگے بڑھتے ہوئے اسے بھی کافر کہہ دیا جو حکومتی کارندوں کو کافر نہ سمجھے، تو نتیجہ یہی آنا تھا کہ امت اسلامیہ سید فضل کے ہاں یا تو کافر ہیں یا مرتد ہیں یا مجہول الحال اور ان سب صورتوں میں ان کا خون مٹی سے بھی سستا ہے!!

در حقیقت یہی وہ اصول اور ضابطہ ہے جن پر قدیم خارجی چلے تھے، اس لیے معاصر خارجیوں کی کتابوں میں یہی حاکمیت ہی ایک موضوع ہے جس کے ارد گرد ان کی گفتگو چلتی ہے، اسی کے پانی پر وہ زندہ ہیں، حکمرانوں کو کافر کہتے ہیں، یہی ان کا اوڑھنا بچھونا اور کھانا پینا ہے۔

اس لیے اگر سید فضل حکمران کو کافر کہنا ترک کر دے یا اس نظریے کو خیر آباد کہہ دے تو پھر خارجی فکر کو کوئی ٹھکانا نہیں ملے گا؛ البتہ سید فضل کی عقل کو ٹھکانا مل جائے گا اور سکون کی نیند سوئے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہی ایک بات ہے اگر اسی کو صحیح انداز میں مان لے تو پھر مسلم خطوں کے جو حقوق بھی انہوں نے سلب کر رکھے ہیں وہ سب کے سب واپس آ جائیں گے، مسلم خطوں کو مسلم خطہ کہا جائے گا؛ وہاں کے رہنے والوں کو مسلمان اور مومن قرار دیا جائے گا، تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ خارجیوں کی ساری تقسیمات مجہول الحال، مرتد اور مخلوط معاشرہ سب اصطلاحات کا خاتمہ ہو جائے گا۔

لیکن اگر سید فضل حکمرانوں کو کافر قرار دینے سے باز نہ آئے تو اپنے دیگر اصولوں کو کالعدم قرار دے لے، مثلاً: کسی بھی علاقے کا وہی مذہب ہو گا جو وہاں کے حکمران کا ہے؛ لہذا اگر حکمران کافر تو رعایا بھی کافر ہے۔ اپنے اس اصول کی وجہ سے سید فضل نے فوجی اداروں اور پولیس کے جوانوں کو کافر قرار دیا ہے۔

۲۔ اس خارجی فکر کی اس طرح بھی تردید ہو سکتی ہے کہ امت اسلامیہ میں ایسے عہد بھی آئے ہیں جن میں غیر مسلموں پر مخصوص لباس پہننا لازمی نہیں تھا اور یہ چیز عہد نبوی، صدیق کی مکمل خلافت اور عمر فاروق کی خلافت کا کچھ حصہ اس کا شاہد ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ہی غیر مسلموں پر مخصوص لباس پہننا لازمی قرار دیا تھا۔

تو سید فضل کے ہاں مذکورہ اسلامی معاشروں کا کیا نام ہو گا؟

اسی طرح ماضی کے جن ادوار میں امت اسلامیہ کمزور تھی اور حکمران اور خلفاء آپس میں بکھرے ہوئے تھے انہوں نے بھی غیر مسلموں اور ذمیوں کو مخصوص لباس پہننے پر مجبور نہیں کیا، تو ان کے بارے میں سید فضل کیا نام تجویز کرتے ہیں؟

۳۔ اس خارجی کی بنائی ہوئی تقسیم کو رد کرنے کے لیے یہ بھی پوچھا جا سکتا ہے کہ اس کے بارے میں اللہ تعالی کا یا نبی کا فرمان پیش کرو، یا کم از کم کسی معتبر عالم کا موقف ہی پیش کر دو کہ انہوں نے کسی بھی علاقے اور خطے کو مسلم خطہ قرار دینے کے لیے عیسائیوں کو مخصوص لباس پہنانے سے مربوط کیا ہو یا سید فضل کے بتلائے ہوئے کسی اور سبب سے منسلک کیا ہو؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سید فضل کی خطرناک بات یہ ہے کہ اہل قبلہ کو اسلام سے خارج کر کے انہیں مجہول الحال کہا، یا مخلوط معاشرہ قرار دیا اور پھر اسی بنا پر ان کے قتل کو جائز سمجھنا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ سید فضل بذات خود مجہول الحال ہے، ان کا حقیقی نام کسی کو معلوم نہیں تھا، اصل اس وقت معلوم ہوا جب اسے پکڑا گیا، اس کی لکھی ہوئی تحریریں جھوٹے ناموں سے چھپتی تھیں، مزید برآں یہ بھی ہے کہ سید فضل کا علوم شرعیہ میں کوئی استاد نہیں ہے، اس کا شرعی علوم میں کوئی استاد نہیں ہے، پھر اس کا حقیقی شعبہ بھی طب ہے۔

۴- سید فضل نے کہا کہ: "کسی بھی شخص کے متعلق یہ کہنا کہ یہ مسلمان ہے یا کافر یہ محض تخمین اور اندازہ ہی رہ گیا، یقینی بات کرنا ممکن نہ رہا"

تو سید فضل سے کہا جائے گا: تمام مسلمانوں کے قتل کو جائز سمجھنا صرف اس لیے کہ اس معاشرے میں مرتد بھی پائے جاتے ہیں اور یہاں پر ذمیوں کو مخصوص لباس پہننے پر مجبور نہیں کیا جاتا؛ یہ بھی تو تخمین اور اندازہ ہی ہے، کوئی یقینی اور حتمی بات نہیں!!

کیونکہ عہد نبوت میں منافقین موجود تھے اور شرعی معیار کے مطابق منافقین کفریہ گروہوں میں سے سب سے خطرناک گروہ ہیں، بلکہ رسول اللہ ﷺ ان منافقوں کو نام کے ساتھ جانتے تھے، آپ کے راز دان سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بھی ان کا علم تھا، نیز بہت سے صحابہ منافقوں کے طور طریقوں اور حرکتوں سے بھی کئی منافقوں کو جانتے تھے، لیکن ان میں سے کسی پر بھی قتل کی حد جاری نہیں کی گئی، لیکن اس کے باوجود کسی بھی مسلمان میں یہ جرأت پیدا نہیں ہوئی کہ سارے اسلامی معاشرے کو کفر و اسلام کا مخلوط معاشرہ قرار دے دے۔

۵- اس خارجی کو چاہیے تو یہ تھا کہ شرعی نصوص پر اکتفا کرتا اور سب مسلمانوں کو اسلام کا دیا ہوا جانی تحفظ دیتا؛ کیونکہ شرعی دلائل کی چھان بین کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کسی بھی اسلام کے دعوے دار شخص کا مسلمان ہونا معمولی سی علامت سے ثابت ہو جاتا ہے، چاہے اس کی ظاہری صورت حال سے اس کے کافر ہونے کے ثبوت کیوں نہ مل رہے ہوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے بارے میں بہترین دلیل اور مثال سیدنا اسامہ بن زید کی حدیث ہے کہ انہوں نے کلمہ توحید پڑھنے والے شخص کو قتل کر دیا؛ کیونکہ اس مقتول نے میدان جنگ میں بہت سے مسلمانوں کو قتل اور زخمی کیا تھا۔

اس شخص نے کلمہ بھی اسی وقت پڑھا تھا جب اس نے اپنے سر پر چمکتی دھار والی تلوار دیکھی اور اس کی اپنی تلوار ہاتھ سے گر چکی تھی، تو یہ تمام قرائن بتلاتے ہیں کہ اس نے کلمہ پڑھا ہی اس لیے تھا کہ جان بخشی ہو جائے گی اور یہ بات ہمارے نبی ﷺ کے پیارے اور آپ ﷺ کے پیارے کے بیٹے سیدنا اسامہ بن زید نے سمجھی تھی، لیکن شریعت اسلامیہ نے ایسے تمام قرائن کو اسلام اور مسلمانوں کے تحفظ کے لیے کالعدم قرار دیا صرف اس لیے کہ مسلمانوں کی جانوں کو تحفظ حاصل ہو، ان کی عزتیں محفوظ ہوں، چنانچہ شریعت نے کفر کو ثابت کرنے والے قرائن کو کالعدم قرار دے کر اسلام ثابت کرنے والے قرینے کو ترجیح دی۔

لیکن یہاں صورت حال کچھ اس طرح ہے کہ سید فضل نے دینی اصولوں اور مسلمہ قواعد کی جانب نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا، قرائن پر عمل کرنا تو دور کی بات ہے؛ اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ دماغ میں خارجیت بھری ہوئی ہے اور اسی خارجیت نے ان کی فکر کو ہمیشہ کے لیے دائمی بیماری میں مبتلا کر دیا وہ یہ ہے کہ کس طرح لوگوں کو کافر قرار دیں، خون پینے کی پیاس کیسے بجھے اور یہ بیماری خارجیوں کی قدیم بیماری ہے معاصر اور قدیم خارجی اسی بیماری میں مبتلا چلے آ رہے ہیں، ان کے ہاں کافر کا لفظ سب سے آسان ہے اور سید فضل بھی اس لفظ کا رسیا ہے، اور اسی وجہ سے معاصر اہل علم نے اسے پاگل بھی قرار دیا۔ اہل علم تکفیریوں کے قریب جانے سے بھی روکتے تھے، اس کی تفصیل آگے آئے گی۔ ان شاء اللہ

سید فضل کا کہنا ہے کہ: "یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ اس وقت بہت سے ممالک میں یہ بات پھیل چکی ہے کہ بغیر ما انزل اللّٰہ کے تحت فیصلے کرنے والے حکمران کافر ہیں اور یہ شہرت ان حکمرانوں پر اتمام حجت کے لیے کافی ہے، اگرچہ کچھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگ اس موقف کی مخالفت کرتے ہیں، بلکہ ان حکمرانوں کو کافر کہنے والوں کو بیوقوف، اور گمراہ تک کہہ دیتے ہیں۔ تو کوئی بات نہیں کیونکہ انبیائے کرام کو بھی گمراہ کہنے والے ان کی مخالفت اور ان کا ٹھٹھا اڑانے والے موجود تھے، لیکن ان کی وجہ سے اتمام حجت کے عمل میں کوئی کمی نہیں آئی۔

اس سے تمہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ اگر کسی علاقے میں مرتد حکمرانوں کارندوں کو گمراہ کرنے والے علمائے سوء پائے جائیں اور وہ انہیں یہ جھانسا دیں کہ ان کا حکمران مسلمان ہے، اور یہ کہ تم جہاد فی سبیل اللہ میں مشغول ہو، نیز ان کے حکمران کے خلاف بغاوت کرنے والے لوگ خارجی ہیں یا اسی طرح کی باتیں کریں تو یہ در حقیقت انہیں گمراہ کرنے کی کوشش ہے اور ان کی وجہ سے مرتد حکمرانوں کے معاونین [یعنی حکومتی کارندے] کفر سے بچ نہیں پائیں گے؛ کیونکہ ان پر اتمام حجت ہو چکا ہے، اور اللہ تعالی کا فرمان ہے:

{وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا} اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے مجرموں میں سے دشمن بنایا، اور تیرا رب ہدایت اور نصرت کے لیے کافی ہے۔[الفرقان:۳۱]؛ لہذا جس قدر حق بات عیاں ہو گی مجرمین، مخالفین اور گمراہ کرنے والے بھی اس قدر عیاں ہوتے جائیں گے، نیز ان کے عیاں ہونے سے اتمام حجت کے عمل میں کوئی فرق نہیں پڑے گا؛ کیونکہ رسولوں کے زمانے میں بھی ایسے لوگ موجود تھے لیکن پھر بھی ان پر اتمام حجت ہو گیا"[۱]

سید فضل اپنے اصولوں میں بڑا شاطر ہے؛ وہ ان تمام راستوں کو بند کر دیتا ہے جہاں سے اس پر اعتراض کا امکان ہو، وہ اس طرح کہ پہلے تکفیر کے موانع ذکر کر کے ان میں سے ہر ایک کا جواب دیتا ہے، پھر اپنی بات پر ہونے والے اعتراضات کا جواب دیتا ہے تاکہ اپنے چیلوں کو کسی بھی ایسے اعتراض پر ثابت قدم کر سکے جو حروری اور خارجی اصولوں کو توڑنے کا باعث بنے

(۱)"الجامع" از سید فضل، ص:(۶۹۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور خارجی چیلے مزید پختگی اور ثابت قدمی کے ساتھ اس کے تکفیری اور خارجی نظریات پر قائم رہیں اور ان اصولوں پر مرتب ہونے والے احکامات کو بھی صحیح سمجھیں۔

سابقہ اقتباس میں سید **فضل نے یہ کہنے کی کوشش کی ہے کہ**: امت میں ایسے افراد موجود ہیں جو حکمرانوں کو کافر نہیں سمجھتے؛ تو اس کے نتیجے میں ایسا ممکن ہے کہ حکمرانوں کے حاشیہ نشینوں کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو کہ: مذکورہ افراد پائے جانے کی وجہ سے تکفیر کی شرائط ہی پوری نہیں ہوتیں، نہ ہی تکفیر کے موانع ختم ہوتے ہیں۔ اس شبہ کو ختم کرنے کے لیے سید فضل نے ایسی گھٹیا بات کی ہے کہ جو کسی صاحب عقل سے صادر نہیں ہو سکتی چہ جائیکہ امت کے کسی "عالم مجاہد" سے صادر ہو!

اس بات کا رد یہ ہے کہ: اگر کوئی عالم کسی حکمران کو کافر نہیں سمجھتا تو اس کا مطلب یہ نہیں ہونا چاہیے کہ حکمران کافر نہیں ہے، یا اس حکمران کے ماتحت کام کرنے والے کافر نہیں ہیں؛ کیونکہ رسولوں کی مخالفت کرنے والوں پر بھی حجت قائم ہو گئی تھی حالانکہ رسولوں کے دشمن اور ان کو گمراہ کہنے والے لوگ موجود تھے، لیکن پھر بھی ان کی موجودگی کو اللہ تعالی نے عذر شمار نہیں فرمایا۔

اس خارجی ہوس کا پردہ مزید ان نکات میں واضح ہوتا ہے کہ:

- سید فضل نے یہاں پر وحدانیت الٰہی کے منکرین اور اللہ کی بیوی اور اولاد ماننے والوں کے ساتھ ان لوگوں کو لا کھڑا کیا ہے جو وضعی قوانین کے مطابق فیصلے کرتے ہیں، یعنی دونوں کا درجہ ایک ہی ہے!
- اس شخص نے انبیائے کرام کی وحدانیت اور رسالت سے متعلق تبلیغ کو اور سید فضل اور اپنے رفقاء کی الحکم بغیر ما انزل اللہ پر مرتب کی ہوئی تکفیر کو ایک درجے میں رکھا ہے!!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- اگرچہ مخالفین موجود تھے لیکن پھر بھی رسولوں کی بعثت سے حجت قائم ہوئی تو اسی طرح حکمرانوں اور ان کے ماتحت کام کرنے والوں پر سید فضل اور اس کے رفقاء کی وجہ سے حجت قائم ہو چکی ہے اگرچہ ان کے مخالف علمائے کرام موجود ہیں!

باالفاظ دیگر یوں کہیں کہ: اس خارجی کے مطابق سابقہ انبیائے کرام کی پیغام رسالت اور وحدانیت سے متعلق گفتگو کی طرح سید فضل اور اس کے رفقاء کی گفتگو واضح ہے، لہذا وضعی قوانین پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے حکمران اسی طرح کافر قرار پائیں گے جیسے رسولوں کے منکر لوگ کافر قرار پائے۔ نیز سید فضل نے اپنے مخالف کبار اہل علم کو رسولوں کے پیغام وحدانیت اور رسالت کا انکار کرنے والے لوگوں کے برابر قرار دیا!

حالانکہ وحدانیت الٰہی، اور اللہ تعالی کی بیوی اور اولاد کی نفی دین اسلام میں مسلمہ مسائل ہیں، ایسے مسائل کو حکم بغیر ما انزل اللہ کے ساتھ رکھنا بہت بڑی زیادتی اور ظلم ہے۔

اہل علم مجموعی طور پر عذر بالجہل پر متفق ہیں؛ خصوصاً ایسے مسائل جن کی تفصیلات اور جزئیات عامی آدمی تو دور کی بات کسی عالم اور مجتہد سے بھی مخفی رہ سکتی ہیں، جیسے کہ اللہ تعالی کی قدرت پر شک کرنے والے کی حدیث میں ہے، اس کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اس شخص نے قدرت الٰہی میں شک کیا کہ اگر اسے راکھ بنا کر اڑا دیا گیا تو اللہ تعالی اسے زندہ نہیں کر پائے گا، بلکہ اس نے یہ بھی سمجھ لیا تھا کہ اللہ تعالی اسے اٹھائے گا ہی نہیں، تو یہ تمام مسلمانوں کے ہاں کفر ہے، لیکن چونکہ وہ جاہل تھا اسے اس بات کا علم نہیں تھا تاہم اللہ کے عذاب سے ڈرتا تھا، تو اللہ تعالی نے اسی خوف کی بنا پر اسے بخش دیا"[1]

چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس بات پر اتفاق نقل کیا ہے کہ جو شخص بھی اللہ

---

(۱)"مجموع الفتاوی"، (۲۳۱/۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعالی کی قدرت پر شک کرے تو وہ کافر ہے؛ لیکن اس کے باوجود اسے عذر بالجہل کی وجہ سے کافر قرار نہیں دیا۔ کیونکہ اللہ تعالی کی وحدانیت، اللہ تعالی کی اولاد اور بیوی نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں اور رسالت کا ثبوت ایسے مسائل ہیں جو دین میں مسلمہ حقائق ہیں اور تمام کی تمام سابقہ شریعتیں اس پر متفق ہیں، تو ایسے متفقہ مسائل کے ساتھ الحکم بغیر ما انزل اللہ جیسے مسئلے کو کس طرح لایا جاسکتا ہے؟

اس کے بعد ایک اور جگہ پر **سید فضل نے اپنے ہم نوالہ اور ہم پیالہ طلعت فواد قاسم کا موقف** ذکر کیا ہے کہ: "یہ بات واضح ہونی چاہیے کہ ہم شرعی قوانین کے بدلے وضعی قوانین لاگو کرنے والے اور حکمرانوں کے ہم نوا افراد میں فرق کرتے ہیں"

لیکن اس کے بعد سید فضل کہتا ہے کہ: "یہ تفریق بھی بے دلیل ہے؛ کیونکہ الحکم بغیر ما انزل اللہ کے مسئلے میں تمام لوگ یکساں ہیں اس پر کتاب و سنت اور اجماع سے دلائل موجود ہیں"[1]

پھر اس کے بعد سید فضل نے مزید کہا: "مرتد حکمرانوں کے ماتحت افراد کے کافر ہونے کی دلیل یہ ہے کہ: صحابہ کرام کا مرتد لوگوں کے تمام معاونین کے متعلق اجماع تھا کہ وہ کافر ہیں، ان کے مال و دولت اور عورتیں مال غنیمت ہوں گی، ان میں سے جو لوگ قتل ہوں گے وہ جہنم میں جائیں گے، چنانچہ صحابہ کرام نے اس مسئلے میں پیشوا اور رعایا میں فرق نہیں کیا، نیز یہ اجماع روایت کے اعتبار سے صحیح ہے اور دلالت کے اعتبار سے قطعی ہے؛ کیونکہ اس وقت کسی بھی صحابی نے ان کے اس موقف کی مخالفت نہیں کی اور اس قسم کے اجماع کا مخالف کافر ہے اور مؤلف [مراد طلعت قاسم ہے] پر وہی [کفر] لازم آتا ہے جو میں نے ابھی ذکر کیا ہے، چاہے

---

(۱) "الجامع" از سید فضل، ص: (۶۳۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلف نے اجماع کی مخالفت جانتے بوجھتے ہوئے کی ہے یالاعلمی کی بنا پر، انہیں چاہیے کہ اس مسئلے میں پہلے سلف صالحین کے موقف کو دیکھے اور اسی کو اپنائے تاکہ اہل سنت والجماعت کی مخالفت نہ ہو"[۱]

سید فضل کی اس بات کا رد:

۱- سید فضل نے نہ اگلوں کو چھوڑا نہ پچھلوں کو، کسی کو جاہل کہہ دیا تو کسی کو کافر صرف اس لیے کہ نوجوان لونڈوں اور چھوکروں کو صرف میں ہی نظر آؤں اور میری ہی بات مانی جائے، اب جس شخص کو کافر قرار دیا ہے یہ اسی کا ہم نوالہ اور ہم پیالہ ہے، اس کے ماننے والے اور چاہنے والے بھی بہت ہے، مصر میں خارجی افکار کی حامل جماعت: الجماعة الإسلامية کا رکن ہے، اس کی تفصیل ہم دوسرے مرحلے میں بیان کر آئے ہیں۔

۲- پوری شریعت کی تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ جدید مسائل کو فتاوی صادر کرتے ہوئے دلیل بنایا جائے اور ان پر قیاس کیا جائے؛ چنانچہ کوئی بھی جدید مسئلہ یا ناگہانی صورت حال پیدا ہونے پر اس مسئلے اور صورت حال کی کچھ خصوصیات ہوتی ہیں جن کی وجہ سے اس پر کسی اور مسئلے یا ناگہانی صورت کو قیاس کرنا ممکن نہیں ہوتا، ہاں ایک اندازہ اور تخمینہ لگایا جا سکتا ہے، تو جو شخص جدید مسائل کو اصل بنا کر امت میں قتل وغارت کرے اس کا کیا حکم ہوگا؟

البتہ جو شخص اجتہاد کی صلاحیت رکھتا ہے وہ ان جدید مسائل سے رہنمائی لے سکتا ہے لیکن تفصیلی یا اجمالی دلائل کو سامنے رکھ کر، مطلب یہ ہے کہ کسی جدید مسئلے کو دلیل نہ بنایا جائے بلکہ دلیل اجمالی یا تفصیلی دلائل ہی ہوں، تو یہ اجازت ایسے شخص کے لیے ہے جو اجتہاد کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، لیکن اگر کسی کا اصل نام ہی معلوم نہ ہو تو ان کا مجتہدین سے ناخن برابر بھی تعلق واسطہ نہیں ہے۔

---

(۱) "الجامع" از سید فضل، ص: (۶۳۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳- کسی بھی ناگہانی مسئلے میں مخصوص اسباب اور حالات کارفرما ہوتے ہیں، لہذا اس ناگہانی مسئلے کے بارے میں صادر شدہ فتوی بھی اسی نوعیت کا حامل ہوتا ہے، یعنی اس فتوے کو کسی اور ناگہانی صورت پر قواعد وضوابط کے بغیر لاگو نہیں کیا جاسکتا، اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ علمی اور عملی منہج سے دور ہے۔ اس لیے کہ ہر ناگہانی مسئلے کی تفصیلات اور جزئیات کسی دوسرے مسئلے سے یکسر مختلف ہوتی ہیں، چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے زمانے کے تاتاریوں کے بارے میں جو فتوی دیا تھا اگر صد فی صد بالکل اسی طرح کے حالات دوبارہ پیدا ہو جائیں تو پھر تو وہ فتوی کارآمد ہوگا لیکن شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے اس فتوے کی تمام تر جزئیات اور تفصیلات پر کلی اعتماد کر کے ہمارے سامنے آنے والے جدید مسائل اور ناگہانی حالات پر لاگو نہیں کیا جاسکتا، تو ان فتاوی کو مسلمانوں کا خون بہانے اور تکفیر میں کیسے لاگو کیا جاسکتا ہے؟

بلکہ اگر مزید گہرائی میں جائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ لوگ ناگہانی مسائل کے متعلق دیئے گئے فتاوی پر اعتماد کر رہے ہیں تو یہ ان کے علمی دیوالیہ پن کی علامت ہے، کہ ان کا علمی کشکول خالی ہو چکا ہے!

۴- مرتد لوگوں کے کافر ہونے پر اجماع تو صحابہ کرام کا ہے جنھوں نے پوری دینا میں نور اسلام کو پھیلایا جبکہ حکمرانوں کی رعایا کے کفر پر اجماع سید فضل اور معاصر خوارج کا اجماع ہے! ارتداد کا شرعی حکم ہے اور مرتد شخص کے ماتحت رہنے والا شخص ہر حال میں مرتد نہیں ہوتا؛ کیونکہ عین ممکن ہے کہ وہ مجبور اور مقہور ہو جبکہ مرتد لوگوں سے قتال تو شرعی واجب ہے صحابہ کرام نے خود اس قتال میں شرکت کی، بلکہ صحابہ کرام کے خلاف ہتھیار بھی مرتد اور مانعین زکاۃ نے ہی اٹھایا تھا، مرتدین کے خلاف جہاد صدیق اکبر کے حکم سے ہوا تھا؛ اس لیے اگر مسلم حکمران کو نظر آئے کہ کوئی گروہ مسلمانوں کو تقسیم کرنا چاہتا ہے، تو انہیں راہ راست پر لانا صحیح ہے چاہے اس کے لیے مسلح کاروائی کرنی پڑے، لیکن معاصر خوارج نے ایسے کام کی وجہ سے حکمرانوں کو کافر قرار دیا ہے جو در حقیقت کفر کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موجب نہیں ہے، انہوں نے اپنے آپ کو امت کا والی وارث بنا لیا ہے کہ ہم ہی ہیں جو امت کو راہ راست پر لائیں گے اور اس کا ایک ہی طریقہ کار ہے اور وہ ہے قتل وغارت۔

اصل میں تکفیری پیاس اور خون چوسنے کی چاہت نے معاصر خارجیوں کو حکمرانوں کی تکفیر پر مجبور کیا، سرکاری ملازموں کو کافر قرار دیا، اس کے لیے دو طرح کے دلائل بھی استعمال کئے:

- کافروں کے متعلق نازل شدہ آیات کو مسلمانوں اور کلمہ گو نمازیوں پر لاگو کیا، مثلاً اللہ تعالی کا فرمان ہے: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ} اے ایمان والو! تمہارے ساتھ کافر ہیں تم ان سے قتال کرو، اور وہ تم سے تشدد پائیں، اور جان لو کہ بیشک اللہ متقی لوگوں کے ساتھ ہے۔[التوبۃ:۱۲۳]
- ناگہانی مسائل کو دلیل بنا کر ہمارے جدید مسائل پر انہیں لاگو کیا، ان ناگہانی مسائل سے میں مشہور ترین یہ ہیں: صحابہ کرام نے مرتدین کے خلاف قتال کیا، تاتاریوں کے خلاف جہاد، عبیدی سلطنت کے واعظوں کو مالکی علمائے کرام نے کافر قرار دیا۔

حالانکہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ تاتاریوں اور عبیدیوں کے جو الحادی اور زندیقیت سے بھرے ہوئے نظریات تھے ان کی وجہ سے اہل اسلام کو ان کے ملانا بالکل روا نہیں ہے۔

چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "تاتاری دین اسلام کو یہود اور نصاری کے دین جیسا سمجھتے ہیں کہ یہ سب اللہ تعالی تک پہنچانے والے راستے ہیں، جیسے مسلمانوں کے چار فقہی مذاہب ہیں بالکل اسی طرح، پھر کچھ تاتاری یہودیت کو تو کچھ عیسائیت کو اور کچھ اسلام کو ترجیح دیتے ہیں"[1]

---

(۱)"مجموع الفتاوی"،(۲۸/۵۲۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح امام سیوطی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "چنگیز خان نے اپنی حکومت بنالی اور تاتاریوں نے اسے اپنا حکمران تسلیم کر لیا، بلکہ اسے اپنا معبود سمجھنے لگے "[1]، جن لوگوں نے تاتاریوں کو دیکھا اور پرکھا ان کا تاتاریوں کے بارے میں یہ کہنا ہے، اسی لیے حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے تاتاریوں کے کافر ہونے کے متعلق تمام مسلمانوں کا اجماع نقل کیا ہے اور یہی بات حق اور سچ ہے۔

سید فضل کا کہنا ہے کہ: رسالہ لیمانیہ کے مؤلف نے حکمرانوں کو تو کافر کہا ہے لیکن سرکاری ملازمین کو کافر کہنے میں توقف اختیار کیا ہے۔ تو اس پر یہ اعتراضات وارد ہوتے ہیں:

- اس نے نبوت کا دعوی اور الحکم بغیر ما انزل اللہ کو ایک ہی درجے میں رکھا ہے، تو جس طرح مسیلمہ کذاب کے پیروکار مسیلمہ کی تابعداری کی وجہ سے کافر ہوئے بالکل اسی طرح حکمرانوں کے پیروکار بھی کافر قرار پائیں گے!! تو رسالہ لیمانیہ کے مؤلف نے اس قطعی اجماع کی مخالفت کی ہے اور اجماع کا مخالف کافر ہوتا ہے، لہذا سید فضل نے اپنے ہم خیال کو بھی کافر قرار دے دیا۔
- سید فضل نے رسالہ لیمانیہ کے مؤلف کو کافر کہا تو اس سے سید فضل خود بھی کافر ہو جاتا ہے، **اس کی تفصیل یہ ہے کہ:** سید فضل نے طلعت قاسم کو کافر کہا اور اسے عذر بالجہل کی گنجائش نہیں دی؛ کیونکہ اس نے صحابہ کرام کے اجماع کی مخالفت کی ہے۔

اس قاعدے کی رو سے جو شخص بھی اجماع صحابہ کی مخالفت کرے تو وہ سید فضل کے ہاں کافر ہے، حالانکہ سید فضل نے خود صحابہ کرام کا اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ وہ جہالت کو عذر مانتے تھے، اب سید فضل نے اپنے ساتھی کو جہالت کی بنا پر معذور نہیں سمجھا تو اس طرح سید فضل بھی خود اپنے جال میں پھنس کر کافر ہو گیا۔

---

(۱)"تاریخ الخلفاء "(۱/۴۲۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مختصراً یہ کہ: صحابہ کرام اجماعی طور پر جہالت کی بنا پر عذر قبول کرتے تھے لیکن سید فضل نے اس اجماع صحابہ کی مخالفت کی اور طلعت نے مرتد لوگوں کی تکفیر سے متعلق صحابہ کے اجماع کی مخالفت کی تو دونوں ہی اپنے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق کفر میں مبتلا ہو گئے۔ تو یہاں پر سید فضل کو وہی بات کہی جائے گی جو سید فضل نے طلعت کو کہی تھی: "مؤلف [یہاں طلعت قاسم کی بجائے سید فضل مراد ہے] پر کفر لازم آتا ہے، چاہے مؤلف نے اجماع کی مخالفت جانتے بوجھتے ہوئے کی ہے یا لاعلمی کی بنا پر"[1]

اور ہمیں یہ یقین ہے کہ سید فضل کو عذر بالجہل کے معاملے میں صحابہ کرام کے اجماع کا علم تھا؛ کیونکہ سید فضل نے صحابہ کرام کا یہ اجماع خود اپنی کتاب میں نقل کیا ہے، لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ طلعت قاسم کو مرتد کے پیروکاروں کے کافر ہونے سے متعلق صحابہ کرام کے اجماع کا علم نہ ہو۔

سید فضل کے بارے میں عادلانہ حکم تو یہی لگتا ہے کہ جن اہل علم کے ہاں قبول اسلام پر غسل کرنا واجب ہے ان کے اس موقف کے مطابق سید فضل کو غسل قبول اسلام کر لینا چاہیے، یا مرتد ہونے کے بعد توبہ تائب ہو جائے اور کلمہ شہادت پڑھ لے؛ یہ بات سید فضل کے قواعد کے عین مطابق ہے، اس طرح سید فضل کو نیند بھی سکون کی آئے گی۔

اصولی طور پر کوئی بھی مسلمان سید فضل کے خارجی نظریات پر اس کی موافقت نہیں کرتا لیکن یہ باتیں صرف الزامی ہیں تاکہ سید فضل کو اسی کے بچھائے ہوئے جال میں پھنسایا جائے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ **کہتے ہیں:** "جب تک کسی پر حجت قائم نہیں ہو جاتی اس وقت تک کسی بھی مسلمان کو کافر قرار نہیں دیا جا سکتا چاہے اس کی غلطی کس قدر سنگین ہی کیوں نہ ہو۔ نیز

(۱) "**الجامع**" از سید فضل، ص: (۷۳۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس شخص کے مسلمان ہونے پر ہمیں یقین ہو تو وہ شک کی بنا پر کافر نہیں ہو گا، بلکہ اس پر حجت قائم کی جائے گی اور شبہات زائل کیے جائیں گے۔"(۱)

- جس اجماع کی مخالفت کی بنا پر انسان کافر ہو جاتا ہے انہیں علمائے راسخین نے انتہائی محدود تعداد میں جمع کر دیا ہے؛ اس لیے یہ بات درست نہیں ہے کہ کوئی بھی اٹھ کر اجماع کا دعوی کر دے اور پھر جو بھی اس کی مخالفت کرے اس کو کافر قرار دے دے۔

ابن دقیق العید رحمہ اللہ **کہتے ہیں:** "اجماعی مسائل میں بسا اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر بھی ثابت ہوتا ہے، مثلاً نماز کی فرضیت کا مسئلہ ہے۔ اور بسا اوقات اجماعی مسائل میں تواتر ساتھ نہیں ہوتا؛ تو ایسی صورت میں پہلی قسم کے اجماع کا منکر کافر ہو گا کیونکہ وہ تواتر کی مخالفت کر رہا ہے نہ کہ اجماع کی مخالفت کی وجہ سے وہ کافر ہے، جبکہ دوسری قسم کے اجماع کا منکر کافر نہیں ہو گا"(۲)

ایسے ہی حافظ عراقی رحمہ اللہ **کہتے ہیں:** "اجماع کے منکر کے متعلق صحیح موقف یہ ہے کہ: ایسے حکم کے متعلق اجماع کا انکار کیا جائے جو کہ دین میں مسلمہ حقیقت ہو، جیسے کہ پانچوں نمازوں کی فرضیت"(۳)

جس اجماع کا منکر کافر ہوتا ہے اس سے متعلق یہ ان اہل علم کے اقوال ہیں جو اللہ تعالی سے اور یوم آخرت میں رسوائی سے ڈرتے ہیں، ذرا غور کریں کہ اتنے بڑے بڑے دو نامور اہل علم کس طرح سے مثال بھی ایک ہی پیش کرتے ہیں کہ جو نمازوں کی فرضیت کا انکار کرے تو وہ کافر ہے، لیکن خارجی فکر میں لت پت لوگوں کے ہاں موجب کفر اجماع کا دائرہ کار بہت وسیع ہے۔

---

(۱) "مجموع الفتاوى"، (۱۲/۴۶۶)

(۲) "إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام"، (۴/۸۴)

(۳) "فتح الباري"، (۱۲/۲۰۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سید فضل کا کہنا ہے کہ: "فرد کا حکم جماعت والا ہے اور جماعت کا حکم اس کے سربراہ اور قائد والا ہے، اس لیے اگر کسی جماعت کا سربراہ مرتد ہے جیسے کہ مسیلمہ اور طلیحہ تو ان کی جماعت کو مرتدوں کی جماعت سے موسوم کیا جائے گا اور اس جماعت کے ہر فرد پر مرتد ہونے کا حکم لگایا جائے گا، اور اگر کسی جماعت کا سربراہ باغی ہو گیا تو اس جماعت کو باغیوں کی جماعت کہا جائے گا"[1]

یہ کالم نگار اہل علم کی گفتگو کو لے کر اپنے تکفیری نظریات ثابت کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے، ان کی گفتگو کو سمجھتا نہیں ہے کہ اس کا معنی اور صحیح مفہوم کیا ہے؛ چنانچہ اہل علم کی گفتگو کا مطلب یہ ہے کہ مجہول الحال کا حکم وہی ہے جو اس کی جماعت کا ہے، یہاں حکم قتل اور مال چھیننے سے متعلق ہے، کفر کا حکم اس پر لاگو کرنا مراد نہیں ہے، اس کی مثالیں درج ذیل ہیں:

شیخ عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ **کہتے ہیں:** "یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مشرکین کے ساتھ رہنا کفر ہے، بلکہ مراد یہ ہے کہ جو مسلمان شخص مشرکوں کے درمیان رہنے سے بچ نہیں سکا اور کسی دوسری جگہ رہائش اختیار نہ کر سکا، نیز مشرکین اسے جبراً اپنے ساتھ میدان جنگ میں لے آئیں تو پھر اس مسلمان کا حکم قتل کرنے اور اس کا مال سلب کرنے میں مشرکین والا ہے، کفر میں اس کا حکم مشرکین والا نہیں ہے"[2]

سید فضل نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث جس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **(جو شخص فوت ہو اور اس کی گردن میں بیعت نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا)**[3] کے متعلق کہا ہے کہ: "میں یہ کہتا ہوں کہ یہ حدیث میرے ہاں قیامِ خلافت کے لیے کوشش کرنے کی سب سے

---

(۱) "الجامع" از سید فضل، ص: (۶۸۷)

(۲) "الدرر السنية": (۸/۴۵۶-۴۵۵)

(۳) صحیح مسلم: (۱۸۵۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مضبوط ترین دلیل ہے اور عام طور پر خلیفہ اس وقت تک کسی کو نہیں بنایا جا سکتا جب تک جہاد نہ ہو، اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں باقی اللہ تعالی بہتر جانتا ہے کہ جو بھی مسلمان اس وقت فوت ہو رہا ہے اور مسلمانوں کا کوئی خلیفہ نہیں ہے تو وہ گناہ گار ہے، ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں مذکور مذمت (**وہ جاہلیت کی موت مرا**) اس پر لاگو ہو گی!؛ البتہ اگر کوئی اس کے لیے عملی کوششیں کر رہا ہو لیکن اسلامی حکومت قائم کرنے اور خلیفہ مقرر کرنے کے اہداف ابھی تک حاصل نہ ہوئے ہوں تو وہ اس سے مستثنی ہو گا"[۱]

اس خارجی کی تکفیری بھوک اور خون پینے کی پیاس نہ بجھی تو اب لوگوں کو گناہگار قرار دینے کی جانب بھی اقدام کر لیا یہاں سید فضل نے تمام کے تمام مسلمانوں کو گناہ گار قرار دیا ماسوائے ان شاذ لوگوں کے جو غاروں اور پہاڑوں میں چھپے ہوئے ہیں؛ وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنا خلیفہ مقرر کرنے اور حکمرانوں کے خلاف جہاد کرنے کی کوشش نہیں کی۔

اپنی خارجی ہوس کی بنا پر جب سے اسلامی سلطنت متعدد حکمرانوں میں بٹی اس وقت سے لیکر آج تک ساری کی ساری امت کو گناہ گار قرار دیا اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان لوگوں کو بھی گناہ گار قرار دیا جو مرتد حکمرانوں کے خلاف جہاد نہیں کرتے۔

سید فضل نے اپنے اس اصول کے ذریعے افضل صدیوں کے لوگں کو بھی گناہ گار قرار دے دیا جن کے عہد میں امت اسلامیہ دو لخت ہوئی تھی کہ انہوں نے ایک خلیفہ بنانے کے لیے کوئی کوشش نہیں کی۔

حروری اور خارجی شخص کے اس فتوے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کتنا فکری انحراف ہے، اس کے فہم میں کتنی کجروی ہے، اس کی آرا کس قدر منحرف ہیں، دوسروں کو گناہ

---

(۱) "العمدۃ": (۱۲۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گار کہنے میں کتنا وحشی ہے اور اپنے آپ پر کتنا مان رکھتا ہے۔

سید فضل کے اس فتوے کا رد یہ ہے: تمام کے تمام اہل علم جنہوں نے امت کے دو لخت ہونے والے زمانے کو پایا جن میں امام احمد، ابن قدامہ، ابن عبد البر، شارحین حدیث جیسے کہ ابن حجر، اور دیگر ائمہ مجتہدین جیسے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ابن قیم وغیرہ تو کیا ان سب علمائے کرام پر یہ فہم مخفی رہا اور خارجیوں کے سربراہ کو ہی سمجھ میں آیا؟!

نیز ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں دور دور تک یہ معنی اور مفہوم نہیں ہے؛ منطوق اور مفہوم کسی بھی اعتبار سے یہ مطلب نہیں نکلتا جو اس خارجی نے بیان کیا ہے؛ کیونکہ حدیث میں ملت سے دوری اختیار کرنے پر خبر دار کیا گیا ہے اور ملت سے دوری پر سید فضل خارجی اور اس کے ہمنوا لوگ ابھارتے ہیں، اس حدیث کی رو سے مسلمان پر واجب ہے کہ اہل جاہلیت کی مخالفت کرتے ہوئے اپنے حکمران کے تابع رہے؛ کیونکہ دور جاہلیت میں لوگ کسی ایک حکمران کے تابع نہیں ہوتے تھے ان کا طرز زندگی قبائلی تھا یہی وجہ ہے کہ معمولی سی بات پر سارے کے سارے ہتھیار لیکر اٹھ کھڑے ہوتے تھے، جیسے کہ کعبہ کی تعمیر اور حجر اسود نصب کرتے وقت ہوا تھا۔

تمام علمائے کرام کو کافر قرار دینے کے بارے میں سید فضل کا کہنا ہے کہ: "حکمرانوں کے حاشیہ نشیں علمائے سوء [مراد حقیقی اہل علم]، صحافی اور میڈیا کے افراد سمیت فوج وغیرہ کا حکم یہ ہے کہ یہ سب کے سب ظاہری حکم کے اعتبار سے معین طور پر کافر ہیں! ہمیں تمام ممالک میں حکمران مرتد ہی نظر آتے ہیں اور ہر مرتد حکمران نے اپنے لیے مخصوص علماء بنائے ہوئے ہیں، عام لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے انہیں بڑے بڑے القاب سے نوازا جاتا ہے، پھر یہ مخصوص علماء باطل کی ترویج کے لیے حاکم وقت کو مؤمن قرار دیتے ہیں اس کی حکومت کو شرعی اسلامی کہتے ہیں، تو اس قسم کے جتنے بھی مشائخ ہیں سب کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں!؛ کیونکہ یہ لوگ کفر کو پسند کرتے ہیں اور کافر حکمرانوں کو انہوں نے کافر قرار نہیں دیا، جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ لوگ بھی کافر ہیں"[1]

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ معاصر علمائے کرام کو سید فضل نے معین کرکے کافر قرار دیا ہے جبکہ اپنی رجوع والی تحریروں میں اس نے لکھا ہے کہ: میں نے معین تکفیر نہیں کی بلکہ مطلق کی ہے۔

سید فضل کا یہ بھی کہنا ہے کہ: "کچھ ممالک جو اپنے اسلامی ممالک ہونے اور کتاب و سنت کے نفاذ کا دعوی کرتے ہیں، ساتھ میں کچھ شرعی حدود بھی نافذ کرتے ہیں، لیکن اس کے باوجود سودی بینکوں کو ان ممالک میں اپنی سودی سرگرمیاں جاری رکھنے کے لیے اجازت بھی دیتے ہیں! ان ملکوں کے کافر ملک ہونے کے لیے یہی ایک عمل کافی ہے؛ کیونکہ انہیں سودی سرگرمیوں کے لیے اجازت سود کو حلال سمجھنے کے مترادف ہے جس کے حرام ہونے میں سب کا اجماع ہے"[2]

خارجیوں کا یہ سرغنہ اپنی گفتگو میں مملکت توحید سعودی عرب کو مراد لے رہا ہے، اور حلال سمجھنے کا مطلب اہل علم کے ہاں یہ ہوتا ہے کہ مسلمان کسی برائی کو جائز سمجھ کر کرے۔

علامہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: کسی حرام کام کو حلال سمجھنے کے متعلق سوال ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی گناہ کرتا ہے چاہے وہ کبیرہ گناہ ہے یا صغیرہ ہے اور اس پر مُصر بھی ہے تو کیا اس کے اصرار کی وجہ سے اس پر حکم لگایا جائے گا کہ اس نے اس گناہ کو حلال سمجھ لیا ہے؟ یا حلال سمجھنے کا تعلق دل سے ہے اور دل کی بات اسی وقت عیاں ہوگی جب انسان اپنی زبان سے اس کے حلال ہونے کا اقرار کرے؟

---

(۱) "الجامع" از سید فضل، ص: (۶۷۳)

(۲) "الجامع" از سید فضل، ص: (۹۴۲-۹۴۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توانہوں نے جواب دیا کہ: "دوسری بات ہی درست ہے؛ کیونکہ بہت سے لوگ تسلسل کے ساتھ کوئی گناہ کئے جاتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ گناہ ہے؛ لیکن ساتھ میں یہ بھی کہتے ہیں کہ "بڑی کوشش کی ہے اس سے جان چھڑانے کی لیکن کامیاب نہیں ہوا" بلکہ یوں بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص گناہ کر کے اللہ سے معافی بھی مانگتا ہے، بلکہ کچھ لوگ اپنے اوپر نذر مغلظ بھی ڈال لیتے ہیں کہ اگر یہ گناہ دوبارہ کیا تو یہ نذر پوری کروں گا، لیکن پھر بھی اس گناہ میں ملوث ہو جاتا ہے، اس لیے یہاں یہ کہنا ضروری ہے کہ زبان سے اس گناہ کو حلال سمجھنے کا اقرار کرے اسی کو استحلال کہا جائے گا"(۱)

سید الخوارج کا یہ بھی کہنا ہے کہ: "اگر آج کے زمانے میں صحابہ کرام موجود ہوتے تو ان کے لیے بھی افضل ترین عمل یہی ہوتا کہ وہ مرتد حکمرانوں کے خلاف جہاد کرتے تاکہ مسلمانوں کا رأس المال محفوظ ہو"(۲)

اس کا جواب یہ ہے کہ: احادیث مبارکہ اور عقلی دلائل دونوں ہی یہ کہتے ہیں کہ خارجیوں کے خلاف قتال یہود ونصاریٰ سے زیادہ محبوب عمل ہے اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

- خارجیوں سے قتال کرنے کی فضیلت سے متعلق بہت سی عظیم احادیث موجود ہیں جیسے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: (**ان سے قتال کرنے والے لشکر کو وہ اجر معلوم ہو جائے جو ان کے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی زبانی ان کے لئے مقرر کیا گیا ہے تو وہ اسی عمل پر بھروسا کر لیں گے**) (۳)

---

(۱) "شرح صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسير والإمارة" کیسٹ نمبر: ۹، اشاریہ از اہل الحدیث والاثر۔

(۲) "العمدة" از سید فضل، ص: (۴۴۸)

(۳) صحیح مسلم: (۱۰۶۶)، قرطبی رحمہ اللہ کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ: "اس عمل کے اجر و ثواب پر ہی اکتفا کر لیں کہ اس عمل کے اجر و ثواب سے ہی ہم جہنم سے بچ جائیں گے اور جنت کا داخلہ مل جائے گا" شرح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- نبی ﷺ نے یہ بھی بتلایا دیا کہ اگر آپ ﷺ نے انہیں پا لیا تو ان کی کٹائی کر دیں گے: (**اگر میں ان کو پاؤں تو انہیں لازمی طور پر قوم عاد کی طرح قتل کروں**)(۱)
- رسول اللہ ﷺ نے انہیں (**جہنم کے کتے**) قرار دیا، اور یہ وصف رسول اللہ ﷺ نے کسی اور فرقے کے لیے استعمال نہیں فرمایا۔
- رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا: (**وہ اسلام سے خارج ہو جائیں گے**)(۲) حدیث کے انہی الفاظ کی وجہ سے بعض اہل علم نے انہیں کافر بھی قرار دیا ہے، اور دلیل کے اعتبار سے ان کا موقف بھی کافی مضبوط ہے۔

انہی آثار کی وجہ سے ہمارے سلف صالحین نے خوارج سے قتال کو یہود و نصاری سے قتال پر ترجیح دی ہے، چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ خوارج سے قتال کے بارے میں کہتے ہیں: "یہ مجھے [اہل] دیلم سے قتال کرنے سے زیادہ محبوب ہے"(۳)

یہ تو ہیں آثار اور عقلی دلیل یہ ہے کہ: خارجیوں سے قتال کافروں سے قتال کرنے پر اس لیے ترجیح رکھتا ہے کہ یہ رأس المال کے تحفظ کے لیے ہے جبکہ کفار سے قتال بسا اوقات فوائد حاصل کرنے کے لیے ہوتا ہے، جبکہ رأس المال کو تحفظ دینا فوائد کمانے سے زیادہ ضروری

مسلم، از امام قرطبی: (۳/۱۱۸)

(۱) بخاری: (۳۳۴۴) مسلم: (۱۰۶۴)، ایک اور حدیث میں قومِ عاد کے ساتھ "ثمود" کا ذکر بھی ہے، امام قرطبی کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ: "نبی ﷺ انہیں قتل عام کے ذریعے یک لخت ختم فرما دیتے، کسی کو بھی باقی نہ چھوڑتے، ان میں سے کسی کو بھی قتل کرنے میں ذرا تامل نہ فرماتے، جیسے اللہ تعالی نے قومِ عاد کو یک لخت ختم فرمایا" شرح مسلم، از امام قرطبی: (۳/۱۱۳)

(۲) بخاری: (۳۳۴۴) مسلم: (۱۰۶۴)

(۳) "مصنف ابن أبي شيبة" ص: (۱/۲۲۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے۔

سید فضل نے وضعی قوانین لاگو کرنے کے حوالے سے مزید کہا ہے کہ: "اگر کوئی مسلمان وضعی قوانین کے مطابق مکمل رضامندی کے ساتھ فیصلہ کروائے تو وہ کافر ہے؛ کیونکہ کفر پر رضامندی کفر ہے۔ لیکن اگر کوئی مسلمان ناچاہتے ہوئے وضعی قوانین کے ساتھ فیصلہ کرنے والی عدالتوں میں جائے تو کیا وہ مسلمان کافر ہوگا؟ اس مسئلے کے بارے میں میں توقف اختیار کرتا ہوں اور میں اس بارے میں کوئی حتمی بات نہیں کہہ سکتا"(۱)

یہ بات بھی وضعی قوانین سے متعلق ہے، یہاں اسے بیان کرنے کا مقصد یہی ہے کہ اس خارجی کی دلی چاہت یہی ہے کہ کسی نہ کسی طرح زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کو کافر قرار دیا جائے، لیکن یہاں پر معاصر خارجیوں کے سرغنے نے اپنا تقوی جھاڑا ہے!

ایک اور جگہ سید فضل کا کہنا ہے کہ: "اس ملک کی جانب سے جاری شدہ ویزا، حامل ویزا کے لیے پروانۂ امان کا درجہ نہیں رکھتا کہ کسی [کافر کا] خون اور مال اس ویزے کی وجہ سے محفوظ متصور کیا جائے؛ کیونکہ پروانۂ امان جاری کرنے والا خود کافر اور مرتد ہے، بلکہ اس ملک کی قیادت کافر اور مرتد ہے اس لیے اس قیادت کا کسی مسلمان پر شرعی حق ہی نہیں بنتا، نیز کوئی کافر کسی دوسرے کافر کو پروانۂ امان تھمائے تو اسے تسلیم کرنا کسی مسلمان کے لیے ضروری نہیں ہے"!!(۲)

مزید لکھا ہے کہ: "اہل کتاب سے جزیہ وصولی بند کر کے انہیں مسلمانوں کے برابر کر دیا گیا ہے، جس کا صاف مطلب عمر رضی اللہ عنہ کی لگائی ہوئی شرائط سے تصادم ہے، اس لیے اہل کتاب کو ملا ہوا پروانۂ امن کالعدم ہوگا اور نہیں کافر اور محارب شمار کیا جائے گا؛ اس بارے میں

---

(۱) "الجامع" از سید فضل، ص:(۱۱۱۵)

(۲) "الجامع" از سید فضل، ص:(۲/۶۵۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "ذمیوں سے امن معاہدہ جزیہ جمع کروانے سے مشروط ہے نیز جزیہ کے علاوہ جو بھی شرط مسلمان لگائیں انہیں پوری کرنا بھی ضروری ہے؛ چنانچہ اگر ذمیوں پر لگائی گئی کوئی بھی شرط پوری نہ ہو تو تمام ذمی اپنی سابقہ حالت پر لوٹ جائیں گے یعنی ان کا قتل جائز اور مال لوٹنا حلال ہو جائے گا، اس مسئلے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے" لہذا ذمیوں کا جزیہ دینے کا معاہدہ ذمی خود سے ختم کریں یا کوئی کافر حکمران ختم کرے ہر دو حالت میں یہی حکم ہے کوئی فرق نہیں ہے؛ کیونکہ کافر اپنی جان اور مال کا تحفظ مسلمانوں سے خود نہیں کر سکتا، ماسوائے اس صورت کے کہ مسلمانوں کی جانب سے معتبر امان نامہ انہیں جاری کیا جائے، چنانچہ جب امان نامہ ہی نہیں ہے تو پھر اس کے مال و جان کو تحفظ بھی حاصل نہیں، یہ مسئلہ تمام مسلم ممالک میں حقیقی طور پر موجود ہے"[1]

اس اقتباس سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ: جس وقت سید فضل کی جانب سے پوری امت محمدیہ کی تکفیر کی گئی اور پھر تکفیر کے بعد ان کو قتل کرنے کا جواز بھی دیا گیا تو سید فضل کو یاد آیا کہ ابھی تک ذمیوں کو کچھ نہیں کہا ان کی جانیں ابھی محفوظ ہیں تو اس کے تحفظات نے انگڑائی لی کیونکہ ذمیوں کے بارے میں خاموشی تکفیری سوچ سے بالکل متصادم بات ہے تو ان کے پیچھے بھی دوڑ پڑا۔

اس کی اس بات کا جواب یہ ہے کہ:

۱- بہت سی احادیث میں معاہدوں کی پاسداری کرنے کا حکم ہے، اسی طرح ذمی چاہے مقامی ہوں جیسے کہ کئی مسلم ممالک میں عیسائی رہائش پذیر ہیں یا ویزے کے ذریعے بیرون ملک سے کسی اسلامی ملک میں آئے ہیں انہیں تکلیف پہنچانے سے بھی منع کیا گیا ہے، لیکن سید فضل نے ان تمام نصوص کی جانب دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا، ان نصوص میں سے ایک

---

(۱) "الجامع" از سید فضل، ص: (۱۰۵۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **(جو شخص کسی معاہد [یعنی ذمی] کو قتل کرے تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا، اور جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت پر سونگھی جاسکتی ہے)**(۱)

۲- ذمیوں کے ساتھ معاہدہ اور پروانۂ امان انہیں دیتے ہوئے مفہوم وہی معتبر ہو گا جو ذمی سمجھے گا، یہ اکثر اہل علم کا موقف ہے۔ چنانچہ ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں: "کوئی حربی کافر کسی بات، اشارہ، اجازت یا کسی بھی چیز کو اپنے لیے امان سمجھے تو وہ اس کے لیے امان کا درجہ رکھتی ہے اور تمام مسلمانوں کے لیے اسے پورا کرنا واجب ہے"(۲)

۳- مسلم حکمران کی جانب سے دیئے گئے ذمیوں کے لیے پروانۂ امان کو کالعدم قرار دینا بنیادی مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ وضعی قوانین نافذ کرنے کی وجہ سے مسلمان حکمران کو کافر قرار دینے کا نتیجہ ہے۔

۴- اگر ہم یہ بالفرض مان بھی لیں کہ جس حکمران نے ذمی شخص کو امان دی ہے وہ مسلمان نہیں ہے، تو اس مسئلے کے بارے میں علمائے کرام کی گفتگو موجود ہے کہ ایسے ذمی کو فوری قتل کرنا پر جائز نہیں ہو جائے گا۔

چنانچہ اوزاعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اگر کوئی ذمی مسلمانوں کے ہمراہ جنگ میں شریک ہو اور کسی کو امان دے دے تو پھر حاکم وقت اگر چاہے تو ذمی کی دی ہوئی امان کو جاری رکھے یا پھر اس شخص کو پر امن جگہ تک پہنچا دے"(۳)

کسی نے کیا خوب صورت بات کی ہے کہ: "مسلمانوں کی تلواریں بھی اعلی کردار کی مالک ہوتی ہیں"

لیکن معاصر سید الخوارج نے جو اصول بنائے اور ان اصولوں کو بہت سے خارجیوں نے

---

(۱) بخاری: (۳۱۶۶)

(۲) "الاستذكار في شرح مذاهب علماء الأمصار"

(۳) "فتح الباري"، ص: (۹/ ۴۴۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنایا اور اس بارے میں کتابیں بھی لکھی گئیں: ان میں سے کچھ یہ ہیں: "إرشاد الحيارى إلى إباحة دماء النصارى في جزيرة العرب" ایک اور کتاب یہ ہے: "براءة الموحدين من عهود الطواغيت وأمان المرتدين"

۵- سید فضل نے جو بات کی ہے وہ در حقیقت اہل علم کی گفتگو کا من مانا مطلب بیان کر کے کی ہے اور ان کی بات کو صحیح انداز سے نہیں سمجھا؛ کیونکہ تمام کے تمام اہل علم اس مسئلے میں یہ کہتے ہیں کہ: ذمی اگر خود سے پروانۂ امان کی مخالفت کرے اور معاہد توڑ دے تو پھر اس کا حکم حربی کافر والا ہو گا، اور یہ مطلب ہے خلیفہ راشد عمر بن خطاب کی گفتگو کا، یعنی یہ معاہدہ توڑنے والے ذمی کو سزا دینے کے طور پر کہا گیا، مثلاً اگر کوئی ذمی جزیہ دینے سے انکار کر دیتا ہے یا اسلامی سلطنت کے خلاف کسی منفی کاروائی میں ملوث پایا جاتا ہے تو اسے یہ سزا دی جائے گی جیسے کہ بنی قریظہ کے ساتھ ہوا تھا۔

بلکہ سید فضل کو یہ بھی معلوم ہے کہ اس کی بات اہل علم کی بات سے متصادم ہے لیکن پھر بھی اس نے ان کی گفتگو کو کسی کھاتے میں شمار نہیں کیا، اس کی دلیل یہ ہے کہ اہل علم کے موقف کا اسے علم تھا تو اس نے کہا تھا کہ: "لہذا ذمیوں کا جزیہ دینے کا معاہدہ ذمی خود سے ختم کریں یا کوئی کافر حکمران ختم کرے ہر دو حالت میں یہی حکم ہے کوئی فرق نہیں ہے"

اور سید فضل کی نقل کردہ علامہ شوکانی رحمہ اللہ کی گفتگو سے بھی یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ذمیوں کا معاہدہ اس وقت ٹوٹے گا جب معاہدہ توڑنے کا عمل ذمیوں کی جانب سے ہو، اس کی دلیل یہ ہے کہ علامہ شوکانی نے اپنی گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے آگے لکھا ہے کہ: "اگر معاہدہ توڑنے کا عمل تمام ذمیوں کی جانب سے ہو تو اس کا معاملہ تو واضح ہے، لیکن اگر کچھ لوگوں نے معاہدہ توڑا ہو تو معاہدے پر قائم ذمیوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ان سے الگ تھلگ ہو جائیں، چنانچہ اگر معاہدے پر قائم ذمی الگ تھلگ نہیں ہوتے تو ان کے ساتھ رہنے پر معاہدہ نہیں ٹوٹے گا، ہاں جو معاہدہ توڑنے پر رضا مندی ظاہر کرے اور معاہدہ توڑنے والوں کی تائید کرے تو پھر اس کا معاہدہ بھی ٹوٹ جائے گا"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سید فضل کا کہنا ہے کہ: "اس وقت پوری دنیا میں کہیں بھی دار الاسلام نہیں ہے، اور یہ لازمی بھی نہیں ہے کہ ہر وقت دھرتی پر دار اسلام بھی ہو اور دار کفر بھی ہو، بلکہ کسی بھی خطے کو دار کفر قرار دینے کے لیے بھی شرط نہیں ہے کہ اس کے مقابلے میں دار الاسلام بھی موجود ہو، چنانچہ ایسا ممکن ہے کہ دھرتی پر کوئی وقت ایسا بھی آئے کہ دار الاسلام کا سرے سے وجود ہی نہ ہو ساری دھرتی دار الکفر ہی کہلائے، جیسے کہ ہجرت سے پہلے ابتدائے اسلام میں یہی صورت حال تھی اور وہی صورت ہمارے زمانے میں موجود ہے"[۱]

اسلامی خطوں کو اسلامی نہ کہنا اور انہیں دار الکفر قرار دینے کی روش خارجیوں کے علاوہ پوری اسلامی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی، پھر خارجیوں میں سے بھی سب خارجی نہیں بلکہ جو غالی اور متشدد قسم کے خارجی ہیں وہی یہ موقف رکھتے ہیں۔

اسلام نے تو اذان اور مساجد کی موجودگی کو دار الاسلام ہونے کی علامت قرار دیا ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: **(جب تم مسجد دیکھو یا مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو جنگ سے باز رہو)**[۲] لیکن رسول اللہ ﷺ کی جانب سے بتلائی ہوئی اس علامت کی خارجیوں کے ہاں کوئی قیمت نہیں ہے۔

سید فضل کا کہنا ہے کہ: "ان میں سے ہر ایک پر کفر کا فتوی لاگو ہونے کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ وہ عملی طور پر قتال میں شریک ہو یا ان سے جنگ ہو، بلکہ جس شخص کو بھی ان حکمرانوں نے اپنے دفاع کے لیے تیار کیا تھا یا اپنی کفریہ حکومت بچانے کے لیے تیار کیا تھا جو کہ طاغوتی حکومت ہے تو وہ شخص کافر ہے، لہذا اگر اللہ تعالی کسی پر طاغوت سے فیصلہ کروانے کی وجہ سے کفر کا حکم صادر فرماتا ہے تو جو اسی طاغوت کے دفاع میں لڑے تو اس پر کفر کا فتوی کیوں

---

(۱) "الجامع" از سید فضل، ص: (۶۳۹)

(۲) مسند احمد: (۱۵۷۱۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں لگے گا؟"[۱]

سید فضل خارجی نے اپنے اس فتوے کے ذریعے ہر اس شخص کو کافر قرار دینے کی کوشش کی ہے جو سرکاری اداروں میں کام کرتے ہیں چاہے وہ فوج، پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں سے دور ہی کیوں نہ ہو؛ کیونکہ فوج اور پولیس وغیرہ میں ایسے افراد پائے جاتے ہیں جو کام تو ان اداروں میں کرتے ہیں لیکن ان کی ملازمت باورچی خانے میں ہے یا ان کا کوئی اور فنی پیشہ ہے، اب ان لوگوں کا حکمرانوں کے تحفظ اور تائید میں قریب کا یا دور کا کوئی عمل دخل نہیں ہے، لیکن پھر بھی سید فضل انہیں تکفیر میں شامل کرتا ہے۔

سید فضل کا یہ بھی کہنا ہے کہ: "مرتد حکمرانوں کے حاشیہ نشینوں کا حکم تمام مسلمانوں تک پہنچانا ضروری ہے؛ کیونکہ اگر ان کا حکم لوگوں میں عام ہو گا تو اس میں اللہ کے حکم سے کافی خیر ہو گی، اس طرح مرتد حکمرانوں کی حکومتیں کمزور ہو کر جلد ہی گر جائیں گی، نیز ان کی ہوا تک اکھڑ جائے گی؛ کیونکہ مرتد حکمرانوں کے اکثر فوجیوں کو حکمرانوں کے حکم کا ہی علم نہیں ہے، بلکہ وہ اپنے حکمرانوں کا شرعی حکم بھی نہیں جانتے کہ وہ کافر ہیں اگر انہیں اس بات کا ادراک ہو جائے تو بہت سے فوجی از خود حکمرانوں کے خلاف بغاوت کر دیں یا ان کے خلاف بغاوت کے لیے تعاون کریں"[۲]

سید فضل نے جو بات یہاں کہی ہے اسے نوٹ کرنا ضروری ہے؛ کیونکہ اس خارجی نے اپنی کتاب "مذکرة ترشید" میں لکھا ہے کہ: "اس کی کسی کتاب میں حکمرانوں کے خلاف بغاوت کرنے کی ترغیب نہیں ہے" لیکن یہاں پر ترغیب دلائی جا رہی ہے کہ سب کو بتلاؤ کہ تمہارا حکمران مرتد ہے!

---

(۱) "الجامع" از سید فضل، ص: (۶۷۷)

(۲) "الجامع" از سید فضل، ص: (۷۱۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احادیث مبارکہ میں صبر اور حکمران کے خلاف بغاوت نہ کرنے کا حکم آیا ہے، حکمرانوں کی تکفیر پھیلانے کا حکم نہیں دیا گیا، جیسے کہ صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: **(میری امت کی تباہی قریش کے چھوکروں کے ہاتھوں ہوگی)** یہ سن کر مروان نے کہا: ان چھوکروں پر اللہ کی لعنت ہو۔ تو اس پر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم چاہو کہ اس سے مراد فلاں قبیلہ اور فلاں قبیلہ ہے تو میں کہہ دیتا۔ (۱)

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا معاملہ سب کے سامنے نہیں رکھا نہ ہی اسے پھیلایا بلکہ صرف ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بتلایا لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے نام دل میں چھپائے رکھے، آپ رضی اللہ عنہ محض اشارے کرتے تھے، لیکن اس خارجی کے کام دیکھو کہ ایسی باتیں لوگوں میں پھیلانے اور عام کرنے کے بارے میں حکم دے رہا ہے۔

سید فضل کا کہنا ہے کہ: "مرتد اللہ اور اس کے رسول سے اعلان جنگ کرنے والے ہیں، ان کی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف دشمنی اعلانیہ ہے جیسے کہ آج کل طاغوتی حکمران، ان کی فوجیں، صحافی اور کالم نگار جیسے ان کے معاونین وغیرہ اسلامی ممالک میں موجود ہیں اور وہ نفاذِ شریعت نہیں کرتے۔ یہ تمام خطے کفریہ نظاموں کی وجہ سے دار الحرب بن چکے ہیں، ان سب کا حکم دار حرب میں چھپے ہوئے مرتد والا ہے، ان علاقوں میں مرتد کو سزا نہیں دی جاتی؛ کیونکہ وضعی قوانین ارتداد کو جرم قرار نہیں دیتا، اس لیے ان ملکوں میں رہنے والے مرتد انہی قوانین کی وجہ سے محفوظ ہیں، پھر ان ملکوں کی افواج اور قانون نافذ کرنے والے ادارے ان قوانین کے تحفظ کے لیے مامور ہیں، لہذا یہ لوگ دار حرب کا دفاع کر رہے ہیں اور اس لیے تمام کے تمام

---

(۱) بخاری: (۳۶۰۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

مسلمانوں کے لیے ایسے مرتدوں کو قتل کرنا جائز ہے"[1]!!

یہی تو قدیم خارجیوں کا طریقہ کار ہے اور اسی طریقے پر معاصر خارجی عمل پیرا ہیں، اس مسئلے پر انہوں نے مستقل کتابیں بھی لکھی ہیں، اس کا عملی منظر بھی خارجیوں نے پیش کیا کہ انہوں نے الجوف کے عدالت عالیہ کے قاضی کو قتل کر دیا، جس پر پولیس اور دیگر متعلقہ اداروں کی کاوش سے انہیں پکڑ لیا گیا، گرفتاری کے بعد انہوں نے اپنے جرم پر کسی قسم کی ندامت پیش نہیں کی بلکہ انہوں نے عدالتی کاروائی کے دوران متعدد بار اپنے جرم کا اعتراف کیا اور کہا: "جی ہاں! ہم نے قاضی کو قتل کیا ہے اور اگر ہمیں موقع ملتا تو تمہارے سر بھی تن سے جدا کر دیتے"!! اس انداز سے انہوں نے عدالت کے تین رکنی بینچ کو مخاطب کیا پھر جب انہیں سزائے موت سنادی گئی تو خوشی سے نعرہ تکبیر اور لا الہ الا اللہ پڑھنے لگے کہ یہ راہِ الٰہی میں جان نثاری ہے!![2]

سید فضل کا گوشت اور مرغی وغیرہ ذبح کرنے کے متعلق کہنا ہے کہ: "اس ملک میں جانور ذبح کرنے والے کی کیفیت کا علم نہیں ہے اور یہ احتمال ہے کہ وہ مرتد ہو؛ کیونکہ وہ جانور ذبح کرنے والا بھی اس ملک میں وضعی قوانین کے نافذ ہونے پر رضا مند ہو سکتا ہے تو کیا ہم یہاں ذبح کئے جانے والے گوشت کو کھائیں؟ اور اسی طرح اگر کوئی گوشت لینے جائے تو گوشت کی خریداری سے پہلے ذبح کرنے والے کو پرکھے؟ بسا اوقات یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ذبح کرنے والا کوئی اور ہو اور بیچنے والا کوئی اور؟

اس سوال کے جواب میں کہا: تو ایسی صورت میں مسلمان پر لازم ہے کہ: گوشت خریدنے سے قبل تاکید کر لے کہ ذبح معتمد دیندار شخص نے کیا ہو، اگر ایسا ممکن نہ ہو تو گوشت فروخت کنندہ سے ذبح کنندہ کے بارے میں پوچھے؛ اگر ایسا ممکن نہ ہو تو پھر اس قاعدے:

---

(۱) "الجامع" از سید فضل، ص: (۵۷۲)

(۲) یہ بات مجھے ریاض جنرل کورٹ کے ایک قاضی نے خود بتلائی ہے۔ مؤلف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اختلاط الحرام بما ینحصر ، وما لا ینحصر من الحلال" پر عمل کیا جائے گا۔"[1]

یہاں سید فضل نے ایسی بات کی ہے کہ جس کا کوئی سر ماتھا نہیں ہے، یہاں جس شخص نے اپنے بچوں کا پیٹ بھرنے کے لیے ایک کلو گوشت خریدنا ہے اس کے لیے یہ لازم قرار ہو گیا کہ وہ قصاب کو پہلے پرکھے؛ کیونکہ ممکن ہے کہ وہ بھی ان مرتد حکمرانوں کا ہمنوا ہو یا مرتد ہونے کے باوجود انہیں اپنا حاکم تصور کرتا ہو؛ لہٰذا اگر کوئی قصاب تکفیری نظریات رکھتا ہے تو اس کا ذبیحہ حلال ہے اور اگر قصاب حکمرانوں کا ہمنوا ہے تو اس کا ذبیحہ حلال نہیں ہے!! بلکہ وہ بھی کافر ہے؛ کیونکہ ان خارجیوں کے ہاں جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہوتا ہے! جیسے اس کے بارے میں آئندہ آئے گا کہ سید فضل نے لکھا ہے: اگر بے چارے قصاب کے بارے میں معلوم نہ ہو سکے تو اس کے ہاں: " اختلاط الحرام "والے قاعدے پر عمل ہو گا۔ پاگل پن کی باتیں بھی ایک فن ہے، جو ہر کسی کے پاس کہاں ؟!

یہاں غور کریں کہ اس جگہ پر سید فضل کے ہاں مجہول الحال شخص کے بارے میں جاننا کس قدر ضروری ہے اور دوسری طرف سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا: "ہمارے پاس لوگ گوشت لاتے ہیں اور ہمیں نہیں معلوم کہ جانور ذبح کرتے وقت ان پر اللہ کا نام لیا گیا ہے یا نہیں؟" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **(تم اس پر اللہ کا نام لے کر کھالیا کرو)** سیدہ عائشہ کہتی ہیں: "وہ نئے مسلمان تھے"[2]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں کہتے ہیں: "اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی مارکیٹوں میں جو کچھ بھی ہو گا اس کا حکم یہ ہے کہ ان کا استعمال صحیح ہے، اسی طرح جو دیہاتی مسلمانوں نے جانور ذبح کئے ہیں ان کا حکم بھی یہی ہے؛ کیونکہ ان میں سے اکثریت کو ذبح

---

(۱)"الجامع" از سید فضل، ص: (۶۳۶-۶۳۵)

(۲) بخاری: (۴۳۳۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے وقت تسمیہ پڑھنے کا علم ہوتا ہے۔ اسی حدیث کی بنا پر ابن عبد البر رحمہ اللہ نے دوٹوک لفظوں میں کہا ہے کہ: "جس جانور کو مسلمان ذبح کرے تو اس کا گوشت کھایا جائے گا اور اس بات پر محمول ہوگا کہ اس نے جانور ذبح کرتے ہوئے تسمیہ پڑھا تھا؛ کیونکہ مسلمان کے ہر کام کے بارے میں خیر کا گمان ہی کیا جاتا ہے یہاں تک کے اس سے مخالف کوئی چیز ثابت ہو جائے"[1]

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ: کیا خارجیوں کے یہ اصول ہر حالت میں ان پر بھی لاگو ہوتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ: یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ خارجی ہر وقت اپنے ایک ہی منہج پر چلیں اور ان کا ایک ہی وتیرہ ہو، ہاں ان کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ موٹے موٹے اصولوں میں متفق ہو جائیں جن میں تکفیر اور پھر کافروں کو قتل کرنے کا مسئلہ سب سے اہم ہے۔

یہ دیکھیں علی معبدی حربی[2] سے دھماکوں سے پہلے ایک انٹرویو میں پوچھا گیا: "تم سعودی عرب میں دھماکے کیوں کرتے ہو؟ حالانکہ یہ اسلامی ملک ہونے کا دعویدار ہے؟"

تو اس نے کہا: "دولت اسلامیہ کا قیام ناگزیر ہے، نیز جزیرہ عرب سے مشرکین کو نکالنا بھی ضروری ہے۔۔۔"!! مزید اس نے یہ بھی کہا کہ: "یہ کوئی اسلامی ملک نہیں ہے"[3]!

پھر مقدسی نے سید فضل کی کتاب: "الجامع" کے رد میں ایک کتاب لکھی اور اس کا نام: "**ملحوظات على الجامع**" رکھا، پہلے تو کتاب کی تعریف کے پل باندھ دیئے اور اسے پڑھنے کی تائید بھی کی۔

مقدسی نے لکھا کہ: "ہمارے بھائی عبد القادر بن عبد العزیز حفظہ اللہ کی کتاب: "**الجامع**

---

(۱) "فتح الباري"، ص: (۹/۶۳۵)

(۲) یہ شخص ریاض میں ہونے والے دھماکوں میں ملوث تھا۔

(۳) ویڈیو کیسٹ، نشر کردہ: القاعدہ میڈیا سیل۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

في طلب العلم " منہج کی بہترین کتب میں سے ہے، میں اس کتاب کو ہمارے ساتھ ملنے والے نئے افراد کے لیے بطور نصاب تجویز کرتا ہوں، آج کل ایسی کتابوں کی اشد ضرورت ہے کیونکہ اس وقت بے لوث، ربانی اور عالم با عمل اہل علم کی بہت زیادہ کمی ہے "[1]

پھر اس کے بعد مقدسی نے متعدد مسائل پر رد لکھا جو کہ بنیادی اور اصولی نوعیت کے نہیں تھے نہ ہی ان کا تعلق تکفیری مسائل سے تھا، ہاں تکفیری مسائل میں ایک اعتبار سے مقدسی کا سید فضل سے اختلاف رہا اور دوسرے اعتبار سے دونوں ایک موقف پر قائم تھے، وہ مسائل درج ذیل ہیں:

۱- جس وقت سید فضل نے اپنے ہم خیال طلعت قاسم کو کافر قرار دیا تو اس پر مقدسی نے کہا کہ: "میرے مطابق یہ واضح زیادتی ہے؛ کیونکہ اس کا مطلب یہ بنتا ہے کہ سید فضل نے رسالہ لیمانیہ کے مؤلف [طلعت قاسم] کو کافر قرار دیا ہے؛ اور اس کی وجہ یہ بتلائی کہ طلعت قاسم نے اجماع کی مخالفت کی ہے۔ اس بات پر کافر قرار دینا صحیح نہیں کیونکہ اس کا تعلق شرعی فروعی مسائل سے ہے جس کے بارے میں ممکن ہے کہ کچھ لوگ اس سے نا واقف ہوں اور مجتہد اجتہادی غلطی کا شکار ہو جائے؛ کیونکہ اس مجتہد کا گمان یہ ہو سکتا ہے کہ عہد صحابہ اور موجودہ دور کی آپس میں مماثلت بنتی ہی نہیں ہے، یا اس کے علاوہ بھی وجوہات ہو سکتی ہیں کہ جن کے باعث مجتہد اجماع صحابہ کو موجودہ صورت حال پر منطبق نہیں کرتا؛ لہذا ایسی صورت میں تکفیر سے پہلے معاملہ فہمی اور مخاطب پر اتمام حجت کرنا ضروری ہے "[2]

تو یہاں پر مقدسی نے سید فضل کی موافقت اس طرح کی ہے کہ جو حکمرانوں کو کافر نہ

---

(۱) "ملحوظات على الجامع"، از مقدسی، مقدمہ۔

(۲) "ملحوظات على الجامع"، از مقدسی، ص(۳۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہے وہ بھی انہی جیسا کافر ہے، اور مخالفت اس طرح کی ہے کہ مقدسی اس شخص کو کافر نہیں کہتا جسے اجماع کا علم نہ ہو۔

۲- ووٹنگ میں حصہ لینے والوں کو کافر کہنے سے متعلق مقدسی کا کہنا ہے کہ: "ووٹ ڈالنے والوں کے بارے میں یہ کہتا ہوں کہ ان کے بارے میں تفصیل بیان کرنا ضروری ہے؛ اس کی وجہ یہ ہے کہ انتخابی عمل میں حصہ لینے والا شخص بذات خود قانون سازی نہیں کرتا اور بہت سے ایسے کفریہ کاموں سے بچا بھی رہتا ہے جن میں پارلیمنٹ کے ارکان ملوث ہو جاتے ہیں اس لیے کہ ارکان پارلیمنٹ یہ حلف اٹھاتے ہیں کہ وہ دستور کی مکمل پاسداری کریں گے، ملکی قیادت کا مکمل ساتھ دیں گے اسی طرح کی دیگر چیزوں پر حلف اٹھاتے ہیں، تو ایسی صورت میں اگر ووٹ ڈالنے والا شخص رکن پارلیمنٹ کو انہی کاموں کے لیے منتخب کرتا ہے اسے اپنا نمائندہ اور وکیل بناتا ہے کہ وہ اس کی جانب سے یہ کفریہ کام کرے تو ووٹ ڈالنے والا بھی کافر ہو گا؛ کیونکہ اس نے کفریہ کام کے لیے اپنا نمائندہ بنا دیا ہے"[۱]

یہاں پر بھی مقدسی نے سید فضل کی ایک اعتبار سے موافقت کی ہے وہ اس طرح کہ اگر ووٹ ڈالنے والا شخص رکن پارلیمنٹ کو کفریہ کام کرنے کے لیے منتخب کرتا ہے، مثلاً حلف اٹھانے اور دستور کی مکمل پاسداری کے لیے تو وہ کافر ہے، لیکن اگر ووٹ ڈالنے کا یہ مقصد نہ ہو تو پھر کافر نہیں ہو گا۔

یہ بات سب کے لیے واضح ہے کہ کوئی بھی دستور حلف سے خالی نہیں ہوتا دستور کی پاسداری لازمی ہوتی ہے، چنانچہ جس صورت کے متعلق مقدسی کے تحفظات ہیں وہ محض خیالی صورت ہے حقیقت میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔

سید فضل کے افکار کارد کرنے کے لیے میں نے اختصار سے کام لیا ہے، جو باتیں رہ گئی

---

(۱) "ملحوظات علی الجامع"، از مقدسی، ص(۳۹-۴۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں وہ ابھی بہت زیادہ ہیں؛ کیونکہ الجامع اور العمدہ صرف ان دو کتابوں کے صفحات ۱۶۰۰ سے بھی زیادہ ہیں، اللہ جانتا ہے کہ ان صفحات میں کتنی تکفیری اور قتل وغارت کی باتیں ہیں۔

اگر کوئی صاحب علم ان تمام باتوں کا آپریشن کرنے کے لیے اپنا وقت مختص کر دے تو اس میں بہت خیر ہو گی؛ کیونکہ اس کی کتابوں نے جتنی تباہی پھیلائی ہے وہ بیان سے باہر ہے، اور میں خارجیوں کی تمام کتابوں، رسالوں اور تحریروں کو پڑھنے کے بعد یہ بات بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ معاصر خارجی اسی سید فضل کی کتابوں کو ہی پڑھتے ہیں اسی کی بیان کردہ دلیلیں پیش کرتے ہیں اور اسے بطور حوالہ سامنے رکھتے ہیں۔

سید فضل کے رجوع کی کیا حقیقت ہے؟

جس وقت سید فضل کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے ڈالا گیا تو ایک تحریر جاری کی اور اس کا نام رکھا: "**ترشيد العمل الجهادي**" یعنی جہادی کاروائیوں کی اصلاح۔

تو یہ جھوٹ ہے کہ سید فضل نے اپنے موقف سے رجوع کر لیا تھا؛ کیونکہ اس نے اپنے رسالے میں لکھا تھا: "میں نے اپنی اس تحریر کا نام "**وثيقة ترشيد العمل الجهادي**" یعنی (جہادی کاروائیوں کے لیے اصلاحی دستاویز) رکھا ہے" اس کی وجہ سے سید فضل کو اپنے موقف سے پسپائی کا اشارہ دینا پڑا اور اسی چیز کو ایمن ظواہری نے رجوع قرار دیا، لیکن سید فضل کا رکھا ہوا نام اس بات کی تائید کرتا ہے کہ سید فضل نے رجوع بالکل نہیں کیا بلکہ جہادی کاروائیوں کی اصلاح کی ہے، لہٰذا رجوع اور اصلاح میں زمین آسمان کا فرق مد نظر ہونا چاہیے: کیونکہ سید فضل نے اپنی اس تحریر میں کہا ہے کہ: "میں پوری دنیا میں تمام جہادی اور اسلامی تحریکوں کو دعوت دیتا ہوں کہ اپنی جہادی کاروائیوں کو شرعی قواعد و ضوابط کے عین مطابق بنائیں؛ کیونکہ اس وقت جہاد کے نام پر قتل وغارت کی بہت سی نئی صورتیں سامنے آچکی ہیں"[1]

---

(۱) "وثيقة ترشيد العمل الجهادي"، از سید فضل، ص(۱-۱۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سید فضل کی اس بات کا مطلب واضح ہے کہ جیل میں جانے سے پہلے کے ساتھیوں کی مجموعی طور پر کاروائیوں میں موجود خرابیوں کی اصلاح کی جائے، اگرچہ اس کی تفصیلات میں اختلاف موجود ہے۔ سید فضل کی اس بات سے عدم رجوع اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ سید فضل نے ان تمام جہادی تحریکوں کو شرعی نام دیا ہے اور انہی کو "عالم اسلام" کہا ہے، مزید بر آں یہ بھی ہے کہ سید فضل نے انہیں قتل و غارت سے روکا نہیں ہے؛ بلکہ عالم اسلامی میں قتل و غارت کو مزید مزعومہ شریعت کے مطابق منظم بنانے کی کوشش کی ہے۔

بلکہ ان سب جہادی تحریکوں کی تعریف میں پل باندھتے ہوئے ان کے بارے میں کہا ہے کہ: "ہم اس بات کے معترف ہیں کہ ہمارے مجاہدین بھائی ہر جگہ پر مجموعی اعتبار سے ایک عظیم مقصد کو لیکر چل رہے ہیں ان کا ہدف بہت بلند ہیں، ان کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ دنیاوی مفادات کے لالچی ہیں یہ بات صحیح نہیں ہے؛ بلکہ ان میں سے اکثریت تو اپنی ہر چیز اسلام اور مسلمانوں کے غلبے کے لیے لٹا چکے ہیں"(۱)

اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ سید فضل نے جیل میں جانے کے بعد بھی اپنے ہم خیال لوگوں سے دلی تعلقات کو منقطع نہیں کیا بلکہ ان کے بارے میں خیر سگالی کلمات بھی کہے ہیں! تو کیا یہ ممکن ہے کہ سفاک اور قتل و غارت کی نت نئی شکلیں اور صورتیں ایجاد کرنے والوں کے بارے میں زنانہ رویہ اور لہجہ اپنایا جائے اور ان کی تعریفوں کے پل باندھے جائیں!!؟

ہم تو سید فضل سے یہ پوچھتے ہیں کہ: تمہارے ہم خیال لوگوں کا وہ کون سا جہاد ہے جو شریعت کے مطابق ہے؟ کہ اس کی اصلاح ممکن ہو؟ تمہارے ہم خیالوں کا جہاد ہے کیا؟ یہی ہے نا جسے تم کہتے ہو: "بدر الرياض"، "سرية القدس في الخبر"، "العمليات المباركة في شرق الرياض" اور مراکش میں "غزوة بدر الرباط"!! یہ جو نام معاصر

(۱) "وثيقة ترشيد العمل الجهادي"، از سید فضل، ص (۱-۱۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خارجیوں نے رکھے ہیں اس میں کن لوگوں کو قتل کیا گیا؟ اہل قبلہ اور مسلمانوں کو! تو یہ کون سا شرعی جہاد ہے؟ کیا یہی ہیں وہ لوگ جن کا ہدف بہت بلند ہے اور ان کا مقصد بہت عظیم ہے؟

اپنی اس کتاب میں سید فضل کا مزید کہنا ہے کہ: "بہت سے مسلم اور غیر مسلم ممالک میں تصادم کی فضا پیدا کرنے میں میری فقہ الجہاد کے موضوع پر لکھی ہوئی کتابوں "العمدة في إعداد العدة" اور "الجامع في طلب العلم الشريف" پر بہت زیادہ عمل کیا گیا، حالانکہ میری ان کتابوں میں حکومتوں کے خلاف کسی قسم کی بغاوت پر ابھارنے والی بات نہیں تھی"(۱)

خارجیت اور جھوٹ یکجا!!

سابقہ صفحات میں جو کچھ بھی اسی سید فضل کی کتابوں میں سے ہم بیان کر آئے ہیں وہ حکومتوں کے خلاف بغاوت پر ابھارنے کے لیے کافی نہیں تھا؟!

فوج اور پولیس کے بارے میں سید فضل کا کہنا ہے کہ: "دیگر اہل علم مسلمانوں میں گھل مل جانے والے کافروں کو الگ کرنے کی شرط لگاتے ہیں، اور یہ بات ایسے ہی ہے؛ کیونکہ کافر حکمران کی فوج اور پولیس عام طور پر مخصوص لباس میں ہوتی ہے اور ان کے معسکرات شہری آبادی سے الگ تھلگ ہوتے ہیں، یہ کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں ہے"(۲)

نیز سید فضل نے یہ بھی کہا ہے کہ: "اگر آج صحابہ کرام زندہ ہوتے تو ان کے ہاں بھی سب سے بڑا عمل ان حکمرانوں کے خلاف جہاد ہی ہوتا"

پھر یہ بھی لکھا ہے کہ: "حکمرانوں کے کافر ہونے کی بات دوسروں تک پہنچانا واجب

---

(۱) "وثيقة ترشيد العمل الجهادي"، از سید فضل، ص(۱-۱۴)

(۲) "العمدة"، از سید فضل، ص(۳۲۵-۳۲۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے"

پھر شروع سے لیکر آخر تک تمام مسلمانوں کو بغاوت نہ کرنے کی وجہ سے اور اسلامی خلافت کے قیام کے لیے کاوش نہ کرنے پر انہیں گناہ گار کہنا؛ کیا یہ مسلمانوں کو بغاوت کرنے پر اکسانے میں شمار نہیں ہوتا؟!

سید فضل کی یہ بات بھی جھوٹ پر مبنی ہے کہ: "میری کتابوں میں جتنے بھی شرعی احکام ہیں یہ احکام مطلقہ ہیں کسی معین شخص پر حکم میری کتابوں میں نہیں لگایا گیا"[۱]

حالانکہ اسی سید فضل نے نام لے کر حکمرانوں کا کافر کہا، سرکاری ملازمین کو کافر کہا، بلکہ انہیں کافر نہ کہنے والے کو بھی کافر کہا۔

مزید بر آں اہل ذمہ کو قتل کرنے کی حرمت سے متعلق بات کرتے ہوئے رجوع کا ڈھونگ رچانے کے لیے لکھا کہ: "یہ چھ موانع ہیں ان میں سے ہر ایک کی وجہ سے کسی غیر ملکی شخص، سیاح کو قتل کرنا یا انہیں کسی بھی قسم کی تکلیف پہنچانا حرام ہو گا، تو جب یہ تمام کے تمام یا ایک سے زائد یکجا جمع ہو جائیں تو اسے کتنا تحفظ حاصل ہو جائے گا؟ واضح رہے کہ میں نے ان چھ موانع میں مسلم ممالک کی حکومتوں کی جانب سے دیئے جانے والے ویزے کو ذکر نہیں کیا، ان ویزوں کو کچھ لوگ پروانۂ امان نہیں سمجھتے، میں نے اس کے علاوہ موانع ذکر کئے ہیں"[۲]

یہ سید فضل کی جانب سے سب سے اچھی چیز پیش کی گئی ہے کہ اس نے غیر ملکی سیاحوں کو قتل کرنے سے چھ چیزیں مانع ہیں انہیں ذکر کیا، لیکن اپنا نام اس نے صراحت کے ساتھ نہیں لیا بلکہ یہ کہہ کر گزر گیا کہ کچھ لوگ ویزے کو پروانۂ امان نہیں سمجھتے اور "کچھ لوگ" سے مراد

---

(۱)"وثيقة ترشيد العمل الجهادي"، از سید فضل، ص(۱-۱۰)

(۲)"وثيقة ترشيد العمل الجهادي"، از سید فضل، ص(۱-۱۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہی سید فضل خود ہے کوئی اور شخص نہیں ہے؛ کیونکہ اس کے ہاں امان دینے والا حکمران ہی جب مرتد ہے تو اس کا دیا ہوا پروانۂ امان بھی کالعدم ہو گا۔

اگر سید فضل اپنی اصلاحی دستاویز میں صرف یہ کرلیتا کہ حکمران کو مسلمان تسلیم کرلیتا تو اس کے سارے کے سارے بنائے ہوئے اصول دھرے کے دھرے رہ جاتے؛ کیونکہ یہ تمام اصول اسی بنیاد پر کھڑے ہیں کہ حکمران کافر ہے اس کے تحت کام کرنے والے بھی کافر ہیں اور اگر حکمران مسلمان ہو تو اس کے ہاں بھی خطے کو مسلم خطہ شمار کیا جائے گا اور وہاں کے باسیوں کو بھی مسلمان قرار دیا جائے گا۔

سید فضل کے عدم رجوع کی ایک یہ بھی دلیل ہے کہ: سید فضل نے رجوع پر مبنی مزعومہ تحریر میں بھی مسلمانوں کو مسلمان قرار دینے سے انکار کیا اور کہا جن علاقوں کو مسلمانوں کے علاقے کہا جاتا ہے یہ [مسلم اور کافر دونوں کے ملے جلے] مخلوط علاقے ہیں، یہاں پر ایسے لوگ رہتے ہیں جو اسلام یا کفر کے اعتبار سے مجہول الحال۔

سید فضل کہتا ہے کہ: "دار الاسلام اور دار الحرب: زمانہ قدیم میں لوگ الگ الگ رہتے تھے، مسلمان دار اسلام میں اور کافر دار حرب میں، چنانچہ اگر کوئی کافر مسلمان ہو جاتا تو وہ بھی مسلمانوں کے علاقے میں آ جاتا، جبکہ دار اسلام میں رہنے والے اہل ذمہ لباس اور ظاہری وضع قطع میں مسلمانوں سے الگ تھلگ نظر آتے تھے، لیکن آج کل ایسی کوئی چیز موجود نہیں ہے، لوگوں کی اکثریت مجہول الحال ہے، نیز چونکہ اب کسی غیر مسلم کو قدیم مخصوص لباس پہنانا ممکن نہیں ہے کیونکہ اسلامی حکومت ہی قائم نہیں ہے تو اس کی وجہ سے مسلمان پوری دنیا کے مختلف خطوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور انہیں ظاہری لباس اور وضع قطع سے پہچاننا ممکن نہیں رہا ہے"[۱]

---

(۱)"وثيقة ترشيد العمل الجهادي"، از سید فضل، ص(۱-۱۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سید فضل کے عدم رجوع کی یہ بھی دلیل ہے کہ: جس وقت سید فضل کے ساتھی نے یہ کہا کہ پہلے دور کے دشمن یعنی امریکہ کے خلاف لڑنا چاہیے تو سید فضل نے اس کا خوب رد کیا اور کہا کہ شرعی اصولوں کے مطابق پہلے قریبی دشمن سے لڑنا ضروری ہے۔

اور سید فضل کے مطابق قریبی دشمن اسلامی ممالک ہیں، یہاں حیرت والی بات یہ ہے کہ اسی تحریر کو لے کر کہا گیا کہ یہ سید فضل کے اپنے قدیم موقف سے رجوع کی تحریر ہے اور پھر اس کی خوب تشہیر کی گئی، حالانکہ سید فضل اپنی ان تحریروں میں بھی مسلمانوں کو مسلمان کہنے پر تیار نہیں ہے، بلکہ امریکہ کے ساتھ لڑائی کو ترجیح دینے والے اپنے ساتھیوں کا رد بھی کر رہا ہے۔ اور اگر یہ بات سچی ہے کہ جامعہ ازہر کی کمیٹی نے سید فضل کے اس رجوع کا مطالعہ کیا ہے اور پھر اسے نشر کرنے کا فیصلہ کیا تو یہ بہت بڑی مصیبت ہے!

سید فضل نے یہ بھی لکھا ہے کہ: "اس لیے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ نفاذ شریعت کے لیے مصر سمیت دیگر مسلم ممالک میں ملکی قیادت سے تصادم اپنانا ماضی کے حالات کے مطابق واجب نہیں ہے، چاہے اس تصادم کو جہاد کا نام دیا جائے یا برائی کو طاقت سے روکنے کا نام دیں، یہ بالکل جائز نہیں ہے اور نہ ہی فرض ہے، اسی طرح ان حکومتوں کی افواج، پولیس اور دیگر امن قائم کرنے والے اداروں سے ٹکراؤ اختیار کرنا جائز نہیں؛ کیونکہ اس کی وجہ سے بہت زیادہ خرابیاں پیدا ہوتی ہیں"[۱]

یہ سب سے خطرناک بات ہے: یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس نے اپنے موقف سے رجوع نہیں کیا؛ کیونکہ سید فضل نے حکمرانوں کے خلاف بغاوت حرام ہونے کے سلسلے میں ایک بھی نص ذکر نہیں کی، ایک بھی دلیل کا ذکر نہیں کیا کہ جس میں پولیس اور دیگر قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ملازمین کو قتل کرنا حرام قرار پاتا ہے، بلکہ اپنے پیروکاروں کو صرف

---

(۱)"وثيقة ترشيد العمل الجهادي"، از سید فضل، ص(۱-۱۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اتنا کہا ہے کہ ایسا کرنے سے نقصان بہت زیادہ ہوتا ہے۔

سید فضل در حقیقت اپنے پیروکاروں کے لیے ایک نئی حکمت عملی تیار کر رہا ہے جو موجودہ سخت حالات کے مطابق ہو؛ کیونکہ اس وقت خارجیوں کی کمر ٹوٹ چکی ہے اور ان کے پاس کوئی ایسا ملک نہیں ہے جو انہیں پناہ دے، ان میں سے اکثریت قتل ہو چکی ہے، یا جلا وطن ہے یا قید ہے۔

اگر کوئی شخص سید فضل کی رجوع پر مبنی ان تحریروں پر ڈھول پیٹ رہا ہے تو ذیل میں سے ایک بات ضرور ہے:

- اسے قدیم خارجیوں کے اصولوں کا علم نہیں ہے۔
- اسے سید فضل کے پہلے والے موقف اور اصولوں کا علم نہیں ہے۔

اس میں تیسری کوئی صورت نہیں بن سکتی!! آخر میں۔۔۔

ان تمام اصولوں اور ضابطوں نے مسلمان نوجوان کو اپنی زندگی کے اہم ترین مرحلے یعنی جوانی میں بارود کی بھینٹ چڑھا دیا حالانکہ انہیں حصول جنت کے لیے راہ راست پر آئے کچھ زیادہ عرصہ بھی نہیں گزرا تھا، انہیں یہ پٹی پڑھائی گئی کہ تم حقیقی کافروں کو ہی قتل کر رہے ہو ذمیوں کو دیا گیا پروانۂ امان، امان دینے والے حکمران کے کافر ہونے کی وجہ سے کالعدم ہو چکا ہے۔ یا پھر جنہیں تم قتل کر رہے ہو وہ اسلام قبول کر کے مرتد ہو چکے ہیں جیسے کہ حکومتی اور سرکاری ملازمین، یا پھر تمہارے دھماکوں کی زد میں آنے والے ایسے لوگ ہیں جن کا مسلمان ہونا ہی ثابت نہیں ہے اس لیے وہ مجہول الحال ہیں، یا پھر تمہارے ہاتھوں قتل ہونے والے مسلمان تو ہیں لیکن ضرورت کی بنا پر انہیں بھی قتل کیا جا رہا ہے۔

سید فضل سے کہا جائے گا کہ: روزِ قیامت تمہارے ساتھ ایک وعدہ پکا ہے کہ جس وقت تم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور تمہارے پیروکار ان لوگوں کے سامنے کھڑے ہوں گے جن کو تم نے قتل کیا، جن کا تم نے مال لوٹا، اور ان کی عزتوں سے کھیلا گیا، اس کی وجہ تمہاری تکفیری تحریریں بنیں جنہیں تکفیری عسکری تربیتی کیمپوں میں بطور نصاب شامل پڑھایا جاتا تھا یہ کتابیں بہت بڑی ضرورت پوری کر رہی تھیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو محمد مقدسی

میں معاصر خارجیوں کی تمام کتابیں اور رسائل پڑھنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچتا ہوں کہ یہ شخص تکفیری اور قتل وغارت کے مسائل میں دوسرے نمبر پر آتا ہے۔

اس شخص کو بطور نمونہ منتخب کرنے کے متعدد اسباب ہیں:

۱- مقدسی کی کتابوں میں ایسی صریح تکفیری باتیں درج ہیں جن کا بار پہاڑ بھی اٹھانے سے قاصر نظر آئیں گے، اس کی اہم ترین کتابوں میں درج ذیل نام شامل ہیں:

- الكواشف الجلية في كفر الدولة السعودية
- ملة إبراهيم (یہ اس کی پہلی تالیف تھی)
- إمتاع النظر في كشف شبهات مرجئة العصر
- حوار بين عساكر التوحيد وعساكر الشرك والتنديد
- كشف شبهات المجادلين عن عساكر الشرك وأنصار الطواغيت
- الرسالة الثلاثينية في التحذير من الغلو في التكفير[!]

یہاں کسی کو تعجب ہو سکتا ہے کہ مقدسی کے کسی رسالے کا نام یہ کیسے ہو سکتا ہے؟! کہ اس کا نام تو یہ ہو کہ تکفیر کرنے میں غلو نہیں کرنا چاہیے لیکن پھر بھی اس کے رسالے کو تکفیریوں کی کتابوں میں شامل کیا جائے؟

اس کا جواب بہت آسان ہے: وہ یہ کہ اس رسالے کو پڑھنے سے معلوم ہو گا کہ اس میں ایسا غلو، تشدد اور تکفیری مواد موجود ہے جو کسی مسلمان کے خواب وخیال میں بھی نہیں آیا ہو گا۔

نیز اس رسالے میں غالی قسم کے تکفیریوں کا دفاع کرنے کے لیے ایڑھی چوٹی کا زور لگا دیا گیا ہے اور ان کی ہر کارستانی کے لیے دلائل اور قرائن پیش کئے گئے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲- اس خارجی نے ہمارے ملک سعودی عرب پر بھرپور توجہ مرکوز رکھی ہے، ہماری ملکی قیادت، علمائے کرام اور شاہی خاندان کے افراد سب کو بیک جنبش کافر قرار دیا ہے، تکفیری مسائل میں مقدسی کا قلم زہریلا ہے اس کے قلم سے ہمارے ملک، ہمارے شہریوں اور قیادت کے بارے میں زہر ہی نکلا ہے۔

چنانچہ یہاں کے نوجوانوں کو خارجی منہج کی جانب مائل کرنے کے لیے سب سے پہلا قدم جو اٹھایا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ اس کی کتاب " الكواشف الجلية في كفر الدولة السعودية " انہیں پڑھنے کے لیے دی جاتی ہے اور اسے اپنے پاس ہر وقت رکھنے کی تلقین کرتے ہیں۔

ان کے اسی طریقے کے بارے میں ایک سابقہ خارجی توبہ تائب ہونے کے بعد کہتا ہے:

صالح بن حمدان کا کہنا ہے کہ: "گمراہ لوگوں کے سربراہان نے ہمارے اندر بغاوت اور خارجیت بوئی اور ہمیں پورے مسلم معاشرے کے خلاف اکسایا"

اس نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے مزید یہ بھی کہا کہ: "اس کے بعد میں اپنے علاقے میں واپس آگیا لیکن میں نفسیاتی طور پر بہت زیادہ ٹوٹ چکا تھا، چنانچہ کچھ دیر کے بعد میں دوبارہ ان کے پاس چلا گیا اور ہم نے مختلف تربیتی مراحل عبور کئے، ان مراحل میں ہمیں "الكواشف الجلية في كفر الدولة السعودية" پڑھنے کے لیے دی جاتی تھی، تو ہم نے اس کتاب کو پڑھا اور اس کی تمام باتیں ہمارے ذہنوں میں نقش ہو گئیں"[1]

ایسے ہی رشود[2] خارجی دوست سے گفتگو کا اپنا تجربہ بتلاتا ہے کہ: "میں نے اسے کہا: کیا تم ابو محمد مقدسی جو کہ اس وقت جیل میں ہیں ان کی کتابوں کے بارے میں جانتے ہو؟ تو اس نے کہا: میں نے سنا ہے ان کے بارے میں لیکن پڑھی نہیں ہیں؛ تو میں نے اسے کہا: تو

(۱) سعودی عرب سے جاری ہونے والا روزنامہ "الریاض"، شمارہ نمبر: (۱۴۶۳۸)، تاریخ اشاعت: (۱۹ رجب ۱۴۲۹ ہجری بمطابق ۲۲ جولائی ۲۰۰۸ء)

(۲) یہ شخص جزیرہ عرب میں القاعدہ تنظیم کی قانونی کمیٹی کا رکن رہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میری آپ سے ایک درخواست ہے کہ آپ شیخ کی ایک بہت ہی بہترین کتاب: "الکواشف الجلیة في کفر الدولة السعودیة" پڑھیں اس کے بعد میں اور آپ بیٹھ کر اس کتاب کے مندرجات پر گفتگو کریں گے، اگر کوئی چیز اس میں کتاب و سنت کے موافق ہوئی تو اسے ہم قبول کر لیں گے اور اگر اس سے متصادم کوئی چیز ہوئی تو اسے مسترد کر کے لوگوں کو بھی اس سے دور رہنے کی تلقین کریں گے۔ جب میں نے یہ بات کہی تو وہ دائیں بائیں کرنے لگا اور اپنی زبان حال سے کہنے لگا کہ میں ابھی اس کے لیے تیار نہیں ہوں۔ جب اس کا یہ رد عمل سامنے آیا تو میں سمجھ گیا کہ موجودہ دور کے درباری ملاؤں کی کارستانی ہے، وہ چاہتے ہیں کہ حقیقی علمائے کرام [مطلب خارجی لوگوں] سے لوگوں کو روک دیا جائے، اور ان پر اتنی بہتان بازی کی جائے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہ ہو، اور لوگوں کو حق سے روک دیا جائے"(۱)

۳- مقدسی کا حروری اور تکفیری لوگوں کے ہاں بہت بلند مقام ہے۔

اس بارے میں ناصر فہد کا کہنا ہے کہ: "ابو محمد مقدسی: ان شخصیات میں سے ہیں جو حق بات کہنے سے نہیں کتراتے، انہوں نے قولی اور عملی ہر اعتبار سے توحید [حاکمیت] کا اہتمام کیا ہے، طاغوتوں سے اعلان براءت کیا، دوسروں کی طرح ابو محمد مقدسی کے بارے میں بھی بہت سے لوگوں نے تہمت اور طعن زنی کی ہے کہ مقدسی غالی اور خارجی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسی باتیں کرنا بزدل لوگوں کا وتیرہ ہوتا ہے! ائمة الدعوة کو بھی اسی طرح کے طعنے ملے تھے، اللہ کے پاس جمع ہونے کا ان سے وعدہ ہے"(۲) ابن فہد نے بالکل صحیح کہا: اللہ تعالی ضرور فیصلہ کرے گا۔

ایسے ہی طویلعی سے پوچھا گیا کہ کس عالم سے تم نے سب سے زیادہ استفادہ کیا ہے؟ اور

---

(۱)"التتار" از رشود:(۱۸-۱۹)

(۲)"فتاوی منبر الحسبة"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمہیں ایسی کون سی شخصیت نظر آتی ہے جسے اپنا آئیڈیل مانا جائے؟ تو اس کے جواب میں طویلعی نے کہا کہ: "ویسے تو میں نے بہت سے علمائے کرام سے استفادہ کیا ہے؛ چاہے وہ علمی دروس کی شکل میں ہو یا باہمی بات چیت کے ذریعے، لیکن جس عالم سے میں نے سب سے زیادہ استفادہ کیا ان کی کتابیں اور رسائل پڑھ کر، انٹرنیٹ کے ذریعے رابطہ کر کے اور انہیں میں اپنے لیے آئیڈیل بھی مانتا ہوں وہ ہیں امام، عالم ربانی ابو محمد مقدسی عاصم برقاوی!! اللہ تعالی نے رہائی نصیب فرمائے اور انہیں مرتے دم تک حق بات پر قائم رکھے، انہوں نے مجھے بہت زیادہ متاثر کیا کہ یہ حق بات چھپاتے نہیں ہیں بول دیتے ہیں، پھر انہیں قید کر دیا گیا، ان کی محنتیں اور کاوشیں دیکھ کر مجھے بہت زیادہ سیکھنے کو ملا، میری اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اللہ تعالی ہمیں جنت الفردوس میں جمع فرمائے"(۱)

۴- مقدسی کے بارے میں ایسے لوگوں نے تعریفی کلمات کہے ہیں جو نوجوانوں کے ہاں عالم دین سمجھے جاتے تھے، مثلاً: علی خضیر کا مقدسی، ابو قتادہ اور ابو بصیر طرطوسی کی تعریف میں کہنا ہے کہ: "یہ سب نام اہل سنت، عقیدہ توحید کے نامور علمائے کرام اور مجاہدین ہیں انہوں نے تصنیف و تالیف اور تعلیم و تدریس کے ذریعے خوب محنت کی ہے، ہم نے ان میں خیر ہی دیکھی ہے، میں نے ان کی بہت سی کتابیں پڑھی ہیں، لہٰذا ان پر جو تکفیر سے متعلق جھوٹ اور غلط بیانی پر مبنی الزامات لگائے جاتے ہیں سب پراپگنڈہ اور مرجئی لوگوں کی کارستانیاں ہیں"(۲) میں آگے چل کر مناسب جگہ پر اس کو ملنے والا طویل تزکیہ بھی ذکر کروں گا۔

۵- مقدسی افغانستان سن ۱۴۰۶ ہجری یعنی جہاد افغانستان کے ابتدائی مراحل میں منتقل ہو چکا تھا، پھر مقدسی کے اپنے بیان کے مطابق وہاں کے خارجیت پھیلانے والے اداروں میں

(۱) "صوت الجهاد" شمارہ نمبر: ۵، ص: (۲۴)

(۲) "تزكية علي الخضير" اس کی آفیشل ویب سائٹ پر موجود ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس نے تعلیم حاصل کی، چنانچہ وہاں ابتدائی مراحل میں پہنچنے کی بنا پر اسے نوجوانوں کے درمیان اپنی خارجی غلاظت پھیلانے کا بھرپور موقع ملا۔

اس بارے میں مقدسی کا کہنا ہے کہ: "میں افغانستان میں موجود القاعدہ کے معسکرات میں تدریسی خدمات سرانجام دے چکا ہوں، بلکہ پشاور میں القاعدہ کے تعلیمی ادارے کے قیام کے بعد وہاں پڑھا بھی چکا ہوں"

٦- تکفیری فکر رکھنے والے سعودی افراد اس کی کتابوں سے ہی استفادہ کرتے ہیں۔

چنانچہ جس وقت طویلعی نے اپنے ماتحت کام کرنے والوں کو پولیس کے قتل کا فتوی جاری کیا تو اس میں لکھا تھا: "ان لوگوں کے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا جائے گا جیسے نامانعنے والوں کے ساتھ کیا جاتا ہے، مثلاً مرتدوں [مراد اسلامی افواج] میں موجود انٹیلیجنس اور جنگجو افراد، مثال کے طور پر عراقی پولیس، افغانی شمالی اتحاد، سعودی خفیہ ادارے وغیرہ تو ظاہری طور پر انہیں کافر قرار دیا جائے گا اور اسی کے مطابق ان سے تعامل کیا جائے گا، اس حکم کے لیے کتاب و سنت اور اجماع میں دلائل موجود ہیں، نیز ان لوگوں پر حکم لگانے سے پہلے شرائط پوری ہونے اور موانع نہ ہونے کی تصدیق کرنا بھی ضروری نہیں ہے"(١)

اس اقتباس میں ہمارا مقصود موجود ہے، مزید تفصیلات کے لیے آپ مقدسی کی کتاب: "الرسالة الثلاثينية في التحذير من الغلو في التكفير" میں "تنبيه: في أن قاعدة الأصل في جيوش الطواغيت وأنصارهم الكفر، لا غبار عليها" [نوٹ: طاغوتی افواج اور معاونین کے بارے میں اصل یہ ہے کہ وہ کافر ہیں، اس میں کوئی معمولی شک بھی نہیں ہے](٢) کا مطالعہ کریں۔

---

(١) "فتاوى طويلعي"، ص:(٢٩)

(٢) "فتاوى طويلعي"، ص:(٣١)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۷- مقدسی کے اندر موجود تکفیری سوچ اتنی سخت گیر ہے کہ سید فضل اور لندن کے قصائی ابو قتادہ کے علاوہ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا، بلکہ مقدسی نے ایسی معمولی باتوں پر بھی لوگوں کو کافر قرار دیا ہے کہ مسلمان بوڑھی خواتین کی بھی ہنسی نکل جائے، مثلاً مقدسی کا کہنا ہے کہ ملکوں کے پرچموں کو لہرانا بھی کفر ہے اور اس سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔

مقدسی کہتا ہے کہ: "اس لیے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ان نعروں اور جھنڈوں کو لٹکانے اور لگانے کا معنی و مفہوم جانتے ہوئے انہیں بغیر کسی مقبول تاویل کے اپنی مرضی کے ساتھ بغیر کسی مجبوری سے لٹکانا اور لگانا محض ایک گناہ ہی نہیں ہے بلکہ یہ دین سے خارج کرنے والا کفر ہے، ایسا کرنے والا شخص کافروں اور مشرکوں کی صف میں جا کھڑا ہوتا ہے، ان لوگوں کے ساتھ وہی کچھ کیا جائے گا جو رحمن کے بندے شیطان کے بندوں کے ساتھ میدان جنگ میں کرتے ہیں؛ کیونکہ یہ نعرے اور جھنڈے باہمی تعلقات، دوستی، حمایت اور تائید کے واضح ترین مظاہر ہیں، اس میں طاغوت اور فاسق کی اطاعت ہے، نیز ان نعروں اور جھنڈوں کو لگا کر حکومتی نظریات میں شامل ہونے کا اظہار ہے"(۱)

یہ ہے ان کا فتوی کہ جو بھی اپنے ملک کا جھنڈا اٹھائے تو وہ کافر اور مرتد ہے وہ ہامان، فرعون اور ابی بن خلف کے ساتھ ہمیشہ جہنم میں رہے گا؛ کیونکہ معاصر خارجیوں کے ہاں اس نے اک ایسے گھناؤنے جرم کا ارتکاب کر لیا ہے جو ناقابل معافی ہے؛ لہذا اسے قتل کرنا جائز ہو گا! حالانکہ زمانہ قدیم سے لیکر آج تک بلکہ ابتدائے اسلام سے پرچموں کو بلند کرنے کا عمل جاری ہے، اور پوری تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں کسی نے بھی کپڑے کے چیتھڑے کو لہرانے پر کسی کو کافر قرار نہیں دیا!

ایسے فوجی اور دیگر قانون نافذ کرنے والے اداروں میں جو حلف اٹھاتے ہیں اسے بھی موجب کفر قرار دیا، چنانچہ افواج کے کافر ہونے کے اسباب گناتے ہوئے اس نے لکھا

---

(۱) "کشف النقاب"، ص: (۱۱۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے: "ایک وعدہ، عہد، معاہدہ اور عمومی حلف فوجی اٹھاتے ہیں جس میں وہ اس بات کا عزم کرتے ہیں کہ وہ مشرکین [یعنی مسلم حکمرانوں] کی مدد کریں گے، قانون کے غلاموں کا جو بھی دشمن ہو گا اس کی سرکوبی کریں گے، چاہے یہ دشمن توحید پرست ہی کیوں نہ ہوں، لہذا صرف یہ حلف ہی ان فوجیوں کے کافر ہونے کے لیے کافی ہے۔"(۱)

۸- مقدسی سید قطب کی فکر اور نظریات سے لبالب بھرا ہوا ہے، بلکہ مقدسی نے خود اس چیز کو بیان کیا ہے، چنانچہ لکھا ہے کہ: "اخوانیوں نے ہمیں "في ظلال القرآن" اور "معالم في الطريق" جیسی دیگر سید کتب اور ان کے بھائی سمیت، مودودی کی کتابیں شیر خواری [یعنی جب ہم نئے نئے راہ راست پر آئے تھے] کے ایام میں شیر مادر کے طور پر پلائی ہیں"

مکمل بحث و تمحیص کے بعد مذکورہ بالا ان اسباب کی بنا پر مقالہ نگار اس مرحلے میں پہنچ جاتا ہے کہ اس شخص کو معاصر خارجیوں کی دوسری بڑی اور اہم شخصیت قرار دے جس نے معاصر خارجیوں کے نظریات، بیانات اور اصول وضابطے وضع کئے۔

مقدسی کے اقوال:

مقدسی کا کہنا ہے کہ: "آج پوری دنیا دارِ کفر ہے حتی مکہ اور مدینہ بھی دار کفر ہیں"(۲)!!

اور مقدسی کا یہ بھی اصول ہے کہ: جو اہل علم حکمرانوں کو کافر کہنے میں اس کی بات تسلیم نہیں کرتے اور اس کے ساتھ شریک نہیں ہوتے وہ بھی کافر ہیں، چنانچہ مقدسی اپنی کتاب: "هذه عقيدتنا" میں لکھتا ہے کہ: "ہمارا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی عالم قانون ساز

---

(۱) "الإشراقة"، ص: (۶-۷)

(۲) "ثمرات الجهاد" از مقدسی، ص: (۱۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

طاغوت کی بیعت کرے، یا کسی کافر حاکم کی بیعت کرے، اس کی مکمل اطاعت کرے، دل وجان سے اس کی تائید کرے، اس کی مدد اور تعاون کرے، فتوی دیتے ہوئے اس حکمران کی چاہت کو مد نظر رکھے تو وہ مرتد اور کافر ہے"(۱)

مقدسی نے یہ بات ایسی کتاب میں بیان کی ہے جہاں وہ اپنا عقیدہ بیان کر رہا ہے اور ایسی صورت میں اس کی اس بات کو کسی اور معنی اور مفہوم میں نہیں لیا جا سکتا، یا اسے سبقت لسانی یا سبقت قلم نہیں کہا جا سکتا؛ کیونکہ جہاں یہ بات کی جا رہی ہے وہ اس کا عقیدہ ہے۔

مقدسی کا یہ بھی اصول ہے کہ: پہلے اہل قبلہ کو ختم کیا جائے:

چنانچہ مقدسی کو برقی مجلہ نداء الاسلام کے ایک انٹرویو میں کہا گیا: "تمہاری دعوت کی وجہ سے تم پر الزامات لگے، تمہیں جیلوں میں ڈالا گیا، تم نے ایسے اہداف کو نشانہ بنایا جو اسرائیل مخالف تھے، تم اس پر کیا کہتے ہو؟ تو اس نے کہا: میں یہ سمجھتا ہوں کہ احکامِ الہی بدلنے والے مرتدین، دین بیزار اور دین کے خلاف بر سرپیکار، اللہ کے پیروکاروں سے لڑنے والے اور مسلم ممالک میں حکومت کرنے والوں کے خلاف جہاد؛ یہودیوں کے خلاف جہاد سے افضل ہے؛ کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً} اے ایمان والو! ان کافروں سے لڑو جو تمہارے قریب ہیں، اور کافر تمہارے اندر تشدد پائیں۔[التوبہ:۱۲۳] تو جو کافر مسلم ممالک میں ہیں یہ ہمارے قریب ہیں"(۲)

مقدسی گناہ پر کافر قرار دیتے ہوئے کہتا ہے: "اگر کوئی مسلمان لڑکی کسی کافر سے شادی کر لے یا مسلمان کسی مرتد سے شادی کرے تو کیا یہ عمل دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا باعث

---

(۱)"ھذہ عقیدتنا" از مقدسی، ص:(۳۲)

(۲)نداء الاسلام کو دیا گیا ایک انٹرویو ص:(۱۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنے گا؟ کیونکہ اس نے حرام کو اپنے لیے حلال سمجھا ہے؟ تو [مقدسی نے] جواب دیا: ہاں، کیونکہ شادی کرنے سے لڑکی لڑکے کی بیوی بن جاتی ہے اور جو شخص کسی ایسی لڑکی سے شادی کرے جس سے شادی کرنا جائز ہی نہیں؛ تو اس نے حرام کام کو اپنے لیے عملی طور پر حلال جانا اور وہ اپنے اس عمل سے کافر ہو جائے گا، بشرطیکہ اس میں تکفیر کی شرائط موجود ہوں اور موانع موجود نہ ہوں"[1]

حالانکہ عملی طور پر کسی چیز کو حلال جاننا ایسے ہی ہے جیسے کہ انسان کسی گناہ کے کام پر اصرار کرے، اس سے انسان کافر نہیں ہوتا، الا کہ وہ عمل ہی بذات خود کفر اکبر میں شامل ہوتا ہو، جیسے کہ نعوذ باللہ ذات باری تعالی کو گالی دینا، بت کو سجدہ کرنا وغیرہ۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ **کہتے ہیں**: "استحلال کا مطلب یہ ہے کہ انسان کسی ایسی چیز کو اپنے لیے حلال سمجھے جسے اللہ تعالی نے حرام قرار دیا ہے، لیکن کوئی حرام کرے تو دیکھا جائے: اگر وہ حرام کام بذات خود کفریہ عمل ہے تو وہ شخص کافر اور مرتد ہے، مثال کے طور پر: اگر کوئی انسان سودی لین دین کرتا ہے لیکن وہ یہ نہیں سمجھتا کہ سود حلال ہے تاہم سودی لین دین چھوڑتا بھی نہیں ہے تو ایسے میں وہ شخص سود کو حلال نہیں سمجھ رہا، تو یہ استحلال میں نہیں آتا، لیکن اگر وہ یہ کہہ دیتا ہے کہ سود حلال ہے، اور اس سے مراد وہ یہ لیتا ہے کہ وہ اللہ کا حرام کردہ سود حلال ہے تو وہ کافر ہے؛ کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کی بات کو ٹھکرا دیا ہے۔ تو اس سے یہ واضح ہوا کہ: ایک استحلال عملی ہے اور دوسرا استحلال عقدی اور قلبی ہے، چنانچہ استحلال عملی کے بارے میں دیکھا جائے گا کہ کیا وہ عمل بذات خود کفریہ عمل ہے یا نہیں؟ اور یہ بات واضح ہے کہ سود کھانے والا انسان کافر نہیں ہوتا، تاہم سود کھانا کبیرہ ترین گناہوں میں سے ہے، لیکن اگر کوئی شخص کسی بت کو سجدہ کرے تو یہ شخص کافر ہو جائے گا؛ کیوں؟ اس لیے کہ سجدہ کرنا بذات خود کفریہ عمل ہے، تو یہ ہے ضابطہ اور اصول۔ یہاں یہ بھی مد نظر رہے کہ حرام کام کو حلال

---

(۱) "شموخ الإسلام" نیٹ ورک کے ساتھ کھلی کچہری میں سوالات کے جوابات، ص:(۲۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سمجھنے والا شخص جہالت کی بنا پر معذور نہ ہو؛ کیونکہ اگر وہ جاہل ہے تو پھر اس پر کفر کا حکم نہیں لگے گا"[۱]

مقدسی کی جانب سے حکمرانوں کی تکفیر

مقدسی کہتا ہے کہ: "یہ سب حکومتیں کافر ہیں چاہے انہیں اصلی کافر کہا جائے یا مرتد کافر کہا جائے، ہر دو حالت میں یہ یہود و نصاری سے بھی بدتر ہیں"[۲]

اسی غلو سے اللہ اور اس کے رسول نے منع کیا تھا، اگر ہم مان بھی لیں کہ اس خارجی کی بات کہ کچھ حکمران کافر ہیں تو ان کا کفر یہود و نصاری سے بدتر تو نہیں ہے؛ کیونکہ یہ سب حکمران ظاہری طور پر اسلام کی طرف نسبت تو رکھتے ہیں نا!! لیکن مقدسی اور معاصر خارجیوں کے ہاں یہ متفقہ اور مسلمہ اصول ہے کہ سب کے سب مسلم حکمران کافر ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے ایک آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو یہود و نصاری کو رافضیوں سے اچھا سمجھتا ہے تو اس کے جواب میں انہوں نے کہا: "الحمدللہ، ہر وہ شخص جو محمد ﷺ کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان رکھتا ہے تو وہ ہر اس شخص سے افضل اور بہتر ہے جو آپ پر ایمان نہیں رکھتا، اگرچہ اس مومن میں کسی قسم کی بدعت موجود ہو، چاہے وہ بدعت خوارج، روافض، مرجئہ، قدریہ یا کسی اور قسم کی ہو؛ کیونکہ یہود و نصاری کافر ہیں اور ان کا کفر اسلام میں اظہر من الشمس ہے، چنانچہ اگر بدعتی شخص یہ سمجھتا ہے کہ وہ اپنی بدعت کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کا متبع ہے آپ کا مخالف نہیں ہے تو وہ کافر نہیں ہے، اور اگر اس کا کافر ہونا فرض کر بھی لیا جائے تو اس کا کفر اس کافر جیسا نہیں ہو گا جو رسول اللہ ﷺ کو جھٹلاتا ہے اور آپ پر ایمان

---

(۱) "لقاء الباب المفتوح" سوال نمبر: (۱۲۰۰)

(۲) رسالہ بعنوان: "سیذکر من یخشی": (۳-۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں رکھتا"(۱)

اس خارجی نے تو ہمارے علمائے کرام خصوصاً شیخ ابن باز اور ابن عثیمین رحمہا اللہ کو بھی نہیں بخشا۔

جب مقدسی سے پوچھا گیا کہ: کیا تم شیخ ابن باز اور ابن عثیمین کا کافر کہتے ہو؟ تو اس نے کہا: "میں ان دونوں افراد کی ذاتیات پر کوئی بات نہیں کرتا؛ کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: **(اسے چھوڑ دو، مبادا لوگ یہ کہہ دیں کہ محمد اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے)**(۲)، لیکن آج صورت حال یہ ہے کہ لوگوں کے لیے طاغوتوں، ان کی افواج، اور سرکاری اداروں کو کافر قرار دینا بڑا ہی مشکل لگتا ہے، ہمارے پاس اور بہت سے کام ہیں جن میں اس وقت ہم مشغول ہیں، موجودہ حالات میں ان ملاؤں کے چکر میں پڑنا مناسب نہیں سمجھتا، البتہ اتنا کافی ہے کہ میں نوجوانوں سے یہ کہوں گا کہ وہ ان کی ملکی سیاست، بیعت، امارت، طاغوتی حکمرانوں، ان کی افواج اور سرکاری ملازمین سے متعلقہ تحریریں، فتاوی اور گمراہ کن مضامین مت پڑھیں، میں اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ اللہ انہیں ہدایت نصیب فرمائے اور اگر وہ اپنی گمراہی پر قائم رہتے ہیں تو عنقریب یہ تنہارہ جائیں گے اور ان کا خاتمہ ہو جائے گا"(۳)

مقدسی کے اس جواب سے بالکل واضح ہے کہ وہ ابن باز اور ابن عثیمین رحمہا اللہ کو کافر کہتا ہے، لیکن مصلحت آڑے آگئی اور خرابیوں سے بچنے کے لیے صاف لفظوں میں اس نے انہیں کافر نہیں کہا؛ کیونکہ اگر اس نے ان مشائخ کو بھی کافر کہہ دیا تو سب لوگ ان کے خارجی منہج سے متنفر ہو جائیں گے، اس چیز کو مقدسی نے اپنے اس انٹرویو میں واضح لفظوں کے ساتھ

---

(۱)"مجموع الفتاوی"(۳۵-۱۲۲)

(۲) صحیح بخاری:(۴۶۲۲)، مسلم:(۲۵۸۴)

(۳)برقی مجلہ "مجلة العصر "کو دیا گیا ابو محمد مقدسی کا خصوصی انٹرویو، ص:(۱۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خود ہی بیان کیا کہ: "لوگوں کے لیے طاغوتوں، ان کی افواج، اور سرکاری اداروں کو کافر قرار دینابڑا ہی مشکل لگتا ہے"

آگے چل کر ہم اس کی تفصیلات "مبحث: علمائے کرام کے بارے میں" مزید بیان کریں گے کہ اس خارجی شخص نے ہمارے علمائے کرام کے بارے میں کیسے کیسے قبیح الفاظ استعمال کئے ہیں؛ یہاں ہم امام العصر شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ کا اس خارجی کی جانب بھیجا ہوا خط بھی نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں، مزے کی بات یہ ہے کہ یہ خط مقدسی کی اپنی ویب سائٹ پر ملا ہے۔

اس خط میں اس خارجی شخص نے تیس سال قبل شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے استفسار کیا تھا کہ کیا وہ ایسی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر سکتا ہے جہاں پر مخلوط نظام تعلیم ہے، ممکن ہے کہ اس کا یہ خط خارجی نظریات اپنانے سے قبل ہو تو شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے اس خط کا جواب یوں دیا:

"جناب مکرم بیٹے عصام بن طاہر برقاوی - اللہ تعالی آپ کو کامیابیاں عطا فرمائے-

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد ازاں:

مجھے آپ کا ۲۵ جمادی الاولی ۱۴۰۱ ہجری کو لکھا ہوا خط ملا، میں اس خط کو سمجھ چکا ہوں، اور آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ: اپنی دینی اور ذاتی شخصیت کو تحفظ دینے کے لیے آپ مخلوط یونیورسٹی میں تعلیم جاری مت رکھیں، ہم آپ کی تعلیم مملکت سعودی عرب میں مکمل کروانے کے لیے سفارش کرنے پر مکمل تیار ہیں، ہم اللہ تعالی سے آپ اور آپ کے اہل خانہ کے لیے ہمہ قسم کی بھلائی کے لیے دعا گو ہیں۔

عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز

رئیس: ادارہ برائے علمی تحقیقات، فتاوی، دعوت وارشاد"(۱)

---

(۱) آفیشل ویب سائٹ ابو محمد مقدسی، زمرہ: فتاوی جات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کی جانب سے بھیجے گئے جواب کو پڑھنے والا واضح طور پر سمجھ سکتا ہے کہ کس طرح شیخ ابن باز نے اس خارجی کو کتنے پیار کے ساتھ جواب بھیجا، اس کی پریشانی دور کرنے اور سعودی یونیورسٹیوں میں تعلیم کی تکمیل کے لیے اپنی طرف سے تعاون کی مکمل یقین دہانی کرواتے ہوئے سفارش کرنے کی پیشکش بھی کر دی، لیکن اس کے باوجود اس خارجی نے شیخ ابن باز رحمہ اللہ کے حسن اخلاق کا بدلہ کیا دیا؟ کہ انہی کو کافر کہہ دیا!

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کے منہج اور تصنیف و تالیف، مراسلات اور گفتگو کو جو جانتا ہے وہ یقینی طور پر کہہ سکتا ہے کہ یہ خط شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا ہی ہے، اگرچہ اس پر نام نہ بھی لکھا ہوا ہو؛ کیونکہ اس طرح سے دل سے نکلے ہوئے الفاظ، دوسروں کی خیر خواہی واضح طور پر یہ کہہ رہی ہے کہ یہ خط شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا ہے؛ کیونکہ آپ دوسروں کا بڑھ چڑھ کر تعاون کرتے ہوئے نظر آتے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ انہوں نے خط کی ابتدا میں ہی اس خارجی کو کہا: "جناب مکرم بیٹے" پھر اس کی کامیابی کی دعا بھی کی، پھر اسے دین اور عزت کو تحفظ دینے کی غرض سے مخلوط یونیورسٹی چھوڑنے کا کہا، اس کے بعد مملکت توحید میں اس کی تعلیم مکمل کروانے کے لیے اپنے مکمل تعاون کی یقین دہانی کروائی، خط کے آخر میں بھی اس کے اور اس کے اہل خانہ کے لیے دعا کی۔

تو یہ اسلوب ربانی علمائے کرام کا ہی ہوتا ہے، جبکہ معاصر خارجیوں کا طریقہ کار کیا ہے: علمائے کرام کے بارے میں عجیب و غریب الفاظ استعمال کیے ہیں مثلاً: "حاخامات" [یہودی علماء کا لقب]، "سلطان وقت کی گدھیا"، اور "مرجئة" وغیرہ، پھر اسی شخص نے ۱۴۱۷ ہجری میں سپریم علماء کونسل کو انتہائی نازیبا الفاظ میں مخاطب کیا، اس کی تفصیلات آگے آئیں گی۔

در حقیقت ہمارے علمائے کرام کا منہج اور طریقہ کار وہی ہے جو صحابہ کرام تھا، جیسے ان کے بارے میں خارجیوں نے زبان درازی کی تو اسی طرح آج صحابہ کرام کے نقش قدم پر رواں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل علم پر موجودہ خارجی زبان درازی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور کل قیامت کے دن اللہ تعالی کے ہاں فیصلہ ہو جائے گا اور سب کو معلوم ہو جائے گا کہ کس کا ٹھکانا کہاں ہے؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا منہاج السنہ میں ایک انتہائی شاندار قول ہے کہ: "انسان کے دل میں نیک لوگوں کے بارے میں کینہ اور بغض دلی خباثت کی علامت ہے"(۱)

مقدسی کا **حماقت بھرا اور شاذ فتوی** یہ بھی ہے کہ: یہ اہل علم کو خارجی کہتا ہے! کیونکہ اہل علم کسی بھی حکمران کے لیے قریشی ہونے کی شرط نہیں لگاتے۔

مقدسی کا کہنا ہے کہ: "یہاں ایک علمی فائدہ ہے جو درباری ملاؤں کو ننگا کر کے رکھ دے گا وہ یہ ہے کہ: بہت سے جاہل لوگ -اگرچہ وہ اپنے آپ کو مشائخ کہلوائیں، اور سلفیت کے لاحقے استعمال کریں- موجودہ دور میں طاغوتی حکمرانوں کو امیر المؤمنین، یا امام المسلمین کا لقب دیتے ہیں، یہ در حقیقت خارجیوں اور معتزلیوں کی ڈگر پر رواں ہیں؛ کیونکہ انہوں نے امیر اور مسلم حکمران کے لیے قریشی ہونے کی شرط کو معتبر نہیں سمجھا، حالانکہ یہ معروف بات تھی آپ اس بارے میں اگر تلاش کرنا چاہیں تو بڑی آسانی سے اس بارے میں دلائل اور گفتگو مل جائے گی"(۲)

اس **حماقت پر مبنی موقف کا جواب** یہ ہے کہ: اگر اس شخص نے انہی علمائے کرام کے پاس زانوئے تلمذ طے کیے ہوتے جن کو آج یہ خارجی منہج کے راہی قرار دیتا ہے تو اسے معلوم ہو جاتا کہ حکمران کے قریشی ہونے کی شرط اس وقت ہے جب قریشی موجود ہو، لیکن جب مجبوری ہو تو اس وقت یہ شرط باقی نہیں رہتی، چنانچہ اگر کوئی شخص بزورِ بازو حکومت بنالیتا ہے تو وہ اس

---

(۱)"منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة والقدرية":(۲۲/۱)

(۲)"ملة إبراهيم "ص:(۳۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علاقے کا شرعی حکمران قرار پائے گا چاہے خارجیوں کی ناک کٹ جائے!

علمائے امت اور شریعت نے یہی موقف اپنایا ہے اور اس پر دلائل بھی موجود ہیں؛ کیونکہ انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **(اگرچہ تم پر کسی حبشی غلام کو امیر بنا دیا جائے اور اس کا سر منقے جیسا ہی کیوں نہ ہو پھر بھی اس کی اطاعت کرو)**[1]

اب یہ بات تو حتمی ہے کہ حبشی غلام قریشی تو ہو نہیں سکتا، اس کے باوجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ شروع سے لیکر اب تک اسی پر عمل کیا جا رہا ہے، لہذا امت اسلامیہ میں کئی ایسے ادوار گزرے ہیں کہ امت میں زمام خلافت قریشیوں کی بجائے کسی اور کے ہاتھ میں تھی، بلکہ غیر عرب نے بھی امت میں زمام خلافت کو سنبھالا ہے، جیسے کہ کردی، سلاجقہ اور ترکی اقوام ہیں، ان سب کے خلاف کسی ایک نے کوئی ایک حرف بھی نہیں بولا، لیکن جو شخص خارجیت کی دلدل میں پھنس چکا ہو تو اسے دلائل اور نصوص کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ الا کہ اللہ تعالی کی طرف سے کوئی خاص کرم ہو۔

مقدسی کا یہ بھی اصول ہے کہ: "کسی کی زبانی کلامی، تحریری اور دعا دے کر مدد کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی ہتھیار سے کسی کی مدد کرتا ہے، اس لیے معاملہ محض انہی لوگوں تک محصور نہیں ہے جو فوجی لباس زیب تن کریں یا سیکورٹی کی وردی پہنیں، بلکہ جو شخص بھی طاغوتی حکمرانوں کی کسی بھی قسم کی مدد کرے، یا ان کے تحت کام کرے چاہے وہ اسکول کا ٹیچر ہو یا صفائی کرنے والا ہو، یا امام مسجد ہو، یا کوئی بھی ہو، جس کسی صورت میں وہ طاغوتی حکومت کا معاون ہے اور حقیقی موحدین کے خلاف طاغوتی حکومت سے رابطے میں رہتا ہے تو وہ بھی انہی میں سے ہے، اس کا حکم بھی طاغوتی حکومت والا ہی ہے"[2]

---

(۱) صحیح بخاری: (۶۹۶)، مسلم: (۱۸۳۷)

(۲) "رسالۃ مناصحۃ وتذکیر" از مقدسی، ص: (۳-۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

در حقیقت مقدسی کا یہ موقف قدیم خارجیوں کے اصول پر مبنی ہے کہ جس وقت حکمران کافر ہو تو اس کی رعایا بھی کافر ہو جاتی ہے، لیکن معاصر خارجیوں نے لفظی تبدیلی کر کے حقیقت وہی رکھی اور کہا کہ جب حکمران کافر ہو جائے تو اس کے معاونین بھی کافر ہو جاتے ہیں، پھر معاونین کا دائرہ کار اتنا وسیع ہے کہ کسی کا بچنا ممکن ہی نہیں، ان کے ہاں آ جا کر صرف چند لوگ ہی مسلمان بچتے ہیں باقی ساری امت کافر قرار پاتی ہے!!

مقدسی کی اہم ترین تکفیری مؤلفات:

"ملة إبراهيم": یہ کتاب ملت ابراہیم علیہ السلام کی تفسیر کے متعلق ہے، مصنف کے مطابق مسلمانوں پر اسی ملت کی اتباع کرنا ضروری ہے، لیکن کتاب و سنت کی گہرائیوں میں اتر کر ملت ابراہیمی کے بارے میں تفصیلات جمع کرنے والے کو کوئی ایک بات بھی ایسی نہیں ملے گی جو مصنف نے اس کے بارے میں اپنی کتاب میں ذکر کی ہے، لہذا اس کتاب کا نام اس کے مندرجات سے بالکل بھی میل نہیں کھاتا یہ سراسر جھوٹ کا پلندا ہے، چنانچہ ابراہیم علیہ السلام کی دعوت اور طریقہ کار جس پر چلنے کا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ: عقیدہ توحید کی دعوت دی جائے، شرک سے لوگوں کو بیزار کریں؛ لیکن مقدسی نے جو مسلمانوں کے لیے ملت ابراہیمی کی منظر کشی کی ہے وہ یہ ہے کہ: حکمرانوں کے ساتھ تصادم اختیار کریں، انہیں کافر اور پاگل کہیں، یہ مقدسی کی کتاب کا خلاصہ ہے، مقدسی خود کہتا ہے کہ:

"واضح رہے کہ: ملت ابراہیمی کی سب سے بڑی امتیازی خوبی -اور اسی خوبی کے متعلق موجودہ دور کے اکثر اہل علم اور واعظین کوتاہی کا شکار ہیں بلکہ زیادہ تر تو اسے جانتے تک نہیں- یہ ہے کہ مشرکین اور ان کے معبودان باطلہ سے اظہار براءت، مشرکوں اور ان کے معبودوں کا کھلے عام انکار، ان کے منہج، قوانین اور دستوروں کو مسترد کریں، ان کے خلاف اعلانیہ عداوت اور بغض رکھیں، ان کی کفریہ حالت سے بیزاری رکھیں، یہاں تک وہ یہ سب کفریہ کام چھوڑ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھاڑ کر اللہ کی جانب لوٹ آئیں اور اپنے کفریہ نظریات کو یکسر مسترد کر دیں"[1]

پھر مزید بھی لکھا: "یہ دیکھ لیں اس وقت ہمارے ہی علاقوں میں وضع قوانین لاگو کر کے شرکِ حاکمیت کو پھیلایا جارہا ہے، حالانکہ ملت ابراہیمی کی اتباع کرتے ہوئے جو نبی ﷺ نے طریقہ اپنایا تھا اس پر چلے بغیر ہمارے پاس کوئی آپشن نہیں ہے؛ لہٰذا ہمیں تو ان وضع قوانین اور دستوروں کو مسترد کرنا چاہیے، ان کی خامیاں لوگوں کے سامنے بیان کریں، ان کا اعلانیہ انکار کریں، ان قوانین کے خلاف اعلانیہ جنگ کریں، لوگوں کو بھی اس کی دعوت دیں، حکومتوں نے جو کھیل کھیلا ہے اسے لوگوں کے سامنے بیان کریں، اگر اب ایسا نہیں کریں گے تو کب حق بات لوگوں کے علم میں آئے گی؟"[2]

آگے چل کر مزید لکھا ہے کہ: "اس کام کے لیے سب سے پہلا اور اہم اقدام یہ ہونا چاہیے کہ لوگوں کو ان کی خامیاں اور نقائص بتلائیں ان سے لوگوں کو خبردار کرنے کی پوری کوشش کریں، ان کو مسترد کرنے کی دعوت دیں، جو بھی ان کا ہمنوا ہو ان سے اظہار براءت کریں، یہ ہے عقیدہ توحید اور یہی ہے انبیائے کرام کی دعوت! تم ببانگ دہل اس قانون کے غلاموں کے سامنے اس چیز کا اعلان کر دو کہ: ہم تمہاری اور تمہارے طاغوت کی بات نہیں مانتے، تمہارے دستور اور قانون کو مسترد کرتے ہیں، ہماری اور تمہاری اب اعلانیہ جنگ ہے، یہاں تک کہ تم دینِ الٰہی کی جانب لوٹ آؤ، اللہ کے حکم اور شریعت کے فرمانبردار بن جاؤ تو مکمل سلامتی پاؤ گے، ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہی کہا تھا"[3]

مقدسی کے نزدیک ملت ابراہیمی پر چلنے والوں کے لیے یہ لازمی ہے کہ وہ حکمرانوں کو

---

(۱)"ملة إبراهيم"، ص:(۱۸)

(۲)"ملة إبراهيم"، ص:(۲۳)

(۳)"ملة إبراهيم"، ص:(۱۰٦)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے آگے لگائیں اور ببانگ دہل ان کے کافر ہونے کا ڈھنڈورا پیٹیں!!

مقدسی نے یہ بھی لکھا ہے کہ: "ملت ابراہیمی کا یہی وہ صحیح طریقہ ہے کہ جس میں اپنوں کو چھوڑنا پڑتا ہے اور گردنوں کو کاٹنا پڑتا ہے"[1]

لیکن تعجب خیز بات یہ ہے کہ اس نے کبھی اپنوں کو نہیں چھوڑا، نہ ہی اس کی گردن اب تک کٹی ہے! تو اس کا کیا مطلب ہے کہ وہ ملت ابراہیم پر قائم نہیں؟! کیونکہ وہ اس وقت تک زندہ اور کھاپی رہا ہے!!

مقدسی کے مذکورہ بالا اقتباسات کا رد

۱- یہ بات تو مسلمہ اور متفقہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اور دیگر ان سے پہلے یا بعد میں آنے والے انبیائے کرام کی شریعت اور ملت دو بنیادی ارکان پر قائم تھی:

- صرف ایک اللہ کی عبادت
- شرک اور مشرکوں سے براءت

تو مصنف نے پہلا رکن تو چھوڑ دیا اور صرف آخری رکن پر ہی سارا زور لگا دیا تا کہ پڑھنے والا سمجھے کہ مجھے صرف اسی کام کے لیے ہی پیدا کیا گیا ہے۔

شرک اور مشرکوں سے براءت کا اعلان ملت ابراہیمی کا رکن ہے؛ لیکن مسئلہ اس وقت پیدا ہوتا ہے کہ جب براءت کا طریقہ کار عین خارجی نظریے کے مطابق سامنے آئے؛ کیونکہ مؤلف نے براءت کا طریقہ کار صرف اس بات میں محصور کیا ہے کہ: حکمرانوں سے بِھڑ جاؤ، ان سے دشمنی رکھو، ان کے سامنے چیخو چلاؤ، اور تمام وسائل اور ذرائع بروئے کار لاتے ہوئے حکمرانوں کو کافر کہو!

(۱) "ملة إبراهيم"، ص: (۳۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہاں ایک اور چیز بھی واضح ہوتی ہے کہ مقدسی کس قدر مودودی کی فکر سے متاثر تھا؛ کیونکہ ملت ابراہیمی کے اصول وضوابط مودودی کی کتابوں اور رسائل کا ہی چربہ ہیں۔

اور ملت ابراہیمی کی منحرف تفسیر بعض دیگر سعودی شہریوں نے بھی اپنائی ہوئی ہے، چنانچہ جربوع کا کہنا ہے کہ: "غلبہ دین اس وقت ہو گا جب طاغوتی نظاموں کے خلاف آواز اٹھائیں گے، ان کے خلاف کھلم کھلا جارحیت اپنائیں گے، جب لوگوں کو یہ بتلایا جائے گا کہ تمام حکمران کافر اور مرتد ہیں، ہم ان کو اپنا حکمران نہیں مانتے، ہماری ان سے دشمنی ہے، اگر ہمیں ان میں سے کوئی ایک مل جائے تو زمین پر چلتا ہوا نہ چھوڑیں، جیسے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے بدر کے قیدیوں کے بارے میں فرمایا تھا"[1]

اس رسالے کو پڑھنے والا شخص یقینی طور پر یہ کہہ سکتا ہے کہ اس کی مراد ہمارا ملک اور ہماری ملکی قیادت ہی ہے۔۔۔ مقدسی کی ساری گفتگو حکمرانوں کے متعلق ہوتی ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ: مقدسی نے اپنی کتاب کے ابتدائی صفحات میں لکھا ہے کہ: "یہ اعلان براءت ہے ہر وقت اور زمانے کے طاغوتوں سے، چاہے وہ بادشاہ ہوں، شہزادے ہوں، قیصر وکسری ہوں، فرعون وبادشاہ ہوں، ان کے حاشیہ نشین اور گمراہ درباری ملا ہوں، حکمرانوں کے ہمنوا، افواج، پولیس، خفیہ ادارے اور محافظین کوئی بھی ہوں ان سب سے ہم ایک ہی بات کرتے ہیں کہ: {إِنَّا بُرَآءُ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ} ہم تم سے اور تمہارے اللہ کے علاوہ جتنے بھی معبودان باطلہ ہیں سب سے بری ہیں [الممتحنہ: ۴] ہم تمہارے قوانین، منہج، دستوروں اور گندے قوانین سے بری ہیں، ہمارا تمہاری حکومت اور عدالتوں سے کوئی تعلق نہیں، تمہارے نعروں اور بدبودار پرچموں سے ہم بری ہیں {كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا

(۱) "الإعلام بوجوب الهجرة من دار الكفر إلى دار الإسلام" از جربوع، ص: (۳۰-۳۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ} ہم تمہیں نہیں مانتے، ہماری اور تمہارے درمیان دائمی دشمنی اور بغض ہے، یہاں تک کہ تم صرف ایک اللہ پر ایمان لے آؤ[الممتحنہ:۴]"(۱)

بلکہ اس سے بڑھ کر مقدسی نے اپنی کتاب میں واضح لکھا ہے کہ: یہاں ملت سے مراد یہ ہے کہ حکمرانوں، حکومتی اداروں، افواج اور پولیس سب کے ساتھ تصادم کی راہ اپنائیں، انہیں کافر قرار دیں، ان کے خلاف بغاوت کریں، چاہے اس کے لیے قتل وغارت یا کچھ بھی کرنا پڑے۔

۲- مقدسی کی مزعومہ ملت کا تصور ہمیں کتاب وسنت میں کہیں نہیں ملا، البتہ اس کا ذکر ایسی تاریخی کتابوں میں ملتا ہے جو قدیم خارجیوں اور ازارقہ کے متعلق تفصیلات ذکر کرتی ہیں، چنانچہ ان کے جدامجد نے خیر الخلق کے بارے میں ناشائستہ زبان استعمال کی اور اس کی اگلی نسل نے خلفائے راشدین کو نشانہ بنایا، انہیں کافر قرار دیا، صحابہ کرام کو قتل کیا، تو مقدسی کی مزعومہ ملت مقدسی کے روحانی آباواجداد میں بعینہٖ پائی جاتی ہے۔

۳- انبیائے کرام اور رسولوں کی بہت بڑی تعداد ایسے حکمرانوں اور سلطانوں کے پاس مبعوث ہوئی جو بغیر ما انزل اللہ کے مطابق فیصلے کرتے تھے، بلکہ کچھ تو الوہیت اور ربوبیت کا بھی دعوی کرتے تھے، ان کی اقوام بتوں اور پتھروں کی عبادت کرتی تھی، تو ایسے میں انبیائے کرام کی دعوت کا ہدف وحدانیت الٰہی ہی تھا، رسولوں کو بہت سے کافر سربراہان کی جانب سے مشقتوں کا سامنا کرنا پڑا، ان میں سے کچھ نے اپنی جانوں کا نذرانہ تک پیش کر دیا، لیکن پھر بھی انہوں نے اللہ تعالی کے حکم کی تعمیل میں صبر کیا، یہاں تک کہ اللہ تعالی فریقین میں فیصلہ فرمادے، ایسے ہی نبی ﷺ نے بھی حکمرانوں کے ظلم اور زیادتی پر صبر کرنے کا حکم دیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا: **(تم صبر کرنا یہاں تک کہ تم مجھ سے حوض پر ملو)**(۲)

---

(۱)"ملة إبراهيم "مقدمہ

(۲)بخاری:(۳۷۹۲)، مسلم:(۱۸۴۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور جس وقت خباب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کعبہ کے نیچے اپنی چادر کے سائے تلے بیٹھے تھے، انہوں نے قریشیوں کی جانب سے ملنے والی اذیتوں کی شکایت کی؛ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مقدسی کی طرح چیخنے چلانے کا حکم نہیں دیا، اپنوں کو چھوڑ کر گردنیں مارنے کا حکم نہیں دیا، بلکہ انہیں شرعی راستہ بتلایا کہ صبر کریں۔

۴- اللہ تعالی کے قانون اور طریقہ کار پر نظر دوڑانے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ: اللہ تعالی اس وقت تک اپنے بندوں اور دشمنوں کے درمیان فیصلہ نہیں فرماتا، اس وقت تک اپنے بندوں کو کامیاب اور دشمنوں کو تباہ نہیں فرماتا جب تک شرعی معاملات پورے نہ ہوں، اور وہ ہیں: صبر اور تقوی: اللہ تعالی کا فرمان ہے: {وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا صَبَرُوا وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ} پھر ہم نے ان کا وارث ان لوگوں کو بنایا جو کمزور سمجھے جاتے تھے اور اس سرزمین کا (بھی) وارث بنایا جس کے مشرق و مغرب میں ہم نے برکت رکھی ہوئی ہے اور بنی اسرائیل کے حق میں آپ کے پروردگار کا اچھا وعدہ پورا ہو گیا کیونکہ انہوں نے صبر کیا تھا اور فرعون اور اس کی قوم جو کچھ عمارتیں بناتے اور (انگوروں کے باغ) بیلوں پر چڑھاتے تھے، سب کو ہم نے تباہ کر دیا[الأعراف:۱۳۷] اسی لیے اللہ تعالی نے اپنے نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر انبیائے کرام کی طرح صبر کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: {فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ} آپ بھی اسی طرح صبر کریں جیسے اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا۔[الأحقاف:۳۵]

تو مقدسی کی کتاب "ملة إبراهيم" میں اللہ تعالی کے مقرر کردہ یہ قوانین اور شرعی نصوص کہاں ہیں؟!

۵- ابراہیم علیہ السلام کے واقعے میں یہ بات بالکل واضح ملے گی کہ ملت ابراہیمی میں یہ بات بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شامل تھی کہ وہ لوگوں پر عذاب الٰہی نازل ہونے سے ڈرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے والد کو یہ نہیں کہا کہ آپ کو اللہ تعالی آگ میں ہی رکھے گا، بلکہ انہوں نے اپنے والد کو کہا تھا: {يَاأَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِنَ الرَّحْمَنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا} ابا جان! مجھے خوف لگا ہوا ہے کہ کہیں آپ پر کوئی عذاب الٰہی نہ آ پڑے، اور آپ شیطان کے دوست بن جائیں۔[مریم:۴۵]

اس بارے میں ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "ابراہیم علیہ السلام نے خوف کی نسبت اپنی جانب کی ہے اپنے والد کی جانب نہیں، اور کسی مشفق کا طرزِ گفتگو ایسا ہی ہوتا ہے کہ جس کے بارے میں خدشات ہوں اور وہ پیار سے متنبہ کرنا چاہتا ہو تو وہ یہی کہتا ہے کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں تمہارا نقصان نہ ہو جائے، پھر ابراہیم علیہ السلام نے "اَلْمَسُّ" کا لفظ استعمال کیا جو کہ اس معنی کے کسی بھی دوسرے لفظ سے زیادہ لطافت رکھتا ہے، پھر عذاب کا ذکر کر کے اللہ کی صفت رحمن بھی ذکر کی اور جبار یا قہار یا کوئی اور ایسی سخت صفت بیان نہیں فرمائی؛ تو اس سے بڑھ کر بھی کوئی اچھا انداز گفتگو ہو سکتا ہے؟!"[1]

ایسے ہی موسی علیہ السلام مصر سے ڈر کر اور چھپتے چھپاتے بھاگتے ہیں اور واپس مصر میں آکر دنیا کے سب سے بڑے کافر فرعون کو اللہ تعالی کے حکم کے مطابق انتہائی دھیمے لہجے میں مخاطب کرتے ہیں، تو اس کے بعد واضح ہو گیا ہو گا کہ کون ملت ابراہیمی پر گامزن ہے؟!

مقدسی کے ہاں ملت ابراہیمی کے تصور نے ہی گاڑیوں کو بارود سے بھروایا، خود کش حملے کروائے، جسموں کے چیتھڑے اڑائے، قتل و غارت کا بازار گرم کیا، بچوں کو یتیم کروایا اور خواتین کو بیوہ بنایا۔

۶- ذیل میں قطعی دلیل پیش کرتے ہیں کہ اسی ملت ابراہیمی کے تصور نے قتل و غارت اور

---

(۱) "بدائع الفوائد": (۳/۲۵۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عہد شکنی کا باب کھولا ہے۔

سعودی عرب میں ۱۴۱۵ ہجری سے دھماکوں کا سلسلہ شروع کرنے والے ناصر معثم کا کہنا ہے کہ: "جس وقت میں نے "**ملة إبراهيم**" کتاب پڑھی تو میرے اندر ابو محمد مقدسی سے ملاقات کا شوق جوبن پر پہنچ گیا، پھر اردن میں کئی بار ان سے ملاقات بھی کی اور میں ان کے نظریات، کتابوں اور تحریروں سے بہت زیادہ متاثر ہوا جن میں عرب ممالک کے حکمرانوں کو کافر قرار دیا گیا تھا، اس ملک [سعودی عرب] اور یہاں کی سپریم علماء کونسل کو کافر قرار دیا گیا ہے"[1]

ملت ابراہیمی کے اسی غلط تصور نے مسلم علاقوں سے اسلامی خطہ ہونے کا وصف چھین لیا؛ اسی وجہ سے مسلم خطوں کو دار کفر اور دار حرب کہا گیا، بلکہ ان خطوں میں رہنے والے افراد کو بھی مسلمان ماننے سے انکار کر دیا گیا، اور انہیں کافر، مرتد یا مجہول الحال قرار دیا گیا۔

۷- در حقیقت ملت ابراہیمی کا جو تصور ان کے ذہنوں میں ہے یہ انہوں نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی جانب دجل اور کذب بیانی کے ذریعے منسوب کیا ہے، اور ان کے اس فہم کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خارجیوں کے بارے میں کہا ہوا فرمان صادق آتا ہے کہ: (**وہ قرآن تو پڑھیں گے لیکن ان کی ہنسلیوں سے نیچے نہیں اترے گا، وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے، وہ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے، اگر میں انہیں پالوں تو قوم عاد کی طرح انہیں قتل کروں**)[2]

یہاں مقدسی نے ملت کا تصور قرآنی آیات سے لینے کا دعوی کیا ہے اور یہی بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوارج سے متعلق پیشین گوئی کی تصدیق ہے کہ اس خارجی کو قرآن کریم کی صحیح سمجھ

---

(۱) گرفتار افراد کے اعترافات، از: روزنامہ "الشرق الاوسط"، مورخہ: (۲۵/۱۲/۱۴۱۶ ہجری) شمارہ نمبر: (۶۲۷)

(۲) بخاری: (۳۳۴۴)، مسلم: (۱۰۶۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں آئی اور قرآن اس کی ہنسلی سے نیچے نہیں اترا، اور اہل علم کے مطابق ہنسلی سے نیچے نہ اترنے کا مطلب یہی بیان کیا ہے کہ انہیں قرآن کریم کی سمجھ ہی نہیں ہو گی۔

مقدسی کی تکفیری کتابوں میں "الكواشف الجلية في كفر الدولة السعودية" بھی شامل ہے، یہ کتاب اول تا آخر مملکت توحید اور سعودی عرب کو کافر قرار دینے پر مرکوز ہے، حالانکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ - اللہ کو حساب بھی دینا ہے کہ - یہ حکومت روئے زمین پر سب سے بہترین حکومت ہے، یہ الگ بات ہے کہ کوئی کامل نہیں ہوتا کامل ذات صرف باری تعالی کی ہے، ہم انہیں پاک صاف اور غلطیوں سے مبرا نہیں کہتے، ہمارا یہ موقف خارجیوں اور حاسدوں سے برعکس بالکل واضح ہے۔

مقدسی کی یہ کتاب افغانی جہاد کے ابتدائی مراحل میں خفیہ طور پر تقسیم کی جاتی تھی، پھر جب افغانستان سے روسی ملحد بھاگ کھڑا ہوا اور خارجیت کے چہرے سے نقاب اترنے لگا تو پھر یہ کتاب اعلانیہ تقسیم کی جانے لگی۔

اس کتاب کے تمام مسلمان نوجوانوں پر عمومی جبکہ سعودی نوجوانوں پر خصوصی انداز میں مہلک اثرات رونما ہوئے، ہم نے اس مبحث کے شروع میں ایسے اقتباسات لکھ دیئے ہیں جو اس کتاب کی خارجیوں کے ہاں اہمیت واضح کرتی ہیں۔

اسی کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ سعودی عرب میں دھماکے کر کے اپنے آپ کو اڑانے والے خارجی معجب دَوسَری نے اس کتاب کی تلخیص لکھی اور اس کو "تهذيب الكواشف الجلية" کا نام دیا۔

اس کتاب کے مہلک اثرات پھیلانے کا اہم ثبوت یہ ہے کہ جس وقت سعودی عرب میں سب سے پہلا بم دھماکہ ہوا جسے ۱۴۱۷ ہجری "عَلیَہ دھماکوں" سے جانا جاتا ہے، ان دھماکوں کے چاروں منصوبہ کاروں کا یہ اعتراف ہے کہ انہوں نے اس کتاب سے متاثر ہو کر یہ دھماکے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کئے ہیں، اور مؤلف سے ملاقات کے لیے اردن کا سفر بھی کیا۔

مصلح شمرانی کا کہنا ہے کہ: "ہم آپس میں ملاقات کرتے رہتے تھے اور ہم تک ان کی بعض منشورات مثلاً ابو محمد مقدسی کی تحریریں وغیرہ پہنچتی تھیں ان میں حکمرانوں اور علمائے کرام کو کافر کہنے کی ترغیب ہوتی تھی، ان تحریروں میں مملکت سعودی عرب کی قیادت کے کافر ہونے سے متعلق گفتگو کی جاتی کہ وہ شریعت کو بالا دستی نہیں دیتے، انہوں نے وضعی قوانین لاگو کیے ہوئے ہیں، پھر مملکت سعودی عرب اقوام متحدہ کی رکن ہے، نیز ابن باز اور ابن عثیمین جیسے علمائے کرام چونکہ سعودی عرب کے لیے نرم گوشہ رکھتے ہیں اس لیے یہ سب بھی کافر ہیں"[1]

اس کتاب کے تکفیری مندرجات:

اول: مؤلف کا دعوی ہے کہ سعودی عرب میں شریعت کا نفاذ نہیں؛ اس لیے کافر ہے۔

سعودی حکومت نے مصالح مرسلہ کے اعتبار سے کچھ قوانین بنائیں ہیں انہیں بھی مؤلف نے نفاذ شریعت سے متصادم قرار دیا، حالانکہ ان کا نفاذ شریعت سے کوئی تعلق ہی نہیں۔

سعودی حکومت کو اس وجہ سے بھی کافر قرار دیا گیا کہ سعودی حکومت نے اقوام متحدہ، عرب کونسل، اور خلیج تعاون کونسل جیسی عالمی تنظیموں میں شمولیت اختیار کی ہے۔

تو ان مذکورہ بالا امور کی وجہ سے مملکت توحید کو کافر قرار دیا گیا اور یہ دعوی بھی کیا گیا کہ یہ الحکم بغیر ما انزل اللہ ہے، مقدسی نے لکھا ہے:

"سعودی عرب اور وضعی قوانین: سب سے پہلے سعودی دستور کی بات کریں تو سعودی حکومت نے دوسروں کو دھوکہ دینے کے لیے شریعت اسلامیہ کو بطور تبرک رکھا ہوا ہے اور

---

(۱) روزنامہ الشرق الاوسط، مورخہ: (۲۵/۱۲/۱۴۱۶ ہجری) شمارہ نمبر: (۶۲۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چند ایک شرعی حدود کمزور لوگوں پر نافذ کر دی جاتی ہیں، تاکہ لوگوں کو یہ جھانسا دیا جاسکے کہ حکومت اسلامی احکامات کو لاگو کئے ہوئے ہے، اور ایسے وضعی قوانین پر عمل پیرا نہیں ہے جس سے حکومت کافر ہو جائے، لیکن یہ واضح جھوٹ اور کسی بھی باخبر کے لیے بالکل عیاں بات ہے۔"[1]

اس کے بعد مقدسی نے جن چیزوں کو الحکم بغیر ما انزل اللہ سمجھا انہیں شمار کرتے ہوئے لکھا: "سعودی عرب میں شہریت دینے کا قانون، اسی طرح طبع اور نشر کا قانون، مقامی اخبارات کا قانون، غیر سعودی لڑکی سے شادی کرنے کا قانون اور لیبر قوانین"[2]

ان خارجی افکار کا رد:

۱- مقدسی کی جانب سے جتنے بھی امور بیان کئے گئے ہیں یہ سب کچھ شیخ محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ مفتی سعودی عرب کے فتاوی سے ماخوذ ہیں، تو یہ در حقیقت مملکت سعودی عرب کی حکومت کی خوبی ہے نا کہ خامی؛ کیونکہ تمام کے تمام قوانین کو لاگو کرنے سے پہلے مفتی سعودی عرب کے سامنے پیش کیا جاتا تھا۔

۲- کچھ قوانین ایسے بھی ہے جو سعودی عرب میں شرعی کمیٹیوں کی جانب سے جائز قرار دینے پر ہی لاگو کئے گئے ہیں۔

چنانچہ شیخ صالح لحیدان - صدر: اعلی جوڈیشل کمیٹی - سے جب لیبر قوانین میں اصلاحات سے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: "جس وقت لیبر قوانین سامنے آئے تو ان پر تحفظات کا اظہار کیا گیا تھا، پھر جو قانون لاگو کیا گیا وہ پہلے شیخ عبد اللہ بن حمید اور شیخ ابن باز رحمہما اللہ کے سامنے پیش کیا گیا تھا تو انہوں نے اسے جائز قرار دیا، چنانچہ اگر کوئی غلطی یا اصلاح کی

---

(۱) "الکواشف الجلیة"، ص:(۱٦)

(۲) "الکواشف الجلیة"، ص:(۱۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گنجائش موجود ہے تو پھر وہ ان قوانین میں نہیں ہے بلکہ ان کے نفاذ میں ہے؛ ان قوانین کے نفاذ کا ذمہ دار یا تو اپنی من مانی کی وجہ سے لاگو نہیں کرتا یا پھر جہالت کی وجہ سے "[1]

۳- کچھ قوانین مصالح مرسلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور انہیں کسی بھی صورت میں **الحکم بغیر ما انزل اللہ** میں شامل نہیں کیا جا سکتا، جیسے کہ غیر سعودی افراد سے شادی کا قانون، ایسے ہی ٹریفک قوانین، طبع اور نشر کے قوانین وغیرہ، ان میں اللہ تعالی نے وسعت رکھی ہے، چنانچہ یہ حتمی طور پر **الحکم بغیر ما انزل اللہ** کے تحت نہیں آتے۔

۴- مفتی سعودی عرب رحمہ اللہ نے اپنے انہی خطوط میں اس ملک کی قیادت کی خوب تعریف کی ہے، اور یہ بتلایا ہے کہ یہ ملک اللہ کے قوانین سے ہٹ کر فیصلے نہیں کرتا، تو اس خارجی نے مفتی صاحب کے خطوط میں سے صرف وہی باتیں کیوں لیں جو اس کی خواہشات کے مطابق تھیں، اور وہ چیزیں کیوں چھوڑ دیں جو اسے پسند نہ تھیں؟!

۵- مقدسی نے مملکت سعودی عرب کو کافر قرار دینے کے لیے جو دلائل پیش کئے ہیں ان میں ایسی تعزیری سزائیں بھی ہیں جو سعودی دستور میں مذکور ہیں کہ: کوئی بھی شخص جو وطن عزیز کے پرچم کو گرائے، یا اس کی توہین کرے یا شاہی طغرے کو یا مملکت سعودی عرب کے کسی بھی طغرے کی توہین کرے تو اسے قید اور جرمانہ دونوں سزائیں دی جائیں گی۔ اسے ذکر کرنے کے بعد مقدسی نے لکھا ہے کہ: "غور کریں کہ کفر اور زندیقیت کہاں تک پہنچ چکی ہے"

حالانکہ یہ بڑی مضحکہ خیز بات ہے کہ شریعت نے حکمران کو تعزیری سزاؤں سے متعلق یہ اختیار دیا ہے کہ جن امور میں شریعت نے سزائیں تجویز نہیں کیں تو ان میں مصلحت کو مد نظر رکھتے ہوئے سزا تجویز کر سکتا ہے، تاہم تعزیری سزائیں کلی قواعد کے تحت ہوں گی،

---

(۱) آڈیو کیسٹ سائڈ: الف، بعنوان: "مفہوم تحکیم الشریعۃ"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شریعت کی نگاہ میں تعزیرات کا معاملہ بہت وسیع ہے اور یہ محض ڈانٹ ڈپٹ سے شروع ہو کر قتل تک جاسکتا ہے، لیکن ان سب سزاؤں کو مصلحت کے پیش نظر منتخب کیا جائے گا۔

دوم: اقوام متحدہ، عرب لیگ اور دیگر عالمی تنظیموں کی رکنیت حاصل کرنے کی وجہ سے سعودی عرب کافر ہے، اس کا رد بھی متعدد اعتبار سے پیش خدمت ہے:

۱- مملکت سعودی عرب نے عالمی تنظیموں میں اپنی شمولیت کو اس بات سے مشروط رکھا ہے کہ جو قوانین شریعت اسلامیہ کے مطابق نہیں ہیں انہیں ہم تسلیم نہیں کر سکتے؛ کیونکہ مملکت سعودی عرب کی جانب سے متعدد شقوں پر تحفظات کا اظہار مفصل خط میں کیا گیا ہے، جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

- خواتین سے متعلق تمام امتیازی سلوکوں کو ختم کرنے پر تحفظات پیش کئے گئے، چنانچہ سعودی عرب شریعت اسلامیہ سے متصادم کسی بھی حکم کی پابند نہیں ہے۔[۱]
- انسانی حقوق کے ضمن میں مذکور شق نمبر ۱۶ پر سعودی عرب نے اتفاق نہیں کیا، اس شق میں ہے کہ جس وقت مرد اور عورت جب بھی بالغ ہو جائیں تو انہیں کسی بھی مذہبی قید کے بغیر شادی کی اجازت ہو گی، تو اس کے جواب میں سعودی عرب نے اقوام متحدہ کو بھیجے گئے اپنے مراسلے میں لکھا کہ: مسلمان کا کسی بھی مشرکہ اور اللہ کے وجود پر ایمان نہ رکھنے والی عورت سے نکاح اسلام نے حرام قرار دیا ہے، جبکہ مسلمان کی کسی یہودی یا عیسائی سے شادی اسلام میں جائز ہے، لیکن غیر مسلم کی شادی مسلمان لڑکی سے جائز نہیں ہے۔[۲]
- اسی طرح عالمی انسانی حقوق کے ضمن میں شق نمبر ۱۰ جس میں ہے کہ ہر شخص اپنا دین تبدیل کرنے میں آزاد ہے، لیکن جو بھی اپنا دین بدلے تو سعودی عرب میں اسے قتل کر

---

(۱)"المملكة العربية السعودية والمنظمات الدولية"، ص:(۱۸۱)

(۲)"موقف المملكة العربية السعودية من القضايا العالمية في هيئة الأمم المتحدة"، ص:(۹۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیا جائے گا۔

- سعودی عرب کی جانب سے غیر اسلامی مذہبی تہواروں کے انعقاد پر بھی تحفظات پیش کئے گئے، اسی لیے سعودی عرب نے آج تک کلیسا، مندر وغیرہ تعمیر کرنے کی اجازت نہیں دی، لیکن اسی ملک کی جانب سے کافروں کے ممالک کے عین بیچ میں دسیوں مساجد بنائی جا چکی ہیں، یہی وجہ ہے کہ سعودی عرب کو ہر سال سالانہ انسانی حقوق کی رپورٹ میں سخت حملوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے؛ کیونکہ ان رپورٹوں میں واضح لکھا ہوتا ہے کہ سعودی عرب میں دین تبدیل کرنے کی کوئی آزادی نہیں ہے۔ (۱)

۲- ان عالمی تنظیموں میں شامل ہونے کا تعلق معاہدوں اور میثاق سے ہے، چنانچہ کافر طاقتوں سے صلح اور معاہدہ بسا اوقات واجب ہو جاتا ہے تو کبھی جائز ہوتا ہے؛ لہذا جس وقت امت اسلامیہ کمزور ہو اور دشمن طاقتور ہو، اسلام اور مسلمانوں کو شدید خطرات لاحق ہوں تو ایسے حالات میں کفار سے صلح لازمی ہو جاتی ہے۔

اس بارے میں امام سرخسی رحمہ اللہ کا موقف بہت ہی شاندار ہے: "چونکہ در حقیقت جہاد کا اصل مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو پہلے تحفظ حاصل ہو پھر ثانوی مقصد یہ ہے کہ مشرکین مغلوب ہوں اور انہیں مغلوب بنایا جائے، لہذا اگر مسلمان کافروں پر غالب آنے کی حالت میں نہ ہوں تو ایسی صورت میں صلح اور امن معاہدہ کرنا ضروری ہے، یہاں تک کہ مسلمان دوبارہ سے اپنی اصل حالت میں لوٹ آئیں" (۲)

تو یہاں پر جلیل القدر عالم نے یہ واضح کر دیا کہ: حالت قوت میں الگ احکام ہوتے ہیں اور حالت کمزوری میں الگ؛ لہذا کمزوری کی حالت میں کافروں سے معاہدے اور میثاق کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

---

(۱) "هيئة الأمم المتحدة منذ النشأة حتى اليوم" از طلال عطار، ص: (۴۳-۴۴)

(۲) "شرح السير الكبير" از سرخسی: (۱/۱۹۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳- احادیث مبارکہ میں بھی یہ بات ملتی ہے کہ کافر قوتوں کے ساتھ معاہدے کرنا جائز ہے، بشرطیکہ ان معاہدوں کی زد میں شرعی احکامات نہ آئیں، جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: **(میں عبداللہ بن جدعان کے گھر ایک معاہدے کی مجلس میں شامل ہوا تھا، مجھے گوارا نہیں کہ اس کے عوض مجھے سرخ اونٹ ملیں، اگر اسلام میں مجھے ایسے کسی معاہدے کی دعوت دی گئی تو میں ضرور قبول کروں گا)**[1]

تو یہ معاہدہ دور جاہلیت میں ہوا تھا، لیکن پھر بھی نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر انہیں اسلام آنے کے بعد بھی ایسے کسی معاہدے میں شرکت کی دعوت دی گئی تو ضرور شامل ہوں گے، تو یہ حدیث مختلف مذاہب اور اقوام کے مابین معاہدوں کے لیے ایک بنیادی حیثیت رکھتی ہے، صرف شرط یہ ہے کہ معاہدہ شرعی تعلیمات سے متصادم نہ ہو۔

ایسے ہی نبی ﷺ نے حدیبیہ کے موقع پر قریشی کافروں سے صلح فرمائی اور اس صلح نامے میں مسلمانوں کے خلاف انتہائی شدید نوعیت کی شقیں بھی تھی، لیکن اس کے باوجود اللہ تعالی نے اس معاہدے کو فتح مبین قرار دیا۔

۴- مملکت سعودی عرب ان عالمی تنظیموں کا حصہ اس وقت بنا تھا جب کبار علمائے کرام موجود تھے، ان میں سے کسی نے بھی اس چیز پر تحفظات کا اظہار نہیں کیا، جیسے کہ اس وقت مفتی سعودی عرب جناب شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ بھی موجود تھے۔

اس کے بارے میں **شیخ ابن عثیمین** رحمہ اللہ **سے بھی پوچھا گیا:** "کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اقوام متحدہ کی رکنیت حاصل کرنا در حقیقت نفاذِ شریعت سے انحراف ہے؛ تو کیا یہ بات صحیح ہے؟"

اس پر انہوں نے جواب دیا: "یہ بات صحیح نہیں ہے؛ کیونکہ ہر حکمران اپنے ملک میں اسی

---

(۱) "سنن الکبری" از بیہقی، حدیث نمبر: (۱۳۴۶۱) البانی نے غزالی کی کتاب "فقه السيرة" کی تخریج میں اسے صحیح کہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انداز سے فیصلے کرتا ہے جیسے ان کا دستور ہے، چنانچہ مسلمان کتاب و سنت کے مطابق فیصلے کرتے ہیں، جبکہ دیگر لوگ اپنے قوانین کے مطابق فیصلے کرتے ہیں، نیز اقوام متحدہ کی جانب سے ایسی کوئی پابندی نہیں ہے کہ ان کے قوانین کے مطابق فیصلے کئے جائیں، یہ بھی واضح رہے کہ اقوام متحدہ میں شمولیت کا تعلق ایسے معاہدوں اور میثاق سے ہے جو مسلمانوں اور کافروں کے درمیان طے پاتے ہیں"[1]

۵- مقدسی کی جانب سے سعودی عرب کو مذہب یا دین کے لیے غیرت کھاتے ہوئے کافر نہیں کہا گیا؛ بلکہ یہ تو درحقیقت سروری، خارجی اور حروری پیاس ہے، جس کی بنا پر مقدسی نے سعودی عرب کو کافر کہا؛ کیونکہ جب مقدسی سے ہی طالبان کے بارے میں پوچھا گیا کہ انہوں نے اقوام متحدہ میں شمولیت کے لیے درخواست دی ہے، تو پھر مقدسی نے طالبان کے اس اقدام کو صحیح قرار دیتے ہوئے اس کا ایڑھی چوٹی کا زور لگا کر دفاع بھی کیا اور کہا کہ: "میں نے وہاں پر موجود عرب مجاہدین سے پوچھا ہے اور اسی طرح دیگر افراد سے بھی تفصیلات لی ہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ: ہم ان عالمی تنظیموں میں شمولیت کی درخواست شرعی شرائط کے ساتھ دیتے ہیں ان شرائط کی وجہ سے -ان کے فقہی نظریات کے باعث- شمولیت کی درخواست دینا جائز ہو جاتا ہے، وہ شرط یہ ہے کہ تحریک طالبان کوئی بھی ایسی شق تسلیم نہیں کرے گی جو اسلامی تعلیمات سے متصادم ہو، تو وہ لوگ اس شرط کے ساتھ ان عالمی تنظیموں میں شمولیت کو جائز قرار دیتے ہیں، بلکہ ان کا کہنا ہے کہ انہیں ان تنظیموں میں شمولیت اسی شرط کی وجہ سے نہیں ملی"

اگر تو مقدسی نے یہ وجوہات اور وضاحتیں بالمشافہ طالبان سے لی ہیں تو یہ باتیں اور وضاحتیں سعودی عرب کے بارے میں بھی اس نے پڑھی ہیں؛ کیونکہ لازمی بات ہے کہ مقدسی

---

(۱)"مجلة الدعوة"، شمارہ نمبر: ۱۶۰۸، مورخہ: (۱۰ جمادی اولی ۱۴۱۸ ہجری)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے طلال عطار کی کتاب پڑھی ہے اور اس میں سے من مانی عبارتیں دو جگہوں [1] پر پیش بھی کی ہیں، لیکن مقدسی نے وہ تمام باتیں صرف نظر کر کے قابل توجہ بھی نہیں سمجھیں؛ کیونکہ ان میں سعودی عرب کا دفاع موجود تھا اور یہ بات اس کے نظریات سے میل نہیں کھاتی۔

مقدسی کے اصولوں کے مطابق کافر ہونے کا سبب تو ایک ہی ہے، لیکن اس نے طالبان کے لیے تو وضاحت پیش کر دی، لیکن سعودی عرب کو کافر کہہ دیا، کیوں؟ حالانکہ کہ شریعت دو مماثل چیزوں کا الگ الگ حکم بیان نہیں کرتی اور نہ ہی دو متضاد چیزوں کو ایک حکم دیتی ہے۔

مقدسی نے مملکت سعودی عرب کو دینی نقطہ نظر سے کافر نہیں کہا، اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ مفتی سعودی عرب شیخ محمد بن ابراہیم کے وضعی قوانین سے متعلق جن فتاوی پر اس نے اپنی عمارت کھڑی کی ہے اور ان فتاوی میں شیخ محمد بن ابراہیم نے رد بھی لکھا ہے تو انہی خطوط میں اس ملک کی قیادت کی خوب تعریف کی ہے، اور یہ بتلایا ہے کہ یہ ملک اللہ کے قوانین سے ہٹ کر فیصلے نہیں کرتا، تو اس خارجی نے مفتی صاحب کے خطوط میں سے صرف وہی باتیں کیوں لیں جو اس کی خواہشات کے مطابق تھیں، اور وہ چیزیں چھوڑ دیں جو اسے پسند نہ تھیں؟!

جیسے کہ **فضیلۃ الشیخ امام محمد بن ابراہیم** رحمہ اللہ **کہتے ہیں:** "الحمد للہ، حکومت کا دستور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے، اسی لیے شرعی عدالتیں قائم ہیں، تاکہ اللہ تعالی کے اس فرمان پر عمل ہو سکے: {يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا} اے ایمان والو! اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور ان حاکموں کی بھی جو تم میں سے ہوں۔ پھر اگر کسی بات پر تمہارے درمیان جھگڑا پیدا ہو جائے تو اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تو اس

---

(۱) "الكواشف الجلية"، ص: (۹۳-۹۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاملہ کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیر دو۔ یہی طریق کار بہتر اور انجام کے لحاظ سے اچھا ہے۔[النساء:۵۹] چنانچہ اس کے علاوہ جو بھی طرزِ عدل ہے وہ جاہلیت کے ہیں، انہی کے بارے میں اللہ تعالی کا فرمان ہے:{أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ} کیا یہ لوگ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں ؟ حالانکہ یقین کرنے والوں کے نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں ہو سکتا۔[المائدۃ:۵۰]"

مقدسی کی اپنی کتاب میں یہ کارستانی بھی موجود ہے کہ: جس وقت مقدسی نے مفتی اعظم کی گفتگو کو نقل کیا اور کچھ تنظیموں پر ان کے اعتراضات بیان کئے، جو کہ در حقیقت اس وقت کے سعودی بادشاہ کی جانب سے مفتی اعظم کے پاس اس لیے بھیجے جاتے تھے کہ انہیں دیکھیں اور ان کے بارے میں شرعی موقف بیان کریں، لیکن اس خبیث شخص کا ارادہ اور ہدف کیا تھا وہ اس کی درج ذیل عبارت سے عیاں ہے، اس کا کہنا ہے کہ:

"یہ بات سب کو معلوم ہے کہ مفتی اعظم آخری ایام میں بیمار رہتے تھے، بیماری نے انہیں اپنی ذمہ داریاں نبھانے سے روک دیا تھا؛ کیونکہ ان کا بیرون ملک علاج جاری تھا، وہ تادم وفات صاحب فراش رہے؛ اب ان کی بیماری اور وفات کے بارے میں اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا ان کی وفات طبعی تھی، یا ان کے اس موقف یا دیگر نظریوں کا جنہیں ہمیں بھی علم نہیں ہے ان کی وفات میں کوئی عمل دخل تھا"(۱)!

پھر اپنی کتاب کے آخر میں اس حروری اور خارجی شخص نے مملکت سعودی عرب سمیت یہاں کام کرنے والوں اور یہاں کی عدالتوں میں فیصلے کروانے والوں کو کافر قرار دے دیا اور کہا: "علمائے اسلام اور عقیدہ توحید کے علم بردارو! ان تمام تر تفصیلات کے بعد تمہارا کیا موقف ہے؟ کیا اب بھی ایسے شخص کا مال اور جان قابل احترام ہے جو عالمی قوانین تسلیم

---

(۱)"الکواشف":(۶۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرے، ان کے نفاذ میں اپنا کردار ادا کرے، عالمی قوانین پر چلے، انہیں صحیح جانے، ان کا انکار نہ کرے، ان قوانین سے اظہار لا تعلقی نہ کرے، عالمی مقننہ اداروں سے تعلقات نہ توڑے؟ بلکہ ایسے اداروں کی بغل میں بیٹھے، ان کی مالی اور افرادی مدد کرے، عالمی قوانین پر چلنے والی عدالتوں سے فیصلے کروائے، وہاں کے قاضیوں کے سامنے اپنے معاملات رکھے، اختلافات اور جھگڑوں میں فیصلہ وہیں سے کروائے کہ وہ اپنے وضعی اور باطل قوانین کے ذریعے فیصلہ کریں۔

کیا اس شخص کا مال اور خون اب بھی قابل احترام ہے جو خلیج تعاون کونسل کے قوانین کو تسلیم کرے، خلیجی طاغوتوں کے ساتھ سلامتی اور اقتصادی معاہدے کرے، جو ان طاغوتوں کے ساتھ اخوت، حمایت، محبت، مودت اور دوستی کا ہاتھ بڑھائے، ان کے نظاموں اور قوانین سے اظہار لا تعلقی نہ کرے یا انہیں مسترد نہ کرے؟

کیا اس شخص کا خون اور مال اب بھی قابل احترام ہے جو عرب لیگ کے معاہدوں میں شامل ہو، عرب لیگ کے طاغوتوں سے تعلقات رکھے، وہاں کے نظام اور قوانین کی پاسداری کرے، ان کی مالی اور افرادی مدد بھی کرے؟

جس کسی مسلمان نے بھی عقیدہ توحید کی صرف خوشبو ہی سونگھی ہو اسے شرک کے اسباب اور ذرائع کا علم ہو اس کے لیے یہ روا نہیں ہے کہ وہ اس ملک [یعنی سعودی عرب] یا اس جیسے دیگر کافر اور مرتد ممالک کا ہمنوا، معاون، اور مددگار ہو؛ چنانچہ ایسے مسلمان کے لیے کسی بھی حالت میں یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ان ممالک کے معسکروں، نیشنل سیکورٹی گارڈ، فوج، پولیس، خفیہ ادارے، سیکورٹی، خفیہ ایجنسیاں اور جاسوسی کے اداروں میں کام کرے؛ کیونکہ ان اداروں میں ملازمت ان ممالک کی مدد اور معاونت ہے، ان ممالک سے اعلان لا تعلقی کرنے والے موحد لوگوں کے خلاف اعانت ہے، توحید پرست ان ممالک کو تسلیم نہیں کرتے، لہذا اگر کوئی مسلمان ان اداروں میں کام کرتا ہے تو وہ محض گناہ ہی نہیں بلکہ ان اداروں میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے کردار کے مطابق کفر اور ارتداد تک بھی جا پہنچتا ہے۔"[1]

مقدسی نے یہ بھی لکھا ہے کہ: "میں نے یہ چند صفحات جلد بازی میں لکھے ہیں انہیں لکھتے ہوئے وقت بھی کم تھا اور مراجع و مصادر بھی دستیاب نہیں تھے؛ کیونکہ حالات بہت زیادہ پریشان کن اور امن وامان کے باعث ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کا تقاضا کرتے تھے، مجھے یہ صفحات جلد بازی میں اس لیے لکھنے پڑے کہ بہت سے دعوتی اور علمی سرگرمیوں میں مصروف عمل افراد بلکہ جہادی کاروائیوں میں حصہ لینے والے بھی کچھ غلط فہمیوں کا شکار ہوتے چلے جارہے تھے اور سعودی حکومت کا کھلے عام دفاع کرتے تھے"[2]

سبحان اللہ! اتنا خطرناک معاملہ کہ جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے بھی خبردار فرمایا تھا کہ کسی مسلمان کو کافر قرار دینے میں انتہا درجے کی احتیاط کرنی چاہیے، لیکن مقدسی نے صرف ایک یا دس افراد کو کافر نہیں کہا؛ بلکہ پورے ملک اور وہاں کے باشندوں کو کافر کہا ہے، اس ملک سے تعلق رکھنے والے تمام شہریوں کو قتل کرنا جائز قرار دیا، تو مقدسی نے تکفیر کے ساتھ انہیں قتل کرنے کو بھی جائز کہا، اور اتنے سنگین مسئلے کے بارے میں مقدسی کہتا ہے کہ: یہ صفحات میں نے جلد بازی میں لکھے ہیں!

پھر اپنی کتاب کے آخر میں "آخری صدا" کے عنوان سے لکھا ہے کہ: "درباری ملاؤں، مغضوب علیہم کی روش پر چلنے والو، آل سعود کی گود میں گرے ہوئے لوگو، گمراہ واعظو! ریال، ڈالر اور صلیب کے ساتھ دوستی کی پینگیں بڑھانے والی منحرف تنظیمو، جہاد اور مجاہدین سے تعلق داری کا دعوی کرنے والو اور ان طاغوتوں کے سامنے جھک جانے والو، انہی طاغوتوں سے عزت، مدد، اور امداد کی بھیک مانگنے والو! کب تک باطل، گمراہی، اور سرکشی میں پنپتے رہو گے؟ کب

---

(۱) "الکواشف"، ص: (۱۶۸-۱۷۰)

(۲) "الکواشف"، ص: (۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تک نیند، غفلت اور خواب خرگوش میں مست رہو گے ؟"[1]

مقدسی کے ہاں جو شخص بھی اس کی رائے سے متصادم موقف رکھتا ہے تو وہ اس کے ہاں مغضوب علیہم میں سے ہے؛ حالانکہ یہ بات تو اسی خارجی پر پوری اترتی ہے، ہمارے علمائے کرام پر نہیں۔

"الرسالة الثلاثينية في التحذير من الغلو في التكفير":

ممکن ہے کہ کسی کو تعجب ہو کہ کتاب؛ تکفیر میں غلو کرنے سے خبر دار کرنے کے متعلق ہو لیکن اس کے باوجود اسے تکفیری کتابوں میں شامل کیا جائے!

تو اس کا جواب یہ ہے کہ: مقدسی نے اپنے اس رسالے میں غالی قسم کے تکفیریوں پر رد لکھا ہے، لیکن کئی اصولوں میں مقدسی اور غالی تکفیری ایک صفحے پر نظر آئے ہیں، بلکہ آخری حد تک ان کا دفاع بھی کیا ہے، مقدسی نے رد لکھتے ہوئے جو باتیں کہی ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں جن سے مقدسی کا غلو عیاں ہوتا ہے:

جس فرقے اور گروہ پر مقدسی نے رد لکھا ہے اس کے اوصاف یہ ہے ہیں:

- انہوں نے مسلمان کو صرف اس لیے کافر کہہ دیا کہ اس نے کسی کافر کی تعریف کی تھی یا اس کے حسن اخلاق کو سراہا تھا۔
- کسی ایسے مسلمان کو کافر کہا جس نے ابھی تک کسی حکمران کی بیعت نہیں کی۔
- فرقہ ناجیہ کو کسی خاص اکٹھ، گروہ، جماعت اور تنظیم میں محصور کر کے رکھ دیا۔
- محض شبہات یا شکوک کی بنا پر تصدیق اور تاکید کے بغیر کسی کو کافر کہا اور کسی بھی الزام کے ثابت ہونے کے لیے شرعی قواعد وضوابط مد نظر نہیں رکھے۔

---

(۱) "الکواشف"، ص: (۲۴۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- کسی ایسے آدمی کو کافر قرار دیا جو کوئی خاص گناہ کرتا تھا لیکن اس سے توبہ نہیں کرپایا۔

تو ان اوصاف کے حامل گروہوں پر مقدسی نے اپنا رد لکھا ہے، لیکن اس غلو کے باوجود مقدسی نے انہی گرہوں کا آخری درجے تک دفاع بھی کیا ہے؛ کیونکہ مقدسی کا کہنا ہے کہ: "میں نے ان صفحات میں ذکر کیا ہے کہ دعوتِ توحید سے منسلک نوجوانوں میں اگرچہ مذکورہ کچھ خرابیاں پائی جاتی ہیں لیکن ان کے باوجود بھی وہ اپنی دعوت اور شرک سے براءت کی بنا پر ان لوگوں سے قطعی طور پر بہتر ہیں جو اس جہادی دعوت کے خلاف ہیں اور اس کے دشمن ہیں"(۱)

پھر مزید لکھا ہے کہ: "یہ انتہائی ظلم، زیادتی اور گھٹیا حرکت ہے کہ ان لوگوں کے جرائم کو جن کا مقصد عام طور پر شہوت، دنیا داری، حکمرانوں کی چاپلوسی، ذاتی مفادات کا تحفظ اور خواہشات کی تکمیل ہوتی ہے ان کے جرائم کو ان نوجوانوں کی غلطیوں کے مقابلے میں لایا جائے جن کا مقصد اور ہدف عام طور پر خالص غلبہ دین ہوتا ہے"(۲)

پھر یہ بھی لکھا کہ: "ان نوجوانوں کی لغزشیں در حقیقت ان کے عقیدہ توحید کے سامنے مضمحل ہو جاتی ہیں"(۳)

یہاں دیکھیں کہ کس طرح مقدسی نے خوارج کی مذمت اور مرمت سے متعلقہ شرعی نصوص سے دشمنی رکھی ہے؛ کہ جن احادیث میں ان کی نیکیوں کا ذکر ہے کہ وہ بڑے نماز روزے کے پابند ہوں گے، لیکن اس کے باوجود ان خارجیوں کی بھرپور مذمت بھی کی گئی۔

لہذا مقدسی کے ہاں غالی خارجیوں کی غلطیاں نیکیوں کے مقابلے میں کالعدم ہو جائیں

---

(۱)"الرسالة الثلاثينية"، ص:(۷)

(۲)"الرسالة الثلاثينية"، ص:(۸)

(۳)"الرسالة الثلاثينية"، ص:(۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گی، اور یہی در حقیقت شریعت سے تصادم ہے؛ کیونکہ نبی ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ: (**بیشک وہ جہنم کے کتے ہیں**)[1] بلکہ یہ بھی فرمایا: (**اگر مجھے وہ مل جائیں تو انہیں عاد قوم کی طرح قتل کروں**)[2]

پھر جب غالی تکفیریوں سے خبر دار کرنے کا موقع آیا تو مقدسی نے ہمارے علمائے کرام ابن عثیمین اور البانی رحمہما اللہ کو خیانت کار کہا، انہیں جاہلوں کے سرغنے قرار دیا۔

مقدسی ان کے بارے میں کہتا ہے: "بعض جاہل سرغنوں کی جانب سے انتہائی بھیانک قسم کی خیانت کی جارہی ہے، تف تو یہ ہے کہ ان جاہلوں کو بہت سے نوجوانوں نے اپنے لیے آئیڈیل اور نمونہ بنایا ہوا ہے، جاہل خود تو گمراہ تھے ہی انہوں نے بہت سے لوگوں کو بھی گمراہ کر دیا اور راہِ راست سے بھٹک گئے، انہوں نے خیانت اس طرح کی کہ تکفیری مسائل میں گفتگو کرنے سے یکسر روک دیا، نوجوانوں کو کہا کہ ایسے مسائل میں مت پڑھیں، ان میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے؛ کیونکہ ان کے ہاں تکفیر ایسا مسئلہ ہے کہ مطلق طور پر اس سے بچنا ضروری ہے۔

ان جاہلوں کے سب سے بڑے عالم دین نے حکمرانوں کو کافر کہنے والوں سے بہت ہی بیوقوفانہ سوال کیا اور کہا: " عملی طور پر تمہیں حکمرانوں کو کافر کہنے پر کیا فائدہ ہوگا؟ بفرض محال ہم مان بھی لیں کہ یہ حکمران کافر اور مرتد ہیں!؟" پھر اس بات پر ایک اور نے کہا کہ: "یہ بات بالکل ٹھیک ہے، کہ جو لوگ مسلم حکمرانوں کو کافر قرار دیتے ہیں انہیں کافر قرار دینے پر کیا فائدہ ملتا ہے؟" پھر تیسرے کی مزید بھبکی یہ بھی ہے کہ: "اس بات کو پھیلانے اور نشر کرنے

(۱) جامع ترمذی، ح:(۳۰۰۰)، سنن ابن ماجہ، ح:(۱۷۳) البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

(۲) صحیح بخاری، ح:(۳۳۴۴)، مسلم، ح:(۱۰۶۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے کیا فائدہ ہو گا؟ یہی نہ کہ فتنے پھوٹیں گے!! فتنے پھوٹنے والی شیخ کی یہ بات عمدہ ہے"[1]

پھر اپنی کتاب کے حاشیے میں مقدسی نے وضاحت کی ہے کہ پہلے شخص سے مراد البانی اور دوسرے شخص سے مراد ابن عثیمین ہیں۔

پھر مقدسی نے مزید یہ بھی لکھا ہے کہ: "اگر ہمیں حکمرانوں کو کافر کہنے سے صرف اتنا فائدہ ہو کہ اللہ کے دشمنوں کا علم ہو جائے، مجرموں کے راستے واضح ہو جائیں- جس سے قطع تعلقی تمہارے نصیب کی بات نہیں- تو یہی ہمارے لیے کافی ہے۔"[2]

پھر غالی تکفیریوں کے بارے میں بات کرتے ہوئے لکھا: "یہ تو یقینی ہے کہ ان جیسے لوگ جب تک غلبہ دین کے سپاہی بنے رہیں گے تو لوگوں کافر قرار دینے میں ان کی ہر غلطی معاف ہو گی؛ کیونکہ جب یہ تکفیر کرتے ہیں تو اس وقت تکفیر کے اسباب بھی کافی قوی ہوتے ہیں"[3]

مقدسی کی اس بات سے یہ واضح ہو گیا کہ غالی قسم کے تکفیریوں کی کسی کو کافر اور اسلام سے خارج قرار دینے میں ہونے والی غلطیاں بھی معاف ہیں؛ حالانکہ نبی ﷺ نے ان خارجیوں کو دسیوں احادیث میں معاف نہیں فرمایا، بلکہ ان خارجیوں کے بارے میں وہ کچھ کہہ دیا کہ اگر اس حدیث کے ظاہری مفہوم پر عمل کیا جائے دیگر نصوص کے ساتھ رکھ کر صحیح مفہوم کشید نہ کیا جائے تو کسی بھی مسلمان کو ناحق کافر قرار دینے والے شخص پر ہم یہ حکم لگانے میں حق بجانب ہوں گے وہ خود کافر ہے۔

پھر مقدسی نے غالی اور اوباش قسم کے خارجیوں کی کارستانیوں کو شرعی جواز فراہم

---

(۱)"الرسالة الثلاثينية"، ص:(۱۶)

(۲)"الرسالة الثلاثينية"، ص:(۱۶)

(۳)"الرسالة الثلاثينية"، ص:(۸۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے لیے وہ چیدہ چیدہ واقعات پیش کئے جو صحابہ کرام سے انفرادی حیثیت میں رونما ہوئے تھے، تو مقدسی نے لکھا ہے کہ: "ان کا عذر اسی طرح قبول کیا جائے گا جیسے نبی ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کا عذر قبول فرمایا تھا کہ جب عمر نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو کہہ دیا تھا: یہ منافق ہو چکا ہے، اور آپ رضی اللہ عنہ نے حاطب کو قتل کرنے کی اجازت چاہی، لیکن نبی ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو یہ نہیں کہا کہ تم نے حاطب کو منافق کہا ہے اس لیے تم کافر ہو گئے ہو؛ اس کی وجہ یہ ہے کہ حاطب کفریہ کام میں شبہات کی بنا پر ملوث ہوئے تھے"[1]

مقدسی خارجی کے تعجب خیز انکشافات ابھی ختم نہیں ہوئے!! کیونکہ تکفیر میں غلو سے خبر دار رکھنے کے موقع پر اس نے عالم اسلام میں جتنے بھی افراد سیکورٹی اداروں میں کام کرتے ہیں سب کو اس نے کافر کہا، اور ہم یہ بات یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی ممالک کے ان اداروں میں کام کرنے والوں کی تعداد کروڑوں میں ہے، مقدسی نے اسلامی افواج اور دیگر اداروں کے بارے میں لکھا ہے کہ: "ہمارے ہاں ان کا اصل حکم کفر ہے، یہاں تک کہ کوئی ایسی بات ہمارے سامنے آئے جس سے ان کا مسلمان ہونا ثابت ہو؛ اور یہ اصولی حکم نص اور دلالتِ ظاہر پر مبنی ہے، محض علاقے کے حکم پر مبنی نہیں؛ کیونکہ طاغوتی افواج، پولیس، خفیہ اداروں، سیکورٹی اداروں کے بارے میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ وہ شرک اور مشرکوں کے ہمنوا ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جو کفریہ وضعی قوانین کی پاسداری کے لیے دن رات ایک کئے ہوئے ہیں، ان قوانین کے محافظین اور اسے نافذ کرنے والے بھی طاغوتی حکومتوں کے پہرے دار ہیں، یہی لوگ ان طاغوتوں کی آن اور شان ہیں، انہی کے تعاون سے کفریہ قوانین لاگو اور نافذ ہیں"[2]

مقدسی نے مسلم افواج کے کافر ہونے کے اسباب ذکر کرتے ہوئے کہا: "افواج کا کردار

---

(۱) "الرسالة الثلاثينية"، ص: (۸۳)

(۲) "الرسالة الثلاثينية"، ص: (۱۰۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دو بنیادی نقطوں پر محیط ہے:

- شرک کی مدد-کفریہ اور طاغوتی قانون سازی کے ساتھ اس کا نفاذ-
- مشرکین کی مدد اور موحدوں کے خلاف ان کا تعاون۔

فوجیوں کے کافر ہونے کے دلائل یہ ہیں، اللہ تعالی کا فرمان ہے: {الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا} ایمان والے لوگ راہ الہی میں قتال کرتے ہیں اور کافر لوگ راہ طاغوت میں لڑتے ہیں، لہذا تم شیطان کے دوستوں سے قتال کرو، بیشک شیطان کی چال بالکل کمزور ہے۔[النساء:٧٦]

ایک اور مقام پر فرمایا:{يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ} اے ایمان والو! یہود اور نصاری کو اپنا دوست مت بناؤ، وہ آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں، جو ان سے دوستی رکھے وہ انہی میں سے ہے، بیشک اللہ تعالی ظالم قوم کی رہنمائی نہیں فرماتا۔[المائدة:٥١] تو اس لیے جو بھی کافروں سے دوستی رکھے، ان کا تعاون کرے، طاغوت کے راستے میں لڑے، اپنی زبان اور سنان کے ذریعے ان کی مدد کرے تو وہ کافروں میں شامل ہے"[١]

اس کا جواب یہ ہے کہ: مقدسی نے مسلمانوں کو مشرک قرار دیا، اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ مقدسی بھی الحکم بغیر ما انزل اللہ کے مسئلے میں خارجیوں کی طرح تکفیر مطلق کی راہ پر چل پڑا، دیگر جتنے بھی اسباب ہیں ان سب کی بنیاد بھی یہی ہے۔

---

(١)"الرسالة الثلاثينية"،ص:(١٠٨)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر مقدسی نے تمام اسلامی افواج کو قتل کرنے کا جواز پیش کیا اور کہا: "مسیلمہ کذاب کے ساتھیوں کے متعلق عہد ابو بکر صدیق میں صحابہ کرام کا طریقہ کار دیکھیں، اسی طرح طلیحہ اسدی کے ساتھیوں کے بارے میں صحابہ کرام کا فیصلہ دیکھیں تو ان سب کو صحابہ کرام نے کافر قرار دیا تھا، ان سب کے بارے میں صحابہ کرام کا ایک ہی موقف تھا کسی بھی صحابی نے ان کے موقف پر اعتراض نہیں کیا، یہی وجہ ہے کہ محقق علمائے کرام نے محاربین، جنگجوؤں اور ان کے معاونین کی جان اور ان کی دولت قبضے میں لینا جائز قرار دیا اور ان پر مرتد ہونے کا حکم بھی لگایا"[1]

پھر تکفیر میں غلو سے خبر دار کرتے ہوئے مقدسی نے امت محمدیہ کے بے شمار لوگوں کو کافر قرار دیا اور کہا: "آج طاغوت، قانون ساز اور ان کے معاونین پر مشتمل بہت سے مرتد اور دینِ الٰہی کے دشمن اس بات کا دعوی کرتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں، ان کے اس دعوے کا انہیں کوئی فائدہ نہیں ہو گا؛ کیونکہ وہ اسباب ارتداد پر قائم اور ڈٹے ہوئے ہیں، انہوں نے ان اسباب سے اظہار لا تعلقی اور براءت کا اعلان نہیں کیا"[2]

پھر اسی کتاب میں آگے جا کر تمام کے تمام مساجد کے ان ائمہ کو بھی کافر کہہ دیا جو اس کی رائے سے اتفاق نہیں کرتے، ان کے پیچھے نماز ادا کرنے کو حرام قرار دیا اور کہا: "جو بھی صریح کفر کے اسباب اعلانیہ طور پر کرے، یا مرتد ہونے والے افعال کرے مثلاً: قانون سازی میں شرکت کی دعوت دے، یا وضعی قوانین کے مطابق فیصلے کرے، وضعی قوانین کی تعریف و توصیف بیان کرے، یا ان قوانین کے احترام کا حلف اٹھائے، طاغوتوں کے لیے اپنی ہمدردیاں وقف کرے، تو ایسے شخص کا کوئی احترام نہیں ہو گا، اس کی پیچھے نماز بھی نہیں پڑھی جائے گی؛

---

(۱)"الرسالة الثلاثينية"، ص:(۱۰۹)

(۲)"الرسالة الثلاثينية"، ص:(۱۱۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ وہ موحد نہیں ہے بلکہ وہ مشرکوں اور مرتدوں میں سے ہے"(۱)

آگے چل کر اس نے اپنی پہلی بات دوبارہ دہرائی کہ خارجیوں میں اتنی اچھائیاں پائی جاتی ہیں جن کی رَو میں تکفیر جیسی برائیاں بھی بہہ جائیں گی، چنانچہ لکھا ہے کہ: "موحدین میں سے اکثر لوگوں پر جتنے بھی اعتراضات کئے جاتے ہیں، یہ سب اعتراضات ان نوجوانوں کی عقیدہ توحید کے لیے کی گئی کاوشوں کے سامنے ہیچ ہیں کہ انہوں نے عقیدہ توحید کے لیے خوب محنتیں کیں، شرک اور شرکوں سے براءت کا اعلان کیا، اس لیے ان کی اتنی بڑی کدوکاوش کو کالعدم کہنا بالکل بھی جائز نہیں ہے"(۲)

اس خارجی کی جانب سے یہ باتیں تکفیر میں غلو کرنے سے خبردار کرتے ہوئے کی گئی ہیں تو جب تکفیر کا معاملہ ہوگا پھر کیا حال بنے گا!؟ اللہ کی پناہ!

ذیل میں ابو محمد مقدسی کے بارے میں اسی کے ایک ساتھی کی گفتگو ہے اس کا یہ ساتھی کویت میں اس کے ساتھ رہا ہے، اس کا نام فیصل سعید ہے اور اس کا مقدسی کے ساتھ مضبوط تعلق تھا، فیصل سعید کا کہنا ہے کہ: "مقدسی اس کے بعد جہیمان کے باقی ماندہ ساتھیوں کے ساتھ کویت میں رہا اور انہی میں پلا بڑھا، اور غالی قسم کے تکفیریوں کا ہمنوا بن گیا، حتی کہ یہ لوگ مسجد میں دیگر مسلمانوں کے ساتھ نماز بھی ادا نہیں کرتے تھے بلکہ جمعہ بھی صحرا میں جا کر ادا کرتے تھے"

مقدسی کے بارے میں فیصل سعید مزید کہتا ہے کہ: ایک بار مقدسی اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ تھا، انہیں سیکورٹی فورس کا آدمی نظر آیا اور اس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ اس نے شراب پی ہوئی ہے، اور وہ اپنی گاڑی میں مست بیٹھا ہے، تو مقدسی نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ اس کا بٹوا اور اسلحہ چوری کر لو، بعد میں مقدسی کو یہ واقعہ میں نے یاد کروایا تو ابتدا میں مقدسی نے اس واقعے کا انکار

---

(۱) "الرسالة الثلاثينية"، ص: (۱۲۱)

(۲) "الرسالة الثلاثينية"، ص: (۱۴۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا پھر اعتراف کرنے لگا اور کہا میں نے اسے اس لیے کافر کہا تھا کہ وہ طاغوت اور کافر ہے۔ تو میں نے کہا: آپ نے تو کچھ دن پہلے کہا تھا کہ آپ کسی سیکورٹی کے آدمی کو اس کی وردی کی وجہ سے کافر نہیں کہتے؟ تو مقدسی کہنے لگا: میں نے اسے کسی اور وجہ سے کافر قرار دیا تھا، تو میں نے کہا: وہ دوسرا معاملہ آپ کو کیسے معلوم ہوا حالانکہ وہ تو نشے کی حالت میں تھا اسے تو معلوم ہی نہیں تھا کہ وہ کیا بڑبڑا رہا ہے؟! تو مقدسی کہنے لگا: ہاں میں نے اسے اس کی سیکورٹی کی وردی کی وجہ سے کافر کہا تھا، ساتھ میں نشے کا قرینہ بھی موجود تھا۔ اس پر میں نے کہا: تو نشہ کب سے کفر کا قرینہ بن گیا؟! اس پر میں نے اس صحابی کا واقعہ بھی ذکر کیا جس میں صحابی نے شراب پی لی تھی اور نبی ﷺ نے اس کے بارے میں گواہی دی کہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، اس پر مقدسی چیخنے چلانے لگ گیا!"

اسی فیصل سعید کا کہنا ہے کہ: ایک بار میں مقدسی کو اردن میں ملا تھا: "میں نے اسے کہا: آج کل کیا کر رہے ہو؟ تو کہنے لگا: سکھوں اور عیسائیوں کی دولت پر کام کر رہا ہوں، یعنی ان کی دولت چوری کرتا ہوں، اس نے مجھے مزید یہ بھی کہا: تم مت ڈرو تمہارے کسی جاننے والے کی کوئی چیز کبھی چوری نہیں کریں گے، اس کا مطلب یہ تھا کہ دیگر اردنی مسلمانوں کی چوری نہیں کریں گے"(۱)

حالانکہ مقدسی معاصر خارجیوں کے ہاں بہت بڑا عالم سمجھا جاتا ہے، بلکہ اسی کے بارے میں ایمن ظواہری نے کہا تھا کہ: "وہ علم کا ٹھاٹھے مارتا سمندر ہے، دعوت دین کا نامور اور سرگرم رکن ہے"(۲)

اور یہی نامور خود اعتراف کر رہا ہے کہ وہ چوریاں کر کے زندہ ہے، یعنی آوے کا آوا ہی

---

(۱) "تبدید کواشف العنید" از عبد العزیز الریس، ص: (۲۷-۳۱)

(۲) "تبدید کواشف العنید" از عبد العزیز الریس، ص: (۶۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بگڑا ہوا ہے!!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو قتادہ:

اس شخص نے خارجی نظریات کو دلائل دینے میں بہت کردار ادا کیا، بلکہ اس شخص نے معاصر خارجیوں میں دو قدم آگے بڑھتے ہوئے تین ایسے فتوے بھی دیئے جو اس سے پہلے کسی نے نہیں دیئے تھے، ان تینوں فتووں میں سے ہر ایک دوسرے سے زیادہ خطرناک تھا، ان کی تفصیلات درج ذیل ہیں:

۱- پہلے فتوے کا عنوان تھا: "فتوى خطيرة الشأن في جواز قتل الذرية والنسوان؛ درءًا لخطر هتك الأعراض وقتل الإخوان" اس میں ہے کہ:

"اس کو تحریر کرنے وجہ یہ بنی کہ الجزائر میں مجاہدین [یعنی خارجیوں] کی جانب سے کچھ خواتین اور لڑکیوں کو قتل کیا گیا تو کچھ نہ تجربہ کار لوگوں نے یہ سمجھا کہ الجزائر میں مجاہدین کی جانب سے جو کچھ بھی کیا گیا ہے اس کا شرعی طور پر کوئی جواز نہیں ہے اور یہ ہر اعتبار سے غیر شرعی اقدام ہے؛ تو میں نے یہ مناسب سمجھا کہ اپنوں اور پراؤں سب کو معلوم ہو جائے کہ مجاہدین کی جانب سے جو کچھ بھی ہوا ہے یہ دلائل کے مطابق ہے، تاکہ اپنے مطمئن رہیں کہ مجاہدین نے شریعت کے مطابق ہی کاروائی کی ہے، مجاہدین پر کوئی انگلی نہ اٹھا سکے!!"[1]

اس سلسلے میں جو اس نے دلیل پیش کی وہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: (**وہ بھی انہی میں سے ہیں**) یہ حدیث مشرکین کی خواتین اور لڑکیوں کے بارے میں ہے؛ جبکہ الجزائر کے رہنے والے مسلم ہیں۔

ابو قتادہ نے یہاں تک کہہ دیا کہ عورتوں اور لڑکیوں کو قتل کرنا واجب ہے، صرف جائز نہیں! ابو قتادہ کا کہنا ہے کہ: "اس مسئلے میں حقیقت یہ ہے کہ مرتدین کو مسلمان قیدیوں کے قتل

(۱) "مجلة الأنصار" شمارہ نمبر ۹۰، افتتاحیہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ہم اسی وقت ہی روک سکتے ہیں جب ہم ان مرتدوں کو ڈرا دھمکا کر رکھیں اور ان کی عورتوں کو قتل کریں، تو ان کی عورتوں کو قتل کرنا اگر واجب نہ بھی ہو تو جائز ضرور ہے۔"(۱)

اس فتوے کا رد متعدد جہتوں سے ممکن ہے:

- اس خارجی کا یہ فتوی مشہور و معروف شرعی اور قطعی اصولوں سے متصادم ہے، یہ اصول مسلمانوں کی بوڑھی عورتوں کو بھی معلوم ہیں، ہاں جس کی بصیرت اللہ تعالی نے مٹا کر رکھ دی ہو، یا کوئی ذوالخویصرہ کی روحانی اولاد ہو تو وہ الگ بات ہے۔ اس لیے یہ فتوی مسلمانوں کو قرآن کے دیئے ہوئے تحفظ سے متصادم ہے، فرمانِ باری تعالی ہے: {وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا} اور جو بھی کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ دائمی جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا، اس پر اللہ کا غضب ہے، اور اس کی لعنت ہے، نیز اس کے لیے عظیم عذاب بھی اللہ تعالی نے تیار کیا ہوا ہے۔ [النساء:۹۳]

- اگر ہم بفرض محال تسلیم کر بھی لیں کہ ان خواتین کے شوہر مرتد ہو چکے ہیں تو اس میں خواتین کا کیا قصور ہے؟

- خارجیوں کا یہ دعوی کہ وہ اپنے مرتد خاوندوں کے ساتھ رہنے پر راضی ہیں تو ایسی صورت میں ان کی کم از کم صورت یہ تو بنتی ہے نا کہ وہ بچے اور خواتین [قرآنی اصطلاح **مستضعفين**] کمزور افراد میں سے ہیں، بلکہ اللہ تعالی نے ایسی خواتین جو اسلام قبول کرنے کے باوجود اپنے مشرک خاوندوں کے ساتھ تھیں انہیں مومن قرار دیا ہے، نیز رسول اللہ ﷺ کی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا غزوہ بدر کے بعد تک مشرک شخص کے عقد میں رہیں ہیں، لیکن اس کے باوجود ان کے اسلام میں کوئی خلش پیدا نہیں ہوئی، اسی طرح

---

(۱) "مجلة الأنصار" شمارہ نمبر ۹۰، افتتاحیہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرعون کی بیوی آسیہ روئے زمین کے سب سے بڑے کافر کے عقد میں تھیں، لیکن اس کے باوجود اللہ تعالی نے ان کی ساتوں آسمانوں سے مدح اور توصیف فرمائی بلکہ یہ بھی بتلادیا کہ وہ جنتی ہیں۔

خارجی درندوں کی جانب سے اس فتوے کو بہت سراہا گیا، اس فتوے کے منظر عام پر آنے سے ان کے چہرے ٹمٹما اٹھے، اور پھر اس کے بعد نہتی خواتین کو بہیمانہ انداز میں قتل کیا، حاملہ خواتین کے پیٹ چاک کئے، بچیوں کو قتل کیا اور ایک بار پھر ماضی کے خارجیوں کی یاد تازہ کردی، ہم الجزائر کے واقعات میں اس کی تفصیلات بیان کریں گے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ خبیب رضی اللہ عنہ جس وقت مکہ میں قید تھے تو انہوں نے حارث بن عامر کی بیٹی سے صفائی ستھرائی کے لیے استرا مانگا، تو بنت حارث کہتی ہے کہ مجھے پتا نہیں چلا اور میرا بیٹا خبیب کے پاس چلا گیا اور خبیب نے میرے بیٹے کو اٹھالیا، پھر جب میں نے خبیب کی جانب دیکھا تو اس نے میرے بیٹے کو اپنی ران پر بٹھایا ہوا تھا اور دوسرے ہاتھ میں استرا تھا، یہ منظر دیکھ کر میں گھبرا گئی اور خبیب کو بھی میرے چہرے سے گھبراہٹ کا اندازہ ہو گیا؛ تو خبیب نے کہا: تمہیں خدشہ ہے کہ میں اسے قتل کردوں گا؟ میں ہرگز ایسی حرکت نہیں کرسکتا۔[1]

اس واقعے میں مذکور صحابی کو یقین تھا کہ اسے قتل کردیا جائے گا، نیز انہوں نے مشرکوں کے ایک بچے کو بھی اپنے قبضے میں لے لیا تھا، قتل کا آلہ بھی ہاتھ میں تھا، بچے کی ماں بھی چلا اٹھی تھی، اس صحابی کو خاتون کے چلانے کا سبب بھی معلوم ہو گیا، لیکن اس کے باوجود خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا: "تمہیں خدشہ ہے کہ میں اسے قتل کردوں گا؟ میں ہرگز ایسی حرکت نہیں کرسکتا"

یہاں پر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بڑی پیاری بات کرتے ہیں کہ: "اس حدیث میں اس بات کی

---

(۱) صحیح بخاری (۳۰۴۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلیل ہے کہ مشرکوں کے ساتھ معاہدہ پورا کیا جائے اور ان کے بچوں کو قتل کرنے سے احتراز برتا جائے"[1]

یہ ہے ہمارے سلف صالحین کا طریقہ کار کہ وہ موت کے منہ میں جا کر بھی عورتوں اور بچوں کو قتل نہیں کرتے تھے صرف اس لیے کہ کتاب و سنت کی نصوص کی پاسداری ہو، لیکن دوسری جانب کافر بازاری عورتوں کے پڑوس اور دار کفر میں بیٹھ کر خارجی یہ فتوی دیتا ہے کہ مسلم خواتین کو قتل کرنا جائز ہے بلکہ واجب بھی ہے!!

اس فتوے نے کیا گل فشانیاں کیں اس کے لیے الجزائر سے صرف واقعہ پیش کرتے ہیں تفصیلات الگ سے بیان کریں گے، ہم جو واقعہ پیش کرنے جارہے ہیں وہ انہی خارجی افراد نے ذکر کیاہے اور خط کا نام ہے:"إلى أخي في الجماعة المسلحة"اور امکان ہے کہ یہ خط نصر بٹالین کی جانب لکھا گیاہے، یہ الجزائر کے علاقے تاجنہ میں کی جانے والی کاروائی جس میں ۵۰ مسلمان اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے اور ان میں سے اکثریت عورتوں اور بچوں کی تھی اس کے بعد منظر عام پر آیا، اس خط میں ہے کہ:"ہمیں خبر ملی ہے کہ تم نے بچوں کو ذبح کیا ہے اور حاملہ خواتین کے پیٹ چاک کئے ہیں، تم نے انتہائی بہیمانہ انداز میں ان کا مثلہ بھی کیاہے، الیاس بھائی [ممکن ہے کہ زوابری کی خارجی تنظیم کے کسی فرد کی جانب اس نام سے یہ خط بھیجا گیا ہو] آپ اس وقت اللہ کو کیا جواب دوگے، جب یہ بچے اور بوڑھے تمہارے خلاف اللہ کے سامنے دعوی دائر کریں گے، اور یہ عورتیں جب تمہارے گریبان سے پکڑ کر انصاف کے کٹہرے میں لا کھڑا کریں گے؟ تمہارا بھائی عبدالمجید"[2]

یہ خط تو محض آٹے میں نمک کے برابر ہے، آگے چل کر ہم مزید دستاویزات پیش کریں

---

(۱)"فتح الباري"،ص:(۶/ ۱۹۲)

(۲) جند الرحمن بٹالین نیوز، شمارہ نمبر:(۱۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گے، جس سے یہ واضح ہو گا کہ اس فتوے کے جاری ہونے سے الجزائر میں خارجی درندوں کے دلوں میں ٹھنڈ پڑ گئی تھی اور پھر انہوں نے اپنی خونی پیاس کو بجھانے کے لیے مسلمان مردوں کے ساتھ خواتین اور بچوں کو بھی نشانہ بنایا۔

آخر میں یہ بھی واضح رہے کہ کوئی شخص یہ مت سمجھے کہ یہ خارجی فتوی محض غلطی، یا لغزش، یا بھول چوک تھی، بلکہ یہ فتوی خارجیوں کا اولین عقیدہ ہے، خارجیوں نے یہ نظریہ اپنے متکلمین سے لیا ہے، ابو قتادہ کا دیا ہوا یہ فتوی چار دیگر خارجی سرغنوں کی رائے سے بھی موافقت رکھتا ہے، جو کہ درج ذیل ہیں:

فارس زہرانی کے مطابق: "مسلمانوں کے لیے اپنے دشمن کے ساتھ ہر طرح کا وہی رویہ اپنانا جائز ہے جو دشمن مسلمانوں کے خلاف اپناتے ہیں؛ لہذا اگر دشمن ہمارے مجاہدوں کو قتل کریں تو ہم بھی انہیں قتل کریں گے، اگر وہ مسلمانوں کا مثلہ کریں تو ہمارے لیے بھی دشمنوں کا مثلہ کرنا جائز ہو گا، وہ اگر ہماری عورتوں اور بچوں کو قتل کریں تو ہم بھی ان کے بچوں اور عورتوں کو قتل کریں گے؛ کیونکہ مسلمانوں کے لیے برابری کی بنیاد پر بدلہ لینا جائز ہے اس لیے مسلمان بھی ان کی عورتوں اور بچوں کو قتل کریں گے کیونکہ اس بارے میں آیات عام ہیں"[1]

فارس زہرانی نے مسلمان کہہ کر اپنے آپ اور اپنے ہم فکر لوگوں کو مراد لیا ہے؛ کیونکہ یہ رسالہ قتل سے متعلق احکامات کے بارے میں ہے، اور اسی نے ایک کتابچہ لکھا تھا جس کا نام ہے: "الباحث في حكم قتل رجال المباحث"

اس نظریے کا حامل تیسرا خارجی ابو بکر ناجی ہے، اس نے اپنی تحریر میں لکھا ہے کہ: "مجھ پر اور تم پر جہاد واجب ہے، میرے اور تمہارے باپ پر بھی واجب ہے، ہر مسلمان، بالغ اور عاقل مرد پر جہاد فرض ہے، تمام مسلمانوں پر عیسائیوں اور شریعت الہیہ کو معطل کرنے والوں

---

(۱) "تحريض المجاهدين الأبطال على إحياء سنة الاغتيال"، ص: (۶۴-۶۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے خلاف کاروائیاں کرنا ضروری ہے؛ لیکن اگر مسلمان ان اقدامات سے گریز کریں، اور اپنی ذمہ داری ادا نہیں کرتے بلکہ اپنی روزمرہ زندگی دشمنوں کے ساتھ مل کر گزارتے ہیں، شریعت الٰہی کو معطل کرنے والوں کے ساتھ تعلقات استوار کرتے ہیں، پولیس اسٹیشن جا کر انہیں دھماکے سے اڑانے کی بجائے شکایات درج کرواتے ہیں؛ میں پھر کہہ رہا ہوں کہ: ان لوگوں پر واجب اور فرض ہے کہ وہ خود سے دھماکوں میں حصہ لیں یا پھر جنگلوں اور پہاڑوں کا رخ کر لیں جہاں پر مجاہدین رہتے ہیں، اگر ان میں یہ کرنے کی استطاعت نہ ہو یا ڈرپوک بنیں تو کم از کم یہ ہے کہ دشمن سے الگ تھلگ رہیں، ان سے اظہار لاتعلقی کر دیں، اگر اس کی بھی ان میں استطاعت نہ ہو تو اپنے گھروں میں دبکے رہیں، بصورت دیگر جو کچھ بھی ہوا اس کے ذمہ دار وہ خود ہوں گے، اور اگر کسی شخص کا قابل قبول عذر ہو مثلاً وہ جاہل ہو یا ان مرتدوں کے ساتھ رہنا اس کی مجبوری ہو اور اسے مجاہدین کی جانب سے تکلیف پہنچے تو اس تکلیف کی وجہ سے اسے اجر ملے گا، اگر مجاہدین کی وجہ سے اسے کوئی تکلیف پہنچے تب بھی اس کو اجر ملے گا"[1]

یعنی ابو بکر ناجی کی اس گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ خارجیوں کی جانب قتل ہو جانے والے نہتے افراد گناہ گار ہیں جبکہ قاتل اور سفاک مجرموں کو اجر ملے گا!! کیا اس سے بھی بڑھ کر خارجی تعصب کسی نے سنا ہے؟

یعنی جس مسلمان کو خارجیوں نے قتل کر دیا ہے اس پر دو وجوہات کی بنا پر گناہ آتا ہے: کہ وہ خارجیوں کے ساتھ جنگ میں شریک نہیں ہوا اور نہ ہی وہ اپنے گھر میں دبک کر بیٹھا رہا، جبکہ مسلمانوں کا قتل عام کرنے پر خارجیوں کو ثواب ملے گا!؟

چوتھا شخص مقدسی ہے، لیکن مقدسی نے ابو قتادہ کی تائید میں بڑے شاطرانہ انداز میں گفتگو کی ہے، ہم مقدسی کی بعینہ عبارت کو نقل کرتے ہیں:

---

(۱)"الحرب المجلية"،ص:(۲۲-۲۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اور اگر وہ نبی ﷺ کی سیرت پر غور کریں، مومنوں پر گزرنے والے حالات کے مطابق آپ ﷺ کے الفاظ کا چناؤ دیکھیں، جیسے کہ آپ ﷺ نے بسا اوقات یہاں تک بھی فرمایا: (**انہیں چھوڑ دو؛ مبادا لوگ یہ کہنے لگیں کہ محمد اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کر دیتا ہے**) تو انہیں اپنی ترجیحات کا علم ہو جاتا، انہیں یہ سمجھ آ جاتا کہ کس طرح لوگوں کو چلایا جاتا ہے اور کس طرح معاملات سنبھالے جاتے ہیں۔ حسن بصری نے بصیرت کے ساتھ کام لیتے ہوئے تشویش کا اظہار کیا تھا جب انس رضی اللہ عنہ نے حجاج کو عرنی قبیلے والوں سے متعلق حدیث بتلائی تھی کہ نبی ﷺ نے عرنی قبیلے والوں کو کس طرح سزا دی۔ کیونکہ حسن بصری رحمہ اللہ کو خدشہ تھا کہ حجاج اسی کو دلیل بنا کر مسلمانوں کے ساتھ یہی سلوک کرے گا، اور پھر حجاج نے بہت ہی بودی تاویل کی بنا پر اسے عملی شکل بھی دی۔

کچھ ایسی ہی وجوہات کی بنا پر ہمارے بھائی شیخ ابو قتادہ - اللہ تعالی انہیں اور مجھے قید سے آزاد فرمائے - کے فتوی پر بہت سے لوگوں نے نکتہ چینی کی ہے، ابو قتادہ کا فتوی الجزائر کے فوجی جنرلوں کی بیویوں اور بچوں کو قتل کرنے کے متعلق ہے، کیونکہ فوجی جنرل مجاہدین کی خواتین اور بچوں کو ساتھ بہیمانہ سلوک کرتے تھے۔ اب بات یہ ہے کہ الجزائری افراد عام طور پر سخت گیر ہوتے ہیں الا ما شاء اللہ کوئی نرم خو ہوتا ہے، تو اس سے یہ بات سمجھ میں آ جائے گی کہ یہ فتوی جاری کرنے کے اسباب، دلائل اور اس وقت کے حالات سے قطع نظر کرتے ہوئے دیکھیں تو ہمارے بھائی ابو قتادہ اور کامیابی ایک جگہ پر نہیں ہیں، تاہم وہ ان شاء اللہ مجتہد ہیں اور کم از کم انہیں ایک اجر ملے گا"[1]!

مقدسی کی اس گفتگو سے یہ واضح ہے کہ فتوی تو صحیح ہے لیکن حالات غیر مناسب ہیں، اسی لیے دلیل یہ دی کہ نبی ﷺ نے بھی اپنے ساتھیوں کو قتل کرنے سے احتراز اسی لیے کیا تھا

---

(۱)"وقفات مع ثمرات الجهاد" از ابو محمد مقدسی، ص: (۷۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ اس میں خرابی کا اندیشہ تھا۔

۲- ابو قتادہ کا دوسرا منفرد فتوی "ھکذا فلیکن الجھاد" کے عنوان سے جاری ہوا، اس میں لکھا ہے کہ: "الحمدللہ الجماعة الإسلامية کے افراد یہاں تک پہنچ چکے ہیں کہ وہ مرتدوں اور ان کے حاشیہ نشینوں سے بری ہیں، چاہے وہ ان کے آبا اور اجداد ہی کیوں نہ ہوں؛ کیونکہ اب انہیں سلف صالحین کے عقیدے کی سمجھ آگئی ہے، انہوں نے سیرتِ صحابہ کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے، یہی وجہ ہے کہ بو قرہ مقام پر جماعت کے نوجوان نے اپنے والدین پر اللہ کا حکم نافذ کر دیا ہے؛ کیونکہ اس کے والدین نے اللہ کے حکم کو ماننے سے انکار کر دیا تھا، وہ اس طرح کہ نوجوان کے والدین اپنی بیٹی کی شادی فوجی سے کرنا چاہتے تھے"(۱)

اس فتوے کا رد:

- اگر لندن کے قصائی کی بات مان لیں کہ وہ فوجی مرتد تھا، تو کیا مرتد فوجی کی مسلمان لڑکی سے شادی اس کے والدین کے لیے دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا باعث تھی؟ یا یہ معصیت اور کبیرہ گناہ کے زمرے میں آتا ہے؟ یہ تو اس وقت ہے جب ہم اس فوجی کو مرتد تسلیم کر لیں، لیکن اگر وہ ظاہری طور پر مسلمان بھی ہو تو پھر کیا حکم ہو گا؟

- شرعی طور پر یہ حق اس نوجوان کو کس نے دیا کہ اپنے والدین کو ذبح کر دے؟ یہی تو خارجیت ہے، یہ کام وہی کر سکتا ہے جس کے رگ و پے میں خارجیت بھری ہوئی ہو اور ہنسلیوں تک حروری فکر سے سیر اور سیر اب ہو۔

- شریعت نے معصوم جانوں کے قتل کے حوالے سے بہت زیادہ احتیاط برتی ہے، تو اگر والدین کو قتل کرنے کا معاملہ ہو تو اس میں لامحالہ اور زیادہ احتیاط برتی جائے گی۔

---

(۱) "مجلة الأنصار" شمارہ نمبر: ۱۴۷، ص: (۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (**روزِ قیامت سب سے پہلے خون کا فیصلہ کیا جائے گا**)[1] نیز شرعی قواعد وضوابط بھی اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ متسبب اور فاعل یعنی کسی کام کا سبب بننے والا اور کام کرنے والا دونوں یکساں حکم رکھتے ہیں، لہذا مفتی صاحب اس واقعے کا جواب تیار رکھیں؛ کیونکہ موت آنے میں دیر نہیں لگے گی اور اللہ تعالی کے ہاں حساب بھی کڑا ہو گا۔

۳- ابو قتادہ کا تیسرا فتوی اسلامی ممالک میں مساجد کے ائمہ اور علمائے کرام کی تکفیر سے تعلق رکھتا ہے۔

چونکہ خارجیوں کی خونی پیاس اور تکفیری چاہت دونوں ہی لامتناہی ہیں؛ اور ابو قتادہ کو یہ فتوی جاری کرنے کے بعد کوئی دلیل نہیں ملی تو کہہ دیا کہ یہ امرِ نازلہ سے تعلق رکھنے والا فتوی ہے!

اس فتوے میں ابو قتادہ نے ذکر کیا ہے کہ: عبیدیوں کی حکومت کو کافر قرار دینے کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے شرعی احکامات کو معطل کر کے رکھ دیا تھا، چنانچہ اس دور کے خطیبوں کو اس لیے کافر قرار دیا گیا کہ انہوں نے عبیدی حکمرانوں کے لیے دعائیں کی اور لوگوں کو یہ باور کروانے کی کوشش کی کہ یہ حکمران مسلمان ہیں اور شرعی طور پر ان کی اطاعت ضروری ہے۔

پھر ابو قتادہ نے مزید لکھا کہ: "ہمارے دور کے حکمرانوں نے بھی شریعت کو معطل کیا، مساجد کے ائمہ کرام اور علماء نے ان کے لیے دعائیں کرتے ہوئے یہ باور کروایا کہ یہ حکمران بھی مسلمان ہیں"

اس لیے نتیجہ یہ نکلا کہ: عالم اسلام کے تمام ائمہ کرام، علماء اور خطیب سب کے سب کافر ہیں، بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ عبیدی دور کے خطیبوں کی دعائیں آج کل کے خطیبوں سے قدرے اچھی تھیں۔

---

(۱) بخاری: (۴۸)، مسلم: (۱۶۷۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذیل میں ابو قتادہ کے اس فتوے سے کچھ اقتباس پیش خدمت ہیں:

"ہم ان صفحات میں عبیدی حکمرانوں کے بارے میں ائمہ کرام کے فتوی نقل کریں گے، انہی عبیدی حکمرانوں کے ساتھ ایسے مشائخ اور خطیب بھی اس فتوی میں شامل ہیں جو اس وقت عبیدیوں کے حق میں خطبے دیتے تھے اور منبروں پر ان کے لیے دعائیں کرتے تھے، انہوں نے لوگوں کو یہ باور کروانے کی کوشش کی کہ ان کے حکمران مسلمان، ہدایت یافتہ، اور عدل پر ہیں، ان خطیبوں نے لوگوں کو عبیدی حکمرانوں کی حقیقت نہیں بتلائی کہ عبیدی شیطان کے پیروکار ہیں۔ پھر ایسی دعائیں جن میں حکمرانوں کے مسلمان ہونے کی گواہی دی جائے اور عوام الناس کو یہ بتلایا جائے کہ وہ مسلمان ہیں، تو ایسی دعا در حقیقت خطیب کی جانب سے اس حکمران کے متعلق گواہی اور حکم ہے، مثال کے طور پر خطیب اپنی تقریر میں کہے: یا اللہ! اپنے فلاں بندے -جو کہ در حقیقت طاغوتی حکمران ہے- کو کامیاب فرما۔ یا پھر دعا کرتے ہوئے کہے: یا اللہ! امیر المؤمنین کی مدد فرما۔ تو اس جیسی تمام دعاؤں کا ایک ہی درجہ ہے۔"

اس کے بعد ابو قتادہ نے عبیدی دور کے خطیبوں کی دعاؤں کے الفاظ ذکر کئے ہیں اور پھر اس کے بعد تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: "آپ دیکھ سکتے ہیں کہ یہی وہ دعائیں ہیں جو آج کل کے خطیب موجودہ دور میں کرتے ہیں، بلکہ اُس دور کی دعائیں آج کل کی دعاؤں سے تو قدرے اچھی ہی ہیں"

ابو قتادہ نے خطیبوں اور مشائخ کو کافر قرار دے دیا تو پھر ان کے پیچھے نماز ادا کرنے سے بھی روکا اور کہا: "جو خطیب طاغوتی نظام میں شامل ہیں اور ان کے نظریات پر چلتے ہیں کے پیچھے نماز جائز نہیں"[1]

---

(۱) "مجلة الأنصار" شمارہ نمبر: ۹۲، ص: (۱۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس فتوے کا رد:

- جدید پیش آمدہ مسائل کے متعلق جاری ہونے والے فتاوی کسی بھی اعتبار سے بنیادی دلیل نہیں سمجھے گئے، البتہ انہیں بطور شواہد ذکر کیا جاسکتا ہے لیکن اس سے پہلے بنیادی اور ٹھوس دلائل ذکر کرنا ضروری ہوتا ہے، یعنی پہلے بنیادی دلائل رکھے جاتے ہیں پھر ان سے جو فہم کشید کیا گیا ہے اس کی تائید میں ایسے ائمہ مجتہدین کے اجتہاد کو رکھا جاتا ہے جن کے بارے میں دیگر اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہوں کہ وہ واقعی اجتہاد کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

لیکن خارجی درندے تو طالب علم ہی نہیں ہیں چہ جائیکہ وہ عالم یا مجتہد کے درجے تک پہنچیں! خارجی فکر کا یہ امتیاز رہا ہے کہ ان میں کوئی بھی عالم نہیں ہوتا، اس کا راز اور سبب یہ ہے کہ شیطان خارجیوں کو اہل علم اور علمائے کرام سے بالکل الگ تھلگ کر دیتا ہے اور وہ خود بھی اہل علم کے پاس جانے سے ایسے ہی روکتے ہیں جس طرح قدیم خارجی روکا کرتے تھے۔

- عبیدی حکومت لادینیت اور الحاد میں مشہور تھی، جیسے کہ امام شاطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "مصر اور دیگر افریقی ممالک پر حکومت کرنے والے عبیدی حکمران یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ شرعی احکام عوام الناس کے لیے ہوتے ہیں، جبکہ خاص الخواص عوام کے درجے سے کہیں بالا ہوتے ہیں! اس لیے عورت کوئی بھی ہو ان کے لیے سب حلال ہوتی ہیں! اسی طرح دنیا میں کوئی بھی چیز ہے وہ بھی ان کے لیے حلال ہے! اس کے لیے دلیلیں ایسی دیتے ہیں کہ کسی صاحب عقل کو روا نہ ہوں"[۱]

لہذا عبیدیوں پر موجودہ حکمرانوں کو قیاس کرنے کا امکان ہی نہیں ہے؛ کیونکہ جب عبیدیوں کے نظریات اور عقائد ہی ایسے تھے کہ جن کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں، تو اس وقت کے اہل علم نے اجتہاد کرتے ہوئے یہ فتوی دیا؛ اور معاصر خارجیوں نے عبیدی حکمرانوں پر

---

(۱)"الاعتصام" از شاطبی، ص:(۲/۴۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موجودہ حاکموں کو قیاس کیا ہے جس میں قیاس کے تمام تقاضے اور شرائط کو مد نظر نہیں رکھا گیا تو اس لیے یہ قیاس سرے سے ہی غلط ہو گا، نیز یہ بھی کہ خارجیوں کی جانب سے کئے گئے قیاس میں ائمہ مساجد پر بھی عبیدیوں والا ہی حکم لگایا ہے جو کہ سراسر زیادتی ہے۔ حالانکہ یہ معاملہ بڑی حساس نوعیت کا ہے؛ کیونکہ کسی ایک مسلمان کو کافر قرار دینا بڑا سنگین مسئلہ ہے، تو یہاں بے شمار اور لاتعداد لوگوں کو کافر قرار دیا جا رہا ہے، پھر یہ کام بھی ایسے شخص کی طرف سے ہو رہا ہے جو خود علمی طور پر یتیم ہے اور اس کا کوئی استاد ہی نہیں۔

- اچنبھے کی بات یہ ہے کہ اس فتوے میں حساسیت اتنی زیادہ ہو کہ جس میں مسلمانوں کو کافر قرار دیا جائے، لوگوں کو قتل کرنے کا جواز پیش کیا جائے لیکن اس کے باوجود کوئی ایک دلیل بھی کتاب وسنت سے پیش نہ کی جائے؟!

یعنی ایسا فتوی کہ جس میں تمام مسلم ممالک کے ائمہ کو کافر قرار دیا جائے اور ان کی تعداد بھی لاکھوں میں ہو اور پھر اس پر ایک بھی دلیل کتاب وسنت سے ذکر نہ کی جائے! اور اپنے فتوے کی تائید میں صرف ایک فتوی ہی ملے اور اس کا انطباق بھی صحیح انداز سے نہ کیا جائے تو یہ اس فتوے کے بے دلیل ہونے کے لیے کافی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو قتادہ کی تالیفات میں ذکر کردہ بعض اصول وضوابط

- ابو قتادہ کے نزدیک جن علمائے کرام سے فتویٰ لینا جائز ہے ان کے بارے میں ابو قتادہ نے ایسی شرائط رکھی ہیں جو پہلے کسی نے بیان نہیں کیں، مثلاً اس کا کہنا ہے کہ: "اس لیے کوئی بھی فقیہ اس وقت تک دینی طور پر فقیہ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اسے عالم یا فقیہ سے موسوم کیا جا سکتا ہے جب تک وہ ہر اعتبار سے سیاسی نہ ہو، مسلمان نوجوان ایسے کسی بھی شخص کا احترام اور عزت مت کریں جو کہتا ہے کہ: سیاست سے دوری بھی سیاست ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص سیاسی نہیں ہے تو پھر وہ فقیہ بھی نہیں ہے، بلکہ وہ جاہل اور دوسروں کو بھی جاہل بنانے والا ہے"(۱)
- ابو قتادہ نے اہل علم اور نوجوانوں کے درمیان تعلقات ختم کرنے کی ترغیب دلائی اور کہا: "یہ وقت ورق گردانی اور کتابیں پڑھنے کا دور ہے؛ کیونکہ ایسے علماء ہی باقی نہیں رہے جو قابل اقتدا ہوں، تو ایسے حالات میں فتنوں سے تحفظ کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان کتاب و سنت کی طرف رجوع کرے، بلکہ سنت میں یہ ترغیب موجود ہے کہ انسان کتاب پڑھے شخصیات کے پیچھے مت چلے، جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو فرمایا تھا: "(**تمہارے ہاں سب سے اعلیٰ ترین ایمان کن کا ہے؟**) تو صحابہ نے کہا: فرشتوں کا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: (**وہ تو اللہ کے پاس ہوتے ہیں اس لیے وہ تو لازمی ایمان لائیں گے**) تو صحابہ نے کہ: پھر انبیائے کرام، تو آپ ﷺ نے فرمایا: (**وہ بھی ایمان لازمی لائیں گے کہ ان کے پاس وحی آتی ہے**) تو پھر صحابہ نے کہا: تو پھر ہمارا ایمان سب سے اعلیٰ ہے، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: (**تمہارے درمیان میں خود موجود ہوں، تو تم کس طرح ایمان نہیں لاؤ گے؟**) پھر صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول تو پھر کون ہیں؟ تب آپ ﷺ نے فرمایا: (**وہ تمہارے بعد آنے والی قوم ہے، وہ اپنے سامنے صحیفے**

---

(۱) "مقالة بين منهجين"، مقالہ نمبر: (۱۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیکھیں گے اور ایمان لائیں گے) اسی حدیث کے بعض الفاظ یوں بھی ہیں کہ: (**وہ تمہارے بعد آنے والی قوم ہے، ان کے پاس کتاب دو گتوں کے درمیان آئے گی وہ اس پر ایمان لائیں گے اور اس کے مطابق عمل کریں گے، وہ لوگ تم سے بھی زیادہ اجر والے ہوں گے**) اور ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ: (**وہ لٹکا ہوا صفحہ پائیں گے اور اس کے مطابق عمل کریں گے، تو وہ لوگ تمام اہل ایمان میں سے افضل ہوں گے**) تو حدیث میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ لٹکے ہوئے صفحات سے علم حاصل کرنا قابل ستائش عمل ہے؛ بلکہ حدیث میں ایسے لوگوں کو تمام لوگوں سے زیادہ اجر والا بتلایا گیا ہے، ان کا ایمان دیگر تمام لوگوں سے زیادہ بہتر بتلایا، اس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ جب علم اور علماء کے نام پر بد نام زمانہ لوگ قابض ہوں تو پھر مشعل راہ کتاب اور ورق گردانی ہے اور یہی شرعی طریقہ ہے"(۱)

یہی وہ بنیادی نقطہ ہے جو قدیم خارجیوں نے اپنایا تھا، انہوں نے شریعت اور اپنے درمیان تعلق کو ختم کر دیا تھا، قدیم خارجیوں نے شریعت کو دوسروں تک پہنچانے والے لوگ یعنی صحابہ کرام سے بالکل الگ تھلگ کر لیا اور انہیں معرفتِ حق کی توفیق نہ ہوئی، انہوں نے نصوص کو اپنے فہم اور ناقص عقل سے سمجھنا شروع کیا تو خود بھی گمراہ ہو گئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیا، اور اسی ڈگر پر خارجیوں کی روحانی اولاد آج بھی عمل پیرا ہے؛ کیسی عجیب بات ہے کہ جو مفہوم اس شخص نے اس حدیث کا کفر کے دار الحکومت میں بیٹھ کر بیان کیا ہے وہ کسی نے بیان نہیں کیا۔

اہل علم نے اس حدیث کا جو مفہوم بیان کیا ہے وہ در حقیقت ایمان بالغیب کی فضیلت سے تعلق رکھتا ہے، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ علمائے کرام سے ناتا توڑ لیا جائے، اور خود

---

(۱)"مقالة بين منهجين" مقالہ نمبر:(۱۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ورق گردانی کر کے علم حاصل کریں، یہی وجہ ہے کہ اہل علم جب اس حدیث کو ذکر کرتے ہیں تو وہ ایمان بالغیب کے ابواب میں بیان کرتے ہیں، چنانچہ امام بیہقی [1] رحمہ اللہ نے اس حدیث پر جو عنوان قائم کیا ہے وہ کچھ یوں ہے: "باب ہے ان لوگوں کے بارے میں جنھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا لیکن وہ پھر بھی آپ پر ایمان لائیں گے۔ اور پھر ایسا ہی ہوا" [2]

- ابو قتادہ کا کہنا ہے کہ اس وقت کوئی بھی مسلمانوں کی جماعت موجود نہیں ہے، اس کا کہنا ہے: "جماعت کی تفسیر کے لیے اگر مفسرین کی جانب رجوع کریں تو ہمیں جماعت کے دو مفہوم ہی نظر آتے ہیں اس کا صرف ایک مطلب نہیں ہے اور وہ یہ ہیں: **پہلا مفہوم:** ایسے مسلمان جو ایک صاحب سلطنت حکمران کے ماتحت ہوں چاہے وہ سب مسلمانوں کا متفقہ حکمران ہو یا کوئی اور ہو۔ **دوسرا مفہوم:** یہ ہے کہ اہل حق، یہ مفہوم سابقہ مفہوم سے قدرے تنگ ہے، دوسرے لفظوں میں یہ سابقہ بڑی جماعت کے اندر ایک چھوٹی جماعت کے متعلق ہے" [3]

اس تقسیم کے بعد نتیجہ یہ نکالا کہ آج مسلمانوں کی کوئی جماعت نہیں ہے۔

اس پر مزید لکھا کہ: "مرتدین کے علاقوں میں جہاد واجب کرنے والے اسباب یہ ہیں: تمام مسلمانوں کو ایک دھاگے میں پرو کر متحد کر دیں، یعنی خلافت رفتہ کو واپس لائیں؛ کیونکہ اس وقت امت اسلامیہ کا وجود ہی نہیں ہے؛ کیونکہ ایک امت اور قوم کے ابتدائی اور بنیادی امور ہی موجود نہیں ہیں جو بکھری ہوئی امت کو ایک دھارے میں لائے، ہمارا مقصود یہ ہے کہ ہماری کوئی ایک حکومت نہیں ہے، اس لیے مسلمانوں کا کوئی ملک نہیں

---

(۱) "دلائل النبوۃ" از بیہقی، ص: (۱/۳۶۵)

(۲) ماخوذ از کتاب: "تحذير العباد من وحشية أبي القتاد" از عبد المالک رمضانی، ص: (۷۷)

(۳) "الجهاد والاجتهاد"، ص: (۲۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اور نہ ہی کوئی دفاعی نظام ہے"(۱)

- ابو قتادہ نے اپنے پیروکاروں کو اسلامی معاشروں میں چور اور ڈاکو بن کر رہنے کی تلقین کی اور کہا: "مجھے بڑا افسوس ہوتا ہے کہ تمام تر اسلامی تنظیمیں بلکہ جہادی تنظیمیں بھی جس وقت مالی وسائل کے بارے میں سوچتے ہیں تو وہ بھی اہل باطل اور دنیاداروں کی سوچ سے باہر نہیں نکلتے کہ وہ بھی کسی صاحب حیثیت چندہ دینے والے کو تلاش کرتے ہیں، یا اپنے ہی کچھ لوگوں کو تجارت اور کمائی پر لگا دیتے ہیں۔ یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں اس بات کی رہنمائی کریں اور آپ طائفہ منصورہ کے بارے میں فرمائیں: خبردار! تمہارے پاس جو حق ہے جس پر تم عمل پیرا ہو اس کی وجہ سے شرم اور عار محسوس مت کرنا!۔ خبردار! خبردار! کہیں تم بھی گندے لوگوں کے سامنے کمزور پڑ جاؤ، کہ تمہیں لوگ چور اور ڈاکو کہنے لگیں گے، لوگ تو تمہارے جہاد کو قتل اور تخریب کاری کا نام دیتے ہیں، اگر تم ان کے جھانسے میں آ گئے تو کافر تم پر غالب ہو جائیں گے۔

مسلمان کی ذمہ داری تو یہ بنتی ہے کہ حق بات کی وجہ سے شرمسار مت ہو۔

مجاہدو! کچھ جاہل لوگ یہ سمجھنے لگ گئے ہیں کہ غنیمت اور مال فے کے شرعی احکام تبدیل ہو چکے ہیں، یہ لوگ در حقیقت جھوٹے اور کذاب ہیں؛ اس لیے غنیمت کے شرعی احکام ابھی بھی ویسے ہی ہیں جیسے پہلے تھے، دشمن کا لوٹا ہوا مال ہمارے لیے مال غنیمت ہے، اور یہ بڑی رسوائی کی بات ہے کہ ہم اپنا حق لینے سے پیچھے ہٹ جائیں اور باطل پر قائم لوگ بڑی ڈھٹائی کے ساتھ باطل پر عمل پیرا ہوں، یہ بات سب کو ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ طائفہ منصورہ ان لوگوں کا مال کھاتی ہے جنہیں اللہ تعالی نے گمراہ کر دیا ہو، اب چاہیے کوئی اس حقیقت کو تسلیم کرے یا نہ کرے"(۲)

---

(۱)"مقالات بين منهجين" مقالہ نمبر:(۴۳)

(۲)"مقالة بن منهجين"، مقالہ نمبر:(۲٦)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو قتادہ نے یہ فتوی دے کر عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کی دولت لوٹنے کا جواز فراہم کیا، یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ کافر ممالک میں چوریاں بھی کرتے ہیں اور اس چوری کو وہ مال غنیمت اور مال فے کا نام دیتے ہیں!!

یہاں اس کے اس موقف کو رد کرنے کے لیے یہی کافی ہے کہ اس نے خود کہا: "لوگ تمہیں چور کہیں گے" تو کہا جائے گا کہ: اللہ کی قسم واقعی تم چور ہو۔

- ابو قتادہ نے اس چیز کا بھی اپنے پیروکاروں میں خوب پرچار کیا کہ: ان کا جہاد مرتد، کافروں اور مشرکوں کے خلاف ہے، اس نے لکھا ہے کہ: "اگر کوئی شخص اپنے نظریات کے بارے میں یہ سمجھتا ہے کہ وہ صحیح اسلام پر ہے، اور اپنے مخالف کے بارے میں بھی یہ سمجھتا ہے کہ وہ بھی مسلمان ہے تاہم اس کا ایمان کامل نہیں ہے اس میں کمی اور کوتاہی پائی جاتی ہے تو ایسے مسلمان کا اپنے مخالف کے ساتھ مقابلہ اور سامنا اپنی آخری حدوں کو نہیں چھوئے گا، بلکہ اس میں کہیں نہ کہیں نرمی اور مداہنت پائی جائے گی، اور یہ بھی ممکن ہے کہ پر امن انداز سے کوئی درمیان کا راستہ نکال لیا جائے۔ لیکن اگر یہی مسلمان اپنے مخالف کے بارے میں یہ نظریہ رکھے کہ مخالف کافر، مرتد اور مشرک ہے تو پھر وہ اپنے مخالف کا سامنا کرتے ہوئے انتہا کر دے گا اور ایسا ہی سامنا اور مقابلہ نتیجہ خیز اور بار آور ثابت ہوتا ہے۔

عالم اسلام میں جتنی بھی جہادی تنظیمیں ہیں سب نے اپنے آپ کو اسی نہج پر رکھا ہے اور ان کی اولین کوشش یہی ہے کہ مکمل طور پر انقلاب بپا کر دیا جائے، سرے سے ہر چیز کو بدل کر رکھ دیا جائے، تو انہیں یہ اہداف اسی وقت ملیں گے جب وہ شرعی دلائل اور قدرت کے نظام کے مطابق یہ سمجھیں کہ موجودہ حکومتیں شرکیہ اور مرتد لوگوں کی حکومتیں ہیں، اور اس بات کو بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ اگر انہوں نے اپنے اس صحیح موقف سے رخ موڑنا چاہا تو میدان جہاد میں موجود لوگوں کی شکست بھی نظام قدرت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مطابق یقینی ہو گی؛ کیونکہ جو تنظیمیں اپنے کارندوں سے اسلحہ اٹھانے اور چلانے کا مطالبہ کرتی ہیں لیکن وہ اپنے افراد کی ذہن سازی نہیں کر پاتیں یا اپنے مخالفین کے بارے میں یہ بات ذہنوں میں نقش نہیں کرتی کہ وہ کافر ہیں تو ایسے افراد اور جماعتیں بالآخر پر امن حل کے لیے سمجھوتہ کر لیتی ہیں، اور پھر مذاکرات کی میز پر شکست خوردہ ہو کر واپس لوٹتی ہیں"[۱]

- اس کے بعد اس مجرم شخص نے اسلامی معاشروں کو اسلامی کہنا چھوڑ دیا اور انہیں مرتد کہنے لگا، لکھتا ہے کہ: "جن علاقوں میں مسلمان رہائش پذیر ہیں، یہ علاقے پہلے مسلمانوں کے علاقے تھے اور پر امن تھے، لیکن اب یہ علاقے کفریہ اور مرتدوں کے بن گئے ہیں؛ کیونکہ ان کے حکمران مرتد ہیں، ان علاقوں میں کفریہ قوانین اور دستور لاگو ہیں"[۲]
- ابو قتادہ کے اصولوں میں یہ بھی ہے کہ: لوگوں کے مرتد ہونے کا بنیادی سبب یہ ہے کہ انہوں نے الوہیت اور حاکمیت کا حق غیر اللہ کو سپرد کر دیا، یہاں غور کریں کہ اس اصول کا دوسرا جزو غمازی کر رہا ہے کہ یہ شخص ابتدائی مرحلے کے فکری مناظرین (یعنی مودودی اور سید قطب) سے کتنا متاثر تھا، بلکہ اس اصول کو بعینہ انہی کے الفاظ میں ذکر بھی کیا ہے: ابو قتادہ لکھتا ہے کہ: "مرتد ہونے کے اسباب ذکر کرتے ہوئے ایک گروہ نے لکھا ہے کہ: اس کی وجہ یہ ہے کہ الوہیت اور حاکمیت کا حق حقیقی حقدار یعنی اللہ رب العالمین کی بجائے کسی اور کے سپرد کر دیا گیا ہے؛ یہی ان کے مرتد ہونے کا سبب ہے؛ چنانچہ باطل امور کو شرعی اور قانونی حیثیت دینے والا، انہی کے مطابق حکومت کرنے والا، ان امور کو تحفظ دینے والا، ان امور کی ترویج کے لیے کاوشیں کرنیوالے گروہ پر ہم ارتداد کا حکم لگاتے ہیں۔

---

(۱)"مقالة بن منهجين"، مقالہ نمبر: (۳۳)

(۲)"مقالة بن منهجين"، مقالہ نمبر: (۳۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر ہم کسی گروہ پر یہ حکم لگا دیں کہ وہ کافر ہے، تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس گروہ کا ہر ایک فرد کافر ہے؟ اور آخرت میں وہ سب دائمی جہنمی ہوں گے؟ یہ ایک پیچیدہ مسئلہ ہے، اس بارے میں دلائل پر اچھی طرح غور وفکر کی ضرورت ہے، لیکن یہ واضح طور پر زیادتی ہے کہ جو بھی گروہ کے ہر فرد کو کافر کہے تو وہ تکفیری اور خارجی قرار پائیں یا جو اس گروہ کے ہر فرد کے بارے میں حکم واضح نہیں کرتے انہیں مرجئہ قرار دیا جائے۔

لیکن ان سب کے باوجود ہمیں کوئی اس بات سے نہیں روک سکتا کہ اس گروہ کے بہت سے افراد کے بارے میں کافر اور مرتد ہونے کا حکم لگائیں؛ کیونکہ ہم نے اس بات کی تصدیق اور تاکید کر لی ہے کہ ان کی اکثریت پر حکم لگانے میں کوئی مانع نہیں ہے، اس لیے ان کے کافر ہونے کی وجہ سے ان پر یہ حکم لاگو ہوتا ہے کہ ان کے خلاف جہاد کیا جائے، ان سے قطع تعلقی رکھی جائے، ان کے ساتھ کسی قسم کا تعاون نہیں ہونا چاہیے؛ نیز جب ہمیں یہ معلوم ہو گیا کہ یہ جماعت یا گروہ مرتدین اور کافروں پر مشتمل ہے تو تمام کے تمام مسلمانوں پر واجب ہو گیا کہ ان کے خلاف دفاعی جہاد شروع کر دیں یہاں تک کہ ان کا خاتمہ ہو جائے یا دوبارہ دین اسلام کی طرف لوٹ آئیں، نیز ان مرتد گروہوں کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دفاعی جہاد والا ہے، یعنی فرض عین ہے۔"(۱)

- الجزیرہ چینل کی ویب سائٹ پر ۱۴-۰۹-۱۴۲۲ ہجری بمطابق ۲۹-۱۱-۲۰۰۱ء کو ایک سرخی کندہ تھی کہ: "أبو قتادة يخسر دعواه ضد الحكومة البريطانية" یعنی ابو قتادہ نے حکومت برطانیہ کے خلاف ایک دعوی دائر کیا تھا جس میں اسے ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔

تو یہاں سوال یہ ہے کہ: کیا برطانوی حکومت اسلامی شریعت کے مطابق چلتی ہے؟ تو یہاں ابو قتادہ نے الوہیت کا حق اپنے ہی بنائے ہوئے ضابطے کے مطابق غیر اللہ کے سپرد کر دیا

---

(۱) "الجهاد والاجتهاد"، ص: (۴۹-۵۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، تو کفر یہ عدالتوں میں جا کر اپنے فیصلے کروانے والے کا کیا حکم ہے؟ ہمارا تو ابو قتادہ سے مطالبہ ہے کہ جس طرح امت محمدیہ پر اس نے کفر کا فتویٰ لگایا ہے بالکل اسی طرح اپنے آپ پر بھی کفر کا فتویٰ چسپاں کرے، مزے کی بات یہ ہے کہ ابو قتادہ نے اپنے دعوے میں یہ کہا تھا کہ برطانوی حکومت کی جانب سے ملنے والی امداد کو کم کیوں کیا گیا ہے؟ تاہم ابو قتادہ کے ہاں یہ کوئی اتنا بڑا جرم نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے انسان اسلام سے خارج ہو جائے!!

- اس شخص نے اپنے پیروکاروں کے لیے جو اصول وضع کئے تھے ان میں یہ بھی شامل ہے کہ: "جی ہاں ہم جانتے ہیں کہ ہم اپنے ہدف تک اسی وقت تک پہنچ پائیں گے جب ہم اپنے پورے راستے کو ان کی کھوپڑیوں سے بھر نہ دیں، اور پوری دنیا ہمیں بربریت کا طعنہ دینے لگے۔"[۱]

یہاں کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا ہے اس عبارت کا مقصود کافر ہیں؛ کیونکہ ابو قتادہ نے الحیاۃ اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے صراحت سے کہا تھا کہ: "ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہم امریکہ کے خلاف جنگ کریں، امریکہ کے خلاف اسی وقت جنگ ہوگی جب وہ ہم پر حملہ آور ہوگا، جب امریکہ ہمارے خلاف پہل کرے گا۔ لیکن ہمارے اپنے علاقوں میں موجود طاغوتی نظاموں کے خلاف جہاد کے بارے میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہر مسلمان پر فرض عین ہے"[۲]

- اس شخص نے الجزائر اور دیگر علاقوں میں عذر بالجہل کو مسترد قرار دیا، الجزائر کے لوگوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا: ایک قسم جو ابو قتادہ کے مطابق مجاہدین کی قسم ہے [جو کہ ہمارے مطابق خارجی ہیں] اور دوسری قسم: جو کہ حکومتی اداروں اور گروہوں کے ساتھ ہے، اس دوسری قسم کے بارے میں ابو قتادہ کا کہنا ہے کہ: "اس وقت سرزمین الجزائر پر

---

(۱) "الجهاد والاجتهاد"، ص: (۶۷)

(۲) روزنامہ "الحیاۃ"، شمارہ نمبر: (۱۳۹۰)، مورخہ: ۱۵ صفر ۱۴۲۰ ہجری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہر شخص کے لیے یہ چیز واضح ہے کہ موجودہ حکومت اسلامی نہیں ہے، اس وقت الجزائری فوج کے لیے عذر بالجہل کا کوئی وجود نہیں ہے، الجزائر کی سرزمین پر موجود جو بھی فوجی؛ حکومتِ وقت کے ساتھ ہے تو وہ کافر، مشرک، دائمی جہنمی، اس کا قتل حلال اور اس کی عزت لوٹنا حلال ہے، البتہ مرتد لوگوں کی لونڈیوں کے بارے میں اختلاف ہے۔"[1]

- ابو قتادہ کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے آخر میں مناسب ہو گا کہ اس کے ساتھی ابو مصعب شامی کی گفتگو بھی ذکر کی جائے، ابو مصعب شامی لندن سے شائع ہونے والے مجلۃ الانصار کی اشاعت میں معاون تھا اس مجلے کی اشاعت اور تحریریں خارجی منہج کی ترویج میں بنیادی کردار رکھتی تھیں۔

کیونکہ مذکورہ شخص نے ابو قتادہ کے کلیدی کردار کے بارے میں تاریخی گواہی دی ہے کہ اس شخص نے خصوصی طور پر الجزائر میں قتل وغارت اور مال وعزت لوٹنے کے لیے کھل کر اجازت دی اور خود ساختہ دلائل بھی دیئے، الجزائری درندوں کے ہاں اسی ابو قتادہ کے فتوے ہی تو تھے جن کی بنا پر انہوں نے ظلم واستبداد کا بازار گرم کر رکھا تھا، میں نے ان کی ظالمانہ کہانی کے لیے ایک الگ مبحث رکھی ہے، اس میں میں نے یہ عیاں کیا ہے کہ ان لوگوں نے الجزائر میں اپنے روحانی اجداد کی تاریخ کو دہرایا ہے، انہوں نے حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کئے، دودھ پیتے بچوں کو ذبح کیا اور نماز پڑھتے بوڑھوں کو ابدی نیند سلا دیا۔

ابو مصعب شامی ابو قتادہ کے بڑے تخریبی کردار کی ابتدا بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

"ابو قتادہ نے مسلح تنظیموں اور جماعتوں سے صادر ہونے والے ہر کام کے لیے شرعی جواز ڈھونڈ لانے کا بیڑا اٹھایا اور پھر فتوی نویسی کے درجے تک جا پہنچا، اور ان جماعتوں کے تسلسل کے ساتھ رونما ہونے والے گھناؤنے کاموں کے لیے شرعی دلائل اور ضابطے گھڑنے لگا"[2]

---

(۱)"مقالة بن منهجين"، مقالہ نمبر:(۴۷)

(۲)"مختصر شهادتي على الأوضاع في الجزائر"، ص:(۳۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد ابو مصعب شامی نے مسلح جماعت کی کچھ کارستانیاں ذکر کیں جن کے لیے ابو قتادہ کے پاس پہلے سے فتوی تیار ہوتا تھا، ابو مصعب کہتا ہے کہ: "سول افراد اور عام لوگوں کے خلاف تشدد بھری کاروائیاں کرنے کے لیے راہ ہموار کرنا، انہیں قتل کی دھمکیاں دینا، اطلاعات و نشریات کے اداروں میں وزیر سے لیکر گلی میں چھابہ لگانے والے مزدور تک، اسکولوں میں اساتذہ اور طلبہ بلکہ پٹرول پمپ پر پٹرول بھرنے والے مزدور تک پر تشدد کرنے کی اس نے راہ ہموار کی۔۔۔"[١]

ابو قتادہ نے الجزائر کی جماعت اسلامیہ کے منہج کو تزکیہ بھی فراہم کیا اور کہا: "یہ جماعت سلفی منہج اور سلفی فہم رکھنے والی جماعت ہے"[٢]!

اور اسی کتاب میں ابو مصعب شامی نے یہ بھی لکھا ہے کہ: "ابو قتادہ میں کئی قسم کی جہالتیں اور تکفیر کی نوعیتیں پائیں جاتی ہیں، جرم پر ابھارنے والے قواعد اور معصوموں کو قتل کرنے کے ضابطے اس کے پاس ہیں، اس کی کارستانیوں کی تعداد اللہ ہی بہتر جانتا ہے"[٣]

ابو قتادہ اور زہر خوری کے جواز کی دلیل

ابو مصعب شامی کہتا ہے کہ: "بھائیوں نے جماعت کی الجزائر میں ہونے والی کاروائیوں کے شواہد، دلائل اور قرائن ابو قتادہ کے سامنے رکھے، ان کاروائیوں میں قتل ہونے والے افراد میں کچھ ایسے لوگ بھی شامل تھے جن کا تعلق لیبیا سے تھا اور کچھ ابو قتادہ کے ایسے شاگرد بھی تھے جنہوں نے پشاور میں اس کے پاس پڑھا تھا، اس پر کٹر سلفی شیخ [مراد ابو قتادہ] دل برداشتہ ہو گیا، حالانکہ یہی وہ شخص ہے جس نے ابو عبد الرحمن امین [اس کا حقیقی نام جمال زیتونی

---

(١)"مختصر شهادتي على الأوضاع في الجزائر"، ص:(١٧)

(٢)"مقالات بين منهجين"، مقالہ نمبر:(٨٥)

(٣)"مختصر شهادتي على الأوضاع في الجزائر"، ص:(١٧)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے] کی سیاہ کاریوں کے لیے شرعی دلائل گھڑے اور انہیں شرعی جواز دینے کی کوشش کی، وہ اپنی تقاریر اور خطابات میں کہا کرتا تھا کہ اس کا الجزائر میں تسلط بنو عباس میں ابو جعفر منصور کے تسلط سے بھی زیادہ ہے، اس کا منہج اور افکار نہایت صاف ستھرے ہیں، مجھے [یعنی ابو مصعب شامی کو] اس مجلس کے عینی شاہد نے بتلایا کہ مقتولین کی فہرست دیکھ کر ابو قتادہ سے کھڑا نہیں رہا گیا اور وہ بیٹھ کر رونے لگا، پھر امین اور اس کے ساتھیوں پر خوب بد دعائیں کیں، وہاں پر موجود اپنے ساتھیوں سے ابو قتادہ نے یہ بھی کہا کہ اگر اسے زہر خوری کی دلیل مل جائے تو زہر پی کر اپنا خاتمہ کر لے "[1]

ابو قتادہ کی اس خواہش پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ زہر خوری کی قطعی دلیل موجود ہے؛ لیکن وہ پینے والے کے لیے وعید بیان کرنے کے لیے آئی ہے، بیانِ جواز کے لیے نہیں، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (**جو شخص زہر پی کر خودکشی کر لے تو جہنم کی آگ میں زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ اسے نوش کر رہا ہوگا، وہ جہنم میں ہمیشہ رہے گا**)[2]

القاعدہ تنظیم کے اس عالم کا معاملہ یہاں تک بگڑ گیا کہ وہ زہر پینے کے چکر میں تھا، حالانکہ وہ خود امت محمدیہ کو خارجیت کے زہر سے آلودہ کرتا رہا ہے، یہاں اس قصے میں بیان ہوئے آنسو بھی مگرمچھ کے آنسو تھے؛ کیونکہ میں نے اس کے تمام تر مقالہ جات، تالیفات اور اس کے اپنے موقف سے رجوع سے متعلقہ تحریریں پڑھی ہیں، مجھے اس بارے میں کوئی ایک لفظ بھی نہیں ملا کہ اس نے اپنے موقف سے رجوع کر لیا تھا۔

ابو مصعب شامی مزید کہتا ہے کہ: "ابو قتادہ نے زیادہ سے زیادہ اپنے رجوع کے حوالے سے یہ کیا کہ: دو دن کے بعد ابو قتادہ نے سات صفحات پر مشتمل ایک رسالہ لکھا اور اس میں

(۱) "مختصر شهادتي على الأوضاع في الجزائر"، ص: (۵۳-۵۴)

(۲) بخاری: (۵٦)، مسلم: (۱۰۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب کا رد کیا اور اپنے مخصوص افراد میں انہیں تقسیم کر دیا، نیز ابو مصعب کا دعوی یہ بھی ہے کہ اس رسالے کے کچھ نسخے الجزائر بھی بھیجے، تاہم یہ رد مجلہ الانصار میں شائع نہیں کیا گیا، جہاں ابو قتادہ کے مضامین شائع ہوتے تھے اور جہاں پر خارجی جماعتوں کی تعریف کے پل باندھے جاتے تھے"[1]

آخر میں یہ وضاحت کرتا چلوں کہ ابو قتادہ خارجی کے افکار و نظریات میں سے یہ محض ایک جھونکا ہے، نیز ان نظریات میں ہم نے صرف وہی باتیں ذکر کی ہیں جو خود ابو قتادہ نے اپنے قلم سے لکھی ہیں، بلکہ اس کے ان افکار سے متعلق اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی تصدیق ان پر ثبت کی ہے۔

(۱)"مختصر شهادتي على الأوضاع في الجزائر"، ص:(۳۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسامہ بن لادن:

ابتدائی طور پر اسامہ بن لادن افغانستان میں مسلمانوں کی مدد کرنے کے لیے ہی گیا تھا، اور ابتدا میں جہاد اور مجاہدین کے لیے اس کے نامور کارنامے بھی سامنے آئے، صاحب ثروت ہونے کے ناتے انہوں نے اپنی دولت کے دروازے ان پر کھول دیئے تھے۔

مجموعی طور پر یہ بھی دیگر مسلمان نوجوانوں کی طرح تھا کیونکہ انہوں نے بھی باقاعدہ طور پر شرعی علوم حاصل نہیں کئے تھے، نہ ہی شرعی علم میں ان کا کوئی استاد تھا، چنانچہ اسامہ کے گرد و پیش رہنے والے افراد اسے اپنے چنگل میں پھنسانے میں کامیاب ہو گئے اور اسے مسلمانوں کے معاون اور مددگار سے مسلمانوں اور سعودی عرب کی کمر میں گھونپا جانے والا خنجر بنا دیا۔

اسامہ بن لادن بھی سید قطب اور ابو الاعلی مودودی کے افکار سے شدید ترین انداز میں متاثر تھا، ہم پہلے بھی اس بارے میں گفتگو کر آئے ہیں۔

منتصر زیات، اسامہ بن لادن کے دماغ میں پیدا ہونے والے انقلاب کی تائید میں کہتا ہے کہ: "جب ایمن ظواہری کی اسامہ بن لادن سے افغانستان میں ۱۹۸۸ء کے وسط میں ملاقات ہوئی تو ایمن اسامہ کے نظریات میں بنیادی نوعیت کی تبدیلیاں لانے میں کامیاب ہو گیا"[۱]

ہمارے ملک میں سب سے پہلا بم دھماکہ جو ہوا تھا اس کے بارے میں اسامہ بن لادن نے یہ اعتراف کیا تھا کہ اسی نے اس کارستانی کے لیے سب سے پہلے ابھارا تھا، چنانچہ دھماکہ کرنے والے دہشت گردوں کے بارے میں اسامہ نے کہا تھا: "ہم نے امت کو ارض حرمین پر قابض اور مسلط دشمن کے اخراج کی ترغیب دلائی، اور بہت سے جوانوں نے اس کے لیے لبیک کہا، انہی نوجوانوں میں خالد سعید، عبد العزیز معثم، ریاض حاجری اور مصلح شمرانی شامل ہیں،

---

(۱) روزنامہ "الشرق الأوسط"، شمارہ نمبر: (۹۲۰۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم اللہ تعالی سے امید کرتے ہیں کہ انہیں شہداء میں قبول فرمائے، انہوں نے امت کا سر فخر سے بلند کر دیا ہے، اور ہم ان نوجوانوں کو عظیم اور بے باک مجاہد قرار دیتے ہیں، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کرتے ہوئے ہماری ترغیب پر لبیک کہا تھا"(۱)

اور یہی چاروں افراد سعودی عرب میں ہونے والے سب سے پہلے دھماکے میں ملوث تھے، یہاں یہ بہتر ہو گا کہ ہم اس سانحے سے متعلقہ سپریم علماء کونسل کا فتوی اس جگہ نقل کریں، انہوں نے اس مجرمانہ فعل کو حرام قرار دیا اور اس حوالے انہوں نے دلائل بھی پیش کئے اور پھر کہا: "کونسل اس جارحیت کو گناہ، قبیح جرم، خیانت اور دھوکا دہی قرار دیتی ہے اور اسے مال و جان، امن و استحکام کو حاصل شدہ تحفظ کی پامالی گردانتی ہے، نیز اس قسم کی حرکت وہی شخص کر سکتا ہے جو فاجر، کینے، خیانت اور حسد سے بھرا ہوا ہو، جو جارحیت، ظلم اور زیادتی سے لت پت ہو، زندگی اور بھلائی کے کاموں سے نفرت کرے، کوئی بھی مسلمان اس مجرمانہ عمل کی تائید نہیں کرے گا نہ ہی اس کے حرام اور گھٹیا حرکت ہونے میں دوسری رائے رکھے گا، اس قسم کی گری ہوئی حرکتوں کو حرام قرار دینے کے لیے آیات اور احادیث بڑی تعداد میں موجود اور مشہور و معروف ہیں، اس لیے سپریم کونسل اس مجرمانہ کاروائی کو حرام قرار دیتی ہے اور خبر دار کرتی ہے کہ اس قسم کی گمراہیوں سے انسان بچے، فکری اور نظریاتی انحطاط سے دور رہے"(۲)

یہاں خود ہی دیکھ لیں کہ کبار اہل علم اس مجرمانہ فعل کے متعلق کیا کہہ رہے ہیں کہ: "گناہ، قبیح جرم، خیانت اور دھوکا دہی ہے نیز یہ مال و جان، امن و استحکام کو حاصل ہونے والے تحفظ کی پامالی ہے، اسی طرح اس قسم کی حرکت وہی شخص کر سکتا ہے جو فاجر، کینے، خیانت اور

---

(۱) ۱۴۲۳ ہجری میں کئے گئے آڈیو خطاب کی کیسٹ سے اقتباس

(۲) "فتاوى الأئمة في النوازل المدلهمة"، ص: (۱۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسد سے بھرا ہوا ہو، جو جارحیت، ظلم اور زیادتی سے لت پت ہو"

جبکہ معاشیات اور ادارت پڑھا لکھا شخص اسامہ کیا کہتا ہے؟ "انہوں نے امت کا سر فخر سے بلند کر دیا ہے اور یہ شہید ہیں"!

اسامہ بن لادن کے خطوط میں ہمارے ملک سعودی عرب کے اندر دھماکے کرنے والوں کی تعریف بھی موجود ہے، ان میں لکھا ہے کہ: "فلسطین، عراق، مملکت حرمین، مراکش، کشمیر، افغانستان، چیچنیا، نائیجریا، انڈونیشیا، فلپائن اور تھائی لینڈ سمیت پوری دنیا میں شہید ہونے والے ہمارے بھائیوں پر اللہ تعالی رحم فرمائے، اللہ تعالی شیخ یوسف عییری، ابو علی حارثی، خالد الحاج، عبد العزیز مقرن، عیسی عوشن اور ان کے دیگر تمام ساتھیوں پر رحمت فرمائے"[1]

جن لوگوں کے اسامہ نے نام لیے ہیں یہ القاعدہ تنظیم کے قائدین ہیں، یہ سب کے سب مملکت توحید کے فوجیوں کے ہاتھوں یکے بعد دیگرے دائمی نیند سو چکے ہیں اور نبی ﷺ کی حدیث کا مصداق ٹھہرے کہ: **(جب بھی خارجی سینگ اٹھے گا تو کاٹ دیا جائے گا)**[2]

اسامہ کی جانب سے سعودی حکمرانوں کی تکفیر

اسامہ بن لادن نے تین سعودی فرمان رواؤں کو صریح الفاظ میں کافر قرار دیا، چنانچہ شاہ عبد العزیز کے بارے میں اسامہ نے کہا ہے کہ: "جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ دین موجود ہے، حالانکہ یہاں کا حکمران کئی سال پہلے سے ہی اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کر چکا تھا، بلکہ اسے یہاں پر متعین ہی انگریزوں کی مدد اور انگریزوں کے ساتھ دوستی کی بنا پر کیا گیا تھا، اور یہ خود خلافت عثمانیہ کے سقوط کا باعث بنا تھا، یہ شخص کافر ہے، یہ مسلمانوں کا حکمران ہی نہیں ہو

---

(۱) "توجيهات منهجية"، ص: (۱/ ۱۹)

(۲) ابن ماجہ، ح: (۱۷۴) البانی نے اسے حسن قرار دیا ہے، سلسلہ صحیحہ، ح: (۲۴۵۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سکتا؛ لہذا جب حکمران ہی کافر ہو تو دین کا نفاذ بھی نہیں ہو سکتا، یہ اصول اور نکتہ لازمی طور پر سب کے ہاں واضح ہو جانا چاہیے؛ کہ جس وقت حکمران کافر ہو جائے تو اسلام کا وجود باقی نہیں رہتا، اس لیے کوئی ایسی تحریک لازمی ہونی چاہیے جو لوگوں میں حدود اللہ کا نفاذ کرے۔"[1]

اس کا رد یہ ہے:

- حکمران کے کافر ہونے پر دین سرے سے ختم ہو جاتا ہے یہ تو صریح ترین الفاظ میں خوارج کا موقف ہے، جیسے کہ ہم پہلے بھی ذکر کر آئے ہیں کہ: "جب حکمران کافر ہو جائے تو رعایا بھی کافر ہو جاتی ہے اور دین کا کوئی نام و نشان ہی باقی نہیں رہتا" اور یہی بات اسامہ بن لادن کر رہا ہے۔

حالانکہ شاہ عبد العزیز بن عبد الرحمن کے بارے میں اس وقت کے نامور علمائے کرام نے عادل اور اچھے حکمران ہونے کی گواہی دی تھی، یہ ملک بکھر چکا تھا لیکن انہی کے ہاتھوں اس ملک کو ایک بار پھر اتحاد اور یگانگت ملی، یہاں پر یہ مناسب ہو گا کہ ہم شاہ عبد العزیز کے معاصر علمائے کرام کے فتاوی ان کے بارے میں نقل کریں، چنانچہ ایک فتوی ان میں سے یہ ہے کہ:

"جس وقت بہت سے لوگوں کی جانب سے خرابیاں پیدا ہونے لگیں اور انہوں نے ملکی اتحاد و اتفاق پر اللہ کا شکر ادا نہیں کیا تو وہ ایک بار پھر مختلف ٹولیوں میں بٹ گئے، ان پر دشمن مسلط ہو گئے، اور ماضی کی غلطیاں دوبارہ دہرانے لگے، یہاں تک کہ ماضی قریب میں اللہ تعالی کا احسان ہوا اور امام عبد العزیز بن عبد الرحمن آل فیصل -اللہ تعالی ان کی مدد فرمائے اور انہیں کامیاب فرمائے- منظر عام پر آئے، اللہ تعالی نے ان کے عہد حکومت میں اسلامی دعوت کو مزید ترقی عطا فرمائی، ملت حنیف دور دور تک پھیلی، مخالفین کا قلع قمع ہوا، دیہی اور شہری تمام علاقوں کے لوگ دین کی جانب مائل ہوئے، انہوں نے اپنے

(۱)"توجیهات منهجیة"، ص: (۱/۳۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باطل نظریات کو ترک کر دیا، اسی طرح شاہ عبد العزیز کی وجہ سے جرائم اور گناہوں میں خاطر خواہ کمی آئی، حرمین شریفین میں دین الٰہی کا قیام عمل میں آیا، اللہ تعالی حرمین شریفین کو دن دگنی اور رات چگنی ترقی عطا فرمائے"[1]

شاہ فہد اور برطانوی دورے میں صلیب نُما میڈل

اس کے بعد اسامہ بن لادن نے شاہ فہد رحمہ اللہ کو بھی کافر قرار دیا، اس بارے میں اسامہ بن لادن نے شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ کو مراسلے میں لکھا کہ: "جس وقت شاہ فہد نے صلیب اپنے گلے میں لٹکائی اور اسے پہن کر ساری دنیا کے سامنے خوشی اور مسرت کا اظہار کیا تو تم نے شاہ فہد کے اس عمل کی تاویل کر دی، اور انہیں اس کا جواز فراہم کیا حالانکہ یہ گھٹیا اور گھناؤنا جرم تھا؛ کیونکہ یہ بات واضح ہے کہ یہ عمل کفر ہے، نیز صلیب لٹکانے والے نے اپنی خوشی، اختیار اور رضامندی سے اسے پہن تھا"[2]

اس کا جواب یہ ہے:

- اس میں یوں ہوا تھا کہ شاہ فہد کو برطانیہ کے دورے پر ایک میڈل دیا گیا تھا اور یہ ملکی سربراہان اور شاہان مملکت کے مابین آداب میں شامل ہوتا ہے؛ تو یہ ایک رسمی چیز ہے کہ مہمان کو شیلڈ یا میڈل وغیرہ بطور تحفہ دی جائے، اور ان میں سے ایک میڈل صلیب کی شکل کا تھا، اسی صلیب نما میڈل کی وجہ سے اسامہ بن لادن نے شاہ فہد کو کافر قرار دیا۔
- کسی کافر شخص سے ہدیہ قبول کرنا شرعی طور پر منع نہیں ہے؛ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں سے تحائف قبول کئے ہیں، اور جہاں تک صلیب کی علامت تحفے پر موجود ہو تو اس کو پہننے والا شخص مطلق طور پر کافر نہیں ہوتا؛ چنانچہ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر ایسا کرتا

---

(۱)"الدرر السنية"، ص:(۷/ ۲۸۴-۲۸۵)

(۲)"رسالة إلى ابن باز"، ص:(۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے تو یہ اس کے لیے گناہ کا کام ہو گا، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ خارجیوں کے ہاں حکم کی ابتدا یا ان کے ہاں آسان ترین حکم ہی یہ ہے کہ کافر قرار دے دو، ہم قدیم اور جدید خارجیوں کے مابین مماثلتیں بیان کرتے ہوئے اس کی تفصیل بھی بیان کریں گے۔

الانتصار کتاب میں ہے کہ: "جو شخص زنار، یا اسی طرح کا کوئی کفار کے لیے مختص لباس پہنے، یا اپنے گلے میں صلیب لٹکائے تو یہ حرام ہے، کفر نہیں ہے"[۱]

مسئلہ فلسطین کی وجہ سے شاہ عبداللہ کی تکفیر

اس کے بعد اسامہ بن لادن نے شاہ عبد اللہ بن عبدالعزیز کو بھی کافر قرار دیا؛ کیونکہ انہوں نے صلح، سلامتی اور امن و امان کو مقدم جانا تھا، چنانچہ ان کے بارے میں اسامہ بن لادن کا کہنا ہے کہ: "اقوام متحدہ کے ذریعے یا امریکہ کے تعاون سے مسئلہ فلسطین جیسے ہمارے مسائل حل کرنے والے حکمران [بھی کافر ہیں] جیسے کہ امیر عبد اللہ بن عبد العزیز نے بیروت میں فلسطینی مسئلے کا حل پیش کیا تھا اور اس پیشکش کو تمام عرب ممالک نے قبول کیا، اس پیشکش میں پرنس عبد اللہ نے شہداء کے خون کا سودا کیا، فلسطینی زمین کو بیچ دیا صرف اس لیے کہ یہودی اور امریکی مسلمانوں سے راضی ہو جائیں، ان سب حکمرانوں نے اللہ اور اس کے رسول سے خیانت کی اور یہ لوگ اسلام سے خارج ہو گئے ہیں؛ کیونکہ انہوں نے امت کی بھی خیانت کی ہے"[۲]

اس کا جواب درج ذیل ہے:

ا. اسامہ بن لادن کو یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ جس وقت امت اقتصادی، عسکری اور معاشی ہر اعتبار سے کمزور ہو تو ایسے میں کافر ممالک کو اسلامی ممالک پر قبضہ کرنے کی اور ان کے

(۱) اسے ابن مفلح نے اپنی کتاب: "الفروع"، ص: (۶/ ۱۶۱) میں نقل کیا ہے۔

(۲) "النفیر" عنوان سے موسوم ایک آڈیو کیسٹ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلاف فوج کشی کرنے کی راہ ہموار کرنا در حقیقت اللہ اور اس کے رسول کی خیانت ہے۔

۲. جس وقت دشمنوں کی تعداد زیادہ ہو اور ہتھیار و افراد میں ان کی مسلمانوں پر برتری واضح ہو تو مسلمانوں کی جانوں کو تحفظ اور اسلام کی بقا سب سے اولین ترجیح اسلامی قاعدہ اور ضابطہ ہے؛ کیونکہ اگر دشمن سے ایسی شرائط پر صلح کی جائے جس میں ظاہری طور پر امت اسلامیہ پر ظلم نظر آرہا ہو تو یہ بھی رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

۳. خود اسامہ بن لادن نے مغربی ممالک کے سامنے صلح کی پیشکش کی تھی اور اسی کو اپنے مفاد میں سمجھا تھا، یہی کام ایمن ظواہری نے کیا، تو اسامہ بن لادن نے ایمن ظواہری کو کہا تھا: "عدل پر مبنی جن شرائط کو ہم پورا بھی کر سکتے ہیں ان پر طویل المیعاد صلح کرنے میں آپ پر کوئی حرج نہیں ہے؛ کیونکہ ہم پر اللہ تعالی نے عہد توڑنا اور جھوٹ بولنا حرام قرار دیا ہے، اس صلح کے دوران دو طرفہ افراد امن و استحکام والی زندگی گزاریں گے، اس طرح ہم جنگ کی وجہ سے تباہ حال عراق اور افغانستان کی تعمیر نو کر سکیں گے"[۱]

تو اگر اسامہ کی جانب سے ایمن کے اس عمل کی توثیق صحیح ہے اور تو پھر خادم حرمین شریفین کی جانب سے صلح اور سلامتی کا پیش کردہ فارمولا کیسے امت کے ساتھ خیانت، ارتداد اور کفر ہو سکتا ہے؟ حالانکہ شریعت میں دو یکساں امور کے لیے ایک ہی حکم ہوتا ہے ان کے حکم میں فرق نہیں رکھا جاتا۔

۴. شاہ عبد اللہ نے صلح کی پیشکش کی تھی اور وہ حکمران تھے، ان کے لیے یہ روا تھا؛ کیونکہ یہ ان کی ذمہ داری بنتی ہے، جبکہ اسامہ بن لادن کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں تھی! جیسے کہ ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "جہاد کا معاملہ حکمران کے سپرد ہے، اور تمام رعایا پر ان کی اطاعت کرنا ضروری ہے"[۲]

---

(۱) ۱۹/۱۲/۱۴۲۶ ہجری میں الجزیرہ چینل کو دیا گیا انٹرویو۔

(۲) "المغني"، ص: (۱۰/۳۷۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ائمہ حرمین اور اسامہ کی زبان درازی

ائمہ حرمین اور علمائے کرام کے بارے میں اسامہ بن لادن نے زبان درازی کرتے ہوئے کہا تھا: "بیت اللہ میں کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر یہ ائمہ جھوٹی گواہی دیتے ہیں"(۱)

ائمہ حرم کے بارے میں اس نے "فاسق" کا لفظ بھی استعمال کیا اور کہا کہ: "آپ کے پاس ایک نوجوان بڑی خوشی سے مسرت کے ساتھ آئے گا کہ میں نے آج فلاں امام کعبہ سے ملاقات کی ہے۔ حالانکہ اس فاسق کے منہ پر تو مسکرانا بھی نہیں چاہیے؛ کیونکہ یہ امام ساری امت کو گمراہ کئے بیٹھا ہے، اگر بیداری کی اس لہر میں یہ مفہوم لوگوں تک نہیں پہنچا تو ہم اقامت حق پر مشتمل اپنے مقاصد میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے، اس لیے لوگوں کو یہ بتلانے کی انتہائی اشد ضرورت ہے کہ حرم کے امام گمراہ ہو چکے ہیں"(۲)

اسامہ کی جانب سے حرمین سے ہجرت کرنے کا حکم

اس سے بڑھ کر اسامہ بن لادن نے **مکہ اور مدینہ سے لوگوں کو ہجرت** کر کے افغانستان چلے جانے کی ترغیب بھی دلائی، اسامہ کا کہنا ہے کہ: "اہل عقل و خرد! اپنے بارے میں اللہ سے ڈرو، اپنی امت کے لیے اللہ سے ڈرو، اور جو لوگ ہجرت کر جانے کی صلاحیت رکھتے ہیں یہ اپنے آپ کو وہمی بیڑیوں سے آزاد کریں، طاغوتی نظاموں کی جانب سے ڈالے گئے نفسیاتی دباؤ کو توڑ ڈالیں؛ تاکہ کندھوں پر موجود امت کے قرضے چکا سکو؛ کیونکہ اگر تم مزید تاخیر کا شکار ہوئے تو معاملات پہلے سے بھی گھمبیر ہوتے چلے جائیں گے، مشکلات بڑھتی چلی جائیں گی، اس لیے وقت گزرنے سے پہلے اپنا کام چکتا کرو"(۳)

---

(۱)"بن لادن قاهر الزمان" از فارس زہرانی، ص:(۴۷۳)

(۲)"بن لادن قاهر الزمان" از فارس زہرانی، ص:(۴۸۳)

(۳)مملکت حرمین کے مسلمانوں سے خطاب عام، بتاریخ:(۱۵-۱۲-۲۰۰۴ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حقیقت یہ ہے کہ خارجی چاہے قدیم ہوں یا معاصر سب کے اصول ایک ہی ہیں، یعنی حکمران کافر تو رعایا بھی کافر، لہذا تمام کے تمام اسلامی معاشرے بھی کافر!! اور پھر ان کے ہاں ایسے علاقوں سے ہجرت کرنا بھی ضروری ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اسامہ بن لادن مملکت حرمین اور مکہ مدینہ سے ہجرت کرنے کی درخواست کر رہا ہے۔ یہ انتہائی تعجب خیز بات ہے۔!!

اسامہ بن لادن کو نبی ﷺ کے اس فرمان کا کیوں علم نہیں؟ (**فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے**)[۱] ایسے آپ ﷺ کا فرمان ہے: (**اور مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر انہیں معلوم ہو تو**)[۲]

مملکت حرمین پر غیروں کا قبضہ

مملکت حرمین کے بارے میں اسامہ بن لادن نے مزید ہرزہ سرائی کرتے ہوئے کہا تھا کہ مملکت حرمین پر غیروں کا قبضہ ہو چکا ہے، اس کا کہنا ہے: "ان سانحوں میں سے آخری یہ تھا کہ مسلمانوں کو نبی ﷺ کی وفات سے لیکر اب تک جس سب سے بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا وہ یہ تھا کہ مملکت حرمین پر عیسائی فوجیوں اور امریکی اتحادیوں کی صورت میں غیروں کا قبضہ ہو گیا، جو کہ دار الاسلام ہے، یہاں پر وحی نازل ہوتی رہی، یہیں پر رسول بھیجے گئے، یہاں پر تمام مسلمانوں کا کعبہ اور قبلہ ہے، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ "[۳]

اسامہ کی طرف سے یہ جھوٹ متعدد بار بولا گیا اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اسامہ نوجوانوں کو ورغلانا چاہتا ہے، حالانکہ اسامہ کو اس بات کا اچھی طرح علم تھا کہ یہ جھوٹ ہے، اور یہ بات کچھ واعظین کی جانب سے خلیجی جنگ کے ابتدائی مراحل میں کہی گئی تھی، انہیں تو اللہ

---

(۱) بخاری: (۲۹۱۲)، مسلم: (۱۳۵۳)

(۲) مسلم: (۱۳۶۳)

(۳) "إعلان الجهاد" از اسامہ بن لادن، ص: (۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعالی نے سمجھ بوجھ عطا کر دی لیکن اسامہ چونکہ اس وقت سعودی عرب میں ہی موجود تھا جس وقت بیرونی افواج کو مملکت میں بلایا گیا تھا، تو اس لیے اسے معلوم ہے کہ بیرونی افواج کا مکہ اور مدینہ پر قبضہ تھا یا نہیں۔

مملکت حرمین میں بم دھماکے

اسامہ نے جس تھالی میں کھایا اور اسی میں چھید کیا کا مصداق بنتے ہوئے سعودی عرب کے خلاف کاروائیاں بھی کیں، یہاں جتنے بھی بم دھماکے ہوئے ان میں سے اکثریت اسی نے کروائے، ان بم دھماکوں میں سب سے خطرناک ترین سازش ابقیق علاقے میں موجود آئل ریفائنریز کو دھماکے سے اڑانے سے متعلق تھی، اس سازش میں شریک منصوبہ کار مقرن نامی شخص کے مطابق یہ حقیقت ہے کہ اس طرح کی کاروائی اسامہ بن لادن کے ذاتی فتوے کے بعد ہی ممکن ہوتی ہے۔

مقرن نے یہ بھی بتلایا کہ اس منصوبے کے متعلق فتوی جاری کرنے کے لیے سب سے زیادہ وقت لیا گیا اور اس میں آٹھ ماہ لگ گئے۔

پھر پٹرولیم تنصیبات کی جاسوسی اور معلومات اکٹھی کرنے میں ایک سال کا عرصہ لگا اس کے بعد منصوبے کو عملی جامہ پہنانے والے لوگوں کو ریاض سے احسا بھیجا گیا۔[۱]

۹/۱۱ دھماکے اور مقاصد

اسامہ بن لادن بھی امریکہ میں ہونے والے معروف دھماکوں میں ملوث تھا، انہی دھماکوں کی وجہ سے صلیبی کافر کو بیسیوں ممالک کی حمایت کے ساتھ اسلامی ممالک افغانستان اور

---

(۱) ابقیق سانحے کی منصوبہ بندی کرنے والوں کے اعترافی بیانات جو کہ سعودی ٹیلی ویژن پر ۲۸ ربیع الثانی ۱۴۲۸ ہجری کو نشر کئے گئے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عراق میں گھسنے کی راہ ملی۔

یہ بڑی تعجب خیز بات ہے کہ خارجیوں کے ہاں ان دھماکوں کے دو مقاصد تھے:

۱- مملکت سعودی عرب کی ساکھ کو نقصان پہنچایا جائے۔

اس بارے میں ابو مصعب شامی کہتا ہے کہ: "اسامہ بن لادن کو آخر کار اس کے افکار پر اطمینان ہو گیا کہ مرتد ممالک سے جنگ امریکہ کے ساتھ جنگ کی صورت میں ہو گی؛ جس کی وجہ سے سعودی عرب اور دیگر مرتد حکمران امریکہ کے دفاع میں جت جائیں گے اور سب لوگوں کو ان مرتد حکمرانوں کی اصلیت کا علم ہو جائے گا، اس لیے عوام اپنے حکمرانوں اور ان حکمرانوں کا دفاع کرنے والے ملاؤں کے خلاف کھڑی ہو جائے گی"

۲- صلیبی دشمن کو افغانستان کی سر زمین پر لا کر مارا جائے۔

اس کے بارے میں **ابو حفص موریتانی کہتا ہے کہ:** "ہمارا اسلحہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں تک مار نہیں کر سکتا، تو اس طرح ہم نے سوچا کہ امریکہ اور اس کے اتحادی ہماری رینج میں آ جائیں گے"(۱)

اس کا رد:

- یہ سبب انتہائی تعجب خیز ہے؛ یعنی اسامہ بن لادن کو علم بھی ہے ان کا اسلحہ انتہائی معمولی نوعیت کا ہے، اس کے نوجوانوں میں بھی صلاحیت نہیں ہے، پھر طالبان کی صلیبی کافروں کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں! یہاں تک کہ افغانستان خود بھی اپنی سر زمین پر کنٹرول نہیں سنبھال سکا تھا، افغانستان کا شمالی حصہ اس وقت بھی ان کے کنٹرول سے باہر تھا۔

تو جب افغانیوں سے اپنے شمالی علاقے کا کنٹرول نہیں سنبھالا جا رہا تو ایسے میں دنیا کے آخری کونے سے تگڑے دشمن کو گھر بلانے کی کیا ضرورت پڑی؟

(۱) سن ۱۴۲۱ ہجری کو القاعدہ تنظیم کے میڈیا سیل کی جانب سے جاری کردہ ابو حفص موریتانی کی آڈیو کیسٹ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- اسامہ بن لادن بذات خود کوئی حکمران نہیں تھا، تو یہ کس طرح مغربی کافروں کے خلاف اعلان جہاد کر سکتا ہے؟ اس میں تو اتنی صلاحیت بنتی ہی نہیں ہے؟
- یہ بات واضح ہے کہ آخری تین دہائیوں میں جنگوں کا انداز تبدیل ہو چکا ہے، چنانچہ ایسا ممکن ہے کہ صلیبی کافر سمندروں کی گہرائیوں میں ہدف سے ہزاروں کلو میٹر کی دوری پر رہتے ہوئے گولا باری کر دے، فضا میں اتنی بلندی سے بم برسا دے کہ جنگی جہازوں کا نظر آنا ہی ممکن نہ ہو، نہ ہی وہ راڈار میں نظر آنے والے ہوں؛ تو اتنی عسکری طاقت رکھنے والے کافر کو کس طرح افغانستان میں بلانا چاہتا تھا؟ وہ تو ہر چیز تباہ کر سکتے ہیں!!
- مشہور ترین کاروائیوں میں اسامہ بن لادن نے دو ہزار سے زیادہ کافروں کو قتل کیا ہے، لیکن اس کے مقابلے میں صلیبی کافر بیسیوں ممالک کے ساتھ مل کر آیا اور دو ماہ سے زیادہ نہتے افغانی مسلمانوں پر آگ اور بمباری کرتا رہا، صبح شام ان پر دشمن نے شعلے برسائے، اس وقت میں افغانی مسلمانوں کے پاس کوئی وسائل نہیں تھے نہ ہی ان کے سامنے کوئی راستہ تھا، اس دوران میں دشمن نے ایسے خطرناک بم بھی برسائے کہ ایک بم سے فٹ بال کے گراؤنڈ جتنا گڑھا بن جائے، لاکھوں نماز روزے کے پابند مسلمان اس جنگ کی نظر ہوئے۔۔۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ: اسامہ بن لادن کی ان کاروائیوں میں وہ مسلمہ شرعی اصول کہاں ہے کہ مسلمانوں کا جانی تحفظ سب سے پہلا اصول اور قانون الٰہی ہے؟ مصالح اور مفاسد سے تعلق رکھنے والا اصول کہاں ہے؟ جس کے بارے میں دسیوں قرآن و سنت میں دلائل موجود ہیں؟

- جہاد کا اصل مقصد یہ ہے کہ مومنوں کے دلوں میں ٹھنڈ پڑ جائے، اسلام کو تحفظ حاصل ہو، اگر اس کے الٹ کام شروع ہو جائے، مسلمانوں کا ہی خون بہنے لگے، اسلام کو ہی خطرات لاحق ہو جائیں تو یہ راہ رحمن نہیں بلکہ راہ شیطان میں جہاد ہے۔
- افغانی سرزمین پر دو ماہ تک مسلسل بمباری کی گئی پھر اس کے بعد صلیبی کافروں نے زمینی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

افواج بھیجیں تو جب ان خارجیوں کی رینج تک کفرافواج پہنچ گئیں لیکن یہ سب خارجی اپنے اسلحے کو چھوڑ کر راہ فرار اختیار کر چکے تھے اور مسلمان نوجوانوں کو تنہا چھوڑ دیا، اسامہ، ایمن ظواہری اور دیگر خارجی مناظرین مسلمانوں کو اکیلے چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے، ان نوجوانوں کو چند کوڑیوں کے عوض کافروں کو فروخت کر دیا گیا، انہیں بدنام زمانہ جیلوں میں ڈال دیا گیا، کچھ کے بارے میں تو اب تک معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کہاں ہیں؟!

اسامہ کی مملکت حرمین پر الزام تراشی

اسامہ نے سعودی عرب پر الزام لگاتے ہوئے مزید کہا کہ: "سعودی حکومت نے لبنان میں مسلمانوں کے خلاف عیسائیوں کی مدد کی، اسی طرح شمالی سوڈان کے مسلمانوں کے خلاف جنوبی سوڈان میں عیسائیوں کی طرفداری کی "[1]

یہ سعودی عرب پر انتہائی گھٹیا قسم کا سفید جھوٹ ہے؛ کیونکہ کوئی بھی اسلامی حکومت اس حد تک نہیں گر سکتی کہ مسلمانوں کے خلاف صلیبیوں کی مدد کرے تو جو اس وقت تمام اسلامی حکومتوں میں سے افضل ترین حکومت ہے وہ ایسا کام کیسے کر سکتی ہے؟! کوئی ذرہ برابر بھی عقل رکھنے والا شخص اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتا؟

اللہ کی قسم اگر کوئی مسلمان رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑے ہو کر قسم اٹھالے کہ یہ بات جھوٹ ہے تو اس کی قسم سچی ہو گی۔

اقوام متحدہ کی رکنیت کے باعث سعودی عرب کی تکفیر

اسامہ نے سعودی عرب کو اس لیے کافر قرار دیا کہ یہ اقوام متحدہ کا رکن بن گیا، اس بارے میں اسامہ نے کہا تھا: "یہ جو اپنے آپ کو عرب کے حکمران سمجھتے ہیں اور اب بھی اقوام متحدہ کے رکن ہیں، یہ در حقیقت محمد ﷺ پر نازل شدہ وحی سے کفر کر چکے ہیں، یہ اپنے فیصلے

---

(۱) "رسالة إلى أبي رغال" از اسامہ بن لادن، ص: (۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عالمی قوانین کے مطابق کرواتے ہیں، انہوں نے قرآن کریم اور سنت مصطفی ﷺ کے ساتھ کفر کر دیا ہے؛ کیونکہ یہی وہ اقوام متحدہ ہے جس کی وجہ سے ہمیں مشکلات کا سامنا ہے، لہذا کوئی مسلمان کسی بھی صورت میں ان کی جانب رجوع نہیں کر سکتا"(۱)

اس الزام کا رد:

- اہل علم نے اس بات کا فتوی دیا ہے کہ اقوام متحدہ میں شمولیت **الحکم بغیر ما انزل الله** کے تحت نہیں آتا، یہ ابن عثیمین رحمہ اللہ وغیرہ جیسے کبار علمائے کرام کا موقف ہے۔
- یہ بات تواتر کی حد تک پہنچ چکی ہے کہ طالبان کی حکومت نے اقوام متحدہ میں شمولیت کے لیے ناممکن حد تک پاپڑ بیلے ہیں، جیسے کہ امارات میں طالبان کے سفیر عزیز الرحمن نے کہا تھا کہ: "ہم سب کے سب اقوام متحدہ کے کردار کو تسلیم کریں گے لیکن شرط یہ ہے کہ غیر جانبداری کے ساتھ تعامل کرے"(۲)

اور ہم اسامہ کو بھی وہی بات کہتے ہیں جو ہم نے مقدسی کو کہی تھی کہ: ایسا کیوں ہے کہ تمہارے ہاں عرب حکام اقوام متحدہ کی رکنیت کی وجہ سے تو کافر ہیں لیکن طالبان کافر نہیں ہیں؟ حالانکہ یہ بھی تو اقوام متحدہ کے کردار کو تسلیم کر رہے ہیں؟!

اسامہ کے ہاں ۹/۱۱ کے بعد لوگوں کی درجہ بندی

اسامہ نے امریکہ میں ہونے والے مشہور حملے کے بعد لوگوں کو دو حصوں میں منقسم کیا ایک اہل ایمان ہیں (یہ وہ لوگ ہیں جو اس کے اس عمل کو اچھا سمجھتے ہیں، اور اس کی تائید کرتے ہیں) اور دوسرے اہل نفاق ہیں (یہ وہ لوگ ہیں جو اسامہ کے اس حملے کو غلط سمجھتے ہیں) اس کے

---

(۱) انٹرویو بعنوان: "أولی حروب القرن" الجزیرہ چینل، مورخہ: (۷ شوال ۱۴۲۱ ہجری)

(۲) متحدہ عرب امارات میں طالبان سفارتی ملازم عزیز الرحمن کا الجزیرہ چینل کو دیا گیا انٹرویو، مورخہ: (۲۳ شعبان ۱۴۲۲ ہجری)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الفاظ یہ ہیں: "اس حملے نے پوری دنیا میں موجود لوگوں کو دو حصوں میں بانٹ دیا، ایک حصہ اہل ایمان کا ہے جن میں نفاق نہیں ہے، اور دوسرا کفر کا حصہ ہے - اللہ تعالی ہمیں اور تمہیں اس سے محفوظ رکھے - اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ غلبۂ دین کی اس تحریک کا حصہ بنے، اب ایمانی ہوا چل پڑی ہے اور محمد ﷺ کے جزیرے سے باطل کو مٹانے کے لیے تبدیلی آ رہی ہے"[۱]

اس بات کا رد:

شریعت میں ایسا کوئی واقعہ ماضی میں پیش نہیں آیا کہ جس میں کسی مخصوص واقعے یا عقل و شریعت سے عاری بیوقوفانہ حرکت کے بارے میں موقف اپنانے کی بنا پر کسی کو مسلمان یا کافر قرار دیا گیا ہو۔

کیونکہ جو شخص ایمان کے ارکان، تقاضے اور ذیلی امور پورے کرے تو اس کا ایمان مکمل ہے؛ لیکن اگر کوئی شخص ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے کی مکمل سعی کرتا ہے تاہم اسامہ بن لادن کے پاگل پن کی تائید نہیں کرتا تو اسامہ کے اصولوں کے مطابق وہ شخص منافق ہے، چاہے اس نے ایمان کے تمام تر تقاضے پورے کئے ہوئے ہوں!!

- مومنوں کے دلوں میں ایمان اور ایمان کی شاخوں کے مختلف درجات ہیں، چنانچہ ایسا ممکن ہے کہ کسی کا ایمان پہاڑ جیسا بلند ہو اور کسی کا ایمان انتہائی معمولی مقدار میں ہو، لیکن بالکل سرے سے ختم نہ ہو اور نہ ہی وہ کسی ناقض ایمان کا ارتکاب کرے تو وہ اسلام میں داخل ہے، جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: **(ایمان کے ساٹھ سے زائد درجے ہیں، سب سے اعلی درجہ لا الہ الا اللہ ہے اور کمتر درجہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے)**[۲]

---

(۱) "ابن لادن قاهر الزمان" از فارس زہرانی، ص: (۴۲۴)

(۲) بخاری: (۱۶)، مسلم: (۳۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسامہ کی غیر شرعی بیعت

شریعت سے متصادم اسامہ کے کارناموں میں یہ بھی شامل ہے کہ: اسامہ نے اپنے پیروکاروں سے بیعت لی، چنانچہ ابو مصعب زرقاوی نے اعلانیہ طور پر اسامہ کی بیعت کی تھی، جیسے کہ عراق میں زرقاوی کی زیر قیادت چلنے والی توحید و جہاد تنظیم کے اخبار میں ہے کہ: "وضاحت: اسامہ بن لادن کی قیادت میں القاعدہ تنظیم کی بیعت، امیر ابو مصعب زرقاوی کی شیخ المجاہدین اسامہ بن لادن کے ہاتھ پر بیعت: ہم پر مسرت خبر دے رہے ہیں کہ جماعۃ التوحید و الجہاد کے امیر اور کارکنوں نے شیخ المجاہدین اسامہ بن لادن کے ہاتھ پر بیعت کرلی ہے، انہوں نے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے تنگی اور فراوانی ہر حالت میں ان کی اطاعت کرنے کا عزم کیا ہے یہاں تک کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور دین سارے کا سارا اللہ کے لیے ہو جائے؛ اللہ کی قسم! شیخ المجاہدین آپ ہمیں سمندر میں کود جانے کا حکم دیں تو ہم بھی اللہ کے حکم سے آپ کے ساتھ کود جائیں گے، اور آپ جو بھی ہمیں کہیں گے ہم اس کی تعمیل کریں گے، اگر کسی کام سے روکیں گے تو ہم رک جائیں گے، آپ اصلی اور مرتد تمام کافروں کے مقابلے میں اسلامی افواج کے بہترین قائد ہیں"!![1]

اس کا جواب:

- یہ واضح بیعت ہے، جبکہ اسامہ نے خود یہ اعتراف کیا تھا کہ انہوں نے ملا عمر کی خود بیعت کی اور وہ خود ملا عمر کے تابع ہیں۔[2]

تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اسامہ سب کے سامنے اعلانیہ طور پر ابو مصعب کی اس بیعت کو

---

(۱) "الجامع لمقالات وخطب أبي مصعب الزرقاوي"، ص:(۲۰۴) مورخہ: ۳ رمضان ۱۴۲۵ ہجری۔

(۲) مجلہ "الوسط"، شمارہ نمبر:(۳۵۹) بتاریخ:۵ رجب ۱۴۱۷ ہجری۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قبول کرے؛ کیونکہ شرعی نصوص میں یہ چیز ثابت ہے کہ جو شخص اصل خلیفہ کی موجودگی میں بیعت قبول کرے یا بیعت کرنے کا حکم دے تو دوسرے کو تلوار سے ختم کر دیا جائے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: (**جب دو خلیفوں کی بیعت کی جارہی ہو تو دوسرے کو قتل کر دو**)[1]

- انسان کے ذمے پہلے سے موجود بیعت کو ختم کر کے کسی اور کی بیعت کرنا درحقیقت قدیم خوارج کی خصلت اور عادت ہے، لیکن معاصر خارجیوں نے کچھ آگے بڑھ کر یہ بھی کر دیا کہ انہوں نے اعلانیہ بیعت کرنے کا طریقہ ڈھونڈ لیا حالانکہ ان کے روحانی باپ دادا گھروں میں چھپ چھپا کر ایسا کیا کرتے تھے۔

(۱) مسلم: (۱۸۵۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایمن ظواہری:

یہ پیشے کے اعتبار سے طبی ڈاکٹر ہے، یہ معاصر خارجیوں کے دوسرے مرحلے کے مؤسسین میں سے ہے، اس شخص نے صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ جماعۃ الجہاد کا قیام سید قطب کی وفات اور افکار سے متاثر ہو کر عمل میں آیا، پھر اس کے بعد اس تنظیم کو شدید قسم کے گھاؤ لگے اور تنگ آکر ایمن ظواہری سمیت تمام سرکردہ افراد بیرون ممالک فرار ہو گئے، اور پھر دوبارہ افغانستان میں جمع ہوئے۔

ظواہری سید قطب کی تکفیری فکر کا دلدادہ ہے، ان دونوں کے مطابق مسلمانوں کو پہلے قتل کرنا چاہیے، اس چیز کی ظواہری نے بھی صراحت کی ہے، چنانچہ لکھا ہے کہ: "سید قطب اور ان کے ساتھیوں کے قتل کے بعد اسلامی تحریک کے ہزاروں کارکنان کو پابند سلاسل کر دیا گیا، اس کے نتیجے میں سید قطب کے افکار اور ان کی دعوت کو بہت زیادہ پذیرائی ملی، اس طرح مصر میں معاصر جہادی تحریک کا آغاز ہوا اور اسی تحریک سے کاتب السطور کا تعلق ہے"[1]

ایمن ظواہری کے بعض رسائل پڑھنے کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ موصوف مکمل طور پر اسلام کی منحرف سیاسی تعبیر پر ایمان رکھتا ہے، اسی سیاسی تعبیر سے ہی خارجی منہج کی پیدائش ہوئی، ظواہری اپنے ایک رسالے میں لکھتا ہے کہ: "روز اول سے حق و باطل کا معرکہ جاری ہے، اور اسلامی عقائد میں سے اس بنیادی نکتے پر یہ معرکہ جاری و ساری رہے گا کہ حکم اور قانون سازی کس کا حق ہے؟ صرف اللہ تعالی کا ہے؟ یا اللہ کے علاوہ دیگر افراد کا بھی؟ اسی طرح عصر حاضر میں بھی اس معرکے کی بنیاد یہی معاملہ ہے، یہ انتہائی حساس مسئلہ ہے، اسلام کے دوست اور دشمنوں کے مابین اسی کی بنا پر خونریزی جاری ہے اور یہ ارکان توحید میں سے ایک

---

(۱) "قصة جماعة الجهاد"، ص: (۱۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنیادی رکن ہے۔"[1]

ایمن ظواہری کے نزدیک: ابو قتادہ کی طرح خواتین کو قتل کرنا بھی جائز ہے، یہ مسئلہ تقریباً ایک سال قبل بذریعہ انٹرنیٹ کسی انٹرویو میں پوچھا گیا، تو اس کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ: "طاغوتوں کی عورتوں کو قتل کرنے کے حوالے سے یہ ہے کہ: مسلح اسلامی جماعت نے الجزائری حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ مجاہدین کی خواتین کو چھوڑ دیا جائے، ان کی عزتوں کو نہ لوٹا جائے، انہیں مجاہدین کے خلاف ڈھال مت بنایا جائے، نیز انہیں یہ بھی بتلایا گیا کہ جو کچھ تم کر رہے ہو یہ دین اور اخلاقیات سے عاری ہے، حکومت کو زیر حراست خواتین کو رہا کرنے کی مہلت دی گئی، نیز ان سے ان کی رہائی کا مطالبہ کیا گیا، اگر مقررہ مہلت میں ایسا نہ کیا گیا تو پھر فوجی رہائش گاہوں پر حملے کئے جائیں گے۔

اور شرعی طور پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ: دشمنوں کے رہائشی کالونیوں پر حملے کرنا جائز ہے، چاہے ان کے ساتھ مسلمان بھی رہائش پذیر ہوں، یا ایسے لوگ وہاں پر موجود ہوں جنہیں قتل کرنا جائز نہیں ہے جیسے کہ بوڑھے، بچے، اور خواتین۔ کیونکہ ممنوع یہ ہے کہ مسلمان انہیں قصداً قتل نہ کرے، انہیں براہ راست نشانہ نہ بنائے۔

ہم نے یہ مسئلہ اپنے آخری شمارے (نمبر ۱۱) "شفاء صدور المؤمنين" میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے، جو کہ اسلام آباد میں جہادی کاروائیوں کے حوالے سے تھا؛ کیونکہ اگر مسلح اسلامی تنظیموں کے اس فیصلے سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ دشمنوں کی رہائشوں کو نشانہ بنانے سے مجاہدین کی خواتین کو رہائی مل سکتی ہے تو اس بنا پر دشمنوں کی رہائشی کالونیوں کو نشانہ بنانا جائز ہے، چاہے اس گولا باری کی وجہ سے بوڑھے، عورتیں اور بچے بھی قتل ہو جائیں؛ کیونکہ اسلامی جماعت نے انہیں پہلے سے خبردار بھی کیا اور مہلت بھی دی تھی۔

---

(۱) "إعزاز راية الإسلام" از ظواہری، ص: (۱۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اگر اسلامی مسلح جماعت کی جانب سے گولا باری کی مذمت کرتے ہیں تو پھر ہمیں حزب اللہ کی جانب سے شمالی اسرائیل میں کی جانے والی گولا باری کی بھی مذمت کرنی پڑے گی۔"(۱)

ایمن ظواہری یہ بات کر کے چوتھا شخص بن جاتا ہے جو ابو قتادہ کے اس فتوے کی تائید کرتا ہے کہ مسلمان خواتین اور بچیوں کو قتل کرنا جائز ہے، ان چاروں میں سے تین افراد خارجیوں کے ہاں نامور مناظر درجے کے عالم ہیں، لہذا ان چاروں کے متفقہ موقف سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ یہ فتویٰ محض کوئی غلطی نہیں تھی بلکہ یہی ان کا منہج ہے۔

اس خارجی نے مسلمان خواتین کے قتل کو جواز فراہم کیا لیکن کسی عقلی توجیہ اور شرعی دلیل کی بنا پر اسے مسئلہ تترس [ڈھال بنانا] پر قیاس کیا گیا ہے؛ حالانکہ الجزائری وحشیوں کی کارستانیوں کا اس مسئلے سے دور کا بھی تعلق نہیں بنتا؛ کیونکہ تترس والا مسئلہ اس وقت بنتا ہے جب مرد وزن دونوں یک جا پہلے سے موجود ہوں؛ لیکن الجزائری وحشی تو حملہ ہی اس وقت کرتے ہیں جب گھروں میں صرف عورتیں اور بچے ہو اور وہ اپنا دفاع بھی نہ کر سکیں۔

اس وضاحت کے بعد اب کسی کے ذہن میں کوئی خلفشار باقی نہیں بچنا چاہیے اور یہ یقین ہو جانا چاہیے کہ یہ خارجی ہیں۔

ایمن ظواہری نے یہ بھی کہا ہے کہ: عالم اسلام میں میرے پیروکاروں کو چوریاں کرنی چاہییں، کہتا ہے کہ: "بینکوں میں موجود مال حلال ہونے کے متعلق یہ ہے کہ اگر یہ حکومتی بینک ہیں تو ان کا مال جنگ میں حاصل ہونے والا مال غنیمت ہے، صرف بینک ہی نہیں جتنے بھی حکومتی ذرائع آمدن ہیں یہ سب کے سب مجاہدین کے لیے مال غنیمت ہیں، یا کم از کم حکومت کو ان سے

---

(۱) ایمن ظواہری کا انٹرویو، شائع کردہ: میڈیا سیل، تنظیم القاعدہ: ۱۴۳۱ ہجری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محروم کرنا چاہیے؛ کیونکہ مال ہی جنگ میں ریڑھ کی ہڈی ہوتا ہے۔"(۱)

ایمن ظواہری کا مسلمانوں کے خلاف مسلح کاروائیوں میں جن اصولوں پر تکیہ تھا ان میں یہ بھی ہے کہ: مسلمانوں کو کافروں سے پہلے مارو!! تاکہ ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی ثابت ہو جائے، یہی وجہ ہے کہ ظواہری جن کو مرتد حکمران قرار دیتا ہے انہیں اصلی کافروں سے پہلے قتل کرنے کی ترغیب دلائی اور اس کے تین اسباب بھی ذکر کئے ہیں:

- اول: دفاعی جہاد ہجومی جہاد سے مقدم ہوتا ہے، اور یہ دفاعی جہاد میں شامل ہے۔
- دوم: مرتد کی اصلی کافر سے سزا زیادہ ہے۔(۲)
- سوم: مرتد قریب ترین دشمن ہے، اور ایسے میں اصول اللہ تعالی نے یہ بیان کیا ہے کہ: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً} اے ایمان والو! ان کافروں سے لڑو جو تمہارے قریب ہیں، اور کافر تمہارے اندر تشدد پائیں۔[التوبہ:۱۲۳]

ایمن ظواہری نے شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ جیسے اہل علم پر زبان درازی بھی کی ہے، انہوں نے یہودیوں کے ساتھ صلح جائز ہونے کا فتوی دیا تو اس وقت بڑے ہی ناگوار قسم کے الفاظ اس نے استعمال کئے اور کہا: "ابن باز اور ابن عثیمین جن کے نام گنگنائے جاتے ہیں انہی کے فتووں کی وجہ سے ہزاروں نوجوان قید میں چلے گئے؛ کیونکہ کوئی بھی ان کی مخالفت کرنے کی جرأت نہیں کرتا چاہے ان کی غلطی کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو، وہ کتنے ہی منحرف ہو کر بات کریں کوئی بھی ان کی بات کو رد نہیں کرتا، حالانکہ در حقیقت یہ اہل علم سے اہل دجل بن چکے ہیں، انہوں نے نوجوانوں کے نظریات کو تباہ کر دیا ہے، انہوں نے کفر اور طاغوت کے لیے گنجائشیں

---

(۱) ایمن ظواہری کا انٹرویو، شائع کردہ: میڈیا سیل، تنظیم القاعدہ: ۱۴۳۱ ہجری، حاشیہ نمبر: (۲۵۸)

(۲) "شفاء صدور المؤمنين" از ظواہری، ص: (۱۰-۱۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نکالیں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے سے بیر رکھا، جزیرہ عرب پر امریکی صلیبی افواج کی موجودگی کو جواز فراہم کیا، دشمن کے ساتھ تعلقات کو فروغ دیا یہودیوں کے اسلامی خطوں پر قبضے اور ان کی بالادستی کو تسلیم کیا، حالانکہ اتنی بڑی بات کوئی بھی ایسا شخص نہیں کر سکتا جس کے دل میں ایک ذرے کے برابر بھی حیا ہو چہ جائیکہ ہم ایمان کی بات کریں، کوئی بھی اس مسئلے پر خاموش نہیں رہ سکتا؛ اس لیے اب وقت آگیا ہے کہ مسلمان نوجوان ان بزدل ناموں سے اپنے آپ کو آزاد کریں، یہ لوگ طاغوت کے سامنے منافقت کرتے ہوئے بچھ گئے ہیں، انہوں نے اپنی قدر کو خود ہی لات ماری ہے، اب تو ان لوگوں کی وجہ سے دوست تو دوست رہے دشمن بھی ہمارا مذاق اڑانے لگے ہیں، نوجوانوں کو اب اس امر کی ضرورت ہے کہ حقیقی، سچے علمائے کرام کو اپنا رہنما سمجھیں، جنہیں دین داری کی وجہ سے ہی مشکلات کا سامنا ہے، حق روزِ روشن کی طرح عیاں ہے اور باطل اتنا ہی مدھم ہے۔ ابن باز اور اس کے ہمنوا در حقیقت درباری مُلّا ہیں، یہ ہمیں دشمنوں کے ہاتھوں بیچ رہے ہیں اور اس کے عوض میں اپنی تنخواہ لیتے ہیں یا منصب حاصل کئے ہوئے ہیں، یہ بات چاہے کسی کو اچھی لگے یا بری لیکن دوٹوک موقف یہ ہے کہ کافروں کے مقابلے سے قبل مومنوں کی صفوں میں کوئی منافق یا دھوکے باز نہیں ہونا چاہیے"[1]

یہ تو وہ باتیں ہیں جو منظر عام پر آگئی ہیں لیکن جو ان کے سینوں میں ہے وہ اس سے کہیں بڑی ہیں، یہ بات ایمن ظواہری نے ۱۴۱۵ ہجری میں کہی تھی۔

اس رسالے کی تاریخ سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص خارجی نظریات کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے شروع دن سے لگا ہوا ہے، اور آگے دوسروں کو رکھے ہوئے ہے کہ یہ امت کے قائدین ہیں۔

---

(۱) مجلہ "المجاھدون" شمارہ نمبر: ۱۱، تاریخ: (۳ شعبان ۱۴۱۵ ہجری)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زبان درازی کا جواب:

- منافق، دین فروش، اور نوجوانوں کی عقل تباہ کرنے والا! کہہ کر اس شخص نے ایسی شخصیت کو کافر قرار دیا ہے جو متفقہ طور پر وقت کا امام تھا۔
- کفر کا فتوی یہود کے ساتھ صلح کے مسئلے میں اجتہاد کی بنا پر لگایا گیا، اگر اس خارجی کی بات بفرض محال مان بھی لیں کہ ٹھیک ہے تو شیخ ابن باز رحمہ اللہ اس مسئلے میں مجتہد ہیں اور مجتہد اگر غلطی پر بھی ہو تو تب بھی اسے دو میں سے ایک اجر ضرور ملتا ہے، جبکہ ابن باز رحمہ اللہ اپنے اس موقف میں ٹھیک بھی ہیں تو انہیں دہرے اجر کی بجائے کافر قرار دے دینا کہاں کا انصاف ہے؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ربانی علمائے کرام کے اوصاف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:
"جس عالم کے بارے میں پوری امت اچھے الفاظ استعمال کرے، ہر طبقے کے لوگ اس کے علم و فضل کے معترف ہوں، تو وہ راہ ہدایت کی رہنمائی کرنے والا ہے، وہ اندھیروں میں اجالا پھیلانے والا ہے، ان کی غلطیاں ان کی اچھائیوں سے کہیں کم ہوتی ہیں، اور ان غلطیوں کا تعلق بھی اجتہادی امور میں سے ہوتا ہے جہاں پر ان کے لیے عذر موجود ہوتے ہیں۔۔۔"(۱)

- دشمنوں کے ساتھ صلح کرنے کے متعلق نصوص میں تعلیمات مطلق ہیں، یعنی جس فیصلے میں اہل حل و عقد مسلمانوں کی بہتری اور خیر خواہی سمجھیں، اور اسلام کے حق میں بھی بہتر ہو تو صلح کر لی جائے؛ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں یہودیوں کے ساتھ جنگ بھی لڑی، معاہدے بھی کئے اور صلح بھی کی، اسی طرح مدینہ کے آس پاس رہنے والے قبائل کے ساتھ بھی آپ نے یہی رویہ اپنایا؛ کیونکہ اس وقت مسلمانوں کی صورت حال ایسی نہیں تھی کہ بیک وقت متعدد محاذ کھول لئے جائیں۔

---

(۱)"مجموع الفتاوی"، ص:(۱۱/۴۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- اس کا یہ کہنا کہ یہ درباری ملا ہیں، تو اس کا جواب صرف اتنا ہے کہ یہ کوئی شرعی معاملہ نہیں ہے بلکہ محض نفس پرستی کی بنا پر ایسے لفظ بولے جاتے ہیں۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ اس وقت اہل سنت کے دو نامور افراد یعنی محمد ناصر الدین البانی اور مقبل بن ہادی الوادعی رحمہما اللہ ہیں، ان دونوں میں ایسی تمام شرائط بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں جو ان سے علم حاصل کرنے کے لیے ضروری ہیں؛ کیونکہ انہوں نے کسی بھی حکومتی ذمہ داری کو قبول نہیں کیا، نہ ہی تمہارے دعوے کے مطابق حکمرانوں کے دروازوں پر دستک دی ہے، یہی وجہ ہے کہ شیخ البانی رحمہ اللہ کو راہ الٰہی میں متعدد بار جیل میں ڈالا گیا، انہیں ملک بدر کیا گیا، شیخ مقبل وادعی نے اپنی ساری زندگی یمن کے پہاڑوں میں گزاری، انہوں نے کبھی بھی حکمرانوں کے در پر دستک نہیں دی، تو تکفیری اور قتل وغارت کے مسائل میں تم نے ان کی مخالفت بھی کی ہے کیوں؟ بلکہ البانی رحمہ اللہ تو ان خارجیوں کے سخت ترین مخالف تھے، انہیں اس بارے میں شک وشبہ تک ہونے لگا تھا کہ معاصر خارجی مسلمان بھی ہیں یا نہیں؟!

کیونکہ انہوں نے کہا تھا کہ: "سچ پوچھیں تو میں ان کے مسلمان ہونے کے بارے میں بھی شک وشبہے کا شکار ہوں"[1] علامہ البانی ان اولین افراد میں شامل ہیں جنہوں نے ان کو شرعی نام "خارجی" سے موسوم کیا تھا، جبکہ یمنی محدث نے اسامہ بن لادن سے اظہار لاتعلقی کر لیا تھا اور کہا کہ اسامہ امت مسلمہ پر ایک وبال اور شر ہے۔[2]

ایمن ظواہری کا یہ بھی نظریہ تھا کہ: چونکہ علمائے کرام دربای ملاں ہیں اس لیے ان کو قتل کرنا بھی جائز ہے۔

اس سلسلے میں ایمن ظواہری سے یہ سوال پوچھا گیا تھا کہ: "کیا شرعی طور پر درباری

---

(۱) "السلسلة الصحيحة"، ص: (۷/ ۱۲۴۰)

(۲) کویتی اخبار "الرأي" کو دیا گیا ایک انٹرویو، شمارہ نمبر: (۱۱۵۰۳)، مورخہ: (۱۹/ ۱۲/ ۱۹۹۸ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملاؤں کو نشانہ بنانا جائز ہے، جنہوں نے اپنے آپ کو چند کوڑیوں کے عوض فروخت کر دیا، جنہوں نے نوجوانوں کو جہاد سے روکا، وہ مجاہدین کے خلاف بر سرپیکار ہیں، انہوں نے حکمرانوں کو شرعی لبادہ دیا اور عوام کے سامنے انہیں خوشنما بنا کر دکھایا؟ تو اس سوال کے جواب میں ایمن نے کہا: "بھائی کے سوال پر میرا جواب یہ ہے کہ: مجھے اس میں کوئی مصلحت نظر نہیں آرہی، میں یہ سمجھتا ہوں کہ صلیبی اور یہودی مفادات کو نشانہ بنانے پر توجہ مرکوز کی جائے، صلیبی اور یہودی حکومتوں کو تبدیل کرنے کے لیے ساری طاقتیں صرف کر دی جائیں"[1]

یعنی اس خارجی کے ہاں علمائے امت کو قتل نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ وقت مناسب نہیں ہے، تاہم مناسب وقت پر یہ ہو بھی سکتا ہے، اس خارجی نے یہ نہیں کہا کہ ان کی جان کو اسلام کی وجہ سے تحفظ حاصل ہے؛ کیونکہ ان خارجیوں کے ہاں انہیں قتل کرنا اسی وقت جائز ہو گیا تھا جب انہوں نے حکمرانوں کو کافر قرار دیا اور اس کے نتیجے میں حکمرانوں کے ماتحت افراد بھی کافر ہو گئے۔

یہی وجہ ہے کہ چند ماہ پہلے یہاں سعودی عرب کی فوج کے فرزندان توحید نے ایک منصوبہ بندی کو ناکام بنایا، اس منصوبے میں کچھ عوامی شخصیات کو قتل کرنے کی سازش کی گئی تھی اور ان شخصیات میں کچھ اہل علم بھی تھے، یعنی مطلب یہ ہوا کہ خارجیوں کے ہاں مصلحت اس وقت بدل چکی ہے اور وقت آچکا ہے کہ اب علمائے کرام کو بھی قتل کیا جائے۔

ظواہری نے معصوم افراد کے قتل کو بھی جواز فراہم کیا، اس کا کہنا ہے کہ: "ہمیں اس معصوم بچے کے غیر ارادی طور پر قتل ہونے پر بہت افسوس ہے، لیکن اس کے علاوہ ہم کچھ کر بھی نہیں سکتے تھے، ہم نے تو شریعت الٰہی سے متصادم حکومت کے خلاف جہاد کرنا ہی کرنا ہے، یہ حکومت اللہ کے دشمنوں کی دوست بنی ہوئی ہے، ہم نے متعدد بار عوام الناس کو اس بات سے خبردار کیا ہے، بلکہ وزیر داخلہ حسن الفی پر حملے کے بعد تو خصوصی طور پر اس کے لیے کوششیں

---

(۱) القاعدہ تنظیم کے میڈیا سیل کی جانب سے شائع شدہ انٹرویو، ص: (۴۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی کی ہیں کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومتی کارندوں کے آس پاس رہنے سے اجتناب کریں، حکومتی اداروں، رہائشوں، ان کی گزر گاہوں کے پاس مت جائیں، چونکہ حکومتی کارندے عوام الناس کے ساتھ ہی رہائشوں اور دفتروں میں ہوتے ہیں اور عوام کو وہ ڈھال بھی بنا لیتے ہیں تو ہمیں انہیں مارنے کے لیے حملہ ہر صورت میں کرنا پڑتا ہے، اس لیے ہم عوام کو متنبہ بھی کرتے ہیں؛ تاہم عوام کے نشانہ بننے کی وجہ سے ہم جہاد ترک نہیں کر سکتے"![1]

سبحان اللہ! یہ تو وہی بات ہے جو نافع الازرق خارجی نے کہی تھی کہ: "ہم تو حالت جہاد میں ہیں، اور انہیں قتل کرنا جائز ہے"!! اس کے متعلق تفصیلی گفتگو آگے آئے گی۔

ظواہری نے اس بات کی دعوت بھی دی کہ: جب اس سے دھماکوں میں ہلاک ہونے والے افراد کے بارے میں پوچھا گیا تو ظواہری نے اس کے جائز ہونے کا فتوی دیا، بلکہ اس بارے میں ایک مستقل کتابچہ بھی لکھ مارا، اس کتابچے میں ایسے دلائل اکٹھے کئے کہ قاری کے لیے ہنسی روکنا ممکن نہ رہے، اس میں ذکر کردہ دلائل کا دور یا قریب کا کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

ظواہری کے تعجب خیز فتاوی میں سے ایک یہ ہے کہ: "رہا یہ مسئلہ کہ ان مسلمانوں میں سے جو قتل ہو جائیں تو مجاہدین پر یہ بات لازمی ہو جاتی ہے کہ اگر مرتدین کے ساتھ مسلمانوں کا اختلاط کسی تجارتی یا کسی اور دنیاوی مفاد کے لیے تھا تو مجاہدین پر فقہی اختلاف سے بچنے اور احتیاط کے مطابق کفارہ اور دیت لاگو ہو گی بشرطیکہ اس کا مسلمان ہونا یقینی امر ہو، تاہم دیت کی ادائیگی اس وقت تک مؤخر کی جائے جب مال جہادی ضروریات سے زیادہ ہو"[2]

---

(۱)"فرسان تحت راية نبي"، ص:(۷۷)

(۲)"شفاء صدور قوم مؤمنين" از ظواہری، ص:(۶۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سبحان اللہ! کیا فقاہت ہے!! قتل نقد اور دیت ادھار!؟

اس شخص کے نظریات بیان کرتے ہوئے میں آخری چیز جسے ذکر کرنا چاہتا ہوں-اس بارے میں اللہ جانتا ہے- کہ مجھے یہ واقعہ بیان کرنے میں بہت زیادہ تردد تھا؛ کیونکہ یہ مقالہ علمی مقالہ ہے اس میں کتاب و سنت کے دلائل ذکر کیے گئے ہیں، لیکن پھر میں نے عزم کرلیا کہ اس واقعے کو لازمی ذکر کرنا ہے، واقعے کا تعلق ان خارجیوں کے انتقامی پاگل پن سے ہے، یہ ایسے گھناؤنے کام کرنے کے لیے بھی تیار ہیں جن کو سن کر اہل ایمان کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں، اس واقعے کی جانب سید فضل نے "مذكرة ترشيد" میں اس جگہ پر ذکر کیا ہے جہاں دو بچوں کو "جماعة الجهاد" کے خلاف جاسوسی کی پاداش میں بلوغت سے پہلے قتل کرنے پر سخت الفاظ استعمال کیے ہیں، جس کی وجہ سے مجھے اس واقعے کو تلاش کرنے کی مزید ضرورت محسوس ہوئی، پھر یہ واقعہ مجھے مقدسی کی ویب سائٹ "منبر التوحيد والجهاد الإلكتروني" پر ہانی سباعی کے ایک رسالے میں مل گیا رسالے کا نام ہے: "قصة جماعة الجهاد"، اس واقعے کا خلاصہ یہ ہے کہ ظواہری اور اس کے ساتھی افغانستان سے نکلنے کے بعد کچھ عرصے کے لیے سوڈان میں روپوش ہو گئے، تاہم مصری سفارت خانے میں سیکورٹی کے افراد ان کے آنے جانے پر کڑی نظر رکھے ہوئے تھے، تو ان کے دو بچوں کو مصری اپنا جاسوس بنانے میں کامیاب ہو گئے، پھر جب ان کا انکشاف ہوا تو انہوں نے بچوں پر مرتد ہونے کی حد لاگو کر دی!!

لیکن اس واقعے کے آخر میں المناک پہلو یہ ہے کہ: "جماعۃ الجہاد کے کچھ اراکین نے کہا کہ معاملہ کافی سنگین ہے، اراکین بچوں کو جاسوس بنانے والے مصری فرد تک پہنچنا چاہتے تھے، تو انہوں نے اس مصری افسر کو پکڑنے کے لیے ایک محفل بپا کرنے کا منصوبہ بنایا جس میں اس افسر کو مدعو کیا جائے گا، اور پھر اس کے کپڑے اتار کر ایک آدمی ۔۔۔ کرے"[1]

---

(۱)"قصة جماعة الجهاد"، ص:(۳۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو یحیی لیبیائی (اس کا حقیقی نام محمد قائد ہے)

یہ شخص خارجی فکر کا مناظر ہے، افغانستان میں اس نے کافی عرصہ گزارا ہے، پوری تاریخ میں اس شخص کو جیسا خواب آیا تھا ایسا خواب کسی کو نہیں آیا، یہ خواب خالصتاً خارجی اور حروری خواب تھا، ہم آئندہ اس پورے خواب کو ذکر کریں گے تاکہ قارئین اس بات کا اندازہ لگا سکیں کہ خارجیوں کے مناظر کس حد تک فکری طور پر منحرف ہیں، اور انہوں نے مسلمانوں کا خون پینے کے لیے معمولی سے معمولی چیز کو بھی دلیل بنایا۔

ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ ظواہری نے اس کی مدح سرائی کرتے ہوئے کہا تھا: "وہ ہمارے کبار علمائے کرام میں سے ہیں"!!

اس کے ایک پمفلٹ میں متعدد خواب ذکر ہوئے ہیں، ان خوابوں کی مدد سے یہ شخص اپنے پیروکاروں کو خوش خبری دینا چاہتا ہے اور جو ان کے دلوں میں قتل و غارت کی وجہ سے بات کھٹکتی ہے اسے زائل کرنا چاہتا ہے، اس پمفلٹ کے تین صفحے ہیں، اور اس کا عنوان ہے: "مبشرات" یعنی خوشخبریاں۔

اس میں ذکر کردہ پہلے خواب کا خلاصہ یہ ہے کہ: "جس بات کا تعلق نبوت سے ہو تو اس کی تکذیب نہیں کی جاتی، یہ اللہ تعالی کی اپنے بندوں کے ساتھ رحمت ہے، خصوصاً ایسے حالات میں جب تنگی اپنی حدوں کو چھو رہی ہو، دروازے ہر طرف سے بند ہو چکے ہوں، اور دل میں کشادگی کی تمنا ہو تو ایسے میں خواب کا مقام وہی ہوتا ہے جو پیاسے شخص کے ہاں ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا۔

اس لیے جو میں آئندہ سطور میں لکھنے جا رہا ہوں یہ در حقیقت خوشخبریوں میں سے ایک خوش خبری ہے، اللہ تعالی نے مجھے یہ اس وقت عطا فرمائی جب میں جیل میں تھا، تو میں نے چاہا کہ اپنے تمام مجاہد بھائیوں کو اس بشارت میں شریک کروں، امید ہے کہ اسے سن کر ایک بار پھر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تازہ دم ہو جائیں، اور اللہ تعالی پر توکل کریں۔[واضح ہے کہ خارجی تازہ دم ہو کر مسلمانوں کے ہی گلے کاٹیں گے!]

پہلا خواب یہ ہے کہ: اگرچہ یہ مختصر سا تھا، اس میں مجھے نبی ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ اس وقت منبر پر تشریف فرما تھے، آپ کے سر پر سفید عمامہ تھا، آپ نے اپنے خطاب میں جو کچھ فرمایا اس میں سے مجھے صرف اتنا یاد ہے کہ آپ موجودہ حالات کے بارے میں گفتگو فرما رہے تھے، آپ نے فرمایا: ان تمام کاروائیوں میں جتنے بھی لوگ قتل ہوئے ہیں ان سب کا خون روزِ قیامت میری گردن پہ ہو گا، پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اپنی گردن پر رکھا"!![1]

یہ شخص اصل میں ساری امت اور اپنے ساتھیوں کو اس بات کا یقین دلانا چاہتا ہے کہ عالم اسلام میں جتنے بھی معصوم افراد خارجیوں کے ہاتھوں اپنی جانیں ناحق کھو بیٹھے ہیں، ان سب کا خمیازہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ذمے لے لیا ہے، پھر آپ نے اپنی بات کی تصدیق اپنے عمل سے بھی کی کہ اپنا مبارک ہاتھ اپنی گردن پر رکھا جو اس بات کی تائید تھی کہ آپ قولی اور عملی ہر اعتبار سے اس امر کی تصدیق کر رہے ہیں۔

معاصر خارجیوں کی حالت یہ ہے کہ جس طرح بڑے خارجی شیطانوں نے عام لوگوں کو گمراہ کیا بالکل اسی طرح لگتا ہے کہ جناتی شیطانوں نے بھی بڑے خارجیوں کو مزید گمراہ کرنے کی ٹھان لی ہے اور شیطان بھی انہی کی طرح خارجی فکر کے حامل لگتے ہیں؛ کیونکہ یہ خواب معاصر خارجیوں کے لیے قتل و غارت کی راہ ہموار کرتے ہیں، اور اب تو انہیں قتل و غارت کی ذمہ داری اٹھانے والا گیا ہے۔

قتل وغارت کے لیے معاصر خارجیوں کے سابقہ اصول وضوابط اس خواب کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے، اس خواب نے تو معاصر خارجیوں کے لیے خون پینا اتنا آسان کر دیا

---

(۱)"مبشرات" از ابو یحیی لیبیائی، ص:(۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے جیسے سخت گرمی کے دن میں ٹھنڈا پانی پینا۔

دوسرا خواب: کچھ اس طرح ہے کہ اس میں مزید ترقی ہوتی ہے کہ پہلے محض نبی ﷺ کی زیارت ہوتی ہے تو اب خواب میں اللہ تعالی کا کلام سنائی دیتا ہے، اس خواب کا خلاصہ یہ ہے کہ: "میں نے آسمان سے ایک آواز سنی، میرے دل میں آیا کہ یہ آواز تو داود علیہ السلام کی ہے، کہنے والا مجاہدین سے بار بار کہہ رہا ہے کہ: ڈٹے رہو، تم ہی حق پر ہو! ڈٹ جاؤ تم ہی غالب آؤ گے۔ ڈٹے رہو، تم ہی حق پر ہو۔ ڈٹ جاؤ تم ہی غالب آؤ گے۔

اس کے بعد میں کمرے میں گیا تو مجھے فلاں شیخ ملے، تو انہوں نے کہا: کیا تم نے یہ آواز نہیں سنی کہ اللہ تعالی فرما رہا ہے کہ: مجاہدین اس وقت مغموم ہیں، وہ اللہ سے دعائیں بہت مانگتے ہیں لیکن ان کی دعا قبول نہیں ہوتی، اس کے بعد میں نے واضح طور پر آواز سنی کہ: انہیں یہ کافی نہیں ہے کہ میں ان سے راضی ہو گیا ہوں، میں ان سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا، میں تمہیں وہ سب کچھ دوں گا جو کچھ تم نے مجھ سے مانگا ہے۔ یعنی فتح اور مزید فضل۔"[1]

یہ دوسرا خواب تو بہت بڑا بلنڈر ہے؛ کیونکہ پہلے خواب میں تو معاملہ صرف نبی ﷺ کی زیارت تک تھا اور دوسرے میں داود علیہ السلام کی آواز سنی جو بڑھ کر خارجیوں کے مناظر کے مطابق اللہ تعالی کی آواز تھی کہ فتح تمہاری ہو گی، اور اللہ تعالی تم سے راضی ہو جائے گا، یہ اس کے تمام پیروکاروں کے لیے خوش خبری تھی۔

اس شخص نے سونے کی تھالی میں رکھ کر خارجیوں کو دو تحفے پیش کیے ہیں، ویسے دوسرے خواب کو تو پاگلوں اور نادانوں کے واقعات میں شامل کرنا چاہیے۔

معاصر خارجیوں کو جو بات سمجھ میں نہیں آتی وہ یہ ہے کہ: کسی بھی دور بھی خوابوں کی

---

(۱) "مبشرات" از ابو یحیی لیبیائی، ص: (۲-۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنیاد پر شرعی حکم کشید نہیں کیے گئے، چاہے معمولی سے معمولی کام ہی کیوں نہ ہو، تو اگر معاملہ قتل کا ہو تو پھر خواب سے حکم کشید کرنا کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟! حالانکہ اللہ تعالی نے شرک کے بعد سب سے بڑے گناہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ قتل سب سے سنگین جرم ہے، فرمانِ باری تعالی ہے: {وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا} اور اللہ کے ساتھ کسی اور الہ کو نہیں پکارتے نہ ہی اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو ناحق قتل کرتے ہیں اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو شخص ایسے کام کرے گا ان کی سزا پا کے رہے گا۔[الفرقان:٦٨] اسی طرح احادیث نبویہ میں بھی یہی بات ملتی ہے۔

جیسے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: اللہ کے ہاں عظیم ترین گناہ کون سا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: (**تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بناؤ؛ حالانکہ اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے**)، میں نے کہا: یہ یقینی طور پر عظیم گناہ ہے، میں نے پھر کہا کہ اس کے بعد؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: (**تم اپنے بچے کو اس لیے قتل کر دو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گا**) میں نے کہا: اس کے بعد؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: (**تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو**)[1]

ابو یحیی کی مشہور تصانیف میں ایک کتاب: "**دفع الملام عن مجاهدي المغرب الكرام**" بھی ہے، اس میں کہتا ہے کہ: "اس جاہلی نظام کو جڑ سے تبدیل کرنے کے لیے اور مکمل انقلاب لانے کے لیے قتال فی سبیل اللہ سے بڑھ کر کوئی راستہ نہیں ہے، اس کے لیے بڑی بڑی قربانیاں دینی پڑیں گی، رینجرز، فوج، خفیہ ادارے اور دیگر حکومتی مشنری جو کہ اس وقت مجاہدین کے نشانے پر ہے اور ان کے خلاف کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے، یہ سب کے سب نظام جاہلیت کے ارکان ہیں، اگر ان کا وجود مٹ جائے تو نظام جاہلیت بھی مٹ جائے، اور

---

(۱) بخاری: (۴۴۷۷)، مسلم: (۸۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی حکمران بھی باقی نہ بچے۔

یہ فضول حرکت ہو گی کہ: کسی بھی مستحکم حکومت اور مسلط حکمران کو گرانے کے لیے ان اداروں کا مقابلہ نہ کیا جائے، تو بڑی سادگی والی بات ہو گی کہ ہم ان اداروں کو طاقتور اور مضبوط مان لیں اور انہیں انفرادی حیثیت میں مسلمان سمجھیں کہ ان کے خلاف محاذ آرائی حرام ہے اور ان کے ذمے جو فرائض سونپے گئے ہیں انہیں دیکھیں بھی نہ کہ ان کو دی جانے والی ذمہ داریاں کس نوعیت کی ہیں!

چنانچہ -فوج، پولیس، رینجرز، خفیہ ادارے وغیرہ- تمام کے تمام ادارے عمومی جاہلی ادارے ہیں جو کہ مسلم ممالک میں حکمرانی کر رہے ہیں، یہ انہی سے مل کر جاہلی نظام مرتب ہوتا ہے۔ اور اگر کالم نگار کا مقصد یہ ہے کہ جو ستر کے قریب افراد اس کاروائی میں مارے گئے ہیں اور انہی اداروں سے تعلق رکھتے تھے، تو یہ بہت ہی اچھی بات ہے، دوسری جانب کسی بھی مجاہد کے دل میں کسی بھی صورت میں ان کے قتل کے متعلق تردد، شک، خلفشار نہیں آنا چاہیے، ان کے خلاف جہاد عین شرعی جہاد ہے، مجاہدین انہیں قتل کر کے بہت بڑا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔"(۱)

---

(۱)"دفع الملام"، ص:(۱۰-۲۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حامد عبد اللہ العلی:

یہ شخص جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کا فاضل ہے، اور اس نے اعلی تعلیم حاصل کی ہوئی ہے، میرے اس کو منتخب کرنے کے کچھ اسباب ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:

۱- ایمن ظواہری نے اس کی بہت زیادہ تعریف اور مدح سرائی کی ہے، بلکہ اس سے سیکھنے کی ترغیب بھی دلائی ہے۔

ایمن نے اس کے بارے میں کہا: "فضیلۃ الشیخ حامد العلی: انتہائی اعلی درجے اور نامور شخصیت کے مالک ہیں، انہوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، جہاد اور مجاہدین کے سلسلے میں خوب محنتیں کی ہیں اور ان کا تعاون کیا ہے، انہیں ایک بار موقع ملا تھا کہ دیگر افراد کی طرح یہ بھی اس راستے سے ہٹ جاتے اور پیچھے مڑ جانے والوں میں شامل ہو جاتے لیکن انہوں نے اللہ کے فضل اور رحمت سے اس پیشکش کو ٹھکرا دیا، اس لیے ان کا مقام ہم سب کے علم میں ہونا چاہیے، نوجوانوں کو ان کے احترام میں اپنی دلی محبت کا ان سے اظہار کرنا چاہیے۔ میں جب سے فضیلۃ الشیخ حامد حفظہ اللہ کا مطالعہ کر رہا ہوں، اس وقت سے مجھے ان سے ملنے کا بہت اشتیاق ہے، میں ان کے علم اور تجربے سے مستفید ہونا چاہتا ہوں، میری دلی چاہت ہے کہ میں ان کے پاس چل کر جاؤں اور مجھے یقین ہے کہ اگر میں ان کے پاس چلا گیا تو وہ ضرور میرے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں گے، میرا خوشی کے ساتھ پر تپاک انداز میں استقبال کریں گے، اور یہی انداز ان کے علم و مرتبے کو جچتا بھی ہے"[1]

ایمن ظواہری کی اتنی لمبی چوڑی تعریف اور مدح سرائی نے میری توجہ اپنی جانب مبذول کر لی؛ کیونکہ تعریف کے اتنے پل اسی وقت باندھے جاسکتے ہیں جب بندہ ان کے نظریات کا حامل ہو چاہے ظاہری طور پر کتنا ہی اہل سنت کا لبادہ اوڑھے لے۔

---

(۱) ایمن ظواہری کے ساتھ بات چیت، شائع کردہ، میڈیا سیل القاعدہ تنظیم: (۷۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ پوری امت کے متفقہ عالم دین ابن باز رحمہ اللہ کو تو یہ درباری ملاں کہے، اسے کافر قرار دے، حالانکہ آپ اہل سنت کے ماتھے کے جھومر ہیں، پھر اس کے بعد اس لونڈے کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملا دے!؟ اس لیے جو امت مسلمہ کے اہل علم کو کافر کہے؛ انہیں ایجنٹ قرار دے، منافق کہے پھر کسی کے بارے میں تعریف کرتا نہ تھکے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تو قدر مشترک ہے!!

۲- موصوف اہل سنت کا نام لیکر بات کرتا ہے اور اس کے صوفیوں اور اشعری جیسے دیگر بدعتی افراد پر رد بھی ہیں، تو اس وجہ سے اس شخص کا خطرہ مزید بڑھ جاتا ہے کیونکہ یہ اہل سنت کا نام لے کر اپنے باطل کو ترویج دے رہا ہے۔

۳- موصوف خارجی منہج بیان کرتے ہوئے انہیں بڑی چالاکی کے ساتھ دلائل مہیا کرتا ہے، جس کی وجہ سے اس کی خطرناکی مزید بڑھ جاتی ہے، نیز اس شخص کی ویب سائٹ بھی ہے، جسے دیکھ کر مجھے تکفیری منہج پھیلانے میں اس شخص کا کوئی ثانی نظر نہیں آیا، اس کی تحریروں سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے۔

۴- موصوف کو اس کے ملک میں خارجیوں کی تائید اور حمایت کا الزام بھی ہے، بلکہ اسی الزام کی بنا پر اسے جامع مسجد کی امامت سے ہٹا دیا گیا، اس کے کچھ ساتھیوں نے اس بات کا اعتراف بھی کیا ہے کہ وہ خارجیوں کا مالی تعاون بھی کرتا ہے۔

۵- موصوف کے بہت سے پیروکار ہیں جو اس کے ہم فکر بن چکے ہیں، وہ اس کی بات کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں، اور ان کا دفاع بھی کرتے ہیں، انٹرنیٹ پر اس فکر کے حاملین کی جانب سے اس کی بہت زیادہ تعریف کی جاتی ہے۔

اس کے انٹرنیٹ پر بعض مضامین کے عنوان درج ذیل ہیں:

۱- مجھے ویب سائٹ پر ایک مضمون ملا اس کا نام ہے: "فيا سماء زغردي، وأبشروا بالنصر" اس مضمون میں تکفیریوں کی خوب مدح سرائی کی گئی ہے، جو کہ در حقیقت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خارجیوں کے سرکردہ فرد ابو مصعب زرقاوی کے لیے مرثیہ ہے، اس نے بھی ہمارے حکمرانوں کی تکفیر کی، اس کے ایک مضمون کا متن کچھ یہ ہے کہ: "آل سلول کا صلیبی میڈل پہننے والا طاغوت، امت اور دین اسلام کا خیانت کار، مجاہدین کے خلاف برسرپیکار رہنے والا مر گیا، جس نے صلیبیوں کو موقع فراہم کیا کہ جناب محمد ﷺ کے جزیرے پر اپنے پنجے گاڑیں، یہاں کے مال و دولت کو لوٹ لیں، یہاں فساد پھیلائیں، ہم نے نام نہاد دین کے ٹھیکے داروں سے کبھی نہیں سنا کہ انہوں نے اس شخص کی کارستانیاں بیان کی ہوں، امت اور مسلمانوں کے بارے میں اس کے پاپ ذکر کیے ہوں۔

اللہ کی قسم! اس طاغوت نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو جنگ بپا کی وہ کسی بھی دوسرے عرب حکمران سے کم نہیں، لیکن ہر زمین اور دھرتی کا الگ حکم ہوتا ہے، [اس ملک کے باسیوں کو] ہم نے دیکھا کہ اس طاغوت کے مرنے کے بعد اس کے بھائی کی بیعت کے لیے تمام کے تمام ٹوٹ پڑے حالانکہ اس کے ہاتھ مجاہدین کے خون سے رنگین تھے، جس آخری مجاہد کو انہوں نے دائمی نیند سلایا اس کا نام صالح العوفی تھا، جسے اس کے بھائیوں سمیت قتل کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ انہیں شہداء میں قبول فرمائے۔"[1]

اردن کے دھماکوں میں یہی زرقاوی ماسٹر مائنڈ تھا، ان دھماکوں میں ۵۷ مسلمان جاں بحق ہو گئے تھے، زرقاوی نے خود ان دھماکوں کا اعتراف کرتے ہوئے بتلایا: دجلہ اور فرات کے دو شیر بغداد کی کچھار سے نکل کر تین اہداف کو نشانہ بنانے کے لیے عمان کے وسط میں جا پہنچتے ہیں، ان جگہوں میں یہودی، صلیبی اور دیگر لوگ بھی رہائش پذیر تھے، القاعدہ تنظیم کی جانب سے یہ اقدام کرنے کے درج ذیل اسباب ہیں:

اول: اردن کی حکومت نے کافروں سے مدد لی ہے، اللہ اور اس کے رسول سے اعلانیہ

---

(۱) سلسلہ وار مضامین بعنوان: "لا يضرهم من خذلهم"، مجموعہ مقالات زرقاوی: نمبر: (۱) ص: (۳۵۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعلان جنگ کیا، اور شرعی نظام کو معطل کر کے وضعی قوانین کو لاگو کیا۔

دوم: اردنی فوج صیہونی ملک کی محافظ بن چکی ہے، کیونکہ کتنے مجاہدین ارض مقدس میں جا کر جہاد کرنے کی تمنا رکھتے ہیں، وہ چاہتے ہیں بندروں اور خنزیروں کی اولاد سے دو ہاتھ کریں لیکن انہیں سرحد پار کرتے ہوئے پیچھے سے گولی مار کر قتل کر دیا گیا، یہ گولی مارنے والے اسی اردنی فوج کے افراد ہوتے ہیں۔

سوم: انہوں نے بے حیائی اور بے پردگی کو عام کیا ہے، انہوں نے مختلف قسم کی فحاشی کو ترویج دی، اب ان کو اسی کا مزہ چکھنا ہو گا۔

یہ اردن میں تمام مسلمانوں کی جانب کھلا خط ہے کہ ہمیں آپ کی جانوں کے تحفظ کا بہت زیادہ خیال ہے؛ کیونکہ آپ ہمارے نزدیک ہماری اپنی جانوں اور اولاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔[1]

تعجب خیز بات یہ ہے کہ اس شخص نے اردن میں دھماکے کیے حالانکہ اس کے پڑوس میں ہی عراقی زمین پر صلیبی افواج موجود تھیں!!

جو شخص خارجی فکر کا حامل ہو، ہمارے ملک میں تکفیر اور دھماکے کرنے والوں کی مدح سرائی کرے، ہمارے حکمرانوں کو کافر کہے، مسلم ممالک میں دھماکے کرے، تو کیا وہ آسمان سے یہ مطالبہ کر سکتا ہے کہ آسمان اس کے لیے گنگنائے!! یا آسمان و زمین کے مکین اس کے لیے بد دعائیں کریں؟

۲- دوسرا مقالے کا عنوان ہے: "**من هم الخوارج، وما هي المعاهدات الشرعية**" سوال: فضیلۃ الشیخ آج کل جو بھی کافروں اور امریکیوں سے لڑائی کرتا ہے اسے خارجی کا لقب دے دیا جاتا ہے، اور یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ معاہدوں کے

(۱) "الأرشيف الجامع" از زرقاوی، ص: (۴۷۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حوالے سے بھی بہت لے دے ہو رہی ہے کہ معاہدے کس وقت شرعی حیثیت رکھتے ہیں اور کب ان کی شرعی حیثیت معدوم ہوتی ہے، تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ تفصیل سے اس کا جواب دیں، اللہ تعالی آپ کو اس کا بہترین اجر عطا فرمائے۔

اس کا جواب دیتے ہوئے کہا: "یہاں یہ بات انتہائی تعجب خیز ہے کہ جو لوگ بھی ان جماعتوں کو خارجی کہتے ہیں در حقیقت ان کے سربراہان خود اس لقب کے حقدار ہیں لیکن وہ اس سے چشم پوشی کئے ہوئے ہیں؛ اس لیے کہ ان کے سیاسی کرتے دھرتے خارجی ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر خارجی اس لیے خارجی ہوتے ہیں کہ وہ جادۂ حق سے باہر چلے گئے ہیں تو ان کے بڑوں نے تو پوری شریعت کو ہی مفلوج کر کے رکھ دیا اور خود اس پوری شریعت سے باہر ہو گئے ہیں، اسی پر بس نہیں بلکہ انہوں نے شریعت سے تصادم کی راہ بھی اختیار کر رکھی ہے، نیز اگر خارجیوں کو نصوص کے سمجھنے میں غلطی لگی ہے لیکن پھر بھی وہ نصوص شریعت کا احترام کرتے ہیں؛ کیونکہ وہ نصوص کے مقابلے میں کسی اور چیز کو نہیں لے کر آتے، تو ان کے بڑوں نے تو کتاب اللہ کو ہی اپنے پشت کے پیچھے پھینک دیا ہے، انہوں نے جاہلیت والے انداز میں اسلامی ممالک پر حکمرانی شروع کی ہوئی ہے، لہذا ان کے حکمران خارجی ہونے کے زیادہ حقدار ہیں۔

اور اگر خارجی اہل اسلام کو قتل کر رہے ہیں اور بت پرستوں کو زندہ چھوڑ رہے ہیں تو کیا ان ظالموں نے ہزاروں مسلمانوں کو موت کے گھاٹ نہیں اتارا؟ کیا انہوں نے یہودیوں کے تحفظ کے لیے مسلمانوں کو ذبح نہیں کیا، کیا صلیبیوں کے مدد سے افغانستان میں انہوں نے ہزاروں کو قتل نہیں کیا، اگر خارجیوں نے کافروں کو قتل کرنا چھوڑا ہوا ہے اور مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں تو یہ حکمران کافروں کے ساتھ دوستی اور تعلقات بنائے بیٹھے ہیں اور ان کے ساتھ مل کر اہل اسلام کو قتل کر رہے ہیں، تو اگر تم صاحب علم ہو تو بتلاؤ کہ کون خوارج کہلانے کا زیادہ حقدار ہے؟

مزید یہ بھی شامل کریں کہ انہی حکمرانوں نے اپنی عوام کے حقوق غصب نہیں کیے، اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عوام کو شدید ترین عذاب میں مبتلا کیا ہوا ہے، تو یہی حکمران حقیقی اور سچے خوارج ہیں، وہ حق وعدل سے عاری ہونے کے وجہ سے خارجی ہیں۔

شرعی معاہدے کیا چیز ہیں؟ ان کی حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ملکوں کا کوئی حکمران اٹھ کر کہتا ہے کہ میں نے کافروں سے معاہدہ کر لیا ہے، تو ان ملاؤں نے اس کے جواز کا فتوی دے دیا اور ساری عوام کو اس کی پاسداری کا بھاشن سنادیا۔

اس پر کچھ ملا کہتے ہیں: عالی جاہ! یہ شرعی طور پر جائز معاہدہ ہے، تمام رعایا پر اس کی پاسداری لازمی ہے، ہمیں عوام کی رائے دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے، نہ ہی اس میں پائی جانی والی شرائط کو شریعت کی روشنی میں پرکھنے کی ضرورت ہے، نیز اس معاہدے کو لاگو کرنے پر کوئی شرعی قدغن پیدا ہوتی ہے یا نہیں؟ یہ بھی ہمیں دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے، بس یہ شرعی معاہدہ ہے؛ کیونکہ یہی میرے عالی جاہ! کی چاہت ہے، اور عالم پناہ جو چاہیں کریں۔

تو یہ اللہ کی قسم! بہت بڑی خرابی ہے، یعنی کہ اہل علم اور علمائے کرام اس درجے تک گر جائیں کہ شریعت کی اہمیت ان کی اپنی ذات سے کم ہو جائے، پروردگار کی شریعت کو وہ بالکل اہمیت نہ دیں، بلکہ یہاں تک معاملہ بگڑ جائے کہ صاف صفحے پر مہر لگا کر دے دی جائے اور کہا جائے جو چاہے لکھ لو وہ ہماری طرف سے مجاز ہو گا، تو اس پر ہم اللہ تعالی کے سامنے ہی اپنا شکوہ بیان کر سکتے ہیں"(۱)

یہاں آپ غور کریں کہ کس قدر حامد العلی کی تحریروں میں زہر بھرا ہوا ہے، اس نے کس قدر تکفیری دعوت کو پھیلانے کی کوشش کی ہے، حق اور اہلیان حق سے تصادم اختیار کیا، پھر خارجیوں کی تعریف اور مدح سرائی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

۳- مسلمان حکمرانوں کے خلاف اکسانے کے لیے سب سے خطرناک ترین تحریر "القرود

---

(۱) حامد العلی کی ویب سائٹ پر موجود سوالات اور فتاوی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

السنة" ہے، اس تحریر میں اس نے لکھا: "کہا جاتا ہے کہ ایک نفسیاتی ماہر شخص چھ بندروں کو لایا اور انہیں ایک پنجرے میں قید کر دیا، اور پنجرے کی بالائی منزل کے ساتھ کچھ کے لیے لٹکا دیئے، تو ایک بندر کیلوں کی جانب لپکا، ابھی اس نے کیلے پر ہاتھ رکھا ہی تھا تو نفسیاتی ماہر نے بقیہ پانچ بندروں پر گرم پانی گرا کر انہیں ڈرا دیا، کچھ دیر کے بعد دوسرے بندر نے وہی سیڑھی استعمال کرتے ہوئے کیلوں تک رسائی حاصل کرنا چاہی تو ماہر نفسیات نے وہی کام کیا اور ان بقیہ بندروں پر گرم پانی ڈال دیا۔

یہ معاملہ کافی دیر جاری رہا تو آخر کار ان میں سے ایک بندر کو باہر نکال دیا اور اس کی جگہ ایک اور بندر رکھ دیا- آپ کو سعدان کا فرضی نام دے دیں- اس نئے بندر کو سابقہ کہانی کا علم نہیں تھا، اور نہ ہی اس نے گرم پانی گرنے کا مشاہدہ کیا تھا، تو سعدان نے پنجرے میں آتے ہی کیلوں کی جانب بڑھنے کی کوشش کی تو بقیہ سب بندر جو کہ گرم پانی سے تنگ آ چکے تھے انہوں نے سعدان کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا تاکہ کیلوں کو ہاتھ بھی نہ لگائے مبادا ہم پر گرم پانی پھر گرے، کئی بار کی کوشش پر سعدان کو اتنی ہی بار مار کھانا پڑی اس سے سعدان نے یہ سیکھا کہ کیلوں کی طرف لپکنے پر بقیہ تمام بندروں سے سخت سزا بھگتنا پڑے گی۔

اس کے بعد ماہر نفسیات نے گرم پانی کا مشاہدہ کرنے والے ایک اور بندر کو باہر نکال دیا اور اس کی جگہ ایک اور بندر ڈال دیا، تو پھر سے وہی منظر دیکھنے کو ملا کہ نیا بندر کیلوں کی جانب لپکا اور بقیہ نے اسے خوب مارا، اب کی بار مارنے والوں میں سعدان بھی شامل تھا، حالانکہ سعدان نے گرم پانی گرنے کا منظر نہیں دیکھا تھا، اور اسے بھی معلوم نہیں کہ ماضی میں کیلے کی جانب لپکنے پر اسے کیوں مارا گیا تھا، بس خلاصہ یہ تھا کہ سعدان سیکھ چکا تھا کہ کیلے کو ہاتھ لگائیں گے تو باقی لوگوں سے مار پڑے گی، اس لیے وہ بھی اب مارنے میں شریک تھا، بلکہ نئے بندر کو بڑے جوش و خروش سے مار رہا تھا، ہو سکتا ہے کہ وہ خود کو پڑنے والی مار کا بدلہ چکا رہا ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماہر نفسیات اس طرح سے گرم پانی کا مشاہد کرنے والے بندروں کو ایک ایک کر کے باہر نکالتا گیا اور اس کے بدلے ایک نیا بندر پنجرے میں داخل کرتا گیا، اور جب بھی نیا بندر پنجرے میں آتا تو اس کے ساتھ بھی ویسا ہی ہوتا جیسے پہلے والوں کے ساتھ ہوتا رہا، آخر کار گرم پانی گرنے کا مشاہدہ کرنے والے تمام بندر تبدیل ہو گئے لیکن پھر بھی سب بندر کیلوں کی جانب بڑھنے والے بندر کو مارتے نظر آئے، کیوں؟ اس سوال کا جواب کسی کے پاس نہیں ہے، بس یہ ہے کہ جب سے وہ اس پنجرے میں آئے ہیں اس وقت سے کیلے کی جانب لپکنے والے کو مار پڑتی دیکھ رہے ہیں اس لیے وہ بھی اب کیلے پر ہر لپکنے والے کو مارتے ہیں۔

اس واقعے کو بیان کرنے کا ہدف یہ ہے کہ اس وقت امت میں شامل مختلف اقوام کی جو صورت حال حکمرانوں کے ساتھ ہے اس کی اس واقعے سے بہت زیادہ مماثلت ہے، شاید یہ بھی ممکن ہے کہ حکمرانوں نے یہی تجربہ اپنی اقوام اور رعایا کے ساتھ اپنایا ہو، اور تمام اقوام کی سیاسی حالت اس حد تک گر چکی ہے کہ تاریخ میں ایسی بدترین صورت حال نظر نہیں آتی؛ کیونکہ بہت سی اقوام کو تو اپنے حقوق کا ہی علم نہیں ہے، نہ ہی وہ اپنے حقوق جاننا چاہتی ہیں، بلکہ اپنے حقوق جاننے کی کوشش کرنے والے کو سزا بھی دی جاتی ہے چہ جائیکہ کوئی ان کا مطالبہ کرے!

پھر اس کے بعد نسل در نسل معاملہ ایسے ہی چلتا رہا، اس میں تعجب خیز بات یہ ہے کہ کچھ شرعی علوم سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی اسی پنجرے میں قید ہو گئے بلکہ ان کے بارے میں یہ تجربہ بھی کامیابی سے ہم کنار ہوا، یہی وجہ ہے کہ رعایا میں سے جو بھی اپنے حقوق کے لیے مطالبہ کرے یا صرف حقوق کے بارے میں بات ہی کر دے تو وہ اسے خوب ڈانٹتے ہیں، صرف حکمرانوں کے حقوق سے متعلق باتیں کرتے ہیں، عوام پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے اس کے متعلق بات کرتے ہیں، اس حوالے سے ان پر کوئی بھی سوال داغا جائے ہر سوال کا جواب دیں گے، صرف دو سوال ایسے ہیں جن کا جواب وہ نہیں دیتے، یہ دو سوال ہر مسلمان کے لیے کرنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہی حرام ہیں:

پہلا سوال: شرعی اور حقیقی حکمران کون ہے؟

دوسرا سوال: شرعی حکمرانی کا مطلب کیا ہے؟ حکمرانی کا دعوے دار کب شرعی حکمرانی کا مستحق ٹھہرتا ہے اور کب اس سے شرعی حکمرانی کا وصف سلب ہو جاتا ہے، کیا اس کے لیے کوئی شرائط بھی ہیں؟ اور کیا اس کے کچھ نواقض بھی ہیں؟ یا یہ شرائط اور نواقض سے بالاتر معاملہ ہے؟

یہاں زیادہ تکلیف دہ بات یہ ہے کہ: آپ کچھ لوگوں کو دیکھیں گے کہ وہ کلمہ توحید کی شرائط اور نواقض بیان کرتے ہوئے بڑی لمبی چوڑی گفتگو کریں گے، پھر ان شرائط اور نواقض کی روشنی میں افراد پر کفر کا حکم بھی صادر کریں گے، بلکہ جاہل ہونے کی بنا پر جہالت کا عذر بھی قبول نہیں کرتے، اس مسئلے میں تو کٹر قسم کے توحید پرستوں کی طرح مکمل انصاف کرتے ہیں، جبکہ دوسری جانب یہ ہے کہ کسی شخص کو علمائے کرام سے یہ سوال کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے کہ حکومتی اقدامات کے متعلق چبھتے سوال پوچھے، چاہے حکومت کی جانب سے دین کے تمام ارکان ڈھا دیئے جائیں، دین کو زمین بوس کر دیا جائے، چاہے ملک و قوم کو دشمنوں کے ہاتھ میں دے کر ان کا آلہ کار بنا دیا جائے؛ صرف اس لیے کہ کافر اپنے منصوبوں کو ہماری ہی امت پر ہمارے ہی مال، افراد، سرزمین بلکہ ہمارے خون کو استعمال کرتے ہوئے پایہ تکمیل کو پہنچائیں۔ ایسے لگتا ہے کہ کلمہ توحید کی شرائط اور نواقض ایسے علمائے کرام کے ہاں حکمرانوں کی دہلیز پر آ کر کھڑے ہو جاتے ہیں، اور اس وقت تک دہلیز عبور نہیں کرتے جب تک اس کی جامہ تلاشی نہ ہو جائے، اور پھر بھی اسے اجازت تبھی ملتی ہے جب حکمران اسے اس کی اجازت دے۔"[1]

اس شخص نے اپنے اس آخری پیرے میں جو کلمہ توحید کی شرائط اور نواقض سے متعلق

(۱) مضمون بعنوان: "من هم الخوارج"، یہ مضمون حامد عبد اللہ العلی کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باتیں کرنے والوں کی طرف اشارہ کیا ہے اس کا مقصود اہل سنت علمائے کرام ہیں، حالانکہ انہی سے اس نے پڑھا اور علم حاصل کیا ہے؛ کیونکہ یہ ہمارے ملک کی بڑی اسلامی یونیورسٹی میں زیر تعلیم رہا اور وہاں سے اس نے ایم ایس کی ڈگری بھی حاصل کیا، اس جامعہ سے تعلق رکھنے والے اہل علم عام طور پر علم و فضل میں ایک نام رکھتے ہیں لیکن اس کے دل میں جاگزین حروری بدعت نے مجبور کر دیا کہ اپنے اساتذہ کے خلاف زبان درازی کرے اور خارجیوں کی مدح سرائی میں پیش پیش نظر آئے۔

اس خارجی کے الزامات کا جواب یہ ہے کہ: کوئی عام مسلمان بھی اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے سے نہیں روکتا چہ جائیکہ کوئی عالم دین اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے سے روکے؛ کیونکہ عدالتوں کے دروازے اس کام کے لیے کھلے ہیں، تاہم یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سے حقوق ہیں جن کا مطالبہ کرنا درست ہے؟ یہ ہے حقیقی سوال!

ہم اس بہتان باز خارجی سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمارے علمائے کرام کی صرف ایک سطر دکھادو جہاں انہوں اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے سے روکا ہو!!

۴- اس شخص نے حکمرانوں کے خلاف بغاوت پر اکسایا اور قتل و غارت کی ترغیب دی، حالانکہ دسیوں شرعی نصوص ایسی موجود ہیں جو اس قسم کی حرکتوں سے روکتی ہیں، لیکن اس شخص نے ان تمام نصوص کو دیوار پر دے مارا، نیز ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ اس شخص کو ان تمام نصوص کے متعلق علم ہے؛ کیونکہ اس کے پاس اعلی دینی تعلیم کی ڈگری موجود ہے، بس مسئلہ ہے کہ اس کے نظریات ایسے ہیں جو اسے ان حرکتوں پر مجبور کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ تمام مسلم حکمران کافر ہیں! لہذا بغاوت سے روکنے والی دسیوں نصوص اس کے سامنے کوئی وقعت نہیں رکھتیں!!

اس سے حکمرانوں کے خلاف بغاوت اور انقلاب بپا کرنے کے مسائل سے متعلق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استفسار کیا گیا تو اس نے جواب دیا: "جی ہاں، استعماری طاقتوں اور حکومتی طاغوتی نظاموں سے تعامل میں جوہری فرق ہیں، اور اگر کوئی ان میں فرق نہیں کرتا تو وہ شخص ایک نیا بحران پیدا کر دے گا، یہی وجہ ہے کہ جو بھی مسلح جدوجہد کے منصوبوں پر عمل پیرا ہوتا ہے وہ آخر کار ایک بند گلی میں چلا جاتا ہے، یہ عمومی حکم ہے، تاہم اس بات کی طرف توجہ رہے کہ یہ ایک عام جواب ہے اس کا کسی خاص خطے اور علاقے سے کوئی تعلق نہیں ہے، ہم کسی ایسی جہادی تحریک پر حکم نہیں لگاتے جو کسی بھی مرتد حکومت کے خلاف بر سر پیکار ہے، جیسے کہ کچھ اسلامی ممالک میں ایسا ہو رہا ہے؛ کیونکہ انہیں اپنے علاقوں کے حالات کے متعلق ہم سے زیادہ علم ہے، بلکہ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالی ان کی مدد فرمائے، اور انہیں بصیرت سے بھی نوازے۔ اور اگر وہ اپنے اہداف میں کامیاب نہیں بھی ہوتے تو ہم ان کے بارے میں اللہ کے ہاں شہادت پانے کی امید رکھتے ہیں؛ انہوں نے اپنے پروردگار کے لیے اور دین کی خاطر یہ سب اقدامات کیے، ان کی عظیم خدمات کا اعتراف ہم پر واجب ہے"(۱)

یہ واضح طور پر حامد العلی کی جانب سے قلب و جان کے ساتھ معاصر خارجیوں کی موافقت پر صراحت ہے۔

یہاں بہتر ہو گا کہ عالم ربانی شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کی خروج اور بغاوت کے حوالے سے گفتگو نقل کی جائے، یہ وہی سوال ہے جو اس خارجی سے کیا گیا تھا، لیکن دونوں جوابات کے درمیان مقارنہ اور موازنہ کرنے سے واضح ہو گا کہ ربانی علمائے کرام کون ہیں؟ جو ہر وقت اللہ تعالی سے ڈرتے ہیں اور آخرت کو یاد رکھتے ہیں، اور نام نہاد علم کے دعوے دار، خارجی منہج والے کون؟

---

(۱) اسلامی دنیا میں ناکام ہونے والی انقلابی تحریکوں سے متعلق سوال، یہ حامد عبد اللہ العلی کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا فتوی یہ ہے:

"اول: حکمرانوں کے خلاف خروج اور بغاوت جائز نہیں ہے، تاہم اگر واضح طور پر کفر کریں تو جائز ہو گا؛ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: (**الا کہ تم واضح کفر دیکھو اور تمہارے پاس اس بارے میں اللہ کی طرف سے دلیل بھی موجود ہو**)(۱)

دوم: حکمرانوں کے کافر ہونے سے متعلق فیصلہ اہل علم کریں گے، مجھ میں اتنی صلاحیت نہیں ہے کہ تمہاری حکومتوں پر حکم لگاؤں؛ کیونکہ مجھے تمہاری حکومتوں کا علم نہیں ہے، جبکہ سابقہ حدیث میں واضح لفظ ہے کہ: (**تمہارے پاس اس بارے میں اللہ کی طرف سے دلیل بھی موجود ہو**)

سوم: بغاوت اور خروج میں واضح طور پر مصلحت بھی نظر آ رہی ہو، بغاوت کے نتیجے میں نقصانات کا خدشہ نہ ہو، اس کا فیصلہ بھی اہل علم کے ہاتھ میں ہے۔

چہارم: مسلمانوں کے پاس کافر حکمران کو ہٹانے کی استطاعت اور طاقت بھی ہو۔

بہ ہر حال یہ سب زبانی گفتگو ہے؛ کیونکہ عام طور پر یہی ہوتا ہے کہ ان حکومتوں کے پاس ظاہری قوت اور طاقت زیادہ ہوتی ہے، اس لیے میں تسلی اور صبر سے کام لینے کا مشورہ دیتا ہوں، حکمت کے ذریعے دعوت میں مشغول رہیں، اور تصادم کی راہ سے پرہیز کریں"(۲)

یہاں ذرا غور کریں کہ انہوں نے کتنی پیاری بات کی ہے، اور در حقیقت ان کی یہ گفتگو شرعی قواعد اور امت کی حقیقی صورت حال کو سامنے رکھ کر خلاصہ بیان کر رہی ہے کہ:

- حکمران کے خلاف بغاوت کو صریح کفر کے ساتھ مربوط کیا، یعنی ایسا کفر ہو جس کے بارے

---

(۱) بخاری: (۷۰۵۶)، مسلم: (۱۷۰۹)

(۲) "فتاوی العلماء الأکابر" از عبد المالک رمضانی، ص: (۱۳۵-۱۳۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کوئی شک وشبہ نہ ہو، یا جس میں تاویل نہ کی گئی ہو۔

- کفر صریح ہونے کا فیصلہ اہل علم کریں گے، اہل حل و عقد اور بصیرت رکھنے والے لوگ اس پر بات کریں گے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جوشیلے، جیالے اور جذبات سے بھرے ہوئے لوگ، جنہیں کرسی کی تلاش رہتی ہے وہ بسا اوقات ایسی چیزوں کو بھی کفر شمار کر لیتے ہیں جو کفر نہیں ہوتا۔
- انہوں نے ایک اصول کی جانب اشارہ بھی کیا کہ: کسی چیز کے بارے میں اس وقت تک حکم نہیں لگایا جا سکتا جب تک اس کے بارے میں اچھی طرح علم نہ ہو، چنانچہ انہوں نے الجزائر سے سائل کے جواب میں کہا کہ: وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ الجزائر کے حکمران کافر ہیں! کیونکہ انہیں ان کے بارے میں معلومات نہیں ہیں۔
- اسی طرح انہوں نے ایک بہت بڑی قید یہ بھی لگائی کہ مصالح اور مفاسد کا خیال رکھا جائے؛ کیونکہ شریعت کی بنیاد ہی اس چیز پر ہے کہ زیادہ سے زیادہ مصالح اور مفاد کو حاصل کیا جائے اور جتنا ممکن ہو سکے نقصانات کو کم کیا جائے، چنانچہ انہوں نے کہا کہ اگر حکمران کافر بھی ہو تب بھی خروج اسی وقت جائز ہو گا جب مصالح اور فائدہ زیادہ ہو، نقصانات کم ہوں۔
- اسی طرح انہوں نے یہ بھی کہا کہ بغاوت اور خروج کی استطاعت بھی ہو، یعنی بغاوت کرنا اسی وقت جائز ہے جب انسان کے پاس طاقت ہو، بلکہ کسی بھی شرعی حکم کی تعمیل استطاعت کے ساتھ منسلک ہوتی ہے، لیکن آج انہی حکومتوں کے پاس لمبی چوڑی افواج ہیں جن کو یہ کافر قرار دیتے ہیں۔

تو شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ اور مذکورہ خارجی کی گفتگو کے درمیان موازنہ کرنے سے واضح ہوتا ہے کون نور نبوت سے رہنمائی لے کر بات کر رہا ہے اور کون ذوالخویصرہ اور نافع بن ازرق کی روحانی اولاد کا کردار ادا کر رہا ہے!!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵- خارجی اور حروری زہر امت میں پھیلانے والا ایک اور مقالہ جس کا عنوان ہے :
"الحسبة علی الحاکم "اس مقالے میں اس شخص نے حکمرانوں کو علیحدگی اور تنہائی میں نصیحت کرنے کی احادیث اور تمام اہل علم کی اس بارے میں گفتگو کو باطل قرار دیا، ان احادیث کے بارے میں اس نے کہا کہ یہ تمام احادیث ضعیف ہیں، اس شخص کے تعجب خیز استدلال کا ایک منظر یہ ہے کہ اس نے لکھا: اگر امام نماز میں زیادہ لمبی قراءت کرے تو مقتدی اس کے پیچھے سے نماز توڑ کر الگ نماز ادا کر کے جا سکتا ہے، اسی طرح حکمران پر بھی بغاوت کی جا سکتی ہے!! اس فتوے کی مزید تفصیلات آئندہ مباحث میں آئے گی۔

یہ اس خارجی کی فکر اور نظریات ہیں جو کہ اس کی اپنی کتابوں اور تحریروں میں موجود ہے، اسی لیے ایمن ظواہری نے یہ تمنا ظاہر کی تھی کہ کاش وہ بھی اس کا شاگرد ہوتا!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الجزائری بحران:

۱- معاصر خارجیوں کی کارستانیوں میں الجزائر کے انتخاب کی وجہ اور اسباب:

- اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ اگر خارجیوں کو حکومت مل جائے تو یہ مسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک کریں گے؟ اس کی زندہ، حقیقی اور زمینی مثال یہی الجزائر کا بحران ہے۔
- الجزائر میں جتنے بھی واقعات رونما ہوئے ان میں سے اکثر کے دلائل اور شواہد جمع کئے جا چکے ہیں، اس سلسلے میں ابو مصعب شامی کی کتاب: "شهادتي على الجهاد في الجزائر" اہم ترین دستاویز ہے، اسی طرح دیگر بعض خارجی مناظروں کی جانب سے بھی ان واقعات کو قلم بند کیا گیا ہے جس کی وجہ سے محققین کے لیے کافی مواد اکٹھا ہو گیا۔
- ابو مصعب شامی ابتدا میں انہی خارجیوں کے ساتھ تھا، اور اس کا ماننا تھا کہ وہ جو کچھ بھی کر رہے ہیں یہ حقیقی جہاد ہے، پھر دل میں بھی جو شیلا خون موجود تھا، لیکن جب خارجیوں کے حقیقی دانت نظر آنے لگے تو پھر اس کے دل میں اسلامی فطرت نے جوش مارا اور بد دل ہو گیا، پھر انہوں نے خارجیوں کے جرائم سے متعلق معلومات کو عینی شاہد بن کر قلم بند بھی کیا اور اعلان توبہ بھی کیا۔
- الجزائر کو خارجیوں نے لہولہان کر رکھا تھا، الجزائر میں مردوں کو درندگی کے ساتھ قتل کیا جاتا، حاملہ خواتین کے پیٹ چاک کر دیئے گئے، دودھ پیتے بچوں کو ذبح کیا گیا، نماز پڑھتے لوگوں کو قتل کیا گیا، اور کچھ اسلام کے نام نہاد واعظوں نے ان کے ان کارناموں کو بہت سراہا، ان پر خوشی کا اظہار کیا، انہوں نے سب لوگوں کو سبز باغ دکھایا کہ یہ تو اسلامی مملکت قائم ہو گئی ہے جو کہ خلافت راشدہ کی طرز پر ہے۔

درج ذیل سطور میں ابو مصعب شامی کی کتاب: "شهادتي على الجهاد في الجزائر" سے کچھ اقتباس ذکر کرتے ہیں:

پہلے مختصر تعارف: اس کتاب کا مؤلف ابو مصعب شامی ہے، یہ خارجیوں کا مناظر شمار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے، معاصر خارجیوں کی تاریخ مرتب کرنے میں بھی ابو مصعب کا خاصہ کردار ہے، ابو صعب خارجیوں کے ہاں معتبر ترین شخصیات میں شامل ہے، ابو مصعب نے خارجیوں کے حق میں کافی تحریریں بھی لکھیں اور مناظرے بھی کیے، تاہم ابو مصعب سخت گیر خارجی نہیں تھا۔

سابقہ خارجیوں کے منہج کو پرکھنے والا شخص اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ خارجیوں کی خارجیت بھی مختلف درجات کی حامل ہے۔ ابو مصعب کو الجزائر کے بحران سے متعلق معلومات ایک وعدے کی وجہ سے ملیں، افغانستان میں رہتے ہوئے ابو مصعب نے کچھ الجزائری نوجوانوں کو وعدہ دیا تھا کہ وہ الجزائر میں اٹھنے والی جہادی تحریک کے لیے تعاون کرے گا، اسی ہدف کو لیکر ابو مصعب یورپ منتقل ہوا، اور عالم اسلام میں بالعموم جبکہ الجزائر کی سرزمین پر بالخصوص خارجی نظریات کو پھیلانے کے لیے ابو قتادہ کے ساتھ مل کر الانصار نامی مجلے کا اجرا کیا، اس کا ابو مصعب نے خود صراحت کے ساتھ تذکرہ کیا ہے۔

ابو مصعب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ:

"قاری سعید نے جیل سے فرار ہونے کے بعد الجزائر سے میرے ساتھ رابطہ قائم کیا اور مجھے افغانستان[1] میں کئے ہوئے پرانے وعدے کی یاددہانی کروائی کہ اگر انہوں نے جہاد کا اعلان کیا تو الجزائر میں ان کی مدد کروں گا؛ اس پر میں نے لندن قیام کرنے کی ٹھان لی کہ بعد میں الجزائر چلا جاؤں گا، مجھ سے قاری سعید نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ میں لندن میں پہلے سے موجود میڈیا سیل کے ساتھیوں کی معاونت کرو یہ ساتھی لندن سے ان کی سپورٹ کرتے ہیں، جب تک میں الجزائر نہیں جاتا اس وقت تک میں ان کے ساتھ معاونت کروں۔

ابو عبد الرحمن امین نے جماعت کی قیادت سنبھال لی اور پالیسی کے ساتھ ساتھ اخباری

(۱) یہ بات اس چیز کی دلیل ہے کہ اسلامی ممالک میں خارجیت کا پھیلاؤ افغانستان میں ہونے والے وعدوں اور معاہدوں کی وجہ سے عمل میں آیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیان میں بھی تبدیلی آنے لگی، اسی طرح مسلح جماعت اسلامی کی کاروائیوں میں بھی تبدیلی رونما ہوئی، اس کی مثال درج ذیل امور ہیں:

- جماعت کی جانب اخباری بیانات میں اضافہ ہوگیا، سول افراد سے تصادم اختیار کرنے کے لیے رائے عامہ ہموار کی جانے لگی، انہیں قتل کرنے کی دھمکیاں دی جانے لگی، ان میں ذرائع ابلاغ کے وزیر اطلاعات ونشریات سے لیکر گلیوں میں اخبار بیچنے والے لڑکوں تک کو مخاطب کیا گیا! پھر تعلیمی اداروں میں بھی اسی طرح کیا گیا کہ اساتذہ سے لیکر بچوں تک کو قتل کی دھمکیاں دی جانے لگیں، ایسے ہی وزارت پٹرولیم کے وزیر سے لیکر پٹرول پمپ پر کام کرنے والے مزدوروں تک دھمکیاں دی گئیں۔
- حکومتی اداروں میں کام کرنے والے افراد کی عورتوں، بچوں کو قتل کرنے کے فتوے دیئے گئے اور اسے جائز قرار دیا گیا۔
- عام گفتگو میں تکفیری لب ولہجہ رسنے لگا، پھر ۱۹۹۵ کے آخر میں ابو عبد الرحمن امین نے اپنی ٹیم کے ہمراہ بڑی کاروائی کرتے ہوئے شیخ محمد السعید کو قتل کر دیا، مجاہد عبد الوہاب عمارہ اور دیگر نوجوانوں کو قتل کر دیا، یہ سب نوجوان جماعت کے اسٹوڈنٹ ونگ میں شامل تھے، اور "**الوحدة في الجماعة**" مفاہمت کے ذریعے جماعت میں شامل ہوئے تھے۔
- پھر ابو عبد الرحمن امین نے اپنے جنگجوؤں کو عام لوگوں کو ساتھ والے گاؤں میں لے جا کر اجتماعی قتل وغارت کا حکم دیا، ان پر الزام یہ تھا کہ یہ لوگ حکومتی مسلح دستوں میں شامل ہو گئے ہیں، ابو عبد الرحمن نے انہیں کافر قرار دیا اور پھر انہیں قتل کر دیا، انہیں مرتد کہہ کر ان کی عورتوں کو بھی قیدی بنا لیا۔
- اس جرم کے بعد ابو عبد الرحمن امین نے ایک کتاب شائع کی: "**هداية رب العالمين**" اور اسے مسلح جماعت اسلامی کا منشور قرار دیا، اس کتاب میں شدت پسندی،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دہشت گردی اور تکفیری امور واضح طور پر موجود تھے، مجرمانہ جرائم اور قتل وغارت کے لیے قواعد وضوابط مقرر کیے گئے تھے"[۱]

تو یہ ایک خارجی کی گواہی ہے خارجیوں کے خلاف، یہ کسی سُنّی کی بات نہیں ہے۔

ذیل میں ایک اور خط ہے جو کہ غالی قسم کے خارجیوں نے "عنتر زوابری" کے قتل ہونے کے بعد ابو بصیر طرطوسی کی جانب ارسال کیا تھا، اس خط میں یہ واضح کیا گیا کہ عنتر کے دور میں کیا کیا المناک واقعات رونما ہوئے تھے، اس تحریر کا عنوان ہے: "إرشاد الحائر إلى فهم الأوضاع في الجزائر "اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ:

"دعوت وجہاد کی سلفی جماعت، الجزائر کی جانب سے اپنے بھائی ابو بصیر کی جانب۔

اگر ہم کہیں کہ اہل علم اور علمائے کرام کی عدم توجہ اور رہنمائی کی قلت کی بنا پر مسلح جماعت اسلامی کے لوگ پٹڑی سے اتر گئے، تو اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہو گا، ابتدا میں یہ لوگ اچھے تھے، لیکن رفتہ رفتہ ان میں گمراہی اور غلو جڑ پکڑتا گیا اور ۱۴۱۷ ہجری میں یہ غلو انتہائی بلند تھا، یہ اس وقت ہوا جب مسلح جماعت کی سربراہی اور باگ ڈور عنتر زوابری اور اس کے ساتھیوں کے پاس آئی، انہوں نے آکر خارجی منہج کو خوب لاگو کیا، ان کے آنے کے بعد جو فتوے رونما ہوئے ان کے بارے میں نہ ہی پوچھیں تو اچھا ہے، ان فتووں میں پوری الجزائری قوم کو کافر کہا گیا، عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے انہیں قیدی بنانے کی اجازت دی گئی، مختصراً یہ کہ مرتد حکمرانوں سے جنگ کا منہ موڑ کر قوم کی جانب پھیر دیا گیا اور ایک نیا محاذ کھول لیا گیا۔

۲۰ ربیع الاول ۱۴۲۲ ہجری، دعوت وجہاد کی سلفی جماعت، الجزائر"[۲]

---

(۱) تلخیص کتاب: "شهادتي على الجهاد في الجزائر "از ابو مصعب شامی۔

(۲) "مجموعة رسائل أبو بصير طرطوسي"، ص: (۱-۲) بعنوان: الجزائر کے مجاہدین کا مراسلہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خارجیوں کے اعترافی بیانات:

موت بٹالین کا فرانزک افسر کہتا ہے کہ: "انہوں نے اپنے آپ کو اس لیے حوالے کر دیا کہ انہوں نے خواتین اور بچوں کو درندوں کے انداز سے ذبح کیا تھا، اور اسے ابو قتادہ فلسطینی نے جواز فراہم کیا"[1]

خارجی جس منشور پر عمل پیرا ہیں اس میں بھی یہ چیز موجود ہے، چنانچہ رابطہ اسلامیہ برائے دعوت و جہاد جو کہ الجزائر میں مسلح کاروائیوں میں بھی ملوث ہے، اس کے تاسیسی بیان میں ہے کہ: "جماعت اسلامی میں ابھی تک موجود نوجوانوں سے ہم اپیل کرتے ہیں کہ توبہ کر لیں، اور الجزائری قوم کے قتل و غارت سے باز آجائیں۔"

درج ذیل دستاویز میرے نزدیک خارجیوں کی اہم ترین دستاویز ہے؛ کیونکہ یہ ایک ایسے شخص کا بیان ہے جو کافی دیر تک قیادت کرتا رہا ہے لیکن بعد میں توبہ تائب ہو گیا اس کا نام ہے: "مصطفی کرطالی"، اس میں اس کا کہنا ہے کہ: "ہمیں کچھ آرڈر موصول ہوتے تھے، مثلاً: اسکولوں اور کمپنیوں میں تخریب کاری کرنی ہے، تو ہم کچھ دیر تک تو ان کو عملی جامہ پہناتے رہے لیکن پھر ہم نے تخریب کاری چھوڑ دی؛ کیونکہ ہمیں اس وقت تک یہ معلوم ہو چکا تھا یہ تخریب کاری اور دہشت گردی ہے، خاص طور پر جب مسلح جماعت اسلامی نے یہ فیصلہ کیا کہ اب ان کاروائیوں کا دائرہ کار وسیع کرنا چاہیے اور ان میں طاغوتوں کے گھرانوں، بیویوں، فوج اور پولیس میں کام کرنے والوں کے رشتہ داروں کو بھی نشانہ بنایا جائے۔

اس کے ساتھ ساتھ دینی اخلاقیات کا رنگ بھی جماعت کے کاموں سے ختم ہوتا چلا گیا؛ کیونکہ پہلے ہمیں جماعت کے اندر شرعی فیصلے سننے کو ملتے تھے، یہ شرعی فیصلے ان لوگوں کے متعلق ہوتے تھے جن کے عقائد میں شبہات پائے جاتے تھے، تو پہلے ان کی بات سنی جاتی تھی،

---

(۱) روزنامہ "الحیاۃ" ۱۹۹۵ء شمارہ نمبر: (۱۱۲۰)، ص: (۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور پھر اس کے بارے میں مشورہ کیا جاتا، قانونی طور پر مقدمے کی سماعت ہوتی اور پھر اسے صفحہ ہستی سے مٹا دیا جاتا، لیکن بعد میں یہ معاملہ متعلقہ ادارے کے انچارج کے تحت ہونے لگا، وہ جس کے خلاف چاہتا ڈیتھ وارنٹ جاری کر دیتا اور اس کے لیے کسی قسم کی وضاحت یا قانونی کاروائی یا مقدمے اور پیروی کو ضروری نہ سمجھتا۔

مجھے یاد ہے کہ ہمیں جماعت کی سپریم قیادت کی جانب ایسی ایسی رپورٹیں ملتی تھیں کہ جنہیں تصور میں لانا محال ہے، یہ معاملہ زیتونی کے عہد سے لیکر عنتر زوابری کے عہد تک محیط ہے، انہی معاملات میں سے ایک یہ بھی مجھے یاد ہے کہ ایک بڑے عہدیدار شخص کو جماعت کے ارکان کی جانب سے قتل کر دیا گیا؛ وجہ کیا تھی صرف ایک حدیث نبوی! ہوا یوں کہ ان کا طریقہ کار تھا کہ اگر سب لوگ اکٹھے مل کر کھا رہے ہیں تو پھر امیر کھانے میں پہل کرے گا، لیکن اس شخص نے حاضرین کی موجودگی میں اس حدیث [1] کو درخور اعتنا نہ سمجھا اور سب سے کہا کہ سب کھانا شروع کریں؛ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسے ذبح کر کے بوٹی بوٹی کر دیا گیا!! اور اس کام کے لیے کسی فتوے، یا مقدمے یا قانونی چارہ جوئی کی کوئی ضرورت نہ سمجھی، صرف کس وجہ سے؟ ایک حدیث کی وجہ سے!!

یہ لوگ اسلام کا نام تو لیتے ہیں لیکن اسلام کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے؛ جن لوگوں نے بھی ان کے نام نہاد اسلام کا نام لیا وہ سب کے سب قتل ہو گئے، ان میں سے جو بھی باقی بچا وہ دوسروں کے دباؤ میں آ کر کام کر رہا ہے، درحقیقت یہ ایک مافیا ہے، میں کوئی انوکھی بات نہیں کرنے لگا ہوں اور نہ ہی کوئی ڈھکی چھپی بات ہے کہ: جس وقت عنتر زوابری الجبل پہنچا تو اس کے ہاتھ میں شراب کی بوتل تھی!! یہ حقیقت ہے، بلکہ جماعت کی ساری قیادت کو اس چیز کا علم ہے؛ ماضی میں بھی جس کسی فرد نے یہ نعرہ بلند کیا تھا کہ: کوئی مفاہمت نہیں، کوئی سمجھوتہ نہیں،

---

(۱) میرے علم کے مطابق ایسی کوئی حدیث نہیں ہے، واللہ اعلم، (مترجم) آئندہ صفحات میں مؤلف بھی حاشیہ میں یہی بات لکھتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی صلح نہیں! جتنے بھی لوگوں نے مشترکہ سلامتی سے فائدہ اٹھایا وہ سب کے سب اپنی پرانی عادتوں میں لوٹ گئے؛ ان میں سے اکثریت مے خانوں میں شراب نوشی کر رہی ہیں، باقی جو بچے وہ منشیات کے دھندے میں لگ گئے، بالکل اسی طرح جیسے ان کی ۱۹۹۰ء سے پہلے کی حالت تھی۔

مثال کے طور پر آپ موت بٹالین کو ہی دیکھ لیں یہ شرار بہ کے علاقے میں بڑی سرگرم تھی؛ یہ ہر اعتبار سے ایک مکمل مافیا تھا، قتل و غارت تو ان کے لیے کوئی معنی ہی نہیں رکھتا تھا، اسی علاقے میں موت بٹالین نے بغیر کسی شرعی اور قانونی سبب کے معصوم لوگوں کو قتل کیا اور ان کی لاشوں سے دو کنویں بھر دیئے "(۱)

خارجیوں کے ہاں ایک اور معتبر دستاویز ہے، جو کہ اسماعیل نامی سابقہ خارجی کے اعترافات پر مبنی ہے، اس میں وہ کہتا ہے کہ: "الجزائری قوم کے قتل کے لیے انہوں نے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے فرمان: (**جو اپنا دین بدلے اسے قتل کر دو**) کو دلیل بنایا، جبکہ دودھ پیتے بچوں کو قتل کرنے کے لیے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے فرمان: (**وہ بھی انہی میں سے ہیں**) کو دلیل بناتے تھے"

اس شخص نے یہ بھی کہا ہے کہ: "خارجی امیر تمام معاصر علمائے کرام کو کافر قرار دیتے ہیں، جیسے کہ البانی، ابن باز، اور ابن عثیمین وغیرہ؛ کیونکہ یہ سب کے سب حکمرانوں کے ساتھ ہیں "(۲)

---

(۱) انٹرویو از مصطفی کرطالی، شائع کردہ روزنامہ "الشروق الجزائرية" مورخہ ۱۱ رجب ۱۴۲۲، بمطابق ۲۸/۱۱/۲۰۰۱ء شمارہ نمبر: (۳۳۴۰)

(۲) الجزائری اخبار: "الخبر" مورخہ: (۲۱ صفر، ۱۴۱۸ ہجری)، شمارہ نمبر: (۹۹۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

الجزائری بحران ختم کرنے کے لیے ہمارے علمائے کرام کا کردار:

اس وقت [1] تک الجزائر میں خارجیوں کا خطرہ ختم نہیں ہوا، لیکن اللہ تعالی کے فضل و کرم اور ہمارے علمائے کرام کی کاوشوں سے کافی حد تک کم ہو چکا ہے؛ کیونکہ کچھ اہل دانش نے معاصر اکابرین کے فتاوی اور حکمرانوں کے خلاف بغاوت اور خروج سے متعلق اہل علم کی گفتگو کو عوام الناس میں نشر کیا ہے جس سے لوگوں میں آگاہی کی شرح بڑھ گئی۔

جیسے کہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کی بہت سے خارجی مناظرین سے گفتگو ہوئی، ان میں حسن حطاب کی جانب بھیجا جانے والا خط مشہور ترین ہے، حسن حطاب ایک مسلح جماعت کا امیر تھا، آپ نے اسے خط میں لکھ بھیجا تھا کہ امت کے خون سے اپنے ہاتھوں کو مت رنگیں، اس خط کی وجہ سے بہت سے نوجوانوں میں تبدیلی آئی اور قتل و غارت کے کچھ عرصے کے بعد انہیں معلوم ہوا کہ واقعی ان کا عمل جہاد نہیں ہے بلکہ عین خارجیت ہے، تو بہت سے جوانوں نے اسلحہ پھینک کر اپنے آپ کو حکومت کے حوالے کر دیا اور حکومت نے ان سے در گزر والا معاملہ کیا، توبہ تائب ہونے والوں میں سر فہرست خود حسن حطاب بھی تھا۔ [2]

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کی گفتگو اس طرح بھی اثر انداز ہوئی کہ خارجیوں میں سے کچھ عقل مندوں نے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے فون پر رابطہ کیا اور شیخ سے رہنمائی طلب کی، یہ فون کال "لقاء ثوار الجزائر بالشيخ ابن عثيمين هاتفيا" کے نام سے موسوم کیسٹ میں محفوظ ہے، اس فون کال میں انہوں نے شیخ محترم سے اپنے جہاد کی شرعی حیثیت کے بارے

(۱) یہ ۱۴۳۳–۲۰۱۲ سے پہلے کی بات ہے؛ کیونکہ اس مقالے کا مناقشہ ۱۴۳۳ ذوالقعدہ، ۲۰۱۲ ستمبر میں ہوا تھا۔

(۲) "فتاوى العلماء الأكابر فيما أهدر من دماء في الجزائر" از شیخ عبد المالک رمضانی، مراسلہ بتاریخ: ۱۴ ربیع الاول ۱۴۲۱ ہجری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں سوالات کیے تھے۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے انہیں نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا کہ: جو قتل وغارت کا بازار تم نے بپا کیا ہوا ہے، اس کے بارے میں کل قیامت کے دن اللہ تعالی تم سے پوچھے گا، یہ کسی صورت میں جہاد نہیں ہے۔

شیخ محترم سے آخری سوال یہ پوچھا گیا تھا- اور یہ سوال ہر مومن مسلمان کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے؛ کیونکہ اس سوال کے جواب میں انہوں نے جو کچھ کہا ہے وہ نصیحت کے لیے کافی ہے- انہوں نے پوچھا تھا کہ شیخ جو ہمارے بھائی اس مزعومہ جہاد میں جان کی بازی لگا بیٹھے ہیں اور وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ یہ حقیقی جہاد ہے تو ان کا انجام کیا ہوگا؟ اس پر شیخ محترم نے درد بھری آواز میں کہا کہ: یہ لوگ تو اپنے اعمال کو پالیں گے، لیکن تم دنیا سے ان کے نظریات ساتھ لے کر مت جانا!(۱)

الجزائری بحران کا خلاصہ (ذیل میں خارجیوں کی گفتگو میں سے جمع کردہ جملوں پر قارئین کرام صدق دل سے غور کریں تو سمجھنے میں بہت آسانی ہو گی۔)

۱- عامۃ الناس سے تصادم اختیار کرنے کے لیے رائے عامہ ہموار کی جانے لگی، انہیں قتل کرنے کی دھمکیاں دی جانے لگی، حتی کہ پٹرول پمپ پر گاڑیوں میں پٹرول بھرنے والے مزدوروں کو بھی دھمکیاں دی گئیں۔

۲- حکومتی اداروں میں کام کرنے والے افراد کی عورتوں، بچوں کو قتل کرنے کے فتوے دیئے گئے اور اسے جائز قرار دیا گیا۔

۳- جہالت اور گمراہی پر مبنی کتاب کو انہوں نے اپنا منشور بنا لیا، جس میں شدت پسندی، دہشت گردی اور تکفیر کا پرچار تھا، مجرمانہ کاروائیوں اور معصوم لوگوں کو قتل کرنے کی

(۱) آڈیو کیسٹ بعنوان: "لقاء عبر الهاتف للشيخ ابن عثيمين مع الثوار بالجزائر"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منصوبہ بندیاں اور ضابطے ذکر کیے گئے تھے۔

۴- رخ کو مرتد حکمرانوں کے خلاف قتال سے موڑ کر ساری قوم کی طرف پھیر لیا گیا۔

۵- ہمیں کچھ آرڈر موصول ہوتے تھے، مثلاً: اسکولوں اور کمپنیوں میں تخریب کاری کرنی ہے۔

۶- مسلح جماعت اسلامی نے یہ فیصلہ کیا کہ اب ان کاروائیوں کا دائرہ کار وسیع کرنا چاہیے اور ان میں طاغوتوں کے گھرانوں، بیویوں، فوج اور پولیس میں کام کرنے والوں کے رشتہ داروں کو بھی نشانہ بنایا جائے۔

۷- شرعی فیصلے ان لوگوں کے متعلق ہوتے تھے جن کے عقائد میں شبہات پائے جاتے تھے، تو پہلے ان کی بات سنی جاتی تھی، اور پھر اس کے بارے میں مشورہ کیا جاتا، قانونی طور پر مقدمے کی سماعت ہوتی اور پھر اسے صفحہ ہستی سے مٹا دیا جاتا، لیکن بعد میں یہ معاملہ متعلقہ ادارے کے انچارج کے تحت ہونے لگا، وہ جس کے خلاف چاہتا ڈیتھ وارنٹ جاری کر دیتا اور اس کے لیے کسی قسم کی وضاحت یا قانونی کاروائی یا مقدمے اور پیروی کی ضرورت نہ سمجھتا تھا۔

۸- بڑے عہدیدار کو قتل کر کے بوٹی بوٹی کر دیا گیا اور اس کے لیے کسی فتوے یا قانونی چارہ جوئی کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی گئی، وہ بھی صرف ایک حدیث کی اہانت کرنے کی بنا پر، جس میں ان خارجیوں کے مطابق یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اکٹھے مل کر کھانا کھائیں تو پہلے امیر کھانے کی ابتدا کرے۔[۱]

۹- جس وقت عنتر زوابری الجبل پہنچا تو اس کے ہاتھ میں شراب کی بوتل تھی!! یہ حقیقت ہے، بلکہ جماعت کی ساری قیادت کو اس چیز کا علم ہے۔

۱۰- ماضی میں جس کسی فرد نے بھی یہ نعرہ بلند کیا تھا کہ: کوئی مفاہمت نہیں، کوئی سمجھوتہ نہیں،

---

(۱) میرے علم کے مطابق ایسی کوئی حدیث نہیں ہے۔ مؤلف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی صلح نہیں! جتنے بھی لوگوں نے مشترکہ سلامتی سے فائدہ اٹھایا وہ سب کے سب اپنی پرانی عادتوں میں لوٹ گئے؛ ان میں سے اکثریت مے خانوں میں شراب نوشی کر رہی ہیں، باقی جو بچے وہ منشیات کے دھندے میں لگ گئے، بالکل اسی طرح جیسے ان کی ۱۹۹۰ء سے پہلے کی حالت تھی۔

۱۱- مثال کے طور پر موت بٹالین کا ذکر کیا اور کہا کہ: آپ موت بٹالین کو ہی دیکھ لیں یہ شرارہ کے علاقے میں بڑی سرگرم تھی؛ یہ ہر اعتبار سے ایک مکمل مافیا تھا، قتل وغارت تو ان کے لیے کوئی معنی ہی نہیں رکھتا تھا، اسی علاقے میں موت بٹالین نے بغیر کسی شرعی اور قانونی سبب کے معصوم لوگوں کو قتل کیا اور ان کی لاشوں سے دو کنویں بھر دیئے۔

یہ ہے خارجیوں کی حقیقت، یعنی انہیں قتل وغارت اور عزتیں لوٹنے کا موقع کوئی بھی ملے اسے ضائع نہیں کرتے تھے، پھر یہ بات خود انہی خارجیوں کی لکھی ہوئی ہے، کسی اور نے تحریر نہیں کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الجزائری بحران کے لیے حرف آخر۔۔۔

یہاں تفصیلات بیان کرنا مقصود نہیں اور نہ ہی اس بحران کے واقعات بیان کرنا مقصود ہے، میں نے جو کچھ بھی لکھا ہے صرف اس بات کو واضح کرنے کے لیے لکھا ہے کہ اگر خارجیوں کو کسی علاقے میں تسلط مل جائے چاہے یہ تسلط جز وقتی ہی کیوں نہ ہو تو وہ کیا کیا گل کھلائیں گے، یقیناً وہ اپنے نافع بن ازرق جیسے روحانی باپ کی یاد تازہ کر دیں گے۔ (۱)

اس بات کی تائید اس چیز سے بھی ہوتی ہے کہ جب خارجی منہج کے لوگوں کو عراق میں تسلط حاصل ہوا تو انہوں نے بعینہ یہی گل کھلائے اور وحشت و درندگی کا بازار گرم کیا، اور اہل سنت کو اس میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانا پڑا، عراقی خارجیوں نے سب سے زیادہ مساجد کے ایسے ائمہ اور قبیلوں کے سربراہوں کو براہ راست نشانہ بنایا جو ان سے مختلف رائے رکھتے تھے، اور دوسری تنظیموں کے بعض لوگوں کے ساتھ دھوکا دہی سے کام بھی لیا، حالانکہ یہی لوگ ایک ہی مورچے میں مورچازن ہو کر قابض صلیبیوں کے خلاف لڑتے رہے ہیں، لیکن جب صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تو عراقی اہل سنت نے القاعدہ اور دیگر تنظیموں کے خارجیوں کو نکال باہر کیا، عراق کی گلی، گلی اور گھر، گھر سے نکال کر عراق کے اکثر علاقوں کو ان سے آزاد کروالیا۔

میں نے عراق میں ہونے والے معاملات کو زیر بحث لانے کی کوشش نہیں کی؛ کیونکہ الجزائر میں معاصر خارجیوں کی زندہ مثالیں ہمارے لیے کافی ہیں۔

---

(۱) عراق اور شام میں داعش کی کارستانیاں بھی سب کے سامنے ہیں، کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ مترجم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاصر خارجیوں کا مملکت توحید کے حوالے سے موقف:

خارجیوں کے لٹریچر کو پڑھنے کے بعد یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ انہیں اس ملک کے حکمرانوں، علمائے کرام اور عوام سے بہت زیادہ نفرت ہے۔

یہاں پر کچھ معاملات پر متنبہ کرنا چاہوں گا کہ:

۱- مملکت توحید کے خلاف خارجیوں کی عداوت کا سبب صرف یہی نہیں ہے کہ سعودی عرب کی جانب سے خارجیت کو پنپنے کی اجازت نہیں دی گئی اور اس فکر کے حاملین کو جیلوں کے پیچھے جانا پڑا، بلکہ ہم ۱۴۰۵ ہجری کے حوالے سے پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ افغان سرزمین پر ہر مجلس کا دلچسپ موضوع یہی ہوتا تھا کہ سعودی عرب کے حکمران مرتد ہیں، اور یہ ملک کافر ہے، یعنی اس معاملے کی جڑیں بہت پرانی ہیں، معاملہ ایسا نہیں ہے کہ رد عمل کے طور پر خارجیوں نے سعودی عرب سے دشمنی روا رکھی۔[۱]

اس بات کی تائید اس چیز سے بھی ہوتی ہے کہ طویلعی نے لکھا ہے کہ: "مملکت حرمین میں سختیوں اور تصادم کی وجہ سے علم جہاد کافی سالوں تک بلند نہیں ہو سکا تھا، پھر شیخ المجاہدین اسامہ بن لادن کی افغانستان میں لمبی چوڑی محنت کی وجہ سے یہاں جہاد کی صدا بلند ہوئی"[۲]

ہم پہلے یہ بھی ذکر کر آئے ہیں کہ افغانستان کی سرزمین پر ابن باز اور ابن عثیمین رحمہا اللہ کی سرعام تکفیر کی جاتی تھی، جیسے کہ ۱۴۱۷ ہجری[۳] میں سب سے پہلے دھماکے کرنے والوں نے اس چیز کا اعتراف بھی کیا، ایسے ہی مقدسی نے بھی ابن باز اور ابن عثیمین رحمہما اللہ کو

---

(۱) آڈیو کیسٹ بعنوان: "صفحات مطوية من الجهاد الأفغاني" از سراج الدین زہرانی

(۲) "فتاوى في الجهاد والسياسة الشرعية" از طویلعی، ص: (۷۵)

(۳) ابو محمد مقدسی کے ساتھ خصوصی گفتگو، شائع کردہ: ای پیپر "العصر" ص: (۱۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

افغانستان میں رہتے ہوئے کافر قرار دیا تھا۔[1]

۲- جن امور کی وجہ سے معاصر خارجیوں میں ہمارے ملک کے خلاف غیض وغضب پایا جاتا ہے، وہی امور بلکہ ان سے بھی شدید ترین امور دیگر ممالک میں پائے جاتے ہیں، لیکن وہاں پر خارجیوں کی جانب سے کوئی دھماکے وغیرہ نہیں ہوتے۔

کہتے ہیں کہ: مثال سے بات واضح ہوتی ہے، تو معاصر خارجیوں کا کہنا ہے کہ ہمارے ملک میں امریکی اڈے موجود ہیں، ان امریکی اڈوں کا وجود ملکی ضرورت کے لیے ناگزیر تھا، اس وقت جدید اسلحے کی تربیت اور دیگر ضروریات کے لیے انہیں یہاں پر بلایا گیا تھا، پھر ساتھ ہی کچھ خاص نوعیت کے حالات پیدا ہو گئے، یعنی خلیج کی پہلی جنگ چھڑ گئی، پھر اس کے بعد امریکی اڈے بند ہو گئے اور تمام کے تمام امریکی یہاں سے چلے گئے، لیکن اب بھی خارجی ان چیزوں زبان زد عام کیے ہوئے ہیں اور اپنا غیض وغضب ٹھنڈا کرنے کے لیے خوب اس پر زبانی درازی کرتے ہیں۔

اسی طرح دوسری خلیجی جنگ میں سعودی حکمرانوں نے یہ واضح طور پر بیان دیا کہ ہماری سرزمین سے کسی بھی کافر کو یہ اجازت نہیں ہوگی کہ وہ عراق پر بمباری کرے، یہ ایسا بیان تھا کہ اس سے بڑھ کچھ ہو بھی نہیں سکتا تھا، تو اس وقت دو پڑوسی ممالک کی سرزمین کو عراق میں بمباری کے لیے استعمال کیا گیا، بلکہ ایک پڑوسی ملک نے تو یہ بھی کارنامہ سرانجام دیا کہ دنیا میں امریکی افواج کا سب سے بڑا فوجی اڈا بھی اپنے ہاں کھلوایا، اس فوجی اڈے کو عیدید بیس کہتے ہیں۔

اس فوجی اڈے سے عراق اور افغانستان کے علاقے میں مسلمانوں پر بمباری کی گئی، اس وقت تک اس فوجی اڈے پر امریکی صلیبی افواج موجود ہیں، لیکن ان کے بارے میں ایک حرف

---

(۱) گرفتار مجرموں کے اعترافی بیانات، شائع کردہ روزنامہ اخبار "الشرق الأوسط" مورخہ: ۲۵/۱۲/۱۴۱۶ ہجری، شمارہ نمبر: (٦٢٧)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی ان خارجیوں نے کبھی بھی زبان سے نہیں نکالا، بلکہ اس ملک میں کبھی بھی کوئی بم دھماکہ بھی نہیں ہوا، حالانکہ وہ بھی جزیرہ عرب میں شامل ہے، تو یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس تفریق میں کیاراز ہے؟ اگر ہمارے ملک کے خلاف ان خارجیوں کی زبان درازی حق پر مبنی ہوتی تو اس پڑوسی ملک کے بارے میں بھی وہی رویہ ہوتا، لیکن حقیقت ایسا نہیں ہے!

۳- ظاہری طور پر یہ لگتا ہے، حقیقت سے اللہ واقف ہے کہ: اس ملک کو یہ لوگ اس لیے اپنے نشانے پر رکھے ہوئے ہیں، یہ ایک پورا خارجی اور حروری نیٹ ورک ہے اور اس کا ہدف یہ ہے کہ تمام کی تمام کافر اور مرتد حکومتوں کے خلاف بغاوت کی جائے، لیکن چونکہ مملکت حرمین میں خیر و بھلائی زیادہ ہے، یہاں شر پسند امور کم ہیں، عقیدہ اور منہج کے اعتبار سے یہاں کے لوگ زیادہ صحیح منہج پر ہیں تو جب اس کو انہوں نے نہیں چھوڑا تو دیگر ممالک کو تو بالاولی ان کے ہاں نشانے پر ہونا چاہیے۔

۴- یہ کوئی پریشانی والی بات نہیں ہے کہ غیر سعودی خارجیوں کی جانب سے سعودی عرب کے خلاف بغض و کینے کا اظہار کیا جائے، پریشانی تو اس وقت ہوتی ہے جب سعودی عرب کی سر زمین پر پلنے اور بڑھنے والے لوگ اس ملک کے خلاف بکواس کریں، زبان درازی کریں؛ کیونکہ یہ لوگ تو بچپن سے ہی صحیح عقیدہ اور صحیح نظریات پڑھتے ہیں اور انہیں اپنے ملک کی خیر و برکت کا دوسروں سے زیادہ علم ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سعودی عرب کے خلاف خارجیوں کی کارستانیاں:

اس سے پہلے ہم ان خارجیوں کا دعوی ذکر کر چکے ہیں کہ سعودی عرب نے لبنان میں مسلمانوں کے خلاف عیسائیوں کی مدد کی تھی، اسی طرح جنوبی سوڈان میں شمالی سوڈان کے مسلمانوں کے خلاف بھی عیسائیوں کی مدد کی تھی![1]

تو یہ بالکل سفید جھوٹ ہے، اس بات کی تائید انہی جیسا خارجی ہی کر سکتا ہے، ایسا بالکل نہیں ہو سکتا کہ ہمارے حکمران صلیب کے پجاریوں کی مسلمانوں کے خلاف اسلحے سے مدد کریں، یہ تو بالکل سفید جھوٹ اور الزام ہے۔

ان خارجیوں کا یہ بھی جھوٹ ہے جو کہ ظواہری نے بولا تھا کہ: "آل سعود تاریخی اور تخریبی کردار امت مسلمہ کے مسائل کے متعلق جو ادا کر رہے ہیں، وہ سب کے سامنے عیاں ہے! یہ تو ایجنٹ ہیں، انہیں مغربی صلیبی ممالک استعمال کر رہے ہیں، تاکہ مسلمانوں کی قوت کو بکھیر کر رکھ دیا جائے، یہ فلسطین میں ۱۹۳۶ء کو بپا ہونے والے انقلاب سے شروع ہوتا ہے، پھر اس کے بعد انہوں نے افغانی جہاد میں تخریب کاریاں کی، پھر وہاں پر موقع پرست جماعتوں کی مدد کی جو کہ مجددی اور ربانی کی حکومتوں سے پیدا ہوئیں تھیں، اور پھر شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز نے اسرائیل کو تسلیم کرنے کے لیے ایک تجویز پیش کی جو کہ در حقیقت تھامس فریڈمن - متعصب یہودی - کا دیا ہوا مشورہ تھا، مکہ مکرمہ کانفرنس میں سعودی حکومت نے بین الاقوامی قوانین کے احترام میں حماس کی قیادت سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، ان قوانین میں اسرائیل کا اعتراف اور فلسطین کے اکثر حصے سے دستبرداری شامل تھی"[2]

تمام کے تمام مسلمانوں کو یہ بات معلوم ہے کہ ہمارا ملک پوری دنیا میں اسلام اور

---

(۱) "رسالة إلى أبي رغال" از بن لادن، ص: (۹)

(۲) "رسالة الأزهر عرين الأسود" از ظواہری، ص: (۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کے مسائل کے کے لیے کس حد تک جد وجہد کر رہا ہے، لیکن جس شخص کے دماغ میں خارجیت بھری پڑی ہو تو اس کی زبان سے ایک بار بھی ہمارے ملک کے لیے کلمہ خیر نہیں جاری ہو گا، اگر کوئی بات منہ سے نکلے گی بھی تو وہ اتنی گری ہوئی اور گھٹیا ہو گی کہ پڑھتے ہوئے اس کے جھوٹے ہونے کا یقین ہو جائے گا۔

میں نے ایک خاص مبحث میں ان کی ایسی تمام باتوں کو نقل کر دیا ہے، اور وہ سب باتیں میری تائید بھی کرتی ہیں۔

آخر میں ہم اپنے ملک کے درخشندہ پہلو اجاگر کرنا چاہیں گے، ساتھ میں ہم اپنے حکمرانوں کے ساتھ محبت پر اللہ کو گواہ بھی بناتے ہیں، اس اظہار محبت کا ہدف معاصر خارجیوں کو آگ لگانا مقصود ہے، نیز جن لوگوں کے دلوں میں ہمارے حکمرانوں کے بارے میں خارجی پراپیگنڈے کی وجہ سے پراگندگی آگئی ہے اسے سنوارنا بھی مقصود ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سعودی حکومت کی دین اسلام کی سر بلندی کے لیے کاوشیں:

- اول: ذیل میں ہم ان وزارتوں اور حکومتی اداروں کا ذکر کرتے ہیں جن کا شریعت اسلامیہ اور اسلام کی دعوت کے ساتھ مضبوط تعلق ہے:

۱- وزارت اسلامی امور، اوقاف اور دعوت وارشاد: اس وزارت کی بنیادی ذمہ داری اندرون اور بیرون ملک میں اللہ کی جانب لوگوں کو دعوت ہے، اس وزارت کے ملازمین اور دیگر تمام عملہ تمام اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں کتاب وسنت کے داعی ہیں۔

۲- سعودی افتاء کمیٹی اور سپریم علماء کونسل۔

۳- جنرل پریزیڈنسی برائے امور مسجد الحرام ومسجد نبوی۔

۴- جنرل پریزیڈنسی برائے امر بالمعروف ونہی عن المنکر۔

۵- شاہ فہد قرآن پرنٹنگ کمپلیکس۔

- دوم: اسلامی یونیورسٹیوں کا قیام، ان تمام یونیورسٹیوں میں سب سے بڑی جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ ہے، بدعات اور خرافات سے پاک صاف عقیدہ توحید کی تعلیم اس یونیورسٹی کی ذمہ داری ہے، نیز سعودی عرب کوئی ایسی سائنسی یونیورسٹی بھی نہیں ہے جہاں پر شرعی تعلیم نہ ہو۔
- سوم: تمام عسکری اور سول اداروں میں دینی امور کے ادارے۔
- دیگر دعوتی سرگرمیاں، مثلاً: سلفی کتب کی طباعت، مساجد کی تعمیر، اور اسلامی مراکز کا قیام۔
- کتاب وسنت کی دعوت دینے والے داعیان کی حکومتی نگرانی میں یا پرائیویٹ سیکٹر کی جانب سے رضاکارانہ کفالت۔

ممکن ہے کہ کچھ اور ممالک بھی ان مذکورہ سرگرمیوں میں اپنا حصہ ڈال رہے ہوں، لیکن ہمارے ملک کی امتیازی خوبی یہ ہے کہ مملکت توحید کے تمام تر اداروں میں دینی امور کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے مستقل ڈویژن موجود ہے، حتی کہ ہسپتالوں میں بھی، اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مستقل ادارہ ہے، اور ان سب سے بڑھ کر حرمین شریفین کی خدمت ہمارے ملک کے حصے میں ہے۔

اسی طرح ابتدائی تعلیم سے ہی ہمارے بچے اور یہاں رہنے والے مقیم افراد سلفی عقیدہ پڑھ رہے ہیں، اور یونیورسٹیوں میں جانے تک پڑھتے رہتے ہیں، جبکہ یہاں کے علاوہ ہر جگہ پر بدعات، خرافات، مزاروں اور قبروں کا راج ہے، ان غلط نظریات کی ترویج کے لیے ہر ممکن اقدام کیا جاتا ہے اور یہ کام سرکاری نگرانی میں انجام پاتا ہے، ان شرکیہ تہواروں اور تقریبات میں سرکاری وفود باقاعدہ شامل ہوتے ہیں۔

تیس سال قبل ہمارے پڑوس میں ایک افریقی عربی ملک میں کسی شخص پر مرتد ہونے کی سزا نافذ کی گئی تو اس ملک کی قیادت کی مدح سرائی میں تمام تر حزبی اور حروری جماعتیں لمبے لمبے قصیدے پڑھنے لگی، لیکن سعودی عرب میں شروع دن سے حدود کا نظام نافذ ہے، لیکن اس کے باوجود ایک دن بھی اس بارے میں کوئی حق بات سننے میں نہیں آئی![1]

ہم ان خارجی چوزوں اور نافع بن ازرق کی اولاد سے کوئی تعریف کا مطالبہ نہیں کرتے، بلکہ ہم ان سے اس بات کے متمنی ہیں کہ ہمارے نوجوانوں کے ذہنوں کو زہر آلود کرنا چھوڑ دیں۔

(۱) یہ بات مجھے ایک ساتھی نے امیر نایف بن عبدالعزیز سے نقل کرتے ہوئے سنائی تھی۔ مؤلف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلا مبحث: خارجی فکر کی ابتدا سے انتہا تک نشو و نما، کے لیے حرف آخر:

خاتمے سے پہلے ہم قطعی دلائل پیش کرنا چاہتے ہیں کہ موجودہ خارجی فکر کا تسلسل کس طرح قائم رہا، اور تمام آنے والوں نے جانے والوں سے بھرپور فائدہ اٹھایا، ہم یہ دلائل خارجیوں کی کتابوں سے ہی بیان کریں گے۔

۱- "پاکستان میں پچاس کی دہائی میں عبقری اور یگانہ روزگار استاذ ابو الاعلی مودودی رحمہ اللہ کی تحریروں نے بڑا ہی بنیادی سیاسی ڈھانچہ کھڑا کر دیا تھا جس میں فکرِ جہاد کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، انہوں نے اس فکر کو اپنی کتابوں اور رسائل کے ذریعے عام کیا، انہوں نے اسلامی مملکت کے وجود کے لیے خوب لکھا؛ اس کے قیام کا طریقہ بیان کیا، ان کی ایک اہم کتاب "المصطلحات الأربعة" ہے اور اس میں معاصر جہادی فکر کے بہت سے اساسی نظریات موجود ہیں"(۱)

۲- "سید قطب کی کتاب: "معالم في الطريق" اپنے معمولی حجم کے باوجود غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے، اس فکر کا لب لباب اسی میں ہے، اس میں انقلابی اور جہادی فکر کے لیے مختلف تجاویز بھی ہیں، سید قطب نے اس مرحلے کے لیے خصوصی طور پر اپنی دیگر کتابوں کی مدد سے معاصر تحریکی جہاد کے لیے مکمل منہج تیار کیا، مثلاً: "خصائص التصور الإسلامي" اور اسی طرح: "هذا الدين" اور دیگر کتابوں نے ایک معاصر انقلابی تحریک کے لیے مکمل منہج فراہم کیا جو اس مرحلے کے لیے مناسب تھا، لیکن وہ کسی بھی مرحلے کے لیے مناسب نہ تھا"(۲)

۳- سید قطب کی تحریروں اور انہیں ۱۹۶۶ء میں سزائے موت دینے سے بہت متاثر ہوا، سید قطب کی تحریروں اور کتابوں کو پڑھ کر ان کے منصوبے پر رشک آتا تھا، ان تحریروں

---

(۱) "دعوة المقاومة الإسلامية العالمية" ص: (۳۸)

(۲) سابقہ ماخذ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں زمینی حقائق کی بڑے ہی احسن انداز میں گتھیاں سلجھائی ہوتی تھیں، ڈاکٹر ایمن ظواہری نے سید قطب کو انہی تحریروں کی بنا پر ماہر معالج اور طبیب قرار دیا تھا کہ وہ اپنی پیشہ ورانہ مہارت کی بنا پر بڑے اعتماد اور عمدگی کے ساتھ جسم کو کٹ لگاتا ہے، اسے جسم کے ایک ایک حصے اور عضو کے بارے میں علم ہوتا ہے، یعنی یہ بات بالکل واضح ہے کہ ایمن ظواہری نے یہ کام سید قطب سے متاثر ہو کر کیا تھا"[۱]

۴- "اس مرحلے میں آکر اخوان المسلمین اور "الصحوة السياسية المعاصرة" [معاصر سیاسی بیداری کی تحریک] میں پھوٹ پڑ گئی اور یہ دو متضاد جہتوں میں آگے بڑھنے والی تنظیمیں بن گئیں، پھر "**المعالم**" کتاب کے ساتھ ساتھ سید قطب کی فکر نے حاکمیت، تفریق اور علیحدگی پیدا کرنے کے بعد حکمرانوں پر کفر اور ارتداد کے فتوے کو لاگو کیا، اور ان کے خلاف جہاد کی اعلانیہ دعوت دی، پھر اس جہاد کے لیے روڈ میپ بھی مہیا کیا"[۲]

۵- "اخوان المسلمون: انہوں نے ہی "الظلال" اور "**معالم**" سمیت سید قطب کی دیگر کتابیں اور اسی طرح مودودی کی کتب ہمیں گھٹی میں پلائیں، یعنی جب ہم راہ راست پر آئے تو سب سے پہلے یہیں سے فکری رہنمائی ملی"[۳]

۶- "ابن لادن نے اپنی گفتگو میں جن کلمات کو استعمال کیا ہے یہ اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ ابن لادن سید قطب اور مرحوم ابو الاعلی مودودی کی کتابوں سے بہت متاثر تھا، اسامہ بن لادن کو اخوان المسلمین سے ممتاز ہونے کی یہ اضافی خوبی ملی کہ اس نے سید قطب کے نظریات کو عملی زندگی میں ڈھال دیا، اسامہ نے ابو الاعلی مودودی کی کتابیں اچھی طرح پڑھ رکھی تھیں، خصوصاً "قرآن کی چار اصطلاحیں" یہ کتابیں خصوصی طور پہ اس بنیادی شعور اور

---

(۱) "قصة جماعة الجهاد" از ہانی سباعی، ص: (۲)

(۲) "مختصر مسار الصحوة الإسلامية" ص: (۳۸-۳۹)

(۳) "میزان الاعتدال" از ابو محمد مقدسی، ص: (۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحریک کو پیدا کرنے والی تھیں جو نوجوانوں میں گزشتہ صدی میں ستر کی دہائی میں رونما ہوئی اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت اسامہ بن لادن تحریکی تربیت حاصل کر رہا تھا"[1]

یہ ہیں معاصر خوارج کے پنپنے کے واضح گوشے، یہ تمام کی تمام باتیں خارجیوں کی معتمد کتابوں سے ہی لی گئی ہیں۔

پھر موجودہ خارجیوں کے ارتقائی مراحل اور اصول وضابطے اس چیز کی ہزار ہا بار تاکید کرتے ہیں کہ خارجیوں کے ہاں یہ معاملہ محض غلط فہمی پر مبنی نہیں ہے، نہ ہی یہ کوئی زبان کی پھسلن ہے، نہ ہی کسی حدیث یا آیت کے سمجھنے میں کوتاہی ہے، بلکہ اصل معاملہ یہ ہے کہ ان کے ہاں خارجی اصول وضابطے کار فرما ہیں، یہ اصول عام طور پر انہوں نے قدیم خارجیوں سے ہی لیے ہیں، ان میں سے کچھ اصول قدیم اصولوں سے کشید ہوئے ہیں اور معمولی مقدار میں اصول ایسے بھی ہیں جو قدیم خارجیوں کے ہاں نہیں پائے جاتے تھے، مثلاً: قدیم خارجی یہ نہیں کہتے تھے کہ اس وقت مسلمانوں کی کوئی حکومت نہیں!

اس بارے میں یا اس سے ملتی جلتی کوئی بات مجھے قدیم خارجیوں کے ہاں نہیں ملی۔

ہم نے اس مقالے میں قدیم اور معاصر خارجیوں کے مابین مماثلتیں بیان کی ہیں حتی کہ ان کا انداز گفتگو، طرز استدلال تک قدیم خارجیوں والا ہی ہے۔

تو یہ تحقیقی مقالہ اس بات کو ہمارے سامنے مزید موکد اور مصدق کر دیتا ہے کہ معاصر دہشت گرد در حقیقت خارجی ہیں، اس لیے فرزندان توحید! خارجیوں کو مت چھوڑو، ان کی گردنیں اتار دو، انہیں قیدی بناؤ اور نبی ﷺ کے اس فرمان سے خوش ہو جاؤ کہ آپ ﷺ کا

---

(۱) "ليلة القدر" ویب سائٹ پر دیکھیں: "ابن لادن کی گفتگو میں رموز اور اشارے"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمان ہے: (اگر ان خارجیوں سے لڑنے والے لشکر کو معلوم ہو جائے کہ ان کے لیے ان کے نبی کی زبانی کیا کچھ تیار کیا گیا ہے تو وہ مزید نیکی کرنے کی کوشش ہی نہ کریں)[1]

(۱) مسلم: (۱۰۶۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا مبحث:

خوارج کی صفات اور کاروائیاں

اس میں دو فصلیں ہیں:

پہلی فصل: مقدمہ

دوسری فصل: خوارج کی صفات اور کاروائیاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ:

خارجیوں کی صفات اور ان کی کاروائیوں کا مبحث چہارم: "معاصر خارجیوں کی قدیم خارجیوں سے مماثلتیں" اور مبحث پنجم "خوارج کے متعلق احادیث اور فقہ الحدیث" کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے، لیکن اس مبحث میں صرف معاصر خارجیوں کی صفات کو ذکر کیا ہے، اسے قدیم خارجیوں کے ساتھ منسلک نہیں کیا، اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ معاصر خارجیوں میں کچھ ایسی چیزیں موجود ہیں جو قدیم خارجیوں میں بھی موجود نہیں، اسی طرح قدیم خارجیوں میں کچھ چیزیں تھیں جو معاصر خارجیوں میں موجود نہیں ہیں۔

یہاں یہ بھی واضح رہے کہ اگرچہ قدیم اور جدید دونوں خارجیوں میں قدر مشترک پائی جاتی ہے لیکن پھر بھی معاصر خارجیوں میں غلو زیادہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خوارج کی صفات اور کاروائیاں:

۱- پہلی صفت: نوعمری: حکومتی اداروں کی جانب سے جاری شدہ گرفتار خارجیوں کی فہرستوں پر نظر ڈالیں تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مختلف اوقات میں گرفتار ہونے والے افراد کی عمریں ۳۰ سال سے کم ہیں اور ۳۰ سال سے زیادہ عمر والے افراد ہاتھ کی انگلیوں سے زیادہ نہیں ہیں، بلکہ ایک بڑی تعداد کی عمر ۲۰ سال سے کم ہے۔

۲- دوسری صفت: کم عقلی: مصلحت اور خرابی سے متعلقہ اصول کی ان خارجیوں کے ہاں کوئی وقعت نہیں ہے، شیطان جو کام بھی ان کے ذہن میں ڈال دے کر گزرتے ہیں، چاہے ان کی حرکت کی بنا پر کتنا ہی گھناؤنا نقصان بپا ہو!!

اس کی مثال کے طور پر آپ القاعدہ، سعودی عرب کے شرعی کمیٹی کے رکن طویلعی کا ایک رسالہ دیکھیں، اس کا عنوان ہے: "حكم استهداف المصالح النفطية" [تیل کے کنوؤں کو نشانہ بنانے کا حکم] اس رسالے کو شائع ہوئے ابھی چند مہینے بھی نہیں گزرے تھے کہ ابقیق شہر میں دنیا کی سب سے بڑی آئل ریفائنری کو تباہ کرنے کا منصوبہ معاصر خارجیوں نے بناڈالا، یہ تو اللہ کا مملکت توحید پر کرم ہوا کہ ان کی یہ منصوبہ بندی ناکام ہو گئی، اور کچھ دہشت گرد عناصر آئل ریفائنری میں داخل ہونے سے پہلے مین گیٹ پر دائمی نیند سلا دیئے گئے، اور جو ان میں سے بھاگ جانے میں کامیاب ہوئے تو انہیں بھی آئندہ ۴۸ گھنٹوں میں قتل کر دیا گیا، پھر فرزندان توحید نے ان تمام افراد کو حراست میں لے لیا جن کا اس گھناؤنے منصوبے میں کسی طرح بھی ہاتھ تھا، اس گروہ کے پکڑے جانے کے بعد انہوں نے اپنی زبانی اعترافات کئے ذیل میں انہی کی باتیں من وعن نقل کرتے ہیں:

" تنظیم القاعدہ کا ابقیق شہر کو تباہ کرنے کا اصل مقصد یہ تھا کہ امریکہ کو کسی نہ کسی طرح سعودی عرب میں گھسیٹ کر لایا جائے، اس کے لیے لوگ مریں یا زندہ رہیں، اقتصادی صورت حال تباہ کرنی پڑے۔۔۔ کچھ بھی ہو، القاعدہ کو اس چیز کی کوئی فکر نہیں تھی، ہمارا تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصل ہدف یہ تھا کہ امریکہ کو گھسیٹ کر اپنے پاس لے آئیں "!!

یہ بھی اعتراف کیا کہ: "حتمی شکل اختیار کرنے والی ہماری منصوبہ بندی یہ تھی کہ بھاری مقدار میں دھماکہ خیز مواد استعمال کیا جائے جس سے گیس اور آئل کی مشینری تباہ ہو جائے، پھر ابقیق اور رأس تنورہ- دمام اور الخبر سے متصل شہر- کے آس پاس کے علاقوں میں گیس پھیل جائے گی، یعنی مقامی دسیوں ہزار لوگ لقمہ اجل بن جائیں گے۔

پھر ہمیں بعد میں علم ہوا کہ اس حملے کے نتیجے میں صرف مشینری ہی تباہ نہیں ہو گی، بلکہ اہل ابقیق کا سرے سے کوئی تصور ہی باقی نہیں رہے گا، انہوں نے مرنا ہی مرنا ہے! اور ان کا قتل کل قیامت کے دن ہماری گردنوں پر ہو گا"

مزید یہ بھی کہا کہ: "ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ آئل ریفائنری سے خارج ہونے والی زہریلی گیس ۶۰ کلو میٹر تک پھیل سکتی ہے، یعنی مطلب یہ ہے کہ مبرز کے علاقے تک نہ بھی پہنچے تو یہ عیون شہر کو ملیامیٹ کر دے گی"

کردی نے اعتراف نے کرتے ہوئے کہا: "ہمارے خیال میں یہ معمولی کاروائی تھی، ہم صرف جذبات اور جہالت میں تھے، یہ غیر معقول اشیا کا شاخسانہ تھا"

کردی نے یہ بھی اعتراف کیا کہ ہم بچے نہیں تھے کہ اس طرح کی حرکت کرتے: "اللہ کی قسم! ہم چھوٹے بچے نہیں تھے۔۔۔ ہمارے تو اپنے بچے ہیں"

مقرن نے کہا کہ اس کے ماموں کو اس منصوبہ بندی کا پتہ چل گیا اور بتلایا کہ تمہارے منصوبے کی وجہ سے جو تباہی پھیلے گی بہت ہولناک ہو گی، ماموں نے اسے ہتھیار ڈال کر اپنے آپ کو حکومت کے حوالے کرنے کی بابت بھی کہا، اسی کو ذکر کرتے ہوئے مقرن کہتا ہے: "میرے ماموں نے مجھے کہا: یہ پاگل پن ہے، یعنی ۲۰ مربع کلو میٹر!! یعنی اتنا بڑا رقبہ دھماکے سے متاثر ہو گا!!"(۱)

---

(۱) ابقیق دہشت گرد عناصر کے اعترافات، سعودی ٹیلی ویژن پر (۲۷/۴/۱۴۲۸ ہجری) کو نشر ہوئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس منصوبہ بندی پر ذرا غور کریں کہ:

- اگر دہشت گردی کی یہ منصوبہ بندی کامیاب ہو جاتی تو یہ ۲۰ کلو میٹر سے لیکر ۶۰ کلو میٹر تک تباہی کا باعث بنتی؛ کیونکہ ابقیق میں دنیا کی سب سے بڑی آئل ریفائنری ہے، یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ پورا ابقیق شہر صفحہ ہستی سے مٹ جاتا۔
- معاصر خارجی ۱۴۱۶ - سب سے پہلا دھماکہ اسی سال ہوا تھا - سے ہمارے ملک سعودی عرب میں دھماکے کر کے مسلمانوں اور اہل ذمہ کو قتل کر رہے ہیں، کیوں؟ "مشرکوں کو جزیرہ عرب سے نکال دو" اور پھر چند سال کے بعد قتل و غارت کیوں کر رہے ہیں؟ "مشرکوں کو جزیرہ عرب میں گھسیٹ لاؤ"!! یہاں کوئی یہ بات مت کہے کہ یہ معمولی خارجیوں کا نظریہ تھا، جو کاروائیوں میں مارے جاتے ہیں! نہیں بلکہ اعلی قیادت کا بھی یہی نظریہ تھا، یہ دیکھیں کہ ابو حفص موریتانی القاعدہ کی جانب سے امریکیوں پر حملوں کی وجوہات بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ: "ہمارے پاس اتنا طاقتور اسلحہ نہیں ہے جس کی رینج کافروں تک ہو، تو ہم نے انہیں ان کے گھر میں مارنا شروع کر دیا تاکہ ہم انہیں اپنے اسلحے کی رینج میں لے آئیں"[1]

رسول اللہ ﷺ کا تو فرمان ہے کہ: (**دشمن سے جنگ کی تمنامت کرو**)[2]، لیکن یہ صرف دشمن سے جنگ کی تمنا ہی نہیں کرتے بلکہ یہ بھی تمنا رکھتے ہیں کہ کافر؛ مسلم ممالک پر چڑھائی کر ڈالیں، پھر کیا ہوا کہ کافی صلیبی چڑھ دوڑے اور افغانستان میں بیسیوں ملکوں کی افواج نے ڈیرے ڈال لیے، حالانکہ اس سے پہلے صرف ایک ملک یعنی روس کا قبضہ تھا۔

لیکن یہاں پر افسوس کا مقام یہ ہے کہ صلیبی کافروں کو افغانستان کی سرزمین پر وہ شیر بہادر نہ ملے جو ان سے جنگ کرنا چاہتے تھے، ہاں صلیبی کافروں کو ایسا اسلحہ تو مل گیا جو اس بات کی گواہی دیتا تھا کہ یہاں کوئی پہلے موجود تھا، لیکن پھر دم دبا کر بھاگ کھڑا ہوا، پھر

---

(۱) ۹/۱۱ سے متعلق تنظیم القاعدہ کے میڈیا سیل کی جانب سے جاری کردہ ویڈیو ٹیپ۔

(۲) بخاری: (۲۹۶۶)، مسلم: (۱۷۴۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

افغانی قوم نے ان کی حرکتوں کا خمیازہ بھگتا بلکہ اب بھی افغانی قوم اس کی قیمت چکا رہی ہے۔

ابو مصعب شامی نے بھی اس بات کی تصدیق کی تھی کہ یہ اسامہ بن لادن کی سوچ تھی، بلکہ یہ سوچ کئی کتابوں میں پڑھنے کو ملی ہے۔

الغرض خارجیوں کے طرز فکر اور سوچ پر رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بالکل سچا نظر آتا ہے کہ: (**خارجی بے عقل ہوں گے**)، انہوں نے اپنی اس منصوبہ بندی سے سو جوتے بھی کھائے اور سو پیاز بھی! مسلمان حکمران کے خلاف بغاوت کی، پھر اسلام دشمنوں کو اسلامی ممالک میں آدھمکنے کا جواز فراہم کیا کہ مملکت حرمین پر قابض ہو جائیں!!

۳- تیسری صفت: ان خارجیوں میں حد درجے کی بے باکی ہے، جو بھی ان کے موقف سے ہٹ کر بات کرتا ہے اس کی کوئی قدر نہیں کرتے، ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ معاصر ائمہ ثلاثہ ابن باز، البانی اور ابن عثیمین رحمهم اللہ جمیعاً کو انہوں نے کافر قرار دیا؛ وجہ صرف یہ ہے کہ یہ تینوں اہل علم ان کی انقلابی تحریکوں کے خلاف تھے، اور حکمرانوں کے خلاف بغاوت سے نوجوانوں کو خبردار کرتے تھے۔

۴- چوتھی صفت: ساری خلقت ان کے ہاں کافر ہے، حکمران سب سے پہلے ان کے ہاں کافر کا درجہ پاتے ہیں، ان کے ہاں کوئی بھی حاکم مسلمان نہیں ہے! بلکہ ان کے ہاں تو یہودی اور عیسائی ان حکمرانوں سے افضل ہیں! ان کے دعوے کے مطابق مسیلمہ بھی ان حکمرانوں سے افضل تھا!! کچھ نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ: "بلکہ اگر ہم یہ کہہ دیں کہ: "یہ حکمران یہودی حکمرانوں سے بھی بڑھ کر کفر و سرکشی میں ملوث ہیں، اس لیے ان حکمرانوں کو کافر قرار دینے میں تامل کرنا اللہ تعالی اور امت اسلامیہ کے حقوق کی تلفی ہو گی" تو ہماری یہ بات غلط نہیں ہو گی۔"!![1]

---

(۱) "أعمال تخرج صاحبها من الملة" از ابو بصیر شامی، ص: (۵۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵- پانچویں صفت: یہ پختہ عقیدہ کہ "اس وقت روئے زمین پر کوئی ملک میں مسلمان ملک نہیں ہے، حتی کہ مکہ اور مدینہ بھی ان کی نظر میں مسلمانوں کا ملک نہیں ہے"[۱]

۶- چھٹی صفت: اہل اسلام کو قتل وغارت کا نشانہ بناتے ہیں، پورے عالم اسلام میں ان کے بم دھماکے اس چیز کے گواہ ہیں۔

۷- ساتویں صفت: ہجرت کی دعوت، اس بارے میں خاص رسالے بھی لکھے گئے، بلکہ انہوں نے تو ایمان واسلام کے گڑھ مکہ اور مدینہ سے بھی ہجرت کرنے کی ترغیب دلائی۔

ایک خارجی کہتا ہے کہ: "یہ چند سطریں اسی مسئلے کے متعلق ہیں تاکہ لوگوں کو اس کے بارے میں آگاہی حاصل ہو۔ دار الکفر اور دار الحرب سے دار الاسلام کی جانب ہجرت؛ در حقیقت اس راستے کا سب سے پہلا قدم ہے، اس سے مومنوں اور طاغوتوں کے درمیان حد فاصل قائم ہو گی، یہ اللہ کی جانب لوٹ جانے کی دعوت ہے، یہ انبیائے کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین کا راستہ ہے، ان کی رفاقت بڑے ہی نصیب کی بات ہے، امید ہے کہ ان سطروں میں لکھے ہوئے الفاظ اور کلمات آگاہی کے لیے خاطر خواہ نتائج دکھائیں گے "[۲]

یہاں کسی شخص کے ذہن میں یہ بات نہ آئے کہ اس نے مکہ اور مدینہ کو ہجرت سے خارج کر دیا تھا، بلکہ اپنے رسالے کے آخر میں دوٹوک الفاظ میں لکھا ہے کہ: "احکام القرآن میں کہے گئے ابن عربی کے موقف کی کوئی حیثیت نہیں ہے کہ مکہ روزِ قیامت تک کے لیے دار اسلام ہو گا"!!، یہاں پر اچنبھے کی بات یہ ہے کہ ہجرت کرنے کی ترغیب دلانے والا شخص خود ہجرت نہیں کرتا، بلکہ خودکش حملوں کے جواز میں ایک رسالہ لکھا اور اس کے غلاف پر کندہ کیا کہ: {وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَىٰ} میرے پروردگار! میں تیری طرف

---

(۱) "ثمرات الجهاد" از مقدسی، ص: (۸۳)

(۲) "الإعلام بوجوب الهجرة من دار الكفر إلى دار الإسلام" از جربوع، ص: (۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جلدی آ گیا تا کہ تو راضی ہو جائے۔[طہ: ۸۴] یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ لوگوں کو تو ہجرت کرنے کی ترغیب دلائے لیکن خود ہجرت نہ کرے، دوسروں کو تو خود کش حملوں میں جان دے کر رضائے الٰہی پانے کی بات کرے لیکن خود اللہ کی یہ وہی رضا حاصل کرنے کے لیے آگے نہ بڑھے!!

یہ تو وہی بات ہوئی جو حمص کے مفتی کے بارے میں کتاب الادب کے مشہور واقعہ میں ہے کہ: ایک دن مفتی صاحب نے جمعہ کے دن دنیا سے بے رغبتی اور زہد کے متعلق خطبہ دیا اور خوب ترغیب دلائی، خطیب صاحب کا گھر مسجد کے ساتھ ہی تھا، خطبہ سن کر خطیب صاحب کی اہلیہ نے سمجھا کہ میرے سر تاج دنیا سے بے رغبت ہو گئے ہیں، اس لیے وہ آج کھانا بھی نہیں کھائیں گے، اس نے کھانا اٹھا کر صدقہ کر دیا، لیکن جب خطیب صاحب گھر آئے اور کھانے کا مطالبہ کیا تو بیوی نے کہا: میں نے تو آپ کو خطبے میں زہد کے متعلق بات کرتے سنا تھا، اس پر میں نے سمجھا کہ آپ دنیا سے بے رغبت ہو گئے ہیں تو کھانا میں نے صدقہ کر دیا! اس پر خطیب صاحب نے کہا: میں خطبہ تمہیں سناتا ہوں یا اہل حمص کو؟

۸- آٹھویں صفت: مخالفین کے مقتولین کے متعلق یقینی اعتقاد کہ ان میں سے ہر ایک شخص جہنمی ہے!

اس بارے میں سید فضل کہتا ہے کہ: "حکمران اور علمائے سوء، صحافی، افواج اور دیگر تمام حکمرانوں کے حاشیہ نشین سب کے سب متعین طور پر کافر ہیں"[۱]

۹- نویں صفت: یقین محکم کہ تمام خارجی جنتی ہیں، جان کا نذرانہ پیش کرنے والے شہید ہیں، یہ صفت اگرچہ قدیم خارجیوں میں بھی پائی جاتی تھی، لیکن معاصر خارجیوں نے کچھ ہاتھ آگے بڑھتے ہوئے یہ بھی کہہ دیا کہ ہمارے پیروکار مرنے سے پہلے زمین پر چلتے ہوئے بھی شہید ہیں!! پوری اسلامی تاریخ میں ایسا غلو نہیں دیکھا گیا کہ کسی نے اپنے پیروکاروں کو

(۱) "الجامع"، ص: (۱۱۱۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زندہ سلامت چلتے پھرتے ہی شہید کہہ دیا ہو۔

یہ تو یقینی طور پر آنکھوں دیکھی قطعی دلیل سے ثابت ہے کہ معاصر خارجیوں نے اپنے پیروکاروں کو کھاتے پیتے اور زندہ سلامت حالت میں شہادت کا درجہ تفویض کیا بلکہ حور عین سے معانقے کی خوشخبریاں بھی سنائیں!!

حالانکہ دوسری جانب صورت حال یہ ہے کہ اسلامی ممالک میں رہنے والی بوڑھی خواتین کو بھی اس چیز کا علم ہے کہ کسی مسلمان کو مرنے کے بعد بھی یقینی طور پر شہید کہنا جائز نہیں ہے، لیکن ادھر تو ایسے بندے کو شہادت کا درجہ دیا جا رہا ہے جس نے میدان معرکہ میں قدم ہی نہیں رکھا!

پھر سلف صالحین کی سوء خاتمہ کے خوف سے صورت حال کچھ ایسی ہوتی تھی کہ ہر وقت ان کے ذہن میں خوف ہی اٹکا رہتا تھا، حافظ ابن رجب رحمہ اللہ کہتے ہیں: "خاتمہ سابقہ زندگی کا اثر ہوتا ہے"(۱)

پھر ان سے بھی پہلے امت کے چمکتے دمکتے عظیم ستارے اپنے بارے میں یہ خوف کھاتے تھے کہ کہیں ان کا خاتمہ برا نہ ہو، لوگوں کو بھی اسی چیز کی تلقین کرتے تھے، لیکن معاصر خارجیوں نے محض اسی بات پر اکتفا نہیں کیا کہ حسن خاتمہ کی سند جاری کریں، بلکہ یہ بھی کہہ دیا کہ یہ شہید ہو گا، انہی خارجیوں کی جانب سے جاری کی جانے والی ایسی بہت سی ویڈیو کیسٹیں موجود ہیں جنہیں یہ "زفة الشهيد" [شہید کی رخصتی] کے نام سے تقریبات میں ریکارڈ کرتے ہیں، اور یہ تقریب ایسے لڑکوں کے لیے منعقد کی جاتی ہے جو خود کش حملوں میں دھماکے کریں، ان کا ذکر آئندہ صفحات میں آئے گا۔

۱۰- دسویں صفت: تھوڑا سا حق دکھا کر باطل کی ترویج، جیسے کہ ایک آڈیو کیسٹ میں اسامہ بن لادن کا کہنا ہے کہ: "میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ جس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں

---

(۱) "جامع العلوم والحكم"، ص: (۱/۵۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بلند فرمایا! امریکہ اور امریکہ میں رہنے والے افراد اس وقت تک چین کی نیند نہیں سو سکتے جب تک ہم فلسطین میں سکون اور چین نہ پالیں اور محمد ﷺ کی سرزمین سے کافر افواج کو نکال باہر نہ کر دیں"[1]

یہ در حقیقت مسلمانوں کے بارے میں مگرمچھ کے آنسو ہیں؛ کیونکہ اسی شخص نے مسلمانوں پر بارود سے بھری گاڑیاں دھماکوں سے تباہ کیں، انہی دھماکوں میں رطب و یابس ہر چیز تباہ ہو کر رہ گئی، ہم آگے چل کر یہ بھی بتلائیں گے کہ کچھ سرکردہ خارجیوں نے اپنے پیروکاروں کو یہ بھی کہا کہ اپنی بات میں کچھ ایسی باتیں لازمی شامل کریں جو لوگوں کے لیے قابل قبول بھی ہوں! حالانکہ اسی چیز کے بارے میں خلیفہ راشد علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں ہی بتلا دیا تھا کہ جب آپ نے فرمایا: "كلمة حق أريد بها الباطل" [کلمۂ حق بول کر باطل مراد لیا گیا ہے][2]

۱۱- گیارہویں صفت: اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات سمجھنے میں انتہائی کج فہمی، معاصر خارجیوں کی کتابوں اور لٹریچر کو پڑھنے کے بعد یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ کیا ان سے بھی بڑا کوئی جاہل آدمی ہے جو دسیوں صحیح بخاری اور مسلم کی روایات چھوڑ کر ایک عقلی قیاس کو دلیل بنائے اور کہے کہ حکمران کے خلاف بغاوت کرنا جائز ہے؟ عقلی قیاس یہ ہے کہ جس طرح امام اگر پانچویں رکعت نماز میں زیادہ کر دے تو مقتدی امام کی اقتدا چھوڑ سکتا ہے، لہٰذا اگر نماز میں مقتدی امام کی اقتدا اضافے کی بنا پر چھوڑ سکتا ہے تو بالکل اسی طرح اگر حکمران دین میں اضافہ کرے یا شریعت کو ہی چھوڑ دے تو رعایا بھی حکمران کو چھوڑ دے گی!![3] اگر طوالت کا خدشہ نہ ہوتا تو ہم اس کی اور بھی مثالیں ذکر کرتے۔

---

(۱) "ابن لادن قاهر الزمان" از فارس زہرانی، ص: (۱۷۴)

(۲) صحیح مسلم: (۱۰٦٦)

(۳) خطاب بعنوان: "الحسبة على الحاكم، ووسائلها ومشروعيتها" از حامد العلی، ص: (۱۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۲- بارہویں صفت: قیاس کا کثرت سے استعمال، یہ صفت قدیم خارجیوں میں بالکل واضح تھی، جیسے کہ ابن حزم نے خوارج کے بارے میں لکھا ہے کہ: "خارجی قیاس پر سب سے زیادہ عمل کرنے والے لوگ ہیں"[۱]

جیسے کہ جنگ میں لوگوں کو ڈھال بنانے کا مسئلہ ہے(مسألة التترس)، یہ ایک تصوراتی اور فرضی مسئلہ ہے، جو کہ انتہائی نادر الوقوع بھی ہے، لیکن معاصر خارجیوں نے اسی مسئلے کو لے کر مغرب سے لیکر مشرق تک، شمال سے لے کر جنوب تک ساری امت کا خون بہانے کی اجازت دے دی، اور مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگنے کی ممانعت کے متعلق دسیوں کتاب وسنت کی نصوص کو دیوار پر دے مارا، صرف کس دلیل کی بنا پر؟ یہی "مسألة التترس"!!

۱۳- تیرہویں صفت: حکم لگاتے ہوئے جلد بازی سے کام لینا، اس صفت کی بنیاد امام ذہبی کے مطابق خارجیوں کے جد امجد ذوالخویصرہ نے رکھی تھی؛ کیونکہ اس نے ظالم ہونے کا حکم پوری کائنات کے سب سے بڑے عادل اور منصف پیارے پیغمبر ﷺ پر لگایا تھا، اگر وہ بد بخت رسول اللہ ﷺ کے بارے میں زبان درازی کرنے سے کچھ باز رہتا اور رسول اللہ ﷺ سے اس کی حکمت پوچھ لیتا تو اس کی تشفی ہو جاتی۔

اسی لیے مقدسی بھی اپنی کتاب: "الكواشف الجلية في تكفير الدولة السعودية" میں سعودی حکمرانوں، وزیروں، افواج اور پولیس کو کافر قرار دینے کے بعد لکھا ہے کہ: ""میں نے یہ چند صفحات جلد بازی میں لکھے ہیں انہیں لکھتے ہوئے وقت بھی کم تھا اور مراجع ومصادر بھی دستیاب نہیں تھے "[۲]

سبحان اللہ! یعنی اتنا سنگین اور حساس معاملہ کہ جس میں فرزندان توحید پر کافر ہونے کا حکم

---

(۱)"الملل والنحل"، ص:(۱/۱۱٦)

(۲)"الکواشف"، ص:(۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لاگو کرنا ہو، خاص طور پر سعودی نوجوانوں کو جن کا عقیدہ دیگر تمام لوگوں سے بہتر ہے، لیکن اس کے باوجود یہ شخص جلد بازی، تھوڑے وقت میں، بغیر مراجع اور مصادر کے اتنی لاپرواہی کرتے ہوئے کفر کا فتوی صادر کر رہا ہے!!

۱۴- چودھویں صفت: بغل میں چھری اور منہ میں رام رام! یعنی باتیں بڑی میٹھی کریں گے لیکن کردار انتہائی گھناؤنا، دیکھنے والا ان کے نعرے دیکھے کام مت دیکھے، ان کے مطالبے کیا ہیں؟ نفاذ شریعت، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، کمزور مسلمانوں کی مدد وغیرہ ایک منصف شخص ان کے نعروں اور مطالبوں کو سن کر ان کے سحر میں گرفتار ہو جاتا ہے لیکن ان کے کردار سنگین قسم کے مجرمانہ ہیں؛ کیونکہ مطالبہ تو نفاذ شریعت کا کرتے ہیں، لیکن شرعی احکامات کی پامالی بھی سب سے پہلے یہی لوگ کرتے ہیں، جن لوگوں کو شریعت نے تحفظ فراہم کیا انہیں قتل کار ثواب سمجھتے ہیں۔ لوگوں کو تو وحی کے مطابق عمل کرنے کی دعوت دیتے ہیں، لیکن دسیوں دلائل کی رو سے لوگوں کو ملے ہوئے تحفظ کو پامال کرتے ہوئے ان کے خون سے اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔

۱۵- پندرہویں صفت: دھوکا دہی، ذخیرۂ احادیث میں آپ دیکھیں گے کہ دھوکا دہی سے متعلق احادیث کو جہاد کے آس پاس ذکر کیا جاتا ہے، محدثین کرام کا یہی وتیرہ ہے، لیکن معاصر خارجیوں کی صورت حال کچھ اس طرح ہے کہ یہی خارجی جہاد کے نام پر بارود سے بھری گاڑیاں رہائشی علاقوں یا تجارتی مراکز میں لا کر کھڑی کر دیتے ہیں اور لوگ پر امن انداز سے زندگی کی گھڑیاں بِتا رہے ہوتے ہیں لیکن یہ وہاں آ کر کشت و خون کی ہولی کھیل جاتے ہیں، دعوی یہ کرتے ہیں کہ جزیرہ عرب سے مشرکوں کو نکال دو!

۱۶- اسکولوں، یونیورسٹیوں، حکومتی ملازمتوں کو ترک کرنا، مقدسی نے اس بارے میں ایک تصنیف بھی لکھی ہے، اس کا نام ہے: "إعداد القادة الفوارس بهجر المدارس"

۱۷- روپوشی، معاصر خارجیوں کی تمام تر کاروائیاں اور ملاقاتیں "روپوشی" میں ہوتی ہیں، چنانچہ جب ہر چیز میں روپوشی ہونے لگ جائے تو پھر اس میں خیر نہیں ہوتی، انہی خفیہ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روپوش ملاقاتوں کی وجہ سے بارود سے بھری گاڑیاں متعارف ہوئیں، اور انہوں نے کاروائیوں کے نام بھی رکھے تو "بدرِ ریاض"اسی طرح "بدر الصغری" اور "العمليات المباركة"!!خارجیوں نے اپنی دہشت گردانہ کاروائیوں کے لیے یہ نام چنے ہیں جو کہ انہوں نے ریاض شہر میں کی تھیں، اسی روپوشی اور ہر بات کو خفیہ رکھنے کے حوالے سے سعد عاملی نے ایک تصنیف بھی تیار کی، اس کا نام رکھا: "الدعوة والتنظيم بين السرية والجهر"

اور جہاں تک ان کی کاروائیوں کا معاملہ ہے تو یہ سارا مقالہ ان خارجیوں کی کاروائیوں، نظریات اور مفاہیم کے متعلق ہے؛ اگر کسی نے مزید تفصیلات جانی ہوں تو وہ الجزائری بحران میں ذکر کردہ امور کو پڑھ لے وہاں پر منصف شخص کے لیے خاطر خواہ مواد موجود ہے۔

یہ اصولی صفات تھیں اس علاوہ بھی ان کی صفات ہیں جو کہ آئندہ صفحات میں ذکر ہوں گی۔

اس مبحث میں ذکر ہونے والی صفات کے متعلق جان کر کوئی بھی مسلمان یہ فیصلہ بڑی آسانی سے کر سکتا ہے کہ یہ لوگ خارجی ہیں اور انہی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے قتل کا حکم دیا، اور ان کے خلاف لڑنے والوں کو یا ان کے ہاتھوں قتل ہونے والوں کو نبی ﷺ نے بشارت بھی سنائی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسرا مبحث: معاصر اور قدیم خارجیوں کے مابین ۶۸ مماثلتیں

اس میں دو فصلیں ہیں:

پہلی فصل: اجمالی مماثلتیں

دوسری فصل: تفصیلی مماثلتیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلی فصل: اجمالی مماثلتیں

معاصر خارجیوں کے لٹریچر کو پڑھنے والا شخص اس نتیجے پر پہنچے گا کہ ان میں اور قدیم خارجیوں میں بہت زیادہ مماثلت ہے، یہ مماثلت بسا اوقات حرف بہ حرف یکساں ہوتی ہے اور بسا اوقات دونوں کی دلیل ایک ہوتی ہے اور کبھی طرزِ استدلال ایک ہوتا ہے اور کبھی عمل ایک جیسا نظر آتا ہے اور بسا اوقات صفات یکساں ہوتی ہیں؛ جیسے کہ تکفیر اور بغاوت کی بنیادی وجہ قدیم خارجیوں کے نزدیک **الحکم بغیر ما انزل اللہ** ہے۔

تو اسی طرح معاصر خارجیوں کے لٹریچر سے بھی یہی بات عیاں ہوتی ہے کہ اسلاف کی طرح ان کی صبح شام گفتگو کا محور **الحکم بغیر ما انزل اللہ** ہی ہے۔

خارجی اولاد اور اجداد کے مابین قدر مشترک یہ بھی ہے کہ دونوں شریعت سے مکمل طور پر نابلد ہیں، خارجی جتنی بنا کر بات کرلے، اس کی بات میں جہالت واضح نظر آئے گی۔

کیا اس سے بھی بڑا تعجب خیز استدلال ہو سکتا ہے کہ ایک خارجی کے مطابق رہائشی عمارتوں کے چوکیداروں، اور وہاں موجود مسلمانوں مزدوروں کو قتل کرنے کی دلیل رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کو بنایا جائے: **(میں اس شخص سے بری ہوں جو مشرکوں کے درمیان رہائش پذیر ہو)**[1]؟!

ان رہائشی بلڈنگوں کو اللہ اور اس کے رسول کے فرامین کے مطابق تحفظ حاصل تھا، پھر ان چوکیداروں اور مزدوروں نے مشرکوں کے ساتھ رہائش نہیں رکھی تھی، بلکہ جس سرزمین کے متعلق یہ خارجی بات کر رہا ہے وہ دار الاسلام ہے، علاقہ بھی مسلمانوں کا ہے، زیادہ سے زیادہ بات یہ تھی کہ ان چوکیداروں اور مزدوروں کی ملازمت کی نوعیت ایسی تھی کہ وہ ان رہائشی عمارتوں میں موجود تھے۔

---

(۱) "تفجیرات الریاض" از ابن طوالہ، ص: (۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر مذکورہ حدیث کسی بھی اعتبار سے یہ معنی نہیں دیتی کہ چوکیداروں اور مزدوروں کو قتل کر دیا جائے، ان خارجیوں کو اگر ہزار سال کی عمر بھی دے دی جائے کہ اس حدیث سے چوکیداروں اور مزدوروں کو قتل کرنے کا ربط ہی اس حدیث کے ساتھ قائم کر دیں تو تب بھی نہیں کر پائیں گے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ خارجیوں کی جہالت بیان کرتے ہیں کہ: خارجی زندقہ یا الحاد کی وجہ سے گمراہ نہیں ہوتے بلکہ نصوص کے صحیح معنی کو سمجھنے میں قاصر ہونے کی وجہ سے گمراہ ہوتے ہیں، چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ: "خارجی اگرچہ اسلام سے پار ہو چکے ہیں جیسے تیر اپنے ہدف سے پار ہو جاتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خلاف قتال کا حکم دیا، تمام صحابہ کرام اور علمائے کرام ان سے جنگ پر متفق تھے، ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دس اسانید کے ساتھ حدیث ثابت ہے، ان تمام کو مسلم نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے اور امام بخاری نے ان میں سے تین کو ذکر کیا ہے، لیکن پھر بھی خارجی عمداً جھوٹ نہیں بولتے تھے، بلکہ تمام خارجیوں کے بارے میں یہی معروف تھا کہ وہ سچ بولتے ہیں، ان کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ خارجیوں کی حدیث صحیح ترین حدیث ہوتی ہے، لیکن فہم نصوص سے قاصر تھے اور ضلالت والے نظریے کی وجہ سے گمراہ ہوئے، لہذا ان کی گمراہی زندیقیت یا الحاد کی وجہ سے نہیں تھی، بلکہ ان کی گمراہی کی اصل وجہ کتاب و سنت کے صحیح فہم سے دور رہنے کی وجہ سے تھی"[1]

ابو مصعب شامی اپنی جہالت کا اعتراف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ: "اسے الجزائر کے وحشیوں اور خارجیوں کے متعلق خبر ملی کہ وہ جہاد کی وجہ سے پہاڑوں میں رہتے ہوئے تیمم کے قائل تھے، حالانکہ وہاں چشمے وافر مقدار میں موجود تھے"[2]

---

(۱)"منهاج السنة النبوية"ص:(۱/۳۰)

(۲)"مختصر شهادتي على الجهاد في الجزائر "ص:(٦٣)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرزِ استدلال میں یکسانیت اور مماثلت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ قدیم خارجیوں نے کافروں کے متعلق نازل شدہ آیات کو نمازیوں اور مسلمانوں پر لاگو کر دیا، اس بات کی سب سے پہلے نشاندہی سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمائی تھی، جیسے کہ بخاری میں تعلیقاً اور طبری نے موصولاً اسے بیان کیا ہے۔

معاصر خارجیوں نے اس صفت اور خصلت کو بڑی مضبوطی سے اپنایا ہوا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر کوئی شخص ان خارجیوں کے ہزاروں استدلالات پر تحقیق کرے تو چند ایک کے علاوہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بات بالکل صحیح نکلے گی۔

فارس زہرانی نے اپنی کتاب: "تحريض المجاهدين الأبطال على إحياء سنة الاغتيال" میں اللہ تعالی کے فرمان: {وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ} اور تم ان کے لیے ہر گھات والی جگہ پر بیٹھو[التوبہ:۵] اور اسی طرح: {فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ} کفر کے سرغنوں سے قتال کرو[التوبہ:۱۲] سے استدلال کیا کہ چھپ کر اور دھوکا دہی کے ساتھ قتل کرنا جائز ہے، اسی طرح اپنے موقف کی تائید میں اس نے یہ حدیث بھی پیش کی کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **(کون ہے جو مجھے کعب بن اشرف سے راحت پہنچائے)**۔

حالانکہ ان آیات کے بارے میں طفل مکتب بھی جانتے ہیں کہ یہ کافروں کے سرغنوں کے متعلق نازل ہوئی ہیں، لیکن خارجیوں کو جہالت کی وجہ سے اس چیز کا علم نہیں ہے۔

میں نے معاصر اور قدیم خارجیوں کے مابین مماثلتیں ذکر کرتے ہوئے پوری کوشش کی ہے کہ لوگوں کو یہ سمجھنے میں آسانی ہو اور یقین ہو جائے کہ یہ خارجیوں کا ہی فرقہ ہے، انھوں نے عقیدہ توحید کا لبادہ اوڑھا ہوا ہے، یہ انہی لوگوں کا تسلسل ہے جن کے خلاف جنگ کرنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت بھی سنائی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری فصل: معاصر اور قدیم خارجیوں کے مابین ٦٨ مماثلتیں

۱- قدیم اور جدید خارجیوں کا بنیادی نقطہ **الحکم بغیر ما انزل الله** ہے، اسی کے سائے تلے انہوں نے لوگوں کو کافر قرار دیا اور ان کا خون خوب بہایا، نیز یہی وہ نعرہ ہے جو قدیم خارجیوں نے خلیفہ راشد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے عہد میں لگایا تھا کہ: "**لا حکم إلا لله**"[1]

معاصر خارجیوں کی صبح دوپہر اور شام کی خوراک بھی یہی ہے، یہ بھی اسی کی بنا پر ساری امت محمدیہ کو کافر کہتے ہیں۔

جیسے کہ مقدسی نے اپنی کتاب: "**الكواشف الجلية**" میں مملکت توحید و سنت کو ایسے مسائل کی بنا پر کافر قرار دیا ہے جن کے متعلق اس کا گمان تھا کہ یہ **الحکم بغیر ما انزل الله** سے تعلق رکھتے ہیں، مثلاً: سعودی شہریت حاصل کرنے کا قانون، کتابوں کی طباعت کا قانون اور لیبر قوانین وغیرہ۔

ان لوگوں کا بنیادی نقطۂ گفتگو یہی ہے کہ حکمران کافر ہے، اور اس کے خلاف بغاوت ضروری اور لازمی ہے۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ساری کائنات کو اسی مقصد کے لیے پیدا کیا گیا اور رسولوں کی بعثت، کتابوں کا نزول وغیرہ سب کچھ اسی مقصد سے ہوا۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ شریعت میں حکمران کے کافر ہونے کا ذکر موجود ہے اور اگر واضح طور پر کفر موجود ہو اور اس کے کافر ہونے پر ہمارے پاس اللہ تعالی کی طرف سے مبینہ دلائل ہوں تو اس کے خلاف بغاوت کی جا سکتی ہے، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ان خارجیوں نے لوگوں کے عقائد صحیح کرنے کی بجائے، اللہ کی وحدانیت کی دعوت دینے کی بجائے ساری توجہ اسی جانب مبذول کر دی۔

---

(۱) مسلم: (۱۰٦٦)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲- کفر کا حکم لگانے میں جلد بازی سے کام لینا: ان لوگوں کے ہاں کاف، الف، ف اور ر سے مرکب کلمہ بولنا اور لکھنا سب سے آسان ہے، انہوں نے تو چوتھے خلیفہ راشد کو بھی بڑی آسانی سے کہہ دیا تھا کہ وہ بھی -نعوذ باللہ- کافر ہیں! اور دین اسلام سے خارج ہیں، حالانکہ آپ اس وقت روئے زمین پر سب سے افضل انسان تھے۔

سبحان اللہ! کیسے قدیم اور جدید تمام خارجیوں کے ہاں کسی کو کافر کہنا آسان ترین کام ہے، یہ تو ان کے ہاں ٹھنڈا پانی پینے کی طرح مرغوب ترین مشغلہ ہے۔

ان کے اجداد نے تو اپنے زمانے کی سب سے افضل شخصیت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو کافر کہہ دیا تھا، حالانکہ آفتاب کی طرح روشن احادیث میں موجود ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سے محبت ایمان کا حصہ ہے اور آپ سے بغض نفاق ہے، لیکن یہاں تو معاملہ بغض تک نہیں رکا بلکہ کافر قرار دینے تک جا پہنچا ہے تو پھر ایسے لوگوں کا کیا حکم ہو گا؟!

المبرد نے اپنی کتاب الکامل میں ایک واقعہ ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تکفیر سے دلچسپی کس طرح خارجیوں کی رگوں میں سرایت کر گئی تھی کہ: "بنو ہاشم کا ایک غلام نافع بن ازرق کے پاس آیا اور اسے کہا کہ: مشرکوں کے بچے آگ میں ہیں، اور ہمارے خلاف چلنے والا شخص بھی مشرک ہے، اس لیے ان کے بچوں کا خون ہمارے لیے حلال ہے! اس کے جواب میں نافع نے کہا: [اپنے اس نظریے کی بنا پر] تو کافر ہو گیا ہے"[1]

یہ واقعہ پڑھنے والے کا ذہن ایک بار تو سن ہو جاتا ہے کہ خارجیوں کے اندر کتنی بے باکی تھی، بنا سوچے سمجھے فوری کہہ دیا: "تو کافر ہو گیا ہے"، اس واقعے کا بقیہ حصہ آئندہ صفحات میں آئے گا۔

---

(۱) "الكامل في اللغة والأدب" از المبرد، ص: (۳/۲۰۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جبکہ معاصر خارجیوں کے ہاں تکفیر قدیم خارجیوں سے بھی آسان ہے!! اس کی دلیل کے طور پر دیکھیں عمرو بن عبد الحکیم ایک خارجی کا "الإیضاح والتبیین في أن الطواغیت وجیوشھم کفار علی التعیین" نامی رسالہ۔ اسی طرح فارس زہرانی کا رسالہ: " الآیات والأحادیث الغزیرۃ في کفر قوات درع الجزیرۃ" یعنی ایک ہی رسالے میں تقریباً ۵۰ لاکھ فرزندان توحید کو کفر کے گھاٹ اتار دیا، پھر اس پر مستزاد یہ ہے کہ دلائل بھی ایک، دو یا تین نہیں بلکہ "غزیرۃ" یعنی موسلا دھار بارش کی مانند دلائل ہیں اس کے پاس!! روزِ قیامت اس خارجی اور مارق کو بھی علم ہو جائے گا کہ جہنم کا حقدار کون تھا؟

اس سے پہلے ہم سید فضل کی کتابوں کے رد میں ایسے تکفیری اقتباس ذکر کر آئے ہیں جس کا بار پہاڑ بھی نہ اٹھا سکیں۔

۳- مسلمانوں کے قتل و غارت کی چاہت، ان لوگوں میں مسلمانوں کا خون پینے کی بہت زیادہ پیاس پائی جاتی ہے، اس کی تفصیلات میں جانے سے پہلے ایک بار پھر واضح کر دیں کہ سلف کے آثار اور زمینی حقائق دونوں اس بات کے شاہد ہیں کہ تکفیر اور قتل و غارت دونوں لازم و ملزوم ہیں، ان میں کبھی جدائی نہیں ہوتی۔

قدیم خارجی کیا کرتے تھے؟ بازار میں نکل کر تلوار اٹھائی اور اندھا دھند قتل و غارت شروع کر دیا اور یہ نعرہ لگانا شروع کیا کہ: "لا حکم إلا للہ" لیکن معاصر خارجیوں نے اس فکر کو مزید ترقی دی اور تلوار کی بجائے بارود سے بھری گاڑی کو استعمال کرنا شروع کر دیا، اور دونوں کے نتائج میں اگر موازنہ کریں تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ ایک گاڑی جتنی تباہی مچاتی ہے قدیم خارجیوں کی دسیوں تلواریں اتنے لوگوں کو قتل نہیں کر سکتیں تھیں۔

خارجیوں کا نام سنتے ہی جو چیز ذہن میں آتی تھی وہ یہ تھی کہ خارجی کبیرہ گناہ کی وجہ سے لوگوں کو کافر کہہ دیتے ہیں لیکن مکمل چھان بین اور خوب تحقیق کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوں کہ خوارج قدیم ہوں یا جدید سب کا نام آتے ہی ذہن میں قتل وغارت اور خون کے پیاسے بھیڑیے ذہن میں آنے چاہییں۔

چنانچہ طبری رحمہ اللہ ۶۸ ہجری کے واقعات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: "جس وقت خارجی عراق سے نکلے تو مدائن کی جانب چلے گئے اور وہاں پر عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے لگے، حتی کہ حاملہ خواتین کے پیٹ چاک کئے گئے اور ایسی ایسی درندگی کی کہ ان سے پہلے کبھی کسی نے نہ کی ہوگی"[1]

بنو ہاشم کے غلام کا واقعہ جس کی جانب ہم چند صفحات پہلے اشارہ کر آئے ہیں اس میں ہے کہ جب نافع بن ازرق نے غلام سے کہا کہ: تو کافر ہو گیا ہے! تو غلام نے اسے آگے سے جواب دیا کہ اگر میں قرآن مجید سے اس کی دلیل پیش نہ کروں تو مجھے قتل کر دینا: {وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا (٢٦) إِنَّكَ إِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا} اور نوح نے کہا: میرے پروردگار! زمین پر کسی کافر کا گھر بھی باقی مت چھوڑنا[۲۶] بیشک اگر تو ان کو چھوڑے گا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور صرف کافر فاجر لوگوں کو ہی جنم دیں گے۔[نوح:۲۶،۲۷]؛ لہذا یہاں پر کافروں کا حکم اور ان کے بچوں کا حکم ہے، یہ بات سن کر نافع بن ازرق نے بھی مان لیا کہ کافروں کے بچے بھی جہنم میں ہوں گے، لہذا انہیں بھی قتل کرنا جائز ہے۔ پھر مزید کہا کہ: یہ علاقہ دار کفر ہے، صرف وہی لوگ اہل ایمان ہوں گے جو اپنا ایمان ظاہر کریں گے، ان کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا حرام ہے، ان سے شادی بیاہ، وراثت کی تقسیم وغیرہ سب حرام ہیں، ان میں سے کوئی ہمارے پاس آئے تو ہم اس کا امتحان لیں گے، ان کا حکم عرب کے کافروں والا ہے، لہذا یا تو یہ اسلام قبول کر لیں یا جنگ کے لیے تیار ہو جائیں، ان کے درمیاں رہنا اور تقیہ کرتے ہوئے اپنی شناخت چھپانا

---

(۱)"تاريخ طبري"ص:(۳/۵۰۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بالکل جائز نہیں ہے "(۱)

ذرا غور کریں کہ چھوٹے میاں یعنی غلام نے کس طرح بچوں کو کافر قرار دیا اور پھر بڑے میاں اس سے بھی بڑھ کر غلام کو ہی کافر قرار دے دیا، مزید بر آں غلام نے یہ نہیں کہا کہ میں اللہ تعالی سے توبہ مانگتا ہوں مجھ سے غلطی ہوئی ہے، نہیں بلکہ سیدھا کہہ دیا کہ: اگر ثابت نہ کروں تو مجھے قتل کر دینا!!

غور کرنے پر معاصر خارجیوں میں یہ خوبی بدرجہ اتم پائی جاتی ہے، اسی کے بارے میں **ابو قتادہ کہتا ہے کہ:** "قتل و بربریت سے ہم یہ سیکھتے ہیں کہ خون دیکھ کر ہمیں ڈر اور خوف نہ آئے، ہمیں ذبح کرنے میں مزید مہارت ملتی ہے، ہم یہ سیکھتے ہیں کہ کس طرح محفوظ ترین قلعوں میں کس طرح گھسا جاتا ہے "(۲)، اللہ تعالی ظالموں کو تباہ و برباد فرمائے۔

ایک اور خارجی کہتا ہے کہ: "اس وقت ہماری حالت وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مرتدین کی وجہ سے مسلمانوں کی تھی، یا ابتدائے جہاد میں جو حالت مومنوں کی تھی وہی ہماری ہے؛ اس لیے ہم نے کاٹ پیٹ میں ذرا تامل نہیں کرنا، ہمیں وہی کچھ کرنا ہے اور اسی کردار کو دہرانا ہے جو بنی قریظہ اور دیگر کافروں کے ساتھ اپنایا گیا تھا "(۳)

ابو محمد مقدسی کہتا ہے کہ: "یہ لوگ ذبح، قتل اور خون کی زبان ہی سمجھتے ہیں، یہ دین کا حصہ ہے، ان لوگوں کو ان کی گمراہی سے یہی زبان روک سکتی ہے، تاکہ ان کی نسلیں بھی ہمیشہ

---

(۱) "الملل والنحل" ص: (۱/۱۱۹)، "الزينة" از ابو حاتم، ص: (۲۸۴)، "الكامل في اللغة والأدب" ص: (۳/۲۰۷)

(۲) "الجهاد والاجتهاد" از ابو قتادہ، ص: (٦٧)

(۳) "إدارة الوحش" ابو بکر ناجی، ص: (۳۱-۳۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یاد رکھیں۔۔۔، یہی وہ منفرد زبان ہے جو ان کے باطل کا قلع قمع کر سکتی ہے، ان کے شر اور عداوت کے سامنے رکاوٹ بن سکتی ہے: انہیں کاٹو، ان کی گردنیں اڑاؤ، ضرب کاری لگاؤ، اور ان کی نسلوں تک کو پچھاڑ کر رکھ دو، ان کی گردنیں الگ کر کے لہراؤ، ہماری ان سے یہی جنگ ہے"(۱)

مقدسی کی اگر یہ باتیں جنگی کافروں کے خلاف ہوتیں اور شرعی جہاد کے میدان میں ہوتیں تو ان کی باتوں کا خیر مقدم کیا جاتا، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ یہ ساری باتیں اسلامی ممالک میں رہتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف کرتے ہیں، حکمرانوں اور حکومتی ملازمین کو کرتے ہیں، یہ ساری باتیں ان کے خلاف ہوتی ہیں جو حکمرانوں کو کافر نہیں سمجھتے۔ اور ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں کہ ان خارجیوں کے ہاں سب سے مسلمہ ترین اصول یہ ہے کہ " قریبی دشمن سے جنگ دور کے دشمن سے بہتر ہے"، یہ بات خارجیوں نے اپنی کتابوں میں متعدد بار لکھی ہے۔ بسا اوقات یہ بھی کہتے ہیں کہ: "مرتد کافر کو قتل کرنا اصلی کافر کو قتل کرنے سے زیادہ ضروری ہے" یہ دونوں عبارتیں تیس سے زائد خارجی کتابوں میں پائی گئی ہے، خارجیوں نے اس بارے میں مستقل کتابیں اور تصانیف بھی لکھی ہیں، میں نے سابقہ اقتباسات میں ان میں سے کچھ کا ذکر کیا ہے۔

یہ تو ان کے نظریات اور اقوال ہیں، جبکہ ان کا کردار اور کارستانیاں خارجیوں کی خونی پیاس اور معصوم لوگوں کا خون بہانے سے بھری ہوئی ہیں، اسلامی ممالک میں رونما ہونے والے دھماکے اور خود کش حملے اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ یہ سب اس میں شریک ہیں، مسلمانوں کو ابھی تک مملکت حرمین شریفین، دیگر عرب ممالک اور پاکستان وغیرہ میں ان کی کاروائیاں ابھی تک یاد ہیں۔

---

(۱) قفقفا جیل میں ابو محمد مقدسی کا: (۴ رجب ۱۴۲۵ ہجری) میں دیا ہوا خطبہ جمعہ، اس خطبے کا عنوان تھا: "المرتدون"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴- ذمیوں کا خون بہانہ قدیم اور معاصر تمام خارجیوں میں مشترکہ قدر ہے، فرقوں کے متعلق خاص کتابیں ہمیں یہ بتلاتی ہیں کہ کچھ خارجی ذمیوں کے قتل کو جائز سمجھتے تھے اور خارجیوں کا یہ فرقہ ازارقہ کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے۔

مسند احمد میں ہے کہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: "اے ابن شداد! علی نے انہیں قتل کیا ہے، تو ابن شداد نے کہا: اللہ کی قسم! علی نے خارجیوں کے خلاف مسلح کاروائی اس وقت کی جب انہوں نے ڈاکے اور چوریاں شروع کر دیں، قتل و غارت میں ملوث ہو گئے اور ذمیوں کو قتل کرنے لگے۔۔۔ الحدیث "[1]

معاصر خارجیوں نے بھی یہی روش اپنائی چنانچہ ان کے ہاں اسلامی ممالک میں رہائش پذیر مقامی غیر مسلم جیسے کہ مصر اور شام وغیرہ میں موجود ہیں، یا ذمی افراد جو اسلامی ممالک میں ویزہ لیکر داخل ہوتے ہیں یہ دونوں قسم کے غیر مسلم افراد اہل ذمہ اور صاحب امان سے جنگجو کافروں میں تبدیل ہو چکے ہیں؛ خارجیوں کا دعوی ہے کہ ان کو حکمران کی جانب سے دیا جانے والا ذمہ اور امان کالعدم ہو چکا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اسلامی ممالک میں جزیہ کبھی نہیں دیا یا انہیں جاری کردہ ویزہ کافر اور مرتد حکمران کی جانب سے دیا گیا ہے جس کی اپنی جان کو تحفظ حاصل نہیں ہے تو وہ کسی اور کو کیا تحفظ دے گا!! سید فضل اور دیگر خارجیوں کا یہی موقف ہے۔ اور اس مسئلے کے متعلق مستقل کتابیں بھی لکھی گئی ہیں "إرشاد الحيارى في إباحة دماء النصارى في جزيرة العرب"[2] ان میں سے ایک ہے۔

۵- اپنے پیروکاروں کے ہاں علمائے کرام کی ناقدری پروان چڑھانا، قدیم خارجیوں کے متعلق

---

(۱) مسند احمد: (۶۵۶) اس حدیث کو البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل (۲۴۵۹) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۲) اس کتاب کے مؤلف نے اپنے آپ کو "حفيد أبي بصير" سے موسوم کیا ہے، دیکھیں ویب سائٹ: "موقع التوحيد والجهاد"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آثار میں یہ بات ملتی ہے کہ ابن الکوا- جس وقت تک خارجیوں کے ساتھ تھا- نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا تھا: "حاملین قرآن! یہ عبد اللہ بن عباس ہے، اگر تم میں سے کوئی اسے نہیں پہچانتا تو میں اسے پہچانتا ہوں، یہی وہ شخص ہے کہ اس کے اور اس کی قوم کے متعلق آیت نازل ہوئی ہیں: {بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ} وہ بہت جھگڑالو قوم ہے۔[الزخرف:۵۸] اسے بھیجنے والے کے پاس واپس بھیج دو، اور اس سے کتاب اللہ پر مناظرہ مت کرنا"(۱)

معاصر خارجیوں میں بھی یہی روش ہے، جو بھی تکفیر میں ان کی موافقت نہ کرے تو وہ ان کے ہاں مرجئی ہے۔

جیسے کہ سلطان عتیبی رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے فرمان: (**جو شخص اپنے بھائی کو کہے: او کافر! تو دونوں میں سے ایک پر یہ لفظ لوٹ جاتا ہے**) کے متعلق کہتا ہے کہ: "مرجئی علماء اور درباری ملا اس حدیث کو لوگوں میں بہت زیادہ مقام دیتے ہیں، معاملہ یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ بہت سے لوگ یہ سمجھنے لگے ہیں کہ جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہہ دے تو وہ بھی کافر ہو جاتا ہے، حالانکہ یہ باطل موقف ہے، بہت سے دین سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی طاغوتوں کو کافر کہنے سے باز نہیں آتے، بلکہ طاغوت کو ظالم کہنے سے بھی احتراز کرتے ہیں۔"(۲)

اسی طرح ابو بصیر کا کہنا ہے کہ: "ارجاء پھیلانے والے مشائخ -اللہ انہیں تباہ و برباد کرے- ہر جگہ آپ کو چوکس نظر آئیں گے، ان کے پاس جتنا بھی علم اور نصوص یاد ہیں انہیں لے کر ہر گلی چوراہے پر دکھائی دیں گے، وہ لوگوں کے ذہن میں یہ خاکہ بٹھا رہے ہیں کہ ان تمام طاغوتوں کی اطاعت مسلمانوں پر واجب ہے، اس لیے ان طاغوتوں کی افواج بھی اسلامی ہیں

(۱) مسند احمد: (۶۵۶) اس حدیث کو البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل (۲۴۵۹) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۲) "الرسائل الأثرية" از سلطان عتیبی، ص: (۷۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہذا ان افواج میں رہ کر کام کرنا جائز ہے"[1]

اس سے پہلے ہم اسامہ بن لادن کا ائمہ حرمین کے بارے میں موقف بیان کر چکے ہیں کہ اسامہ کے نزدیک تمام ائمہ حرمین فاسق ہیں۔[2]

٦- سابقہ مماثلت کے نتیجے کے طور پر ان خارجیوں میں کوئی عالم دین بھی نہیں ہوتا؛ کیونکہ جب یہ اہل علم کی قدر نہیں کریں گے تو کس طرح اہل علم ان میں پیدا ہوں گے۔ نیز یہی وہ چیز تھی جس کی جانب ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے مناظرہ کرتے ہوئے بتلائی تھی، انہوں نے کہا تھا: "میں تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے پاس سے آیا ہوں، لیکن تمہارے ساتھ ان میں سے کوئی بھی نہیں ہے، میں تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد کے پاس سے آیا ہوں، انہی صحابہ کرام کے سامنے قرآن نازل ہوا اور انہی کو اس کی تفسیر کا زیادہ علم ہے"[3] تو اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم خارجیوں کے ساتھ ایک بھی صحابی نہیں تھا، یہی وجہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی واضح نفی کی، تو یہ بھی معلوم ہوا کہ خارجیوں کے ساتھ اس وقت کا کوئی عالم نہیں تھا؛ کیونکہ اس وقت علماء صحابہ تھے۔

اور آج بھی یہی صورت حال ہے کہ ان خارجیوں کے اندر کوئی ایک بھی ایسا شخص نہیں ہے جس نے زانوئے تلمذ طے کیے ہوں، چہ جائے کہ کوئی عالم دین ہو، ان کی قیادت عام طور پر یا تو طبیب ہیں جن کا کام ہی امت کی جراحت تھا، جیسے کہ ظواہری، سید فضل اور یا پھر اقتصادی اور ادارت کے فاضلین ہیں جیسے کہ اسامہ بن لادن وغیرہ، بلکہ یہ لوگ صاف لفظوں میں کہتے

---

(١) "أعمال تخرج صاحبها من الملة" ابو بصیر طرطوسی، ص: (١٧-١٨)

(٢) "ابن لادن قاهر الزمان" از فارس زہرانی، ص: (٤٨٣)

(٣) ابو داود، (٤٠٣٧)، اس روایت کی سند حسن ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ ہماری صفوں میں کوئی عالم دین نہیں ہونا چاہیے۔

جیسے کہ مقدسی نے لکھا ہے کہ: "اس لیے مجاہدین کو اپنے سے علاوہ فقہاء اور مناظروں کی ضرورت نہیں ہے؛ کیونکہ مجاہدین کو جس قسم کے فقہاء رہنمائی دیتے ہیں اور ان کے لیے چیر پھاڑ کے بہترین مشورے تیار رکھتے ہیں وہی سب سے بڑے فقیہ ہیں! ان کی بصیرت انتہائی تیز ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی فقاہت جہاد کی کوکھ سے جنم لیتی ہے، قتال اور کارزار کے میدانوں میں پیدا ہوتی ہے جہاں اللہ کے ساتھ سچا تعلق ہوتا ہے، انسان ہر قسم کی خواہش اور گمراہی سے دور ہوتا ہے، رسوا کن شہوت سے دور ہوتا ہے، اور جب اس کے ساتھ شرعی علم اور زمینی حقائق سے متعلق معلومات بھی ان کے سامنے ہوں تو ان کی فراست اور باریک بینی کا کوئی مدمقابل نہیں اور نہ ہی ان کی رائے غلط ہو سکتی ہے"[1]

علمائے کرام سے دور رہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ شروع سے لیکر اب تک اہل علم ہی خارجیوں کے سامنے آہنی دیوار تھے، اس لیے انہوں نے اس دیوار کو اپنے آگے سے ہٹانے کے لیے یہ حکمت عملی اپنائی اور کبار علمائے کرام سے دور رہنے لگے۔

۷- کم عمری، قدیم اور معاصر خارجیوں میں یہ صفت بھی یکساں پائی جاتی ہے، اسی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان بھی ہے کہ: **(وہ کم عمر ہوں گے)**[2]

طبری نے ابو حمزہ خارجی کے مدینہ میں داخل ہونے کے بعد والے خطاب میں ذکر کیا ہے کہ اس نے کہا تھا: "اہل مدینہ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میرے ساتھیوں کی توہین کرتے ہو اور انہیں چھوکرے اور لونڈے کہتے ہو، انہیں خانہ بدوش اور سخت دل کہتے ہو، اہل مدینہ

---

(۱) "القافلة تسير" از مقدسی، ص: (۱)

(۲) بخاری: (۶۹۳۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمہارے لیے تباہی ہو! کیا رسول اللہ ﷺ کے صحابہ بھی نوجوان نہیں تھے، کیا ان کی عمریں جوانی کی حدوں سے باہر نہیں تھیں؟ وہ شر سے اپنی آنکھوں کو بند کر لیتے تھے اور باطل کی طرف نہیں دیکھتے تھے"![1]

بڑے لطف کی بات یہ ہے کہ اس ساتویں خصلت میں جو جواب ابو حمزہ خارجی نے دیا تھا بعینہٖ یہی جواب علی معبدی نے دیا تھا جو کہ ریاض شہر کے غرناطہ کمپلیکس میں خودکش حملے میں شریک تھا۔[2]

لہٰذا خودکش حملے کرنے والوں یا مطلوب دہشت گردوں کی فہرستوں کو دیکھنے والا یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ رسول اللہ ﷺ نے بالکل سچ فرمایا تھا؛ کیونکہ ان سب کی عمریں ۲۵ سال سے کم نظر آتی ہیں۔

۸- اپنی کارستانیوں پر انہیں افسوس نہیں ہوتا، یہ اپنی کارستانیوں کو عین عبادت سمجھتے ہیں۔

اسی لیے تو معاصر خارجی اپنی بزدلانہ کاروائیوں پر فخر کرتے ہیں اور اپنی کارستانیوں کی ویڈیو ریکارڈنگ بھی کرتے ہیں، حالانکہ ان کارستانیوں کا نشانہ معصوم مسلمان بنتے ہیں، ہم ان خودکش حملوں میں ملوث افراد کی ویڈیوز کا ذکر پہلے کر آئے ہیں۔[3]

۹- پرفتن حالات میں جوان کے ساتھ مل کر قتال نہ کرے وہ کافر ہے!

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نافع بن ازرق اور اس کے ساتھی آئے اور کہنے لگے

---

(۱)"تاريخ الأمم والملوك" از طبری، ص:(۶/۵۹)

(۲) دھماکے سے قبل ریکارڈ کی گئی ویڈیو کیسٹ، شائع کردہ، تنظیم القاعدہ۔

(۳) پبلک سیکورٹی اور وزارت داخلہ کی بلڈنگ میں دھماکے کرنے والوں کا بیان، اس گروہ کا نام ہی انہوں نے "کتائب الحرمين، كتيبة الاستشهاديين" رکھا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

: عمران ! تم ہلاک و برباد ہو گئے ہو! عمران رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ہلاک نہیں ہوا، انہوں نے کہا: کیوں نہیں، آپ ضرور ہلاک ہو گئے، تو انہوں نے کہا: آخر کس چیز نے مجھے ہلاک کیا ہے ؟ انہوں نے کہا: اللہ تعالی فرماتا ہے:{وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ} کافروں و مشرکوں سے قتال کرو یہاں تک کہ فتنہ (یعنی شرک) باقی نہ رہے، اور دین پورے کا پورا اللہ کا ہو جائے، پس اگر وہ باز آ جائیں تو بیشک اللہ تعالی ان کے کردار کو دیکھ رہا ہے۔[الأنفال:٣٩] عمران رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے کفار سے اسی طرح لڑائی کی یہاں تک کہ ہم نے ان کو خطے سے باہر نکال دیا، اور دین پورے کا پورا اللہ کا ہو گیا، اگر تم چاہو تو میں تمہیں ایک حدیث بیان کروں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، انہوں نے کہا: کیا تم نے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے ؟ عمران نے کہا: ہاں، میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، میں آپ کے ساتھ موجود تھا، اور آپ نے مسلمانوں کا ایک لشکر مشرکین کے مقابلے کے لیے بھیجا، جب ان کی مڈ بھیڑ مشرکوں سے ہوئی، تو انہوں نے ان سے ڈٹ کر جنگ کی، آخر کار مشرکین نے اپنے کندھے ہماری جانب کر دیئے (یعنی ہار کر بھاگ نکلے)، میرے ایک رشتہ دار نے مشرکین کا تعاقب کر کے ایک مشرک پر نیزے سے حملہ کیا، جب اس کو پکڑ لیا، (اور کافر نے اپنے آپ کو خطرے میں دیکھا) تو اس نے «أشهد أن لا إله إلا الله» کہا اور یہ بھی کہا کہ میں مسلمان ہوں، لیکن اس نے اسے برچھی سے مار کر قتل کر دیا، پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، اور اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں ہلاک اور برباد ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **"تم سے کیا سرزد ہو گیا"**؟، ایک بار یا دو بار کہا، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا وہ واقعہ بتایا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **"تم نے اس کا پیٹ کیوں نہیں پھاڑا، تاکہ اس کے دل کی بات تمہیں معلوم ہو جاتی"**؟، اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اگر میں اس کا پیٹ پھاڑ دیتا تو کیا میں جان لیتا کہ اس کے دل میں کیا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **"تم نے نہ تو اس کی بات قبول کی، حالانکہ تمہیں اس کی دلی حالت معلوم ہی نہیں تھی"**۔ عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے متعلق خاموش رہے، پھر وہ کچھ ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دن زندہ رہ کر فوت ہو گیا، ہم نے اسے دفن کیا، لیکن صبح کو اس کی لاش قبر کے باہر پڑی تھی، لوگوں نے خیال ظاہر کیا کہ کسی دشمن نے اس کی لاش نکال پھینکی ہے، خیر پھر ہم نے اس کو دفن کیا، اس کے بعد ہم نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اس کی قبر پر پہرہ دیں، لیکن پھر صبح اس کی لاش قبر سے باہر پڑی تھی، ہم نے سمجھا کہ شاید غلام سو گئے (اور کسی دشمن نے آکر پھر اس کی لاش نکال کر باہر پھینک دی)، آخر ہم نے اس کو دفن کیا، اور رات بھر خود پہرا دیا لیکن پھر اس کی لاش صبح کے وقت قبر کے باہر تھی، پھر ہم نے اس کی لاش ان گھاٹیوں میں سے کسی ایک گھاٹی میں پھینک دی "[1]

لیکن آج کے خارجی ان کے مزعومہ جہاد میں جو بھی شرکت نہ کرے تو اسے کافر قرار دیتے ہیں، اور جہاد سے مراد بھی کیا لیتے ہیں؟ مسلمانوں کا قتل و غارت!

سلطان عتیبی کا کہنا ہے کہ: "جہاد فی سبیل اللہ سے روکنا صریح کفر ہے، اس پر قتال کیا جائے گا"[2]

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ **سے پوچھا گیا:** "یہاں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس ملک کے حکمرانوں اور علمائے کرام نے جہاد کو معطل کر دیا ہے، اور جہاد کو معطل کرنا اللہ کے ساتھ کفر ہے، تو اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟"

توانہوں نے جواب دیا کہ: "یہ کسی جاہل کی بات ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پاس بصیرت نامی کوئی چیز نہیں ہے، نہ ہی اس کے پاس شرعی علم ہے، یہ تو لوگوں کو کافر قرار دے رہا ہے جو کہ خارجیوں اور معتزلی افراد کا وتیرہ ہے، اللہ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔

---

(۱) ابن ماجہ: (۳۹۳۰)

(۲) "رسالة الطواغيت"، ص: (۲۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاہم پھر بھی ہم ان کے بارے میں بد ظنی نہیں کرتے، زیادہ سے زیادہ ہم یہی کہیں گے کہ یہ جاہل ہیں، انہیں بات کرنے سے پہلے علم حاصل کرنا چاہیے، لیکن اگر ان کے پاس علم بھی ہے پھر بھی یہ بات کرتے ہیں تو پھر یہ خارجیوں اور گمراہ لوگوں کا نظریہ ہے"[1]

۱۰- علمائے کرام کو بزدل اور ڈرپوک ہونے کا طعنہ دینا، اس بارے میں طبری نے معتمر بن سلیمان سے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نے عمران بن حدیر کو سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ ابو مجلز کے پاس بنو عمرو بن سدوس کے لوگ آئے اور کہنے لگے: ابو مجلز اللہ تعالی کے فرمان: {وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ} اور جو بھی اللہ کے نازل کردہ احکامات کے مطابق فیصلے نہ کرے تو وہی لوگ کافر ہیں[المائدۃ:۴۴] کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے، کیا یہ حق ہے؟ تو ابو مجلز نے کہا: ہاں یہ حق ہے۔

پھر انہوں نے کہا کہ اللہ تعالی کے فرمان: {وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ} اور جو بھی اللہ کے نازل کردہ احکامات کے مطابق فیصلے نہ کرے تو وہی لوگ ظالم ہیں [المائدۃ:۴۵] کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے، کیا یہ حق ہے؟ تو ابو مجلز نے کہا: ہاں یہ حق ہے۔

پھر انہوں نے کہا کہ اللہ تعالی کے فرمان: {وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ} اور جو بھی اللہ کے نازل کردہ احکامات کے مطابق فیصلے نہ کرے تو وہی لوگ فاسق ہیں [المائدۃ:۴۷] کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے، کیا یہ حق ہے؟ تو ابو مجلز نے کہا: ہاں یہ حق ہے۔

پھر انہوں نے کہا کہ: ابو مجلز یہ [بنی امیہ کے حکمران] لوگ اللہ کے نازل کردہ احکامات کے مطابق فیصلے کرتے ہیں؟

---

(۱)"الجهاد وضوابطه" از علامہ فوزان، ص:(۴۹)[مترجم]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو ابو مجلز نے کہا: ان کا دین ایمان بھی ان آیات کے مطابق ہے، وہ اسی کے داعی، قائل اور فاعل ہیں، اگر وہ اس میں کوتاہی کریں گے تو انہیں علم ہے کہ ان سے گناہ سرزد ہو گیا ہے۔

انہوں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم یہ بات نہیں ہے، تم حق بات کہنے سے ڈرتے ہو۔

اس پر ابو مجلز نے کہا: ڈرپوک تو تم ہو، میں انہیں ایسا سمجھتا ہی نہیں [یعنی میں انہیں کافر نہیں کہتا] لیکن تم انہیں کافر سمجھتے ہوئے بھی حرج محسوس نہیں کرتے"[1]

یعنی مطلب یہ ہے کہ تم مجھ سے زیادہ بزدل ہو؛ کیونکہ تم انہیں کافر سمجھتے ہوئے بھی ان کے کافر ہونے کا اعلان نہیں کرتے، جبکہ میں تو انہیں کافر سمجھتا ہی نہیں ہوں تو جو میرا نظریہ ہی نہیں ہے اس کا اعلان کیسے کروں؟

اسی طرح معاصر خارجی بھی علمائے کرام کو ڈرپوک ہونے کا طعنہ دیتے ہیں۔

یہ دیکھیں اسامہ بن لادن کہتا ہے کہ: "ہمارے ملک میں لوگ حق بات کہنے سے ڈرے ہوئے ہیں، لہذا اس بات سے متنبہ رہنا چاہیے، ہمارے بہت سے نامور علمائے کرام اس بات کا کھلے عام اظہار کر چکے ہیں کہ اگر انہوں نے حق بات کی تو انہیں خطرات لاحق ہو جائیں گے"[2]

۱۱- خارجی قرآن سمجھنے کے لیے اہل علم کے فہم کو درخور اعتنا نہیں سمجھتے، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے عہد کے خارجیوں کی یہ صفت ذکر فرمائی اور انہیں کہا تھا: "میں تمہارے پاس انصار اور مہاجرین کی طرف سے آیا ہوں، قرآن کریم انہی پر نازل ہوا تھا اور قرآن کریم کا فہم بھی ان کے پاس سب سے زیادہ ہے"[3]

---

(۱)"تفسير الطبري" ص:(۸/۴۵۸) اس کی سند صحیح ہے۔

(۲)"ابن لادن قاهر الزمان" از زہرانی، ص:(۴۷۵)

(۳) ابوداود:(۴۰۳۷)، اس کی سند حسن ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور آج کے خارجیوں نے بھی علمائے کرام کے کتاب و سنت کے فہم کو ٹھکرا دیا، بلکہ اپنے اور اہل علم کے درمیان رکاوٹیں کھڑی کر دیں، اور خود سے ورق گردانی کر کے شرعی قواعد وضوابط کو مد نظر رکھے بغیر احکامات لاگو کرنے لگے ہوئے ہیں۔

ابو قتادہ نے تو یہاں تک بھی کہہ دیا ہے کہ: "یہ وقت ورق گردانی اور کتابیں پڑھنے کا دور ہے؛ کیونکہ ایسے علماء ہی باقی نہیں رہے جو قابل اقتدا ہوں، تو ایسے حالات میں فتنوں سے تحفظ کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان کتاب و سنت کی طرف رجوع کرے، بلکہ سنت میں یہ ترغیب موجود ہے کہ انسان کتاب پڑھے شخصیات کے پیچھے مت چلے"[1]

۱۲- باجماعت نماز اور جمعہ کی ادائیگی سے کنارہ کشی اختیار کرنا، سلف صالحین اس صفت کے ذریعے خارجیوں کی کھوج لگاتے تھے، یہ خارجیوں کی پکی علامت ہے۔

عقیلی نے لکھا ہے کہ: "اسماعیل بیہسی، چالیس سال سے مسجد کے پڑوس میں رہتا تھا، اسے کبھی بھی جماعت یا جمعہ کے لیے نہیں دیکھا گیا"[2] اسی اسماعیل بیہسی کی تنظیم کا کہنا ہے کہ: "جب حکمران کافر ہو جائے تو رعایا بھی کافر ہو جاتی ہے"

ان کا یہ بھی نظریہ تھا کہ: "یہ سارا علاقہ مشرکوں کا علاقہ ہے، یہاں کے تمام باسی مشرک ہیں، جس کو آپ جانتے ہیں ان کے علاوہ سب کے پیچھے نماز چھوڑ دی گئی"[3]

جبکہ معاصر خارجیوں نے دو قدم آگے بڑھتے ہوئے اس سلسلے میں مستقل تصانیف بھی لکھ ماریں، چنانچہ **ابو قتادہ نے ایک رسالہ لکھا** اور اسے نام دیا: "مساجد الضرار"، یعنی وہ

---

(۱)"مقالة بين منهجين"، مقالہ نمبر:(۱۹)

(۲)"حاشية تهذيب الكمال"ص:(۳/۱۰۹)

(۳)"مقالات الإسلاميين واختلاف المصلين"ص:(۱/۱۰۳)، "الفرق بين الفرق"ص: (۸۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمام کی تمام مساجد جو اس کے موقف سے تصادم رکھتی ہیں وہ سب کی سب مسجد ضرار کا حکم رکھتی ہیں، ابو قتادہ نے ان تمام مساجد میں نمازیں ادا کرنے سے روک رکھا تھا۔

اسی طرح مقدسی لکھتا ہے کہ: "ہمارے ہاں مساجد کے امام یا تو طاغوتوں کے دوست ہیں تو ان کا حکم ان طاغوتی افواج اور معسکروں والا ہے، یا پھر یہ امام ان طاغوتی حکمرانوں کی ڈیموکریٹک حکومت کے لیے گنجائشیں پیدا کرتے ہیں، ان کے شرک کا دفاع اور تعاون کرتے ہیں، تو ایسے اماموں کے پیچھے ہم نماز پڑھنا جائز نہیں سمجھتے؛ کیونکہ یہ بھی انہی میں سے ہیں، ہم میں سے نہیں، بلکہ ہم ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکتے ہیں اور جو بھی ان کے پیچھے نماز پڑھے تو وہ اپنی نماز دہرائے؛ کیونکہ اللہ کا فرمان ہے: {وَلَن يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا} اور اللہ تعالی کافروں کے لیے مومنوں پر ہرگز راہ نہیں بنائے گا۔[النساء: ۱۴۱]"(۱)

معاصر خارجیوں نے اپنے اسلاف سے مزید آگے بڑھتے ہوئے صرف مساجد سے دور رہنے کا موقف نہیں اپنایا بلکہ ان مساجد کو گرانے کا حکم بھی دے دیا۔

اس بارے میں **ابو قتادہ کہتا ہے کہ:** "مسجد ضرار کے شرعی مفہوم میں وہ تمام مساجد شامل ہیں جو ان طاغوتوں نے بنوائیں ہیں کہ وہاں صرف انہی طاغوتوں کا نام لیا جائے، اور ان مساجد کا نام بھی انہی سے موسوم کیا جائے، ان تمام مساجد میں مسجد ضرار والے کافی مفاہیم پائے جاتے ہیں، مثلاً: یہ مساجد محض ریاکاری اور شہرت کے لیے بنائی گئی ہیں، اسی طرح جس رقم سے یہ مساجد بنائی گئی ہیں یہ ان طاغوتوں کا لوٹا ہوا مال تھا، اور کچھ تو سودی رقم تھی"(۲)

اس فتوے کے بعد انہی خارجیوں کے ایک مناظر نے اس کا رد لکھا اور کہا: "انہوں نے

---

(۱)"هذه عقيدتنا" ص:(۳۱)

(۲)"مساجد الضرار"، ص:(۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی مسجدوں پر کمزور اور لایعنی قسم کے شبہات کی بنا پر جو دلیل بن ہی نہیں سکتے یہ حکم لگایا کہ ان مساجد میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اب اس کا نقصان یہ ہوا کہ تمام کے تمام مسلمانوں کے اخلاق اور عبادات پر منفی اثرات رونما ہوئے؛ لوگوں نے جمعہ ادا کرنا چھوڑ دیا، نماز باجماعت کا اہتمام ختم ہو گیا، مغربی ممالک میں پہلے ہی مساجد کم ہیں اور اس فتوے کی وجہ سے وہ بھی نمازیوں سے خالی ہو گئیں، اور یہ بات سننا معمول بن گئی کہ اگر آپ کسی سے پوچھتے کہ مسجد میں جماعت اور جمعہ کی ادائیگی کے لیے کیوں نہیں آتے، حالانکہ آپ مسجد کے پڑوس میں رہتے ہیں؟ تو آگے سے بڑے آرام سے جواب دے دیا جاتا ہے کہ "یہ سب مسجد ضرار ہیں، ان میں نماز پڑھنا جائز ہی نہیں ہے"

اگر معاملہ صرف یہی تک رہتا کہ صرف مسجد سے قطع تعلقی کی جائے تو معاملہ قدرے آسان ہوتا لیکن صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ جو بھی ان کی اس رائے سے مخالف موقف رکھتا اور مسجد میں جاتا تو اسے طعنے دیئے جانے لگے برا بھلا کہا جانے لگا، چبھتے الفاظ اور کاٹنے والے بول بولے جانے لگے، صرف اس لیے کہ دوسروں کو بھی ان مساجد سے دور کر دیا جائے جو ان کے ہاں مسجد ضرار کا حکم رکھتی ہیں"(۱)

۱۳- حکمرانوں کے خلاف بغاوت کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے موسوم کرنا۔

اس بارے میں امام طبری رحمہ اللہ کہتے ہیں: "خارجی عبد اللہ بن وہب راسبی کے گھر میں اکٹھے ہوئے، عبد اللہ بن وہب نے حمد و ثنا کے بعد کہا: اللہ کی قسم! رحمن پر ایمان رکھنے والی قوم کے لیے، قرآن کو اپنا قانون سمجھنے والی قوم کے لیے یہ ہرگز روا نہیں ہے کہ اُنہیں دنیا، دنیا داری، اور دنیاوی رنگینیاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے زیادہ عزیز ہوں، حق بات کہنے

(۱) "صفة مساجد الضرار" از عبد المنعم مصطفی حلیمہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے زیادہ عزیز ہوں۔۔۔"[1] معاصر خارجی بھی یہی کچھ کر رہے ہیں۔

ایمن ظواہری کا کہنا ہے کہ: "۔۔۔میں نے صرف نوجوانوں سے نہیں بلکہ سب لوگوں سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ گلی گلی، کوچہ کوچہ، بستی بستی، قریہ قریہ، مسجد، مدرسہ، جامعہ، تنظیم، فیکٹری الغرض ہر جگہ پر ظلم کا مقابلہ کریں، پولیس میں موجود خرابیوں کے سامنے ڈٹ جائیں، اس کے لیے تمام وسائل بروئے کار لائیں، صرف اس لیے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا ہو سکے"[2]

۱۴- خارجیوں کا یہ ماننا ہے کہ مسلمانوں سے جنگ سب سے اولین فریضہ ہے۔

چنانچہ زید بن حصین نے کہا: "ہم گواہی دیتے ہیں کہ مد مقابل کے خلاف جہاد مومنین پر لازمی اور حق ہے"[3] یہ تو ہے خارجیوں کے روحانی اجداد کا عقیدہ جبکہ اولاد کا عقیدہ بھی سب کے نزدیک متفقہ طور پر یہی ہے، کوئی بھی تحقیق کار انتہائی پختگی کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہے کہ کسی کا اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

چنانچہ ابو قتادہ کہتا ہے کہ: "حکمرانوں کے حاشیہ نشینوں کے خلاف جہاد واجب ہے، ان سے ہمہ قسم کی قطع تعلقی اور عدم تعاون لازمی ہے، جب یہ بات ہمیں واضح طور پر معلوم ہو گئی کہ یہ تمام لوگ مرتد اور کافر ہیں تو سب مسلمانوں پر دفاعی جہاد واجب ہو گیا، لہذا ان سے جہاد کرنا فرض ہے یہاں تک کہ یہ لوگ صفحہ ہستی سے مٹ جائیں یا اسلام کی جانب لوٹ آئیں، ان لوگوں کے خلاف قتال کرنے کا حکم وہی ہے جو دفاعی جہاد کا ہوتا ہے، یعنی یہ جہاد فرض عین ہے"[4]

---

(۱)"تاريخ الطبري"ص:(۳/۱۱۵)

(۲)"اللقاء المفتوح"،ص:(۳۷)

(۳)"البداية والنهاية"،ص:(۱۰/۵۷۸-۵۷۹)

(۴)"مقالة بين منهجين"،مقالہ نمبر:(۳۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سارے کے سارے خارجی یہ تصور رکھتے ہیں کہ مسلمانوں اور اہل اسلام کے خلاف قتال یہودیوں اور عیسائیوں کے خلاف جہاد سے بھی ضروری ہے، ہم نے پہلے مقدسی اور سید فضل وغیرہ سے یہ بات حرف بہ حرف نقل کر دی ہے۔

رشود نے تو یہ بھی کہہ دیا تھا کہ: "مملکت حرمین کے خلاف جہاد عراق میں قتال کرنے سے بھی زیادہ ضروری اور فرض ہے"[1]

اور سید فضل نے بلا استثنا تمام امتیوں کو گناہ گار قرار دیا کہ اگر وہ مرتد اہل قبلہ کے خلاف جہاد نہیں کرتے تو سب کے سب گناہ گار ہوں گے، اس کی تفصیلات پہلے گزر چکی ہیں۔

۱۵- خارجی عام طور پر دولت کی تقسیم کو موضوع سخن بناتے ہیں، ایسا کیوں نہ ہو؟! ان کا بڑا ذو الخویصرہ بھی اسی دولت کی لالچ میں عیاں ہوا تھا، اسی بدبخت نے مال کی لالچ کرتے ہوئے ہی نبی ﷺ کو نعوذ باللہ عدم انصاف کا طعنہ دیا تھا۔

اس خصلت کی جانب حسن بصری رحمہ اللہ نے بھی اشارہ کیا ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی نے آکر کہا: آپ خارجیوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو حسن رحمہ اللہ نے کہا: وہ دنیا کے رسیا لوگ ہیں! تو اس نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ تو اپنے گھر بار سے نکل کر نیزے کی انّی پر اپنی جان رکھے ہوئے ہیں! تو حسن نے کہا: اچھا مجھے حکمران کے بارے میں بتلاؤ: کیا انہوں نے نماز پڑھنے سے روکا ہے؟ زکاۃ دینے سے روکا؟ حج اور عمرے سے روکا؟ اس نے کہا: نہیں، تو پھر حسن نے کہا: مجھے تو پھر یہی لگتا ہے کہ اس نے تمہیں دنیا نہیں دی تو تم نے دنیا کی وجہ سے ہی اس کے خلاف محاذ کھڑا کر دیا۔[2]

---

(۱) ای مجلہ "نداء الإسلام" کی جانب کیا گیا عبد اللہ رشود کا انٹرویو، ماخوذ از: ویب سائٹ "التوحید والجهاد" ص: (۱۷)

(۲) "البصائر والذخائر" از ابو حیان توحیدی، ص: (۴۷۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جبکہ معاصر خارجیوں کی کوئی بھی تحریر یا تقریر ایسی نہیں ہے جس میں انہوں نے دولت کے متعلق گفتگو نہ کی ہو، جیسے کہ:

فارس زہرانی کہتا ہے کہ: "یہ حکمران طبقہ بلا استثناذاتی طور پر عالی شان بنگلوں میں رہتے ہیں، ان کے غیر ملکی خزانے ہیں، جو کہ در حقیقت امت اسلامیہ کا لوٹا ہوا پیسہ ہے"[۱]

ابو مصعب شامی نے انہی خزانوں اور دولتوں کا ذکر کرتے ہوئے خصوصی رسالہ لکھا اور اسے "مسؤولية أهل اليمن تجاه ثروات الجزيرة" کا نام دیا۔

معاصر خارجیوں کی تمام کتابوں کو اچھی طرح چھان بین کرنے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ خارجیوں کے ہاں حاکمیت اور دولت دونوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔

۱۶- خارجی مخالفین کے بچوں اور عورتوں کا قتل جائز سمجھتے ہیں، یہ صفت تقریباً فرقوں اور مذاہب کی تفصیلات بیان کرنے والی تمام کتابوں میں ذکر ہوئی ہے۔

اور یہ بات کتابوں میں موجود ہے کہ جس وقت نافع بن ازرق نے پیچھے رہ جانے والوں سے اظہار براءت کیا اور انہیں مشرک کہا، تو اپنے مخالفوں کے بچوں اور ان کی عورتوں کو قتل کرنے کی اجازت بھی دی۔[۲] تاریخی کتب میں خارجیوں کی ایسی کاروائیاں بھی موجود ہیں۔

جبکہ معاصر خارجی بھی اسی روش پر چل رہے ہیں، جیسے کہ: ابو قتادہ خارجی الجزائر میں اپنے پیروکاروں کو ایک خصوصی پیغام لکھ کر اس کی اجازت دیتا ہے، ہم پہلے اس کے اس خط کا تذکرکر آئے ہیں۔ اسی طرح ہم پہلے یہ بھی بتلا چکے ہیں کہ ظواہری، فارس زہرانی، ابو بکر ناجی جیسے خارجیوں کے تمام سرغنوں نے ابو قتادہ کے اس فتوے کی تائید بھی کی۔

---

(۱)"ابن لادن قاهر الزمان" از فارس زہرانی، ص:(۶)

(۲)"الفرق بين الفرق"، ص:(۶۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس فتوے کو الجزائر کے خارجیوں نے بڑی گرم جوشی کے ساتھ قبول کیا اور بڑے خوش ہوئے، پھر انہوں نے نہ بچے چھوڑے نہ عورتیں نہ حاملہ مائیں!!اس طرح انہوں نے اپنی اسلاف کے ساتھ مکمل یکسانیت کی دلیل بھی مہیا کر دی۔

موت بٹالین کا فرانزک افسر-اس نے اپنے آپ کو الجزائری حکومت کے حوالے کر دیا تھا- کہتا ہے کہ: "انہوں نے اپنے آپ کو اس لیے حوالے کر دیا کہ انہوں نے خواتین اور بچوں کو درندوں کے انداز سے ذبح کیا تھا، اور اس عمل کو ابو قتادہ فلسطینی نے جواز فراہم کیا"[1]

۱۷- مسلمان حکمرانوں کے خلاف اعلانیہ گفتگو، شریعت نے حکمرانوں کے خلاف بولنے پر سختی کی ہے، اور حکمرانوں کو علیحدگی میں نصیحت کرنے کا حکم دیا ہے؛ لیکن قدیم اور جدید تمام خارجی اس حکم الہی کی مخالفت کرتے ہیں، جیسے کہ انہوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تھا۔

معاصر خارجیوں نے اس مسئلے پر مستقل تالیفات بھی لکھیں، جیسے کہ اسامہ بن لادن نے ہمارے حکمرانوں کی جانب پیغام "رسالة أبي رغال" کے نام سے بھیجا، اس میں گالیوں اور تکفیر کا پورا ایک لغت تھا! اور اسے باقاعدہ نشر بھی کیا گیا۔ اسی طرح سلطان عتیبی کی تالیف: "الحق واليقين في عداوة الطغاة والمرتدين" بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے۔

۱۸- ایک دوسرے کو معمولی بات پر قتل کرنا بھی خارجیوں کی علامت ہے، قدیم خارجیوں میں سے نجدہ نے اپنے ساتھیوں کو قتل کیا تھا۔[2]

جبکہ معاصر خارجیوں کی خبریں تو آئے دن ملتی رہتی ہیں کہ معمولی سے اختلاف کی

---

(۱) روزنامہ "الشروق" شمارہ نمبر: (۱۱۲۰)، ص: (۳)، مورخہ: (۲۰- جمادی ثانیہ-۱۴۲۸ ہجری)

(۲) "تاريخ الطبري"، ص: (۶/ ۱۷۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باعث انہوں نے اپنے ہی ساتھیوں کو بھون ڈالا، جیسے کہ **ابو مصعب شامی معاصر خارجیوں کا مورخ الجزائری بحران کی ڈائری میں لکھتا ہے کہ:** "۱۹۹۵ کے آخر میں ابو عبد الرحمن امین اور اس کی منحرف قیادت جو کہ مجرمانہ کاروائیوں میں بہت آگے بڑھ چکی تھی، انہوں نے شیخ محمد السعید، اور مجاہد عبد الوہاب عمارہ سمیت دیگر مجاہدین کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا"(۱)

ابو مصعب شامی مزید لکھتا ہے کہ: "جس افغان عرب مجاہد کو قتل کرنے کا موقع ملا انہوں نے اسے قتل کر دیا، دیگر علاقوں سے آئے مجاہدوں کو بھی انہوں نے بدعت اور مخصوص نظریات، سلفی عقیدے سے انحراف، اور ان کے منصوبوں سے تصادم کے نام پر قتل کیا، اسی طرح انہوں نے لیبیا سے تعلق رکھنے والے بہت سے مجاہدوں کو بھی دھوکا دے کر قتل کیا، اس کے لیے بھی دعوی یہی کیا گیا کہ انہوں نے بدعتی نظریات اپنا لیے تھے، انہوں نے کسی اور جماعت اور امیر کی بیعت کر لی تھی، حالانکہ یہ سب کے سب افراد جماعت کے شرعی امیر کے ماتحت ہی تھے"(۲)

پھر یوں ہوا کہ السعید کے ساتھیوں کو موقع ملا اور انہوں نے قتل کے منصوبے بنانے والے ابو عبد الرحمن امین کو قتل کر دیا، **ابو مصعب اس بارے میں لکھتا ہے کہ:** "پھر ۱۹۹۶ کے آخر میں جبل الاربعا کے مجاہدوں - یہ شیخ السعید کے ساتھیوں میں شمار ہوتے ہیں - نے ابو عبد الرحمن امین کو قتل کر دیا"(۳) اب خود ہی اندازہ لگا لیں کہ کس طرح قاتل ہی قتل ہو گیا!

ابو مصعب شامی نے یہ بھی لکھا ہے کہ: "پہاڑی علاقے میں رونما ہونے والی درندگی سے نجات پانے والے ایک نوجوان سے جب پوچھا گیا کہ یہ خارجی کس قانون اور شریعت کے

---

(۱) "مختصر شهادتي على الأوضاع في الجزائر"، ص: (۱۷)

(۲) "مختصر شهادتي على الأوضاع في الجزائر"، ص: (۵۳)

(۳) "مختصر شهادتي على الأوضاع في الجزائر"، ص: (۵۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مطابق چلتے تھے؟ تو اس نے کہا: ان کی شرعی کمیٹی سب کچھ تھی، اس کے بعد "امین" کے فیصلے حرف آخر ہوتے تھے، اس امین کے پاس ایک خوفناک قاضی تھا جو کہ اس شرعی کمیٹی کا رکن بھی تھا، ان کے کام بالکل ایسے ہی تھے جیسے کہ حسن صباح اور حشاشین والے لوگ کرتے تھے، یعنی بٹھایا اور تلوار چلادی!"

یہاں یہ بات غور طلب ہے کہ امیر جماعت اور اس کے ساتھیوں نے السعید اور اس کے ساتھیوں کو قتل کیا، پھر السعید کے ساتھیوں کو انتقام لینے کا موقع ملا تو انہوں نے اپنے امیر کو ہی قتل کر دیا۔ اور ہم پہلے ہی قدیم خارجیوں کے بارے میں یہ بیان کر چکے ہیں کہ ابو فدیک نے نجدہ خارجی کو قتل کیا، اور طبری نے نقل کیا ہے کہ نجدہ کے ساتھیوں نے ابو فدیک کو دھوکا دے کر اپنے ساتھی کا بدلہ چکایا، تاہم ابو فدیک قاتلانہ حملے میں زخمی ہو گیا، قتل نہ ہو سکا۔

ابن کثیر رحمہ اللہ نے کیا سچ لکھا ہے کہ: "لوگوں کی یہ قسم سب سے عجیب ترین ہے، اور بنی نوع آدم میں انوکھی طبیعت کی مالک ہے"[1]

اس بات سے متعلق بہت سے شواہد موجود ہیں اور یہ خصلت ان خارجیوں میں بہ درجہ اتم پائی جاتی ہے، اگر طوالت کا خدشہ نہ ہوتا تو میں سب شواہد یہاں ذکر کر دیتا۔

۱۹- مسلمان حاکم کے خلاف بغاوت کے دوران قتل ہونے والے خارجی کو شہید سمجھتے ہیں۔

طبری رحمہ اللہ **نے ذکر کیا ہے کہ:** "جس وقت خارجی بصرہ میں جمع ہوئے تو سب ایک دوسرے سے چمگوئیاں کرنے لگے: ہم میں سے کسی کو اللہ کی راہ میں نکلنا چاہیے؛ کیونکہ جب سے ہمارے ساتھیوں نے علم بغاوت بلند کیا ہے اس کے بعد سے عرصہ بیت گیا کوئی اللہ کی راہ میں نہیں نکلا؛ کیونکہ ہمارے علمائے کرام روئے زمین پر لوگوں سامنے آتے ہیں تو روشن چراغ بن

---

(۱) "مختصر شهادتي على الأوضاع في الجزائر"، ص: (۵۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر نکلتے ہیں، لوگوں کو دین کی دعوت دیتے ہیں، اسی طرح جب اہل ورع جب اللہ کی راہ میں نکلتے ہیں تو اللہ سے جا ملتے ہیں، وہ شہید کے درجے پر فائز ہو جاتے ہیں، شہادت کے بعد وہ اللہ کے ہاں رزق پاتے ہیں اور امر ہو جاتے ہیں"[۱]

معاصر خارجی بھی اس صفت میں قدیم خارجیوں کے ہم رکاب ہیں، بلکہ انہوں نے اس سلسلے میں تصانیف بھی لکھی ہیں۔ جیسے کہ طویلعی نے ایک مقالہ "هل يغسل الشهيد" کے نام سے لکھا اور اس میں یہ تحریر کیا کہ: "جزیرہ عرب میں جتنے بھی مجاہدین ہیں ان کو غسل دینا غلطی ہے؛ کیونکہ شرعی عمل تو یہ ہے کہ انہیں غسل نہ دیا جائے، انہیں جس نے بھی غسل دیا ہے اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے، نیز ان کی نماز جنازہ پڑھنا بھی باطل ہے [کیونکہ وہ شہید ہیں] نیز اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ انہیں طاغوتی فوجوں اور امریکہ کے ایجنٹوں نے قتل کیا ہو یا کسی اور نے"[۲]

اس مسئلے میں معاصر خارجی سابقہ خارجیوں سے بھی آگے نکل گئے ہیں؛ کیونکہ انہوں نے شہید کا لقب صرف اپنے پیروکاروں پر ہی نہیں بولا بلکہ ایک نیا کام نکال لیا کہ پوری تاریخ اسلام میں ایسا نہیں ملتا، وہ یہ ہے کہ انٹرنیٹ پر ایسی ویڈیوز موجود ہیں جسے "زفة الشهيد" [شہید کی رخصتی] کا نام دیا گیا ہے، یہ ایک تقریب ہوتی ہے جو خودکش حملوں کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنے والوں کی بنائی جاتی ہے اور ان کے حملے کے بعد منظر عام پر آتی، اس ویڈیو کا خلاصہ یہ ہوتا ہے کہ: اس میں دف کی تھاپ پر کچھ بول بولے جاتے ہیں اور خودکش حملے کے لیے جانے والے نوجوان کے ارد گرد رقص بھی کیا جاتا ہے، وہاں جو بول بولے جاتے ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں:

---

(۱) "تاریخ طبري"، ص: (۵/ ۵٦۷)

(۲) "هل يغسل الشهيد" از عبد العزیز طویلعی، ص: (۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

زفوا الشهيد للجنة　　　　الله، الله، الله

زفوا الشهيد خلوه يتهنى　　　　الله، الله، الله

زفوا الشهيد لبيته الثاني　　　　الله، الله، الله[1]

یہ رخصتی کی تقریب ان خارجیوں کے پرلے درجے کے جاہل ہونے کی علامت ہے، اگر ویڈیو نہ ہوتی تو ہم شاید اسے تسلیم ہی نہ کرتے!

اس رخصتی کی تقریب میں شرعی امور بھی پامال کئے گئے ہیں:

- کسی شخص کے بارے میں یقین سے کہنا کہ وہ شہید ہے، شرعاً جائز نہیں۔
- اس میں کسی شخص کے جنت میں جانے کا یقینی طور پر حکم لگایا جارہا ہے، اور حوروں سے گلے ملنے کی بات کی گئی، جبکہ اہل سنت کسی بھی شخص کے لیے عینی طور پر جنت یا جہنم کی بات نہیں کرتے، الّا کہ کسی کے بارے میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے جنت یا جہنم میں جانے کی بات کی ہو، البتہ اہل سنت کسی بھی نیک شخص کے بارے میں اللہ سے خیر کی امید کرتے ہیں اور برے شخص کے متعلق عذاب کا خدشہ رکھتے ہیں۔
- اللہ، اللہ، کہنا صرف صوفیوں کے ہاں ہی پایا جاتا ہے، اہل سنت میں نہیں۔
- یہ خارجی خود حملے کے لیے تیار نوجوان کے ارد گرد گھومتے ہوئے شہادت کی گواہی دیتے ہیں اور رقص بھی کرتے ہیں، حالانکہ رقص تو زنانہ حرکت ہے مردانہ نہیں۔

نیز اسامہ بن لادن اور اس کے پیروکاروں کو یہ کہا جائے گا کہ: یہ رخصتی کی بدعتی تقریب تمہیں مبارک ہو، اسلام میں اور نہ ہی کسی اور قوم میں یہ چیز پائی گئی ہے کہ کسی کی خود کشی سے پہلے ڈھول کی تھاپ پر رقص کیا جائے، تمہی خارجیوں نے آکر اسے متعارف کروایا ہے اور عجیب بات ہے کہ ایک شخص کو خود کشی کے لیے تیار کیا گیا ہے اور دوسرے تمام اس پر

---

(۱) انٹرنیٹ پر "بدر الریاض" نامی ایک ویڈیو، جسے القاعدہ کے میڈیا سیل کی جانب سے جاری کیا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈھول کی تھاپ پر رقص کر رہے ہیں! یہ لگتا ہے کہ ان کے گمراہ ہونے کی ان کو سزا دی جا رہی ہے!

نوٹ: اس سلسلے میں خارجیوں کی کافی عجیب و غریب حرکتیں بھی سامنے آئی ہیں، اس کے بارے میں کافی مواد میرے پاس جمع ہو گیا ہے۔

۲۰-اگر کسی خارجی سے غلطی کے ساتھ قتل بھی ہو گیا تو وہ متأول ہو گا۔

طبری نے نقل کیا ہے کہ: "کرمان کے علاقے میں بنو ضبہ کا مقعطر نامی ایک آدمی قطری کی جانب سے گورنر تھا، وہ ایک مہم کے لیے روانہ ہوا تو اس سے خارجیوں کا ہی ایک کڑیل جوان قتل ہو گیا، حالانکہ وہ انہی خارجیوں کی ضمانت پر ہی ان کے علاقے میں داخل ہوا تھا، اس پر خارجی قطری کے پاس گئے اور سارا معاملہ اس کے سامنے رکھا اور مقعطر کو اپنے حوالے کرنے کا مطالبہ کیا تاکہ قصاصاً اسے قتل کیا جائے، تو اس پر قطری نے انہیں کہا کہ: میں ایسا نہیں کروں گا؛ کیونکہ اس نے تاویل کی تھی اور تاویل کرتے ہوئے اس سے غلطی ہوئی، میں نہیں سمجھتا کہ تم اسے قصاصاً قتل کرو، وہ اچھا شخص ہے، اس کے تم سے پہلے بہت کارنامے ہیں"[1]!

اور یہی بات معاصر خارجیوں کی کتابوں میں بھری پڑی ہے۔

جیسے کہ عطیۃ اللہ عراقی لکھتا ہے کہ: "کوئی ایسا شخص جسے مجاہدین قابض کافروں کے ساتھ کام کرنے اور مجاہدوں کے خلاف اُن کی مدد کرنے پر قتل کر دیں، لیکن بعد میں پتا چلے کہ مقتول پر لگایا گیا الزام جھوٹا تھا، تو یہ قتل خطا تھا، اس لیے بھائیوں کی یہی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ مقتول کے ولی کو راضی کریں، اور اس کی دیت ادا کریں، نیز قتل خطا پر معذرت بھی کریں، اللہ

---

(۱)"تأريخ طبري"ص:(۳/۴۷۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جانتا ہے کہ ایسے بہت سے واقعات ہوئے ہیں۔"[1]

جبکہ ابو قتادہ نے خارجیوں کو محض یہی نہیں کہا کہ خارجیوں سے غلطی ہوئی، بلکہ ابو قتادہ تو یہ کہتا تھا کہ خارجیوں سے غلطی بعد میں ہوتی ہے اس کی تاویل پہلے موجود ہوتی ہے، چنانچہ ایک جگہ کہتا ہے کہ: "الجزائر میں جماعت اسلامی کوئی بھی کام کرے تو اس کی تاویل ان کے پاس پہلے ہی موجود ہوتی ہے"[2]

ایک اور جگہ پر ابو قتادہ کہتا ہے کہ: "مسلح جماعت اسلامی کی جانب سے اب تک کوئی بھی ایسا کام سرزد نہیں ہوا جو حق بجانب نہ ہو، انہوں نے الجزائر میں مرتدوں سے جنگ کے دوران اپنی ہر کاروائی میں صحابہ کرام کے منہج کو اپنا یا ہے؛ اس لیے ضروری یہ ہے کہ ان کے بارے میں کوئی غلط فہمی نہ پھیلائی جائے مبادا یہ منہج اور یہ عَلَم سرنگوں ہو جائے"![3]

۲۱- مسلم اقوام کو دار کفر کا الزام دینا، اس خصلت کی توضیح اور بیان فرقوں اور مذاہب کی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے کون کون سے خارجی فرقے مخالفین کے علاقوں کو دار کفر کہتے تھے اور کون خاموشی اختیار کرتے تھے، اور کچھ یہ سمجھتے تھے کہ صرف حکمران اور اس کے حاشیہ نشین کافر ہیں۔[4]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ خارجیوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ: "خارجیوں نے اپنے علاقوں کو دار ہجرت قرار دیا اور مسلمانوں کے علاقوں کو دار کفر اور دار حرب"[5]

---

(۱)"دفاعا عن المجاهدين" از عطیۃ اللہ عراقی، ص:(۸۴)

(۲)"مقالات بين منهجين" مقالہ نمبر:(۷۶)

(۳)"الجهاد" ص:(۲۳۴)

(۴)" مقالات الإباضية"

(۵)" مجموع فتاوی"، ص:(۱۳/ ۳۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاصر خارجی بھی بیک زبان بغیر کسی اختلاف کے متفقہ طور پر کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے علاقے دار کفر ہیں، اس بارے میں خارجیوں کے بیسیوں اقوال جمع کئے جاسکتے ہیں۔

فارس زہرانی کہتا ہے کہ: "کسی بھی علاقے کے حکم کے سبب سے بہرہ ور ہو، اس سے یہ بھی معلوم ہو گا کہ جن علاقوں میں اکثریت مسلمانوں کی ہے لیکن وہاں پر مرتد حکمرانوں نے کافروں کے وضعی نظام نافذ کیے ہوئے ہیں، وہ آج بھی دار کفر ہیں اگرچہ وہاں رہنے والوں کی اکثریت مسلمان ہی کیوں نہ ہوں"(۱) اس موقف کی تردید میں پہلے تفصیلاً گزر چکی ہے۔

۲۲- قدیم اور جدید دونوں قسم کے خارجی سخت ترین انداز میں قتل ہوتے ہیں، ان کی شان و شوکت قائم نہیں رہتی، یہ بات ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بتلائی ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: **(جب بھی ان کا کوئی سینگ نکلنے لگے گا کاٹ دیا جائے گا)** آپ ﷺ نے یہ بات ۲۰ سے زیادہ مرتبہ فرمائی ہے۔(۲)

زمین حقائق نبی ﷺ کی بات کی پہلے بھی تصدیق کر چکے ہیں اور اب بھی تصدیق کر رہے ہیں، معاصر خارجیوں کی صورت حال یہی ہے کہ جب بھی وہ اپنی تنظیم کا سربراہ مقرر کرتے ہیں اس امیر کو اور اس کے پیروکاروں کو سخت ترین انداز میں قتل کر دیا جاتا ہے۔

اس مسئلے میں ہم آج کے خارجیوں کو کہتے ہیں کہ: اگر یہ حکمران یہودیوں اور عیسائیوں سے بھی بدتر ہیں جیسے کہ ابو بصیر نے ہرزہ سرائی کی ہے، اور اگر مسیلمہ کذاب جیسے جھوٹے نبوت کے دعویدار ان مرتد حکمرانوں سے افضل ہیں اور اسلام کے زیادہ قریب ہیں، ان جھوٹے نبوت کے دعویداروں نے ان حکمرانوں سے کم کارستانیاں کی ہیں جیسے کہ طویلعی(۳) نے

---

(۱) "سلسلة العلاقات الدولية" از فارس زہرانی، پہلا حصہ، ص: (۲۱)

(۲) ابن ماجہ: (۱۷۴) البانی نے اسے حسن قرار دیا ہے، سلسلہ صحیحہ: (۲۴۵۵)

(۳) "المنية ولا الدنية" از عبد العزیز طویلعی، ص: (۲۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لکھا، تو ہم کہتے ہیں کہ: اگر وہ واقعی مرتد ہیں، ان کی افواج مرتد ہیں، ان کی پولیس کے جوان مرتد ہیں؛ کیونکہ یہ طاغوت کی راہ میں لڑ رہے ہیں، بلکہ آج کی مسلم افواج سے تاتاریوں کی افواج افضل اور بہتر تھیں تو پھر اللہ تعالی ان مرتد فوجیوں کو ان خارجیوں پر کیوں غلبہ عطا فرما رہا ہے؟ کہ جن سے اچھا تو مسیلمہ کذاب تھا! یہی مرتد فوجی سینکڑوں کی تعداد میں خارجیوں کو قتل کر چکے ہیں، اور ہزاروں کی تعداد میں قید کر چکے ہیں، جبکہ باقی ماندہ غاروں اور پہاڑوں میں چھپے بیٹھے ہیں!؟

حقیقت یہ ہے کہ سچے مجاہدین وہی ہیں جو شرعی جہاد کر رہے ہیں، وہ اللہ کے ولی ہیں، چنانچہ ان کے بارے میں اللہ تعالی کے قوانین میں کوئی تبدیلی نہیں آتی، یہ ٹھیک ہے کہ دن بدلتے رہتے ہیں کبھی اللہ کے ولی غالب تو کبھی دشمن غالب، کبھی اللہ کے ولی فتح یاب ہوتے ہیں تو کبھی دشمن جیت جاتے ہیں، لیکن تمہارے بارے میں یہ کیوں ہے کہ ہمیشہ شکست تمہی کو ہوتی ہے، کیوں؟

ہرقل عیسائی ہونے کے باوجود اس بات کو سمجھ گیا تھا اور اسی جب ابو سفیان سے پوچھا کہ: تمہارے درمیان جنگ کے نتائج کیسے رہتے ہیں؟ یعنی قریش اور نبی ﷺ کے درمیان تو ابو سفیان نے کہا: ہماری جنگیں کبھی وہ جیت گئے کبھی ہم، تو ہرقل نے کہا: انبیا بھی ایسے ہی ہوتے ہیں (۱)

۲۳- گفتار میں بیہودہ الفاظ اور کردار میں بربریت بھی معاصر خارجیوں کو روحانی اجداد سے ملی ہے۔

چنانچہ ابو قتادہ علمائے کرام کے بارے میں کہتا ہے کہ: "۔۔۔کاش کہ یہ جعد بن درہم اور جہم بن صفوان جیسے علماء، لیکن ہمیں یہ یقین ہے کہ یہ ان سے بھی گھٹیا، ذلیل اور ہیچ ہیں، اللہ

---

(۱) بخاری: (۷)، مسلم: (۱۷۷۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے پاس ان کا فیصلہ ضرور ہو گا"[1]

اور ہم کہتے ہیں کہ: اللہ کی قسم، اللہ کے ہاں لازمی فیصلہ ہو گا، اور سب سے پہلے لندن میں رنڈیوں کے پڑوس میں رہنے والے خارجی کا اس وقت کے علمائے اہل سنت کے ساتھ تصفیہ کیا جائے گا، پھر ان سراپا عفت خواتین کے ساتھ اس خارجی کا تصفیہ ہو گا جن کو اس خارجی کے فتوے کی بنا پر قتل کیا گیا اور ان کی عزتیں لوٹیں گئیں۔

مقدسی نے سپریم علماء کونسل کے علمائے کرام اور ابن باز، ابن عثیمین وغیرہ کو مخاطب کرتے ہوئے اپنے رسالے "وهل أفسد الدين إلا الملوك وأحبار سوء ورهبانها" میں یہ بھی لکھا ہے کہ: "بلکہ اس کے برعکس علمائے سوء اور درباری ملاؤں نے مجاہدین کے خلاف محاذ کھول لیا، ان کی عزتوں کو پامال کیا اور ان کی دینداری پر نکتہ چینی کی، بالکل ایسے ہی جیسے کتے سڑے ہوئے گوشت پر چکر لگاتے ہیں"!

یہ دیکھیں کہ یہاں یہ خبیث خارجی اور مارق شخص اہل سنت کے کبار ترین علمائے کرام کو کتوں سے تشبیہ دے رہا ہے!

اسے تو یہ کہا جائے گا کہ جو شخص بھی حکمرانوں اور ان کے حاشیہ نشینوں کو کافر قرار دیتا ہے، اور کہتا ہے کہ تمام کے تمام مسلم علاقے دار کفر ہیں حتی کہ مکہ اور مدینہ بھی دار کفر ہیں تو اسے کتا کہنے کا حق زیادہ بنتا ہے۔ اور یہ کتے کیوں نہ ہوں!؟ رسول اللہ ﷺ نے انہیں جہنم کے کتے قرار دیا ہے، اگر یہ انہی عقائد پر مر جاتے ہیں تو یہ جہنم کے کتے ہی ہوں گے۔

۲۴- سفیروں کا قتل۔

---

(۱) "الجهاد والاجتهاد"، ص: (۸۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طبری رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے خارجیوں کی جانب حارث کو سفیر بنا کر بھیجا تو خارجیوں نے اسے قتل کر دیا۔(۱)

حالانکہ سفیروں کو مکمل تحفظ دینا عالمی عرف ہے، حتی کہ جاہلیت میں بھی اس کا خیال رکھا جاتا تھا، پھر اسلام نے آکر اس عرف کو مزید تقویت دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ: **"اگر یہ نہ ہوتا کہ سفیروں کو قتل نہیں کیا جاتا؛ تو میں تمہاری گردنیں مار دیتا"**(۲)

یہ وہ سفیر تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کفر کا اقرار کیا اور یہ بھی کہا کہ مسیلمہ کذاب نبی ہے، لیکن اس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خون کو تحفظ دیا، جبکہ معاصر خارجی تو سفیروں کے قتل کو قرب الہی کا ذریعہ سمجھتے ہیں!! چاہے یہ سفیر اہل قبلہ ہی میں سے کیوں نہ ہوں؛ کیونکہ مسلمانوں کے سفیر بھی سفیر ہی کا حکم رکھتے ہیں۔

معاصر خارجیوں نے پاکستان میں مصری سفارتخانے کو نشانہ بنایا۔ اسی طرح ان خارجیوں نے عراق میں تعینات مصری مسلمان سفیر کو اغوا کر کے انتہائی بے دردی سے ذبح کر دیا، پھر اسی کی ویڈیو بنا کر اسے نشر بھی کیا اور اس کا نام رکھا: "الصارم البتار علی سفیر الکفار"(۳)

سبحان اللہ! مسلمان ملک کے سفیر کو انتہائی دردناک انداز میں ذبح کیا جائے اور پھر اس کی ویڈیو بنا کر نشر کی جائی، حالانکہ شریعت تو کافروں اور مرتدوں کے سفیر کو قتل کرنے سے بھی منع کرتی ہے۔ ان خارجیوں نے عراق میں تعینات الجزائری سفیر کو بھی قتل کیا۔

۲۵- گھات لگا کر اقدام قتل۔

---

(۱)" فقه السيرة النبوية مع موجز لتاريخ الخلافة الراشدة"، ص:(۳۷۶)

(۲) ابو داود: (۲۷۶۳)

(۳) عراق میں القاعدہ تنظیم کی جانب سے جاری کردہ بیان، مورخہ: (۲۸ جمادی اولی ۱۴۲۶ ہجری) بروز: بدھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قدیم خارجیوں نے گھات لگا کر بھی مسلمانوں کا قتل کیا اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سمیت سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کو اسی طرح نشانہ بنایا، حالانکہ یہ دونوں خلیفہ راشد ابو بکر و عمر کے بعد سب سے افضل ترین شخصیت تھے، پھر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو نشانہ بنانے کے لیے گھات لگائی۔

معاصر خارجیوں نے بھی اپنے اسلاف کی تاریخ دہراتے ہوئے دو ہاتھ مزید آگے بڑھ گئے اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت قرار دیا، اور دعوی یہ کیا کہ گھات لگا کر قتل کی کاروائی متروک سنتوں میں سے ہے! اس بارے میں فارس زہرانی نے دو رسالے بھی لکھے، ایک کا نام ہے: "الباحث في حكم قتل الرجال المباحث" اور دوسرے کا نام ہے: "تحريض المجاهدين الأبطال على إحياء سنة الاغتيال"

دیگر خارجیوں نے بھی اپنا حصہ اس بارے میں ڈالا ہے، اور اس مسئلے میں ان کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: "**(کون ہے جو کعب بن اشرف کا کام تمام کرے، اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچائی ہے)** تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: اللہ کے رسول! آپ چاہتے ہیں کہ اسے قتل کر دیں؟ تو آپ نے فرمایا: **ہاں۔۔۔**)"[1]

۲۶-خوارج کا ماننا ہے کہ فرقہ ناجیہ وہی ہیں، ان کے علاوہ کوئی کتاب و سنت پر قائم نہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اس بارے میں سب سے پہلے خارجی لوگ گمراہی کا شکار ہوئے؛ کیونکہ انہوں نے اپنے آپ پر یہ حکم لگا دیا تھا کہ صرف وہی کتاب اللہ اور سنت الہیہ پر عمل پیرا ہیں، جبکہ علی، معاویہ اور دیگر لوگ نافرمان اور بدعت پر ہیں، اس بنا پر انہوں نے مسلمانوں کا قتل جائز قرار دیا"[2] اسی لیے وہ اپنے آپ اور ہمنوا لوگوں کو موحد کہتے

---

(۱) بخاری: (۴۰۳۷)، مسلم: (۱۸۰۱)

(۲) "الاستقامة" از ابن تیمیہ، ص: (۱/۱۳)

" محكم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔

مقدسی نے اپنے رسالے: "الثلاثينية" میں لکھا ہے کہ: "میں نے ان چند صفحات میں سائل اور دیگر تمام لوگوں کے سامنے یہ وضاحت رکھنا چاہی ہے کہ میں اور اس مبارک دعوت کے ہمنوا میرے تمام موحد ساتھی چاہے وہ دنیا کے کسی بھی خطے میں ہوں، سب کے سب تکفیر میں غلو سے بالکل پاک صاف ہیں"!! یہاں بھی موحد سے اسی جیسے خارجی مراد ہیں۔

۲۷- کسی کام کو گناہ نہ ہونے کے باوجود گناہ قرار دینا، خارجیوں کی اس صفت کا ذکر بھی شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کیا ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ بدنام زمانہ ذوالخویصرہ نے نبی ﷺ کی تقسیم کو گناہ تصور کیا تھا، حالانکہ وہ گناہ تھا ہی نہیں۔

معاصر خارجیوں نے بھی اپنے اسلاف کی ڈگر پر چلتے ہوئے اسی روش کو اختیار کیا اور حکمرانوں کی جانب سے کافروں کے ساتھ صلح کے معاہدوں کو گناہ شمار کیا، حالانکہ یہ کوئی گناہ نہیں ہے، بلکہ اگر مسلمان کسی خطے میں کمزور ہوں تو مسلمانوں کی جانوں کے تحفظ کے لیے صلح کرنا واجب بھی ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں ہم پہلے اسامہ بن لادن کا وہ قول ذکر کر آئے ہیں جس میں اسامہ نے شاہ عبداللہ کو امن اور صلح کی پیشکش پر کافر قرار دیا۔

مقدسی سے بھی یہی سوال پوچھا گیا کہ: اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے کہ جب تک یہودیوں کا مسلمانوں کی سرزمین پر قبضہ ہے ان کے ساتھ صلح نہیں ہو سکتی، لیکن جو شخص بھی صلح کے لیے پیش پیش ہے اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ اور ان کا کیا حکم ہے جو فلسطین کی سرزمین پر اسلامی تحریکوں کے خلاف یہودیوں کی مدد کرتے ہیں؟

تو مقدسی نے جواب دیا کہ: "یہودیوں کے ساتھ کئے جانے والے ان معاہدوں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حقیقت یہ ہے یہ کفریہ معاہدے ہیں؛ کیونکہ اللہ کے برابر قانون سازی، یا احکامات الہیہ کو معطل کرنا، اور اللہ کے ولیوں سے دشمنی رکھنا یہ تمام کفریہ افعال ہیں اور انہی کی بنیاد پر یہ معاہدے ہوئے ہیں؛ اس طرح ان معاہدوں کی وجہ سے ان کے کفر میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔"(۱)

حالانکہ امت اسلامیہ جس وقت کمزور ہو تو اہل قبلہ کی جانوں کا تحفظ واجبات میں سے ہوتا ہے، لیکن یہ لوگ صلح کو کفریہ عمل گردانتے ہیں۔

میں نے ابتدائے مبحث میں اشارہ کیا تھا کہ کچھ صفات ایسی ہیں جن میں اولاد، اجداد سے بھی آگے نکل گئی ہے تو یہ مسئلہ بھی انہی صفات میں شامل ہے۔

وہ اس طرح کہ معاصر خارجیوں نے قدیم خارجیوں کی طرح کسی جائز کام کو گناہ ہی تصور نہیں کیا بلکہ مباح اور بسا اوقات واجب کام کبھی کفریہ عمل قرار دے دیا، یعنی جو کام متفقہ طور پر شریعت میں واجبات یا مباحات میں شامل تھا اسے بھی ان خارجیوں نے کفریہ قرار دے دیا۔

مقدسی اس بارے میں لکھتا ہے کہ: "بعض جاہل سرغنوں کی جانب سے انتہائی بھیانک قسم کی خیانت کی جا رہی ہے، تف تو یہ ہے کہ ان جاہلوں کو بہت سے نوجوانوں نے اپنے لیے آئیڈیل اور نمونہ بنایا ہوا ہے، وہ خود تو گمراہ تھے ہی انہوں نے بہت سے لوگوں کو بھی گمراہ کر دیا اور راہِ راست سے بھٹک گئے، انہوں نے خیانت اس طرح کی کہ تکفیری مسائل میں گفتگو کرنے سے یکسر روک دیا، نوجوانوں کو کہا کہ ایسے مسائل میں مت پڑھیں، ان میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے؛ کیونکہ ان کے ہاں تکفیر ایسا مسئلہ ہے کہ مطلق طور پر اس سے بچنا ضروری ہے"(۲)

یہاں اس ظالم اور فتنہ پرور کی بات پر غور کریں کہ: چلتے پھرتے چھوکروں کو تکفیری

---

(۱) ای میگزین" نداء الإسلام "کو دیا گیا انٹرویو، ص:(۱۳)

(۲) "الرسالة الثلاثينية"، ص:(۱۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسائل میں دخل اندازی سے روکنا ہمارے علمائے کرام کی بہت بڑی نیکی ہے، لیکن اس خارجی اور حروری نے ان کی اس نیکی کو بھی بدی بنادیا اور اسے عظیم ترین بددیانتی قرار دیا۔

اللہ تعالی شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر ڈھیروں رحمتیں نازل فرمائے، اور ان کی قبر پر باران رحمت کا نزول فرمائے؛ اس لیے کہ خارجیوں کی اس خصلت کے بارے میں ان کے سوا کسی نے بھی بات نہیں کی، اگر کوئی بھی مقالہ نگار ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی گفتگو سے خوارج کے متعلق ابن تیمیہ کا کلام جمع کرنا چاہے تو ایک اچھی کتاب سامنے آسکتی ہے، نیز شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی گفتگو کتاب وسنت اور خارجیوں کے حقائق دونوں کا نچوڑ ہے۔

۲۸- **الحکم بغیر ما انزل اللہ** سے متعلق مسائل میں تفصیل ذکر کئے بغیر مطلق طور پر کفر کا فتوی لگانا، یہ صفت قدیم اور جدید تمام خارجیوں کی مشہور ترین صفت ہے۔

اس بارے میں ابو مظفر سمعانی کہتے ہیں: "یہ بات واضح رہے کہ خارجی اس آیت کو دلیل بنا کر کہتے ہیں کہ: جو بھی اللہ کے نازل کردہ احکامات کے مطابق فیصلے نہ کرے تو وہ کافر ہے، اور اہل سنت یہ کہتے ہیں کہ: حکم کو ترک کرنے پر کافر نہیں ہوگا"(۱)

جبکہ معاصر خارجی اسی ڈگر کے راہی ہیں، چنانچہ جو بھی عالم دین تکفیر نہیں کرتا تو وہ مرجئی ہے، اس بارے میں مستقل رسالے لکھے گئے جن کی جانب اشارہ گزر چکا ہے۔

۲۹- انتقامی قتل کو رواج دے کر دورِ جاہلیت کا احیاء، چنانچہ خارجی حضرات اپنے ساتھیوں کے انتقام کے نام پر قتل کو رواج دیتے ہیں۔

طبری رحمہ اللہ **نے اس خصلت کو ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:** "ابن ملجم اور اس کے ساتھیوں کی گفتگو کا محور یہ تھا کہ: ابن ملجم، البرک بن عبد اللہ، عمرو بن بکر تمیمی سب ایک جگہ

---

(۱) "تفسیر السمعاني" ص: (۲/۴۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جمع ہوئے اور لوگوں کے متعلق بات چیت کرنے لگے اور حکمرانوں کے خلاف بولنے لگے، پھر اہل نہر کا ذکر چل پڑا تو ان پر رحم کی دعا کی اور کہنے لگے: ان کے بعد ہم زندہ رہ کر کیا کریں گے؟ ہمارے بھائی جو لوگوں کو اللہ کی بندگی کی دعوت دیتے تھے وہ کسی ملامت گر کی ملامت کا خوف نہیں رکھتے تھے؛ کیا خیال ہے کہ ہم بھی اپنی جانوں کو اللہ کی راہ میں لٹا دیں، اور گمراہ حکمرانوں کے پاس جا کر فدائی کاروائی میں انہیں قتل کریں، اس طرح ہم ملک و ملت کو ان سے بچالیں گے اور اپنے بھائیوں کا انتقام بھی لے لیں گے "[۱]

اور معاصر خارجی بھی بالکل اسی روش کو اپنائے ہوئے ہیں۔

جس وقت ریاض کے دھماکوں میں ہلاک ہونے والے علی معبدی حربی سے پوچھا گیا کہ: "تم ایسے علاقے میں بم دھماکہ کیوں کرنا چاہتے ہو جو اسلام کے دعوے دار ہے؟ (تو جواب دیتے ہوئے علی معبدی نے کئی اسباب ذکر کئے اور مزید یہ بھی کہا کہ:) اس حکومت نے ہمارے جن بھائیوں کو قتل کیا ہے ان کا انتقام اور بدلہ لینا چاہتے ہیں"[۲]

ریاض میں وزارت داخلہ اور پبلک سیکورٹی کی عمارت کو نشانہ بنانے کے بعد ان خارجیوں نے ایک ویڈیو بیان جاری کیا جس میں انہوں نے اپنی اس حرکت کے اسباب ذکر کئے: "ہم ابھی تک شیخ یوسف عییری، شیخ احمد دخیل کا خون نہیں بھولے، نہ ہی اپنے ترکی دندنی، خالد الحاج، متعب محیانی، سلطان قحطانی اور ابراہیم ریس جیسے بہادروں کو بھی نہیں بھولے، اللہ انہیں جانتا ہے۔ یہ تمام افراد یہودیوں اور عیسائیوں کے ہاتھوں قتل نہیں ہوئے، بلکہ انہی کمینے اور ذلیل مرتدین کے ہاتھوں قتل ہوئے، ہمارے یہ زخم اسی طرح کے مبارک جہاد کے باعث ہی

(۱)" تاريخ الطبري "ص: (۵/۱۴۴)

(۲) القاعدہ تنظیم کے میڈیا سیل کی جانب سے جاری کردہ ویڈیو کیسٹ بعنوان: " غزوات الرياض "

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مندمل ہوسکتے ہیں جو کہ عین رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق ہے"[1]!!

دیکھا آپ نے کس طرح مملکت حرمین میں فرزندان توحید کے قتل وغارت کو انہوں نے بابرکت جہاد قرار دیا!

یہ ہیں اسامہ بن لادن اور ایمن ظواہری کے پیروکار جو فرزندان توحید کے قتل اور ریاض میں ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کی کاروائی کو بابرکت جہاد اور رسول اللہ ﷺ کی سنت قرار دیتے ہیں! کیا ابھی بھی سوئے ہوئے لوگوں کو ان خارجیوں کی حقیقت کا علم نہیں ہوا؟

۳۰- خارجی اس کام کو قرب الٰہی کا موجب سمجھتے ہیں جو کہ در حقیقت غضب الٰہی کا موجب ہے، یہ دیکھیں کہ ابن ملجم خلیفہ راشد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا خون بہا کر دعوی یہ کرتا ہے کہ میں اس کے ذریعے اللہ کا قرب چاہتا ہوں۔

معاصر خارجیوں نے بھی اسی طرح کی تین شرعی مخالفتوں کا ارتکاب کیا جو کہ اللہ کے غضب کو دعوت دیتی ہیں اور سخت عذاب کا موجب بنتی ہیں، لیکن انہی تینوں کاموں کو انہوں نے دخول جنت کا باعث قرار دیا!!

- خودکشی
- مسلمان کا قتل
- اہل ذمہ کا قتل

اب جو شخص مسلمانوں کے گڑھ میں دھماکہ کرکے اپنے آپ کو اڑا دے، اپنے ساتھ معصوم جانوں کا چراغ بھی گل کردے، تو اس کے بارے میں ہم یقینی طور پر کہہ سکتے ہیں کہ یہ شخص اپنی اس گھٹیا حرکت کے ذریعے قرب الٰہی اور جنت کا متلاشی ہے۔

---

(۱)" بيان كتائب الحرمين، كتيبة الاستشهاديين"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور معاصر خارجیوں کے ہاں یہی تینوں امور سب سے بڑی عبادت ہے، وزارت داخلہ کی عمارت میں دھماکہ، پبلک سیکورٹی کی عمارت میں دھماکہ، ان سانحوں میں بیسیوں روزے دار مسلمان اور موحد لقمہ اجل بنے، ان کا مقصد یہی تھا کہ آسمان وزمین سے بھی چوڑی جنت انہیں مل جائے، ملاحظہ کریں کہ کس طرح قدیم اور جدید خارجی بیک زبان ایک ہی ہدف کے لیے ایک ہی جیسے کام کرتے نظر آرہے ہیں۔

۳۱- علیحدگی اور ہجرت کی ترغیب، یہ قدیم خارجیوں کی خوبی ہے، ابن ابی اوفی کی حدیث میں اس کا تذکرہ آئندہ آئے گا کہ جس وقت ابن ابی اوفی کو ان کے غلام نے خارجیوں کے ساتھ مل کر ہجرت کرنے کی ترغیب دی۔[1]

معاصر خارجی بھی اس پر عمل پیرا ہیں، چنانچہ **ابو بصیر طرطوسی لوگوں کو** مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے: "مومن کو چاہے کہ جیسے ہی موقع ملے مکمل طور پر معسکر اور ایمانی مرکز کا ہو کر رہ جائے، پھر اس کے پاس تفریق اور امتیاز کرنے کی مادی اور معنوی صلاحیتیں پیدا ہو جائیں گی اور وہ حسب استطاعت، مصلحت اور شرعی حکمت عملی کے مطابق جاہلیت پر مبنی مراکز اور معسکروں سے بھی واقف ہو جائے؛ ہجرت کا عمومی مفہوم در حقیقت فریضہ جہاد کے احیا کے لیے ناگزیر مقدمہ ہے"[2]

اس بارے میں بھی خارجیوں کی جانب سے مستقل تصانیف سامنے آئی ہیں، چنانچہ اسامہ بن لادن اور اس کے پیروکاروں نے لوگوں کو مملکت حرمین، بلکہ مکہ اور مدینہ سے بھی

---

(۱) مسند احمد: (۱۹۱۴۹)، طبقات ابن سعد: (۴/۳۰۱-۳۰۲)، "أصول الاعتقاد" از لالکائی: (۲۳۱۲)، میں نے اس کو خارجیوں سے متعلق وارد احادیث میں ۱۲ویں نمبر پر ذکر کیا ہے اور البانی رحمہ اللہ نے اسے "ظلال الجنة" میں حسن قرار دیا ہے۔ مؤلف

(۲) "الهجرة" از ابو بصیر، ص: (۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہجرت کر کے افغانستان آنے کی دعوت دی؛ کیونکہ مملکت حرمین وغیرہ دارالکفر اور مرتدین کے علاقے بن چکے ہیں، اس لیے یہاں رہنا بالکل جائز نہیں ہے۔

یہ مسئلہ ایسا ہے کہ جس میں معاصر خارجی قدیم خارجیوں سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں؛ کیونکہ قدیم خارجیوں کے ہاں دیار اسلام کو دار کفر قرار دینا متفقہ موقف نہیں تھا، بلکہ اختلاف موجود تھا، لیکن معاصر خارجیوں میں اس کے متعلق کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا، بلکہ مقدسی نے یہاں تک کہا ہے کہ مدینہ اور مکہ کو بھی دارالکفر سے استثنا حاصل نہیں۔[۱]

۳۲- جو بھی حکمران پر راضی ہو اس کے خلاف اعلان جنگ۔

قدیم خارجیوں میں سے میمونی گروہ کہتا ہے کہ: "جو بھی حکمران پر راضی ہو، یا خارجیوں پر قدغن لگائے یا حکمران کا مشیر بن جائے تو اس کے خلاف بھی اعلان جنگ ہے"[۲]

اور بعینہ یہی موقف آج کے خارجیوں کا ہے۔

ابو محمد مقدسی لکھتا ہے کہ: "جو شخص بھی کافروں سے دوستی رکھے اور ان کی مدد کرے یا طاغوت کی راہ میں قتال کرے یا مخالفین سے سخت دشمنی رکھے اور طاغوت کی زبانی یا عملی مدد کرے تو وہ کافروں میں سے ہے۔۔۔ مسیلمہ کذاب کے ساتھیوں کے متعلق عہد ابو بکر صدیق میں صحابہ کرام کا طریقہ کار دیکھیں، اسی طرح طلیحہ اسدی کے ساتھیوں کے بارے میں صحابہ کرام کا فیصلہ دیکھیں تو ان سب کو صحابہ کرام نے کافر قرار دیا تھا، ان سب کے بارے میں صحابہ کرام کا ایک ہی موقف تھا کسی بھی صحابی نے ان کے موقف پر اعتراض نہیں کیا، یہی وجہ ہے کہ محقق علمائے کرام نے محاربین، جنگجوؤں اور ان کے معاونین کی جان اور ان کی دولت لوٹنا جائز

---

(۱) "ثمرات الجهاد" از مقدسی، ص: (۱۴)

(۲) "مقالات الإسلاميين" ص: (۹۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرار دیا، ان پر براہ راست مرتد ہونے کا حکم بھی لگایا ہے"[۱]

ملاحظہ کریں کہ قدیم خارجیوں میں سے میمونی فرقے اور معاصر خارجیوں میں سے مقدسی کی گفتگو میں موازنہ کرنے پر کس قدر یکسانیت اور مماثلت واضح ہوتی ہے۔

معاصر خارجی علمائے کرام کو قتل کرنا جائز سمجھتے ہیں؛ کیونکہ یہ خارجیوں کی گمراہی لوگوں کے سامنے عیاں کرتے ہیں، فارس زہرانی کی اس بارے میں بھی گفتگو موجود ہے، جیسے کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں، خارجی ہر اس شخص کو قتل کر دیتے ہیں جو حکمران کے حق میں ہو، اس میں پبلک سیکورٹی کے افراد سر فہرست ہیں، مزید برآں یہ بھی ہے کہ فارس زہرانی نے ایک رسالہ لکھا اس کا نام ہے: "الباحث في حكم قتل رجال المباحث" تو اس طرح ان خارجیوں میں تین اعتبار سے میمونی خارجی فرقے سے مشابہت پائی گئی ہے۔

۳۳- جو بھی مسلمان ان کے ساتھ نہ چلے اسے قتل کر دو۔

طبری رحمہ اللہ **اس بارے میں کہتے ہیں کہ**: "بنو تمیم کے ایک آدمی کا نام مقاتل تھا، یہ شبیب خارجی کے ساتھیوں میں شمار ہوتا تھا، اس نے کہا تھا کہ: کیا ہمارا یہ دین ایمان نہیں ہے کہ جو بھی ہماری رائے سے متصادم رائے رکھے وہ قتل کر دیا جائے، چاہے وہ ہمارے قبیلے کا ہو یا کسی بھی قبیلے کا؟ تو شبیب نے کہا: بالکل ہمارا یہی دین ہے"[۲]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "خارجی مخالف مسلمانوں کو قتل کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے تھے، وہ مسلمانوں کا خون بہانا اپنے لیے جائز سمجھتے تھے"

اور معاصر خارجی بھی اپنے تمام مخالفین کو قتل کر دیتے ہیں۔

---

(۱) "الكواشف الجلية" ص: (۱۰۸-۱۰۹)

(۲) "تاريخ الطبري" ص: (۶/۲۸۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عراق میں القاعدہ تنظیم کو دیکھ لیں کہ انہوں عراق کی حزب اسلامی کے تمام ارکان کو قتل کرنے کا بیان جاری کیا، انہوں نے بیک جنبش یہ بیان صادر کیا کہ: "ہم اعلان کرتے ہیں کہ حزب اسلامی کے تمام اراکین اور قائدین سب کے سب مرتد اور کافر ہیں، انہیں جہاں بھی دیکھیں فوری طور پر قتل کر دیا جائے؛ کیونکہ حزب اسلامی کی سرکشی اور اہل دین کے خلاف ان کے اقدامات کا مقابلہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ اس ملعون جماعت کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے، اس لیے ان سب قبضہ کاروں کو ان کی آنتوں سے لٹکا دو ان میں سے کسی کو نہ چھوڑو؛ اس لیے ہم حزب اسلامی کے پانچ ارکان۔۔۔ کے سوا تمام اراکین کو مہلت دیتے ہیں کہ ۱۵ دن کے اندر اندر اپنی روش سے توبہ کر لیں، مذکورہ پانچ اشخاص تو جہاں بھی ملیں گے انہیں قتل کر دیا جائے گا، ان کے لیے کوئی مہلت نہیں ہے۔

انہیں جہاں پر پاؤ ان کی گردنیں اتار دو، ہم صرف ان کے دفتروں کی دیواریں نہیں چاہتے بلکہ ان کی سڑی ہوئی بدبو دار کھوپڑیاں اڑانا چاہتے ہیں، ہم اعلان کرتے ہیں کہ جو بھی حزب اسلامی کے کسی رکن کی گردن اتار کر لائے گا اسی قیمتی تحفہ انعام میں دیا جائے گا، اور میں خود یہ تحفہ دوں گا"(۱)

خارجیوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو بھی ان کا مخالف ہو اس کا سر تن سے جدا کر دو، جبکہ معاصر خارجیوں نے کسی بھی مخالف کا سر کاٹ کر لانے پر انعام بھی رکھ دیا اور یہ بات قدیم خارجیوں میں موجود نہیں تھی۔ جس جماعت کی بات القاعدہ کے لوگوں نے کی ہے یہ مجموعی طور پر اہل سنت تھے لیکن اس کے باوجود ان خارجیوں نے ان کو قتل کرنے پر انعامات مقرر کیے۔

اسی طرح الجزائر میں خارجیوں کے سربراہ نے یہ اعلان کیا کہ: **"قطع الرقاب لمن**

---

(۱) عراق میں القاعدہ تنظیم کی جانب سے جاری ہونے والا بیان۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خرج یوم الانتخاب "یعنی انتخابات کے دن جو بھی گھر سے نکلا اس کی جان نکال دی جائے گی!! مقصد یہ تھا کہ جو بھی الجزائری مسلمان اس کے اعلان کی مخالفت کرے اور انتخابات میں حصہ لے تو اسے قتل کر دیا جائے، اس فتوے کی بنا پر کچھ لوگوں کا قتل عملی طور پر بھی سامنے آیا۔[1]

۳۴- ان خارجیوں کی کافروں کے خلاف کوئی کاروائی نظر نہیں آئے گی، بلکہ ان کی پوری گھٹیا تاریخ چاہے قدیم خارجی ہوں یا جدید دونوں ہی صرف اہل اسلام کے خلاف برسرپیکار نظر آئیں گے، میں نے تاریخ کی کافی کتب پڑھ کر یہ تلاش کرنے کی کوشش کی تھی کہ ان خارجیوں کا اصلی کافروں کے خلاف کوئی ایک محاذ مل جائے، لیکن بسیار کوشش کے نہیں مل سکا۔

اور معاصر خارجیوں کی بھی یہی صورت حال ہے، ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قریبی دشمن کو دور والے دشمن سے پہلے مارو، یہ بات ان خارجیوں کے کتابوں میں تواتر کی حد تک مذکور اور منقول ہے، نیز اسلامی ممالک میں ان کی جانب سے کئے جانے والے دھماکے اور کاروائیاں بھی اس پر شاہد عدل ہیں۔

عالم کفر میں ان کی کاروائیاں دھوکا دہی، معمولی دھماکوں پر مشتمل ہوتی ہیں جن کے نتائج میں گھناؤنے نقصانات ہوتے ہیں۔

۳۵- خارجی دعوی کرتے ہیں کہ یہ دار کفر ہے، اس لیے یہاں قتل جائز ہے۔

قدیم خارجیوں میں نافع بن ازرق نے اپنے بصرہ میں موجود پیروکاروں کو لکھ بھیجا تھا کہ: "یہ علاقہ دار کفر ہے، اور یہاں اندھا دھند قتل کرنا جائز ہے، چاہے اس میں بچے ہی قتل

---

(۱)" د"، ص:(۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیوں نہ ہوں، اس میں کوئی حرج والی بات نہیں ہے"[1]!

بعینہ یہی بات خارجی اور مارق ایمن ظواہری نے کی تھی کہ: ہمیں اس معصوم بچے کے غیر ارادی طور پر قتل ہونے پر بہت افسوس ہے، لیکن اس کے علاوہ ہم کچھ کر بھی نہیں سکتے تھے، ہم نے تو شریعت الٰہی سے متصادم حکومت کے خلاف جہاد کرنا ہی کرنا ہے، یہ حکومت اللہ کے دشمنوں کی دوست بنی ہوئی ہے، ہم نے متعدد بار عوام الناس کو اس بات سے خبردار کیا ہے، بلکہ وزیر داخلہ حسن الفی پر حملے کے بعد تو خصوصی طور پر اس کے لیے کوششیں بھی کی ہیں کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومتی کارندوں کے آس پاس رہنے سے اجتناب کریں، حکومتی اداروں، رہائشوں، ان کی گزر گاہوں کے پاس مت جائیں، چونکہ حکومتی کارندے عوام الناس کے ساتھ ہی رہائشوں اور دفتروں میں ہوتے ہیں اور عوام کو وہ ڈھال بھی بنا لیتے ہیں تو ہمیں انہیں مارنے کے لیے حملہ ہر صورت میں کرنا پڑتا ہے، اس لیے ہم عوام کو متنبہ بھی کرتے ہیں؛ تاہم عوام کے نشانہ بننے کی وجہ سے ہم جہاد ترک نہیں کر سکتے"![2]

اس بدبخت خارجی کی بات پر ذرا غور کریں کہ اس شخص کی گفتگو سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ: اگر ان کے ہاتھوں کسی معصوم شخص کی جان چلی گئی تو اس کا خمیازہ اسی مقتول پر ہے! کیونکہ انہیں پہلے خبردار کر دیا گیا تھا، اب بات انہوں نے نہیں مانی تو ہمارا کیا قصور! ان لوگوں کی جانیں ضائع ہونے کا گناہ حکومتوں کے سر ہے؛ کیونکہ یہ حکومت اپنے سرکاری قافلوں کو عوام الناس کے درمیان کیوں لاتی ہے؟! دوسری جانب ان خارجی درندوں کو فرزندان توحید کا خون بہانے پر اجر و ثواب ملے گا! ہم نے پہلے ان خارجیوں کی باتیں نقل کر دی ہیں، ذیل میں ابو بکر ناجی کی عبارت نقل کرتے ہیں، جس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ معاصر خارجیوں کے مصادر اور مراجع

---

(۱) "أنساب الأشراف" از بلاذری، ص:(۷/۱۴۶)، "الكامل في اللغة والأدب" از مبرد، ص:(۳/۲۱۲)

(۲) "فرسان تحت راية نبي"، ص:(۷۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں قدیم خارجیوں کی کتابیں اور ان کے اقوال بھی شامل ہیں، ابو بکر ناجی کا کہنا ہے کہ: "ان لوگوں پر واجب اور فرض ہے کہ وہ خود سے دھماکوں میں حصہ لیں یا پھر جنگلوں اور پہاڑوں کا رخ کرلیں جہاں پر مجاہدین رہتے ہیں، اگر ان میں یہ کرنے کی استطاعت نہ ہو یا ڈرپوک بنیں تو کم از کم یہ ہے کہ دشمن سے الگ تھلگ رہیں، ان سے اظہار لاتعلقی کردیں، اگر اس کی بھی ان میں استطاعت نہ ہو تو اپنے گھروں میں دبکے رہیں، بصورت دیگر جو کچھ بھی ہوا اس کے ذمہ دار وہ خود ہوں گے، اور اگر کسی شخص کا قابل قبول عذر ہو مثلاً وہ جاہل ہو یا ان مرتدوں کے ساتھ رہنا اس کی مجبوری ہو اور اسے مجاہدین کی جانب سے تکلیف پہنچے تو اس تکلیف کی وجہ سے اسے اجر ملے گا، اگر مجاہدین کی وجہ سے اسے کوئی تکلیف پہنچے تب بھی اس کو اجر ملے گا"[۱]

یعنی بالکل واضح ہے کہ جو بھی مسلمان قتل ہو گا اس کا ذمہ دار وہ خود ہے، اور قتل کرنے پر خارجیوں کو ثواب بھی ملے گا! یعنی اس کا مطلب یہ ہوا کہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے! سچ ہے!

۳۶- باطل کو حق بات میں ملانا، اس خصلت کے بارے میں امیر المؤمنین خلیفہ راشد علی رضی اللہ عنہ نے متنبہ فرمایا تھا، جس وقت خارجیوں نے کہا تھا: "لا حكم إلا لله" تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا: "كلمة حق أريد بها الباطل"[۲]

یہی حال معاصر خارجیوں کا بھی ہے، جیسے کہ مقدسی نے ایک رسالہ لکھا اور اسے "ملة إبراهيم" کا نام دیا، ہم پچھلے صفحات میں اس کا رد کرچکے ہیں، چنانچہ ملت ابراہیم کی دعوت دینا بالکل ٹھیک ہے، لیکن اس رسالے میں حزبیت، حکمرانوں کے خلاف بغاوت کی دعوت دی گئی ہے چاہے اس کے مقابلے میں کتنی ہی جانوں سے ہاتھ دھونے پڑیں اور کتنی ہی اس کے لیے تکلیف اٹھانی پڑے۔

---

(۱) "الحرب المجلية"، ص: (۲۲-۲۳)

(۲) مسلم: (۱۰۶۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہاں تعجب خیز بات یہ ملی کہ خارجیوں کے قائدین نے اپنے پیروکاروں کو صراحت کے ساتھ یہ کہا کہ باطل نظریے کو حق بات سے ملا کر پیش کریں، جیسے کہ **ایک خارجی کا کہنا ہے کہ:**

"تمام جہادی تحریکوں کی ذمہ داری ہے کہ ساری امت کو اپنے جہادی عمل میں شریک کریں، تاکہ جہادی تحریکوں کو حکومت مل سکے، اور امت اس وقت تک جہادی تحریکوں کے ساتھ نہیں ہو گی جب تک مجاہدین کے نعرے اور سلوگن امت کے افراد سمجھیں گے نہیں؛ اس لیے تمام جہادی تحریکوں پر لازمی اور واجب ہے کہ محض حاکمیت اور ولاء اور براء کے نعروں پر ہی اکتفانہ کریں؛ کیونکہ یہ بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان نعروں کا امت کے اکثر لوگوں کو علم ہی نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ ان نعروں کی بنا پر امت کے افراد میں وہ جوش اور ولولہ پیدا نہیں ہوتا جو ہونا چاہیے۔

چنانچہ ان کے علاوہ کچھ اور مبنی بر حق نعرے بھی ہیں اور یہ نعرے ساری امت کے افراد کی سمجھ میں بھی آتے ہیں، ہمیں ان نعروں کو استعمال کرتے ہوئے سب کے سامنے آنا چاہیے تاکہ ہماری دعوت سب لوگوں تک پہنچے، یہ نعرے ایسے ہیں کہ گزشتہ ۵۰ سالوں سے امت کا خون انہوں نے گرما رکھا ہے، اور نعرہ یہ ہے کہ اسرائیل کے خلاف جہاد، اس نعرے کی بنا پر امت میں جوش اور ولولہ ہے، پھر اوپر سے عالم اسلام کے دل پر امریکی بھی قابض ہے، تو یہ جلتی پر تیل کا کام کرے گا اور پوری امت امریکیوں کے خلاف جہاد پر لبیک کہے گی۔

اس لیے تمام اسلامی جہادی تنظیموں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اپنے نعروں کو تین مقدس مقامات کی آزادی کے لیے استعمال کریں، کعبہ شریف، مسجد نبوی، اور مسجد اقصی۔ اس طرح ساری امت کو ایک قیادت کے نیچے لانا آسان ہو گا اور پوری دنیا میں تمام مسلمانوں کا ایک ہی پلیٹ فارم بن جائے گا"[۱]

کیا اس سے بھی بڑھ کر کوئی واضح الفاظ ہو سکتے ہیں اس مسئلے میں؟ اللہ تعالی خلیفہ راشد

---

(۱)"أضواء على كتاب حكيم الأمة" از احمد مصری، ص:(۹۴-۹۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ پر ڈھیروں رحمتیں نازل فرمائے، یہ ان کی بہت بڑی نیکی تھی کہ ان خارجیوں کی اس خصلت سے متعلق شروع میں ہی بتلا دیا تھا۔

۳۷- پہلے سے موجود حکمران کی بیعت کو توڑ کر آپس میں بیعت کر لینا۔

اس بارے میں طبری رحمہ اللہ کہتے ہیں: "جس وقت خارجی زید طائی کے گھر میں اکٹھے ہوئے تو سب امارت قبول کرنے سے انکار کرنے لگے، یہاں تک کہ عبد اللہ بن وہب امارت پر راضی ہو گیا اور کہا: چلو اب بیعت کرو، میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ: یہ بیعت دنیا کی رغبت کی وجہ سے نہیں لے رہا، اور نہ ہی موت کے ڈر سے اسے چھوڑوں گا؛ اس پر سب نے اس کی بیعت کر لی"[1]

معاصر خارجیوں نے بھی یہی روش اختیار کی، لیکن ان کی طرح خفیہ نہیں رکھی بلکہ بعض نے اعلانیہ بیعت کا اعلان بھی کیا، ہم ابو مصعب زرقاوی کی اسامہ بن لادن کے ہاتھ پر بیعت کا ذکر پہلے کر چکے ہیں۔[2]

۳۸- اپنے بارے میں یقین محکم کہ وہ جنتی ہیں اور دوسروں کے بارے میں یقین محکم کہ وہ جہنمی ہیں۔

قدیم خارجیوں کے بارے میں ایک اثر ہے کہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: امیر المؤمنین! میں نے زید بن حصین کو قتل کر دیا۔ اس پر علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم نے اسے کیا کہا اور اس نے تمہیں کیا جواب دیا؟ ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: میں نے اسے نیزہ مارا تو وہ اس کے سینے سے نکل کر کمر کی جانب سے باہر آ گیا، اور کہا: اللہ کے دشمن! جہنم واصل ہو جاؤ،

---

(۱) "تاريخ طبري" ص:(۵/۷۵)

(۲) "الجامع لمقالات وخطب أبي مصعب الزرقاوي" ص:(۲۰۴)، ۳ رمضان ۱۴۲۵ ہجری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس پر اس خارجی نے کہا: تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ کون جہنم واصل ہو گا۔

غور کریں کہ کس طرح صحابی جلیل ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ کہہ رہا ہے کہ تم جہنم میں جاؤ گے، حالانکہ ابو ایوب کے مناقب اور فضائل کسی سے ڈھکے چھپے نہیں، آپ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں میزبان تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہی کے گھر میں چار ماہ تک قیام پذیر رہے، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کی بنا پر یہ یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ بخشے ہوئے ہیں وہ اس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: (**قسطنطینیہ پر جو لشکر سب سے پہلے لشکر کشی کرے گا وہ بخشا ہوا ہے**) اور سیدنا ابو ایوب اس غزوے میں شریک ہوئے اور اس شہر کی فصیل کے نیچے وفات پائی، ہم امید کرتے ہیں اللہ تعالی انہیں شہداء میں قبول فرمائے گا۔

اسی طرح قدیم خارجی نہروان کی جنگ کے موقع پر ایک دوسرے کو آوازیں لگا کر جنگ میں شرکت کی دعوت دیتے تھے: "الرواح، الرواح إلى الجنة" [چلو، چلو جنت کی طرف][1]

اسی طرح معاصر خارجیوں کو بھی یقین ہے کہ وہ جنتی ہیں بلکہ وہ شہادت کی گواہی بھی دیتے ہیں۔

سعودی عرب کے الرس کے علاقے میں چھ سال پہلے جو سانحہ ہوا تھا، اس میں ایک خارجی زخمی ہوا تو اسے ایمبولینس میں اسپتال منتقل کیا گیا، راستے میں خون سے لتھڑے ہوئے اس خارجی نے فرزندان توحید کی جانب اشارہ کر کے کہا: دونوں برابر نہیں ہو سکتے، ہمارے جانثار جنت میں اور تمہارے ہلاک شدگان جہنم میں ہوں گے۔[2]

---

(۱) "البداية والنهاية"، ص: (۱۰/۵۸۷)

(۲) یہ بات مجھے قصیم پولیس کے ذمہ دار نے بتلائی، اور وہ خود اس واقعے کا عینی شاہد ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۹-چند ظاہری امور سے اپنے عقیدے کے صحیح ہونے کی دلیل کشید کرنا۔

ابو العباس المبرد نے ذکر کیا ہے کہ: "ابو بلال مرداس-خارجی-نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ پختہ عزم کر کے بغاوت کا ارادہ کیا تو اس نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا: یا اللہ! اگر ہم جس کام کے لیے جارہے ہیں یہ حق ہے تو ہمیں کوئی نشانی دکھا، اس پر گھر لرزنے لگا اور کچھ نے دیکھا کہ گھر کی چھت اوپر اٹھ گئی۔ پھر ابو عالیہ ریاحی کے سامنے اس نشانی کا تذکرہ ایک خارجی نے اس لیے کیا کہ ابو عالیہ بھی ان کی راہ پر چل نکلے تو ابو عالیہ نے برجستہ جواب دیا: تم تو زمین میں دھنسنے والے تھے لیکن اللہ کے کرم سے وہ بچ گئے "(۱)

معاصر خارجیوں کا بھی ایک ایسا ہی واقعہ ہے، یہ خارجی جس وقت الجزائر کے ایک فٹ بال گراؤنڈ میں جمع تھے تو ان کے مقررین نے یکے بعد دیگرے تقریریں کیں، سب نے انہیں بغاوت اور اسلحہ اٹھانے کی ترغیب دی، اسی اثنا میں ایک بدلی "اللہ اکبر" کی شکل میں رونما ہوئی، تو سب ایک دوسرے کو اشارے کرنے لگے اور تکبیر کہنے لگے۔ اس بدلی کو دیکھنے کے بعد، انہوں نے اپنے اقدامات کو صحیح سمجھ لیا!

سبحان اللہ! حکمرانوں کے خلاف بغاوت سے اور معصوم لوگوں کے خون بہانے سے روکنے والی دلیلیں ان کو نظر نہیں آئیں، لیکن ایک گزرتے ہوئے بادل کو انہوں نے دلیل بنا لیا، جناتی شیاطین نے ان کے ذہن میں یہ بات ڈال دی کہ یہ ان کی تائید ہے۔(۲)

یہاں اگر کوئی غور و فکر کرنے والا جلیل القدر تابعی ابو عالیہ ریاحی کی فقاہت کو دیکھے تو اسے یہ نظر آئے گا کہ انہوں نے نشانی کے دعوے کو درخور اعتنا ہی نہیں سمجھا، بلکہ ان خارجیوں کے کردار کو دیکھا کہ وہ کتاب و سنت کے موافق تھے یا نہیں؟ چنانچہ اگر ابو عالیہ آج

---

(۱)" الكامل"، ص:(٦٤)

(۲)" تمييز ذوي الفطن" از عبد المالک رمضانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کل کے خارجیوں کی نشانی کے بارے میں بھی سنتے تو فوری اسی طرح کا جواب دیتے ہوئے کہتے یہ بدلی تو عذاب والی تھی لیکن اللہ کی رحمت سے تم بھی بچ گئے۔

۴۰- کوئی بھی کام ہو خفیہ اور پوشیدہ انداز میں، یہ اولین خارجیوں سے لیکر جدید خارجیوں تک سب کی خصلت ہے، ان کی ملاقاتیں اور دعوت ہر چیز خفیہ ہوتی ہے۔

جیسے کہ "مغیرہ بن شعبہ کے عہد میں خارجی مستورد بن علفہ تمیمی، حیان بن ظبیان سلمی، معاذ بن جوین حصین طائی کے ساتھ حیان بن ظبیان سلمی کے گھر اکٹھے ہوئے اور یہ مشورہ کیا کہ اب کس کو امیر بنایا جائے "[۱]

بلکہ معاصر خارجیوں نے اس بارے میں خصوصی رسالے بھی لکھے، جیسے کہ ایک خارجی کا کہنا ہے کہ: "ان حالات میں آپ دیکھیں گے کہ جہادی تنظیمیں بذات خود بھی اپنے افکار پھیلانے کے لیے خفیہ راستے اور طریقے استعمال کرتی ہے، بلکہ بسا اوقات انتہائی شدید قسم کی رازداری کے ساتھ کام کیا جاتا ہے کہ مبادا طاغوتی حکومتوں کو ان کی منصوبہ بندیوں کا ابتدا میں ہی علم نہ ہو جائے، اس لیے رکن سازی اور انتظامی امور دونوں ہی اس وقت تک خفیہ انداز میں پایہ تکمیل کو پہنچتے ہیں جب تک ایک مضبوط بنیاد اور ٹھوس جماعت تیار نہیں ہو جاتی کہ جس کے بل بوتے پر اعلانیہ رکن سازی کی جائے "[۲]

۴۱- جہاد کے لیے شرعی امیر کی موجودگی شرط نہیں ہے؛ چنانچہ ان خارجیوں کے اسلاف بھی پندرہ بیس افراد جمع ہو کر مزعومہ جہاد کا اعلان کر دیتے تھے، اور آج کے خارجی بھی یہی کر رہے ہیں، دس بیس افراد جمع ہو کر سمجھتے ہیں کہ ہم مجاہد ہیں!

---

(۱)" تاريخ الطبري"، ص:(۵/ ۱۷۴)

(۲)" الدعوة والتنظيم " از ابو سعد عاملی، ص:(۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فارس زہرانی کا کہنا ہے کہ: "ان طاغوتی حکمرانوں کے خلاف جہاد فرض عین ہے؛ لہذا اگر کوئی شخص تن تنہا بھی جہاد کرنا چاہے تو وہ کر سکتا ہے، خاص طور پر اگر انہی حکمرانوں کے حاشیہ نشینوں میں سے کسی کو موقع ملے تو اسے کرنا چاہیے "(۱)

اسی طرح ایک اور خارجی مناظر کہتا ہے کہ: "جہاد کی فرضیت کو حکمران کی موجودگی اور اجازت سے منسلک کرنا- اس صورت میں کہ جب حکمران مسلمان ہو تو- یہ نیا موقف ہے، آج سے پہلے کسی نے یہ بات نہیں کی؛ کیونکہ جہاد کی فرضیت کے دلائل عام ہیں، یہ حکمران کی موجودگی یا اجازت پر موقوف نہیں ہیں "(۲)

علامہ فوزان حفظہ اللہ سے پوچھا گیا کہ: "یہاں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس ملک کے حکمرانوں اور علمائے کرام نے جہاد کو معطل کر دیا ہے، اور جہاد کو معطل کرنا اللہ کے ساتھ کفر ہے، تو اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟"

تو انہوں نے جواب دیا کہ: "یہ کسی جاہل کی بات ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پاس بصیرت نامی کوئی چیز نہیں ہے، نہ ہی اس کے پاس شرعی علم ہے، یہ تو لوگوں کو کافر قرار دے رہا ہے جو کہ خارجیوں اور معتزلی افراد کا وتیرہ ہے، اللہ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔ تاہم پھر بھی ہم ان کے بارے میں بد ظنی نہیں کرتے، زیادہ سے زیادہ ہم یہی کہیں گے کہ یہ جاہل ہیں، انہیں بات کرنے سے پہلے علم حاصل کرنا چاہیے، لیکن اگر ان کے پاس علم بھی ہے پھر بھی یہ بات کرتے ہیں تو پھر یہ خارجیوں اور گمراہ لوگوں کا نظریہ ہے "(۳)

---

(۱) "أحكام الغارة والتترس" از فارس زہرانی، ص: (۱۴)

(۲) " الانتصار للمجاهدين برد الشبهات المثارة على الخروج على الحكام المرتدين" از عبد الحکیم حسان، ص: (۹۹)

(۳) "الجهاد وضوابطه" از علامہ فوزان، ص: (۴۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴۲- لوگوں کی کافر اور مسلم دو گروہوں میں تقسیم، یہی تقسیم قدیم خارجیوں کی تھی ان کے پاس بھی مومن اور کافر دو ہی قسمیں تھیں۔

شیخ عبد اللہ دویش رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اہل سنت کا منہج یہ ہے کہ ایمان ان کے ہاں مختلف درجات کا حامل ہے، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایمان ایک ہی چیز کا نام ہے؛ تو وہ مرجئہ اور خارجیوں کا موقف ہے"[1]

اور معاصر خارجیوں کے ہاں بھی لوگوں کی کافر اور مسلم دو حصوں میں تقسیم متواتر حد تک پہنچ چکی ہے، **جیسے کہ ابو قتادہ کہتا ہے کہ**: "کیا یہ کامیابی کی علامت نہیں ہے کہ لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہو جائیں؟ دو الگ الگ معسکروں میں بٹ جائیں، ایک معسکر میں ایمان ہو نفاق نہ ہو، اور دوسرے معسکر میں کفر ہو ایمان نہ ہو! تو یہ بغیر محنت، آزمائش، سختی اور مشقت کے کیسے ہو سکتا ہے؟"[2]

اس سے پہلے **اسامہ بن لادن نے بھی یہی بات کی تھی کہ**: "اس حملے نے پوری دنیا میں موجود لوگوں کو دو حصوں میں بانٹ دیا، ایک حصہ اہل ایمان کا ہے جن میں نفاق نہیں ہے، اور دوسرا کفر کا حصہ ہے - اللہ تعالی ہمیں اور تمہیں اس سے محفوظ رکھے - اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ غلبۂ دین کی اس تحریک کا حصہ بنے، اب ایمانی ہوا چل پڑی ہے اور محمد ﷺ کے جزیرے سے باطل کو مٹانے کے لیے تبدیلی آ رہی ہے۔"[3]

۴۳- مصالح اور مفاسد کے اصول کو کالعدم قرار دینا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: "اس کا انکار بد دین شخص ہی کر سکتا ہے" یعنی مصالح

---

(۱) "شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة"، ص: (۴/ ۹۳۲)

(۲) "الجهاد والاجتهاد" از ابو قتادہ، ص: (۲۰۴)

(۳) "ابن لادن قاهر الزمان" از فارس زہرانی، ص: (۴۲۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور مفاسد کا انکار وہی کرے گا جس میں نظریاتی اعتبار سے گمراہی پائی جائے گی۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کا استنباط اس طرح کیا کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی تقسیم کے وقت مصلحت کو مد نظر رکھ کر مفاسد کا خاتمہ کرنا چاہا تھا، لیکن بدبخت ذوالخویصرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل پر اعتراض کر دیا۔

معاصر خارجی بھی اس بات کا زبان سے اقرار کرتے ہیں اور عملی طور پر اسے کر کے بھی دکھاتے ہیں۔

چنانچہ اس بارے میں ان کے اقوال میں سے یوسف عییری کی بات پیش کرتے ہیں یہ شخص مملکت حرمین میں القاعدہ تنظیم کا سربراہ تھا، لکھتا ہے کہ: "کیا آپ یہ محسوس نہیں کرتے کہ مصالح اور مفاسد لسی کی طرح پھیلتے جارہے ہیں انہیں استعمال کرنے کا کوئی قاعدہ اور ضابطہ نہیں ہے؟ کیا آپ یہ محسوس نہیں کرتے کہ مصالح اور مفاسد کا اصول اس وقت بے دھڑک انداز سے استعمال کیا جارہا ہے، بلکہ یہ بھی ایک اللہ تعالی کے متوازی معبود بن چکا ہے! انہی مفاسد کے نام پر جہاد کو معطل کر دیا گیا، حق بات کہنے سے صرف اس لیے روک دیا گیا کہ خرابیاں پیدا ہوں گی، نفاذ شریعت کے مطالبے کو بڑے نقصان کے پیش نظر کوڑے دان میں پھینک دیا گیا ہے۔

انہی مصلحتوں کے پیش نظر جو بھی حق بات بولے اور عقیدہ توحید کو عملی زندگی میں نافذ کرنے کی بات کرے اس کی زبان بند کر دی جائے مصالح اور مفاسد کے اصول کے ظالمانہ نفاذ سے در حقیقت اللہ کے دین کو مسترد کر دیا گیا ہے! فضیلۃ الشیخ اور جناب والا کو آپ نے سنا نہیں کہ وہ امریکہ میں ہونے والے حملوں کی مذمت کر رہے تھے؛ کیونکہ ان حملوں کی وجہ سے بہت سے مفاسد پیدا ہوتے ہیں"[1]

---

(۱) "رسالة مفتوحة" از عییری، ص:(۱۵) بحوالہ: " الفريضة الغائبة" از عبد السلام فرج، ص:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴۴- راہ حق کی رہنمائی کرنے والوں کو گمراہ کہنا اور ان کے خلاف زبان درازی کرنا۔

طبری نے اس بارے میں ذکر کیا ہے کہ: "ابن ملجم، البرک بن عبد اللہ، عمرو بن بکر تمیمی سب ایک جگہ جمع ہوئے اور لوگوں کے متعلق بات چیت کرنے لگے اور حکمرانوں کے خلاف بولنے لگے، پھر اہل نہر کا ذکر چل پڑا تو ان پر رحم کی دعا کی اور کہنے لگے: ان کے بعد ہم زندہ رہ کر کیا کریں گے؟ ہمارے بھائی جو لوگوں کو اللہ کی بندگی کی دعوت دیتے تھے وہ کسی ملامت گر کی ملامت کا خوف نہیں رکھتے تھے؛ کیا خیال ہے کہ ہم بھی اپنی جانوں کو اللہ کی راہ میں لٹا دیں، اور گمراہ حکمرانوں کے پاس جا کر فدائی کاروائی میں انہیں قتل کریں، اس طرح ہم ملک وملت کو ان سے بچا لیں گے اور اپنے بھائیوں کا انتقام بھی لے لیں گے "[۱] ان کی مراد سیدنا علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما تھے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "ان خارجیوں کے گمراہ ہونے کی اصل بنیاد یہ ہے کہ یہ لوگ ہدایت یافتہ خلفاء اور مسلمانوں کے بارے میں یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ وہ عدل نہیں کرتے اور یہ کہ وہ گمراہ ہیں"[۲]

اسی طرح کی بات مقدسی نے اپنے رسالے: "زل الحمار في الطين" میں لکھتا ہے کہ: "سعودی علماء کی سپریم کونسل دھماکوں کی مذمت کر رہی ہے، اللہ تعالی نے تمہیں رسوا کر دیا ہے، او گمراہ مولویو! اللہ نے تمہارے چہرے سے نقاب اتار دیا ہے "[۳]

سبحان اللہ! کیسے تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے، جیسے کوئی خارجیوں کی روحانی اولاد

(۴۴)

(۱) "البداية والنهاية" ص: (۷/۳۶۱)

(۲) "مجموع الفتاوى"، ص: (۲۸/۴۹۷)

(۳) "زل الحمار في الطين" از مقدسی، ص: (۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے اپنے اجداد کے نقش قدم پر چلنے کا تہیہ کیا ہوا ہے کہ سب سے بہترین علمائے اہل سنت ابن باز اور ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہما کو گمراہ امام کہا جا رہا ہے حالانکہ ابن باز رحمہ اللہ کے متعلق تقریباً تمام اہل علم متفق ہیں کہ وہ اس صدی کے مجدد ہیں، لیکن یہ خارجی اور مارق شخص انہی کے بارے میں کہہ رہا ہے کہ وہ گمراہ عالم ہیں!

۴۵- اگر انہیں اس دھرتی پر کسی بھی جگہ کا اقتدار مل جائے تو ہر جگہ تباہی مچا کر رکھ دیں، چنانچہ عبد اللہ بن شداد کی حدیث میں اس کی تاکید موجود ہے، جیسے کہ ابن شداد کہتے ہیں کہ: "اللہ کی قسم! [علی نے] خارجیوں کے خلاف مسلح کاروائی اس وقت کی جب انہوں نے ڈاکے اور چوریاں شروع کر دیں، قتل وغارت میں ملوث ہوگئے اور ذمیوں کو قتل کرنے لگے"[۱]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ اس خصلت کی تائید میں مزید لکھتے ہیں کہ: "اگر انہیں اقتدار مل گیا تو زمین پر تباہی پھیل جائے گی، راستے کٹ جائیں گے، اور اسلام کا حال دور جاہلیت جیسا ہو جائے گا"[۲]

ہم نے الجزائری بحران کا تذکرہ کرتے ہوئے اس بات کے عینی شواہد ذکر کئے ہیں کہ جب انہیں کچھ علاقوں میں تسلط حاصل ہوا تو اس میں قتل وغارت مچا دی، عزتیں لوٹ لیں اور مال ودولت غصب کر لیا۔

۴۶- اپنے آپ کو اہل ایمان کہلوانا اور مخالفین کو کافر۔

اس بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اسی طرح اہل بدعت اپنے آپ

---

(۱) "البداية والنهاية" (۷/۳۴۱) حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس کو احمد نے اکیلے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے، اسی موقف کو ضیاء مقدسی نے اپنایا ہے۔

(۲) "مجموع الفتاوی" ص: (۲۸/۴۷۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو ایسا نام دیتے ہیں کہ جس کے وہ حق دار نہیں ہوتے، مثلاً: خارجی اپنے آپ کو مومن کہلاتے تھے"[1]

معاصر خارجی بھی اپنے آپ کو موحد ہی کہلاتے ہیں، جیسے کہ مقدسی نے لکھا ہے کہ:

"ہمارے موحد بھائیوں کا جزیرہ عرب میں کوئی والی وارث نہیں ہے"[2]

۴۷- کبیرہ گناہ کی بنا پر تکفیر کرنا، یہ بات قدیم خارجیوں کے ہاں بہت معروف تھی اور معاصر خارجیوں کے ہاں بھی اس کی مثالیں موجود ہیں، مثلاً: ان لوگوں نے حکمرانوں کو سودی بینکوں کی وجہ سے کافر قرار دیا۔

جیسے کہ اسامہ بن لادن نے لکھا ہے کہ: "بڑے بڑے گناہ عام ہو گئے ہیں، ان گناہوں کے وجود کا انکار کوئی اندھا یا بہرا بھی نہیں کر سکتا چہ جائیکہ کہ کوئی سماعت اور بصارت والا شخص انکار کرے، معاملہ یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ لوگوں کو شریعت سازی میں شرکت کی دعوت دے کر اللہ کے ساتھ انہیں بھی شریک بنایا جا رہا ہے، حالانکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: {وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ} اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا: میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک مت کرنا، بیشک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ [لقمان: ۱۳] لیکن اس کے باوجود سود اور دیگر چیزوں جیسی اللہ کی حرام کردہ اشیا کو حلال کرنے والے وضعی قوانین بنائے گئے، بلکہ مکہ مکرمہ میں مسجد الحرام کے پاس بھی سودی بینک موجود ہیں، یہ سودی بینک حرمین شریفین کو گھیرے ہوئے اللہ کے خلاف اعلان جنگ اور احکامات الٰہیہ سے تصادم اختیار کیے ہوئے ہیں"![3]

---

(۱) "بيان تلبيس الجهمية"، ص: (۲۰/۱۳۵)

(۲) "وهل أفسد الدين إلا الملوك وأحبار سوء ورهبانها" ص: (۲)

(۳) "رسالة إعلان الجهاد على الأمريكان المحتلين" از اسامہ بن لادن، بحوالہ: "قاهر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴۸- اپنے پیروکاروں کو محض شبہ یا جاسوسی کے الزام میں قتل کرنا۔

الکامل میں ہے کہ: "قطری خارجی نے ایک اور خارجی کو صرف اس لیے قتل کر دیا کہ اس پر خیانت کاری کا الزام تھا"

معاصر خارجی بھی یہی کام تواتر کے ساتھ کرتے ہیں، جیسے کہ "إلى أخي في الجماعة المسلحة" کا مؤلف لکھتا ہے کہ: "انہوں نے کتنے ہی ایسے افراد کو قتل کیا جو طاغوتی افواج سے نکل کر ان کے ساتھ شامل ہوئے تھے، صرف اس الزام کی بنیاد پر کہ وہ جاسوسی کرتے ہیں، انہیں دردناک طریقے سے ذبح کیا گیا۔۔۔"[1]

۴۹- قدیم اور جدید خارجی اس بات پر متفق ہیں کہ حکمرانوں کو زکاۃ جمع نہیں کروانی، قدیم خارجیوں میں یہ بات مشہور تھی کہ وہ زکاۃ وصول کرنے والے کارندوں کو زکاۃ جمع نہیں کرواتے تھے، اس کی دلیل یہ واقعہ ہے:

ابو شمر ذوخولان نامی شخص نے وہب رحمہ اللہ سے پوچھا کہ: حروری اور خارجیوں نے منع کیا ہے کہ زکاۃ حکومتی تحصیلداروں کو جمع نہیں کروانی، تو وہب نے انہیں کہا: تم اپنی زکاۃ دیکھو کہ کتنی بنتی ہے اور پھر یہ اس حکمران کے سپرد کر دو جس کو اللہ نے امت کے معاملات کی باگ ڈور تھمائی ہے اور سب لوگوں کو اس کی اطاعت پر جمع کیا ہے؛ کیونکہ بادشاہی اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے بادشاہی چھین لیتا ہے، لہذا جسے اللہ تعالی بادشاہی دے دے تو کوئی اس سے چھین نہیں سکتا، اگر تم اپنی زکاۃ حکمران کے حوالے کر دیتے ہو تو تم بری الذمہ ہو گئے ہو، اگر کچھ بچ گئی ہے تو اپنے محتاج رشتہ داروں، غلاموں، پڑوسیوں اور غریبوں کو دے دو، اگر وہ تمہاری خاطر تواضع کریں تو تم بھی کرو۔

الزمان" از فارس زہرانی۔

(۱) "کتيبة جند الرحمن" الانقاذ فرنٹ کے دفتر اطلاعات سے شائع ہونے والا اخبار، شمارہ نمبر: ۱۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس پر ذوخولان نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں خارجیوں کے نظریات سے توبہ تائب ہو چکا ہوں، میں تمہاری بات کو مانتا ہوں، اس کے بعد ذوخولان چند دن ہی زندہ رہے اور فوت ہو گئے "(۱)

۵۰- نیکی کو بدی سمجھنا

قدیم خارجیوں نے علی رضی اللہ عنہ کو تحکیم قبول کرنے پر خوب تنقید کا نشانہ بنایا تھا، حالانکہ تحکیم قبول کرنا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا اچھا اقدام تھا؛ کیونکہ آپ کا مقصد یہ تھا کہ سب مسلمانوں کی جانوں کو تحفظ ملے چاہے وہ علی رضی اللہ عنہ کے گروہ سے ہوں یا اہل شام کے گروہ میں سے، لیکن ان خارجیوں نے علی رضی اللہ عنہ کی اس نیکی کو بھی بہت بڑا گناہ سمجھ لیا۔

اسی طرح جب اہل شام کے ساتھ صلح کا معاملہ آیا تو علی رضی اللہ عنہ نے اپنے نام سے امیر المؤمنین کا لقب مٹانے پر رضامندی ظاہر کی جس پر ان خارجیوں نے پھر دنگا کھڑا کر دیا، حالانکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مقصد اہل شام کو قریب لانا تھا۔

آج کل کے خارجیوں نے بھی یہی روش اپنائی ہوئی ہے کہ جو علمائے کرام حکمران کو تنہائی میں مل کر نصیحت کرتے ہیں- حکمران کو نصیحت کرنے کا مسنون طریقہ کار بھی یہی ہے- لیکن خارجیوں نے اس کو ناقابل تلافی اور معافی جرم قرار دیا، پھر علمائے کرام کا تعلیم و تصنیف میں مشغول رہنے کو بھی گناہوں میں شامل کیا۔

جیسے کہ ابو مصعب زرقاوی کہتا ہے کہ: "امت کو آج مزید کتابوں اور تصنیفات کی ضرورت نہیں ہے؛ کیونکہ امت کی لائبریریاں ہزاروں کتابوں سے بھری پڑی ہیں، امت کو اس وقت ایسے رہنماؤں کی ضرورت ہے جو امت کو روشن راستہ دکھائیں، انہیں ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو اپنے

---

(۱) "تاریخ دمشق" ص: (۱۷/ ۴۷۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خون سے دھرتی کی آبیاری کریں اور اپنے نوجوانوں کے دلوں میں ایک ولولہ جگادیں"[1]

۵۱- حکمرانوں کے بارے میں لوگوں کا امتحان، یہ قدیم اور جدید خارجیوں کا لطیفہ ہے، یہ لوگوں سے حکمران کے بارے میں پوچھتے ہیں، اگر وہ انہی کی ڈگر پر ہوئے تو اچھی بات ہے لیکن اگر ایسا نہ ہوا تو انہیں انتہائی سخت سزا دیتے ہیں بلکہ اگر انہیں ذبح کرنے کا موقع ملے تو ذبح بھی کر ڈالیں۔

طبری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: "جس وقت علی رضی اللہ عنہ کوفہ آئے اور خارجیوں نے آپ سے جدائی اختیار کرلی، شیعان علی آپ کے ساتھ ہی رہے اور انہوں نے کہا کہ: جن کے آپ ہو ہم بھی ان کے ہیں، اور جن سے آپ کی عداوت ہے وہ ہمارے بھی دشمن ہیں۔ یہ سن کر خارجیوں نے کہا: تم اور اہل شام بیک وقت کافر ہوگئے ہو جیسے ایک پنجالی میں دو بیل جوتے جاتے ہیں، اہل شام نے معاویہ کی بیعت اپنی پسند اور ناپسند کے مطابق کی اور تم نے علی کی بیعت اس بات پر کی کہ علی جس کا تم بھی اس کے اور علی جس کا دشمن تم بھی اس کے دشمن"[2]

اس معاملے میں معاصر خارجی قدیم خارجیوں کے عین نقش قدم پر چلے ہیں ذرا بھی ادھر ادھر نہیں ہوئے؛ کیونکہ حکمرانوں کو کافر نہ سمجھنا، ان کے خلاف بغاوت نہ کرنا خارجیوں کے ہاں ناقابل معافی جرم ہے۔

فارس زہرانی اس بارے میں لکھتا ہے کہ: "ہم حقیقی علمائے کرام اور غیور تشنگان علم پر زور دیتے ہیں کہ وہ لوگوں تک علم پہنچائیں، چھپائیں مت، اعلانیہ دعوت دیں، خفیہ مت دیں؛ کیونکہ امت ان کے انتظار میں ہے، ہم انہیں ببانگ دہل کہتے ہیں کہ: دیکھو تم ہی ہو کہ جنہوں نے اصلی کافروں کا حکم لوگوں کے سامنے بیان کر دیا اور تم نے انہیں بیرونی دشمن سے تعبیر کیا،

---

(۱) "الأرشيف الجامع" از زرقاوی، ص:(۳۶۰)

(۲) "تاريخ طبري" ص:(۵/۶۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن تم مرتد کافروں کے بارے میں بالکل خاموش ہو، بلکہ بسا اوقات ان کے عیوب پر پردے بھی تم نے ڈالے، اور اگر کہیں بول بھی دیا تو ایسی گول مول بات کی کہ جس کا کوئی فائدہ نہ ہو، تم ایسی بات نہیں کرتے جس سے موجودہ طاغوتوں پر کوئی حکم لاگو کیا جا سکے، خاص طور پر آل سعود کی حکومت کو بچانا تمہارا اولین فریضہ ہے"[1]!

اسی طرح ابو قتادہ کہتا ہے کہ: "اس قوم [مراد علمائے کرام] پر اللہ کی پھٹکار ہے کہ اللہ نے ان کے دلوں اور عقلوں کو مسخ کر کے رکھ دیا، انہوں نے حکمرانی اور سلطانی کو ایسے لوگوں کا حق بنا دیا جن کا دل اللہ نے مسخ کر رکھا ہے اور وہ بڑے بڑے کفریہ کاموں کا ارتکاب کر رہے ہیں - حالانکہ حاکم کا درجہ اس دنیا میں سب سے بلند اور بالا ہوتا ہے - ان کو سلف کی نسبت نے ایسا عقیدہ توحید نہیں سکھایا جو انہیں طاغوتوں سے اعلان براءت پر مجبور کر دے۔"[2]

۵۲- جن لوگوں کی اللہ نے اور اس کے رسول نے مدح فرمائی ہیں ان کی مذمت۔

شاطبی رحمہ اللہ خارجیوں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: "خارجیوں نے ان لوگوں کی مذمت کی جن کی اللہ اور اس کے رسول نے مدح سرائی فرمائی اور تمام سلف صالحین کا ان کی مدح سرائی پر اتفاق بھی ہے، دوسری طرف انہی خارجیوں نے ان لوگوں کی مدح سرائی کی ہے جن کی مذمت کرنے پر تمام سلف صالحین اور اہل علم متفق ہیں، جیسے کہ عبد الرحمن بن ملجم - سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قاتل - خارجیوں نے اس کے اس عمل کو درست قرار دیا اور اس کے بارے میں کہنے لگے کہ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالی کا یہ فرمان نازل ہوا ہے: {وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ} اور کچھ

---

(۱) "الآيات والأحاديث الغزيرة في كفر قوات درع الجزيرة" از فارس زہرانی، ص: (۵۹)

(۲) "الجهاد والاجتهاد" ص: (۲۰۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی جان کو رضائے الٰہی کے لیے بیچ دیتے ہیں، اور اللہ تعالی اپنے بندوں پر نہایت نرمی کرنے والا ہے۔[البقرۃ:۲۰۷]حالانکہ یہ آیت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی تھی، لیکن خارجیوں نے جھوٹ بولا، اللہ انہیں تباہ وبرباد کرے"[۱]

معاصر خارجی بھی ہمارے بہترین حکمرانوں اور علمائے امت کی مذمت کرتے ہیں اور قتل غارت کرنے والے خودکش حملہ آوروں کی تعریفیں کرتے ہیں۔

یہ اسامہ بن لادن کو ہی دیکھ لیں علمائے امت اور حکمرانوں کو فاسق کہتا ہے اور ان سے قطع تعلقی کا حکم دیتا ہے، پھر ہمارے ملک میں دھماکے کرنے والوں کے بارے میں کہتا ہے کہ وہ شہید ہیں! لیکن بے چارہ خود شہیدوں میں شامل نہ ہوسکا[۲]!!

ابو مصعب شامی کو بھی دیکھ لیں کہ علم وفضل کے پہاڑوں کے بارے میں کہتا ہے:"ابن باز، ابن عثیمین اور اس جیسے دیگر لوگوں اور چیلوں کی وجہ سے اسلام کو جتنا نقصان پہنچا ہے اتنا تو ابن ابی داود کی وجہ سے بھی اسلام کو نقصان نہیں پہنچا تھا"!![۳]

۵۳- خارجیوں نے اپنے ماں باپ جیسے قریب ترین رشتہ داروں کو کافر قرار دیا۔

طبری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:"الازرق جو کہ نافع کا والد تھا یہ سنی نظریات رکھتا تھا، لیکن جب فوت ہوا تو نافع نے اپنے والد کا جنازہ تک نہیں پڑھا"

اس سے پتا چلتا ہے کہ اس خارجی کے ہاں اس کا باپ کافر تھا اسی لیے اس کا جنازہ نہیں پڑھا۔

بعینہ یہی معاملہ علی جابر شہری نے بتلایا جو کہ سعید نامی مطلوب دہشت گرد کا باپ ہے،

---

(۱)"الاعتصام"ص:(۲/۲۶۸)

(۲)"ابن لادن قاهر الزمان"از فارس زہرانی، ص:(۴۰۱)

(۳)"موت العلماء"از ابو مصعب شامی، ص:(۱۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور یہ جزیرہ عرب میں القاعدہ کا سربراہ تھا، اس کا والد کہتا ہے کہ: "میرے بیٹے سعید نے تمام معتبر اہل علم اور علمائے کرام کو کافر قرار دیا، چاہے وہ شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ ہوں یا شیخ عبد العزیز آل شیخ ہوں یا کوئی اور، پھر اس نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مجھے بھی ان کے ہمراہ کافر کہہ دیا، اللہ اسے ہدایت دے اور راہ راست پر واپس لے آئے"(۱)

ہم پہلے الجزائر میں اپنے والدین کو قتل کرنے والے نوجوان کا واقعہ بھی ذکر کر آئے ہیں، انہیں قتل کرنے کا فتوی لندن کے قصائی نے دیا تھا کہ وہ دین اسلام سے خارج ہو گئے ہیں!

۵۴- مسلم خواتین کو اپنے لیے حلال سمجھنا اور انہیں غصب کرنا، انہیں لونڈیاں سمجھنا، قدیم خارجیوں میں سے بیہسی خارجی بھی قتل اور لونڈی بنانے کو مطلقاً جائز سمجھتے تھے۔(۲)

فِرَق کی بہت سے کتابوں میں ایسے واقعات موجود ہیں، مثلاً یعقوبی نے ذکر کیا ہے کہ نجدہ بن عامر حنفی حروری نے ابن زبیر کے عہد میں یمامہ کی جانب بغاوت کا اعلان کیا اور پھر طائف کی جانب بڑھتا گیا، تو اسے عمرو بن عثمان بن عفان کی بیٹی قیدیوں میں ملی، تو اسے ایک لاکھ درہم کے عوض خرید لیا اور اسے عبد الملک کی جانب ارسال کر دیا۔(۳)

معاصر خارجیوں کے بارے میں بھی بہت زیادہ خبریں ملیں ہیں کہ وہ الجزائر میں خصوصی طور پر دیہی علاقوں میں جاتے اور وہاں جا کر عورتوں، بچوں اور مردوں کو قتل کر دیتے تھے اور کچھ کو لونڈیاں بنا کر ساتھ لے جاتے۔

الجزائری خارجیوں میں سے جب "ابو عبیدہ، جبول بو مدحی" نامی ایک خارجی کو گرفتار کیا گیا تو اس نے واضح لفظوں میں اعترافات کئے اور بڑے آرام سے کہا کہ: "وہ عام شہریوں کے

---

(۱) روزنامہ "عکاظ" شمارہ نمبر: (۱۶۲۳۴)، مورخہ: (۳ ربیع الاول ۱۴۳۲ ہجری)، ص: (۹)

(۲) "مقالات الإسلاميين" ص: (۱۱۶)

(۳) "الأعلام للزركلي"، ص: (۸/۱۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قتل عام میں کئی بار شریک ہوا ہے، اس قتل عام کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ انہیں آرمڈ فورسز کی مدد کرنے کی سزا دی جائے، اسی طرح حکومت کی جانب سے منعقد کئے جانے والے عام انتخابات میں حصہ لینے کی سزا دی جائے کیونکہ عنتر زوابری کی مسلح جماعت اسلامی کی جانب سے ان انتخابات میں حصہ لینے سے روکا بھی گیا تھا۔

اس قتل عام میں بہت سے بچے بھی نشانہ بنے تھے، دیہی علاقوں میں دھاوا بولنے کا ایک ہدف یہ بھی ہوتا تھا کہ زیادہ سے زیادہ مال غنیمت اکٹھا کیا جائے، نیز ابو عبیدہ نے اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے ذرا بھر بھی افسوس کا اظہار نہیں کیا کہ ایک دیہی علاقے میں قتل عام کے بعد سونا جمع کرنے کو ترجیح دی گئی، اور دیگر املاک کو قبضے میں لینا ثانوی معاملہ تھا، اس کے علاوہ اگر وقت ملتا تو لڑکیوں کو پکڑنے کا کام کیا جاتا تھا، الجزائر کے اسلامسٹوں کی جانب سے ستمبر ۱۹۹۷ء میں جو قتل عام ہوا تھا ان میں ان کی یہی ترجیحات تھیں!

ابو عبیدہ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ جنگی مہموں کے دوران حاصل ہونے والی لڑکیاں مال غنیمت سمجھی جاتی ہیں، پھر ان عورتوں کو اسلامسٹ مسلح افراد زوابری اور اس کے پہرے داروں کے پاس لے جاتے ہیں یہ تقریباً دس افراد تھے، تاکہ وہ انہیں اچھی طرح استعمال کر لیں، پھر وہ ان کو جماعت کے دیگر ارکان تک پہنچا دیتے تھے، ایک ماہ تک ان کے ساتھ یہی معاملہ چلتا پھر جب وہ آدھ مریل ہو جاتیں تو انہیں ذبح کرنا واجب ہو جاتا تھا۔ اور خلاصہ یہ ہے کہ: لونڈی بن جانے والی عورتوں کے ساتھ یہ کچھ کیا جاتا تھا"[1]

۵۵- خلیفہ کو تخت نشینی سے معزول کرنے کے لیے مظاہرے کرنا۔

قدیم خارجیوں نے پہلے مظاہرے کئے اور پھر خلیفہ راشد عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا بیس دن

---

(۱) روزنامہ "الرایة"، مؤرخہ: (۲۵ شعبان ۱۴۲۲) بروز اتوار۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے زیادہ محاصرہ کئے رکھا اور آخر کار انہیں شہید کر دیا، یہی کام آج کے خارجی کر رہے ہیں کہ لوگوں کو مظاہروں کی دعوت ہی اس لیے دیتے ہیں کہ حکمران کو ہٹا دیا جائے۔[۱]

۵۶- مسلمانوں کی املاک پر ناجائز قبضہ۔

جس وقت خارجیوں نے خلیفہ راشد ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تو ایک آواز لگانے والے نے آواز لگائی: "یہ وہ ہے جس کا خون حلال اور مال لوٹنا جائز ہے؛ تو انہوں نے ہر چیز لوٹ لی پھر خارجی بیت المال کی جانب بڑھے، پھر دو آدمیوں نے چابیاں پھینکی اور کچھ کھسر پھسر کرنے کے بعد کہنے لگے، بھاگو، بھاگو، ہم سے اتنا ہی مطالبہ کیا گیا تھا"[۲]

اور معاصر خارجیوں کی بھی یہی صورت حال ہے، ہم ان کی لوٹ کھسوٹ پر مشتمل کاروائیاں پہلے ذکر کے چکے ہیں اس لیے ان کو دوبارہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

پھر مقدسی اس بات کا اعتراف کر چکا ہے کہ اس کا گزر بسر چوری چکاری پر ہے، بلکہ ابو مصعب شامی نے اس مسئلے پر ایک رسالہ بھی لکھا۔

ابو مصعب شامی اس میں کہتا ہے کہ: "مال غنیمت اور مال فے میں بڑی برکت ہے اور یہی تمہاری ضروریات کے لیے کافی ہے، عقل مند کو اشارہ ہی کافی ہے اسے سمجھانے کی ضرورت نہیں، تم خود ہی دیکھ لو کہ جزیرہ عرب کے خزانے تمہارے سامنے ہیں، قابض کافروں اور نفاذ شریعت سے روگردان، یہود و نصاریٰ کے یاروں، مسلمانوں کو ذلیل و خوار کرنے والے مرتد لوگوں کی املاک تمہارے آگے بکھری پڑی ہیں، اگر تمہیں ان کی املاک میں سے معمولی سا حصہ بھی مل

(۱) آڈیو کیسٹ، بعنوان "شعب مصر" از ظواہری۔

(۲) "تاریخ طبری" ص: (۴/ ۳۹۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے تو تمام مجاہدین کو کافی ہو جائے گا، بلکہ اہل یمن بھی اس سے مستفید ہو سکیں گے۔"[1]

۵۷- لکھائی اور مہر میں جعل سازی اور پھر اس کی نسبت خلفائے کرام کی جانب کرنا۔
سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا خارجیوں نے دوبارہ محاصرہ اس لیے کیا کہ ان کا دعوی تھا کہ امیر مصر کو بھیجے گئے مراسلے میں انہیں قتل کرنے کا حکم دیا گیا تھا، لیکن جب انہوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے اس بابت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ مراسلہ میرا بھیجا ہوا نہیں ہے بلکہ اس میں جعل سازی کی گئی ہے[2]

اس بارے میں معاصر خارجیوں کا طرز عمل بھی یہی ہے کہ یہ لوگ شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ کی جانب منسوب خط کو بڑا پھیلاتے ہیں کہ انہوں نے فلسطین میں یہودیوں کو آباد کرنے پر آمادگی ظاہر کی اور اسے اتنی اہمیت حاصل ہے کہ وہ ان کے ہاں سند کا درجہ رکھتا ہے، حالانکہ وہ بھی اسی طرح جعل سازی کا شاخسانہ ہے جس طرح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب منسوب خط تھا۔

۵۸- اسلامی خطوں کو یہ کہنا کہ یہ علاقے کافروں اور مسلمانوں کے مخلوط علاقے ہیں، ہم اس نکتے پر سید فضل کی کتابوں پر رد کرتے ہوئے گفتگو کر آئے ہیں، اور یہی بات قدیم خارجیوں میں سے ضحاکیہ گروہ کرتا تھا کہ: "وہ مخلوط علاقے کے لوگ ہیں؛ لہذا ان میں سے ہم صرف اسی سے تعلق بنائیں گے جس کے اسلام کا ہمیں علم ہو گیا، اور جس کے اسلام سے ہم ابھی متعارف نہیں ہیں تو اس کے بارے میں توقف اختیار کریں گے"[3]

۵۹- شریعت سے بالکل لاعلمی، اس بارے میں ہم اس مبحث کی ابتدا میں گفتگو کر آئے ہیں

---

(۱)"مسؤولية أهل اليمن تجاه مقدسات المسلمين وثرواتهم" از ابو مصعب شامی، ص:(۲۲)

(۲)"تاريخ طبري" ص:(۴/۳۶۸)

(۳)" مقالات الإسلاميين" ص:(۱۱۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جہاں ہم نے اجمالی طور پر موجودہ اور قدیم خارجیوں میں مشابہت کا ذکر کیا تھا۔

۶۰- معاصر خارجی قدیم خارجیوں کی طرح ہی استدلال کرتے ہیں۔

ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں: قدیم خارجی جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مرتدین کے خلاف جہاد کو مسلمانوں کے خلاف لشکر کشی کی دلیل بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ: سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرتدوں کے خلاف جہاد کیا تھا۔[۱]

اسی کے متعلق طویلعی کہتا ہے کہ: "مسیلمہ کذاب اور اسی طرح کے دیگر مرتد موجودہ مرتد حکمرانوں سے اچھے اور اسلام کے قریب تھے، انہوں نے ان حکمرانوں سے کم کفریہ اور اسلام سے خارج کر دینے والے کام کئے تھے، لیکن پھر بھی صحابہ کرام نے ان مرتدین میں کوئی تفریق نہیں کی سب کو ایک ہی حکم دیا، صحابہ کرام نے یہ نہیں کہا کہ ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگوں کو صحیح علم نہیں پہنچا اور وہ جاہل ہیں یا دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں، بلکہ تمام صحابہ کرام نے ان پر وہی حکم لگایا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر تمام کافروں پر لگایا تھا، سب کو آپ نے کافر قرار دیا اور ان کے خلاف جہاد بھی کیا، عوام کو وہی حکم دیا جو ان کے سربراہ کا تھا، جس نے بھی سربراہ کے دفاع میں یا سربراہ کے مفاد میں ہتھیار اٹھائے سب کو ایک ہی حکم دیا گیا، یہ الگ بات ہے کہ اللہ تعالی انہیں ان کی نیتوں کے مطابق اٹھائے گا، اس مسئلے میں کبھی اختلاف تھا ہی نہیں"[۲]!!

۶۱- تمام کے تمام خارجی اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالی کے فرمان: {يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ} اے ایمان والو! جو تمہارے ساتھ کافر ہیں تم ان سے قتال کرو، اور وہ تم سے تشدد پائیں، اور جان لو کہ بیشک اللہ متقی لوگوں کے ساتھ ہے۔[التوبہ:۱۲۳]

(۱)"الملل والنحل" از ابن حزم، ص:(۱/۱۱۶)

(۲)"مجلة صوت الجهاد" شمارہ نمبر:(۱۰) مورخہ:۱۲ ذوالحجہ ۱۴۲۴ ہجری بروز بدھ، ص:(۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا مطلب ہے کہ دیگر تمام کافروں اور غیر مسلموں کے مقابلے میں مسلمانوں سے جنگ پہلے کی جائے گی، اس بارے میں قدیم خارجیوں کی بھی یہی روش تھی کہ ایک بہلول نامی خارجی نے اپنے علاقے کے امیر کو قتل کرنے کی کوشش کی تھی اس کا تذکرہ طبری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں کیا ہے کہ:

"بہلول نے کہا: کیوں نہ ہم ابتدا اس امیر سے کریں تمہیں معلوم ہے کہ اس نے کیا کچھ بکواس کی ہے، تو اس کے ساتھیوں نے کہا کہ: دیکھو ہم تو خالد کو قتل کرنا چاہتے ہیں، اگر ہم نے اس چھوڑے امیر کو قتل کر دیا تو ہمارے بارے میں خبر پھیل جائے گی اور خالد سمیت ہر شخص متنبہ ہو جائے گا، اس لیے ہم تجھے اللہ کا واسطہ دیتے ہیں کہ اس امیر کو مت قتل کرنا ورنہ خالد ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا، جو کہ مسجدیں گرا کر معبد خانے اور گرجا گھر تعمیر کر رہا ہے، جو مسلمانوں کے خلاف مجوسیوں سے اتحاد بنا رہا ہے، یہ ذمیوں کا نکاح مسلمان لڑکیوں سے کر رہا ہے، امید ہے کہ ہم اسے قتل کر دیں گے اور اللہ ہمیں سکھ کا سانس نصیب فرمائے گا۔ اس پر بہلول نے کہا: اللہ کی قسم اس امیر کو قتل کرنے کے نتائج کیا ہوں گے، ان کی وجہ سے میں اس کو قتل کرنے سے باز نہیں آؤں گا، میں تو یہ چاہتا ہوں کہ مجھے جو اس امیر نے بکا ہے اس پر میں اسے قتل کر دوں گا، پھر خالد کو بھی ڈھونڈ کر قتل کر دوں گا، لیکن اگر اس کو چھوڑ دیا اور خالد کو قتل کرنے چلا گیا تو خالد کو قتل کرنے پر بھی ہماری منصوبہ بندی فاش ہو جائے گی، حالانکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ} اے ایمان والو! تمہارے ساتھ کافر ہیں تم ان سے قتال کرو، اور وہ تم سے تشدد پائیں، اور جان لو گ بیشک اللہ متقی لوگوں کے ساتھ ہے۔[التوبہ:۱۲۳]"(۱)

معاصر خارجیوں میں یہ بات تواتر کی حد تک پہنچ چکی ہے، معاصر خارجیوں میں دسیوں بہلول موجود ہیں جو یہ بات کرتے ہیں، مثال کے طور پر دیکھیں: اسامہ سباعی نے ایک رسالہ

---

(۱)"تاريخ طبري"ص:(۷/۱۳۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لکھا اور اسے "العدو القریب والعدو البعید" صفحہ: ۳، اسی طرح رشیدی اپنے فتاوی کے صفحہ ۵ پر، ابو یحیی لیبیائی اپنے رسالے "رفع الملام" صفحہ: ۳۱، سلطان عتیبی اپنی تالیف: "الرسائل الأثریة" صفحہ: ۲۴۰ میں یہ بات صاف لفظوں میں لکھ چکے ہیں۔

۶۲- حکمرانوں کے ناموں کو قبیح ناموں سے موسوم کرنا۔

قدیم خارجی خلیفہ راشد عثمان رضی اللہ عنہ کو- نعوذ باللہ- "**نعثل**" [احمق بڈھا] کہتے تھے۔ اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو- نعوذ باللہ- "**جاحد**" [کافر اور منکر] کہتے تھے۔ (۱)

معاصر خارجیوں کے بھی بہت سے شواہد اس خصلت کی تائید میں ملتے ہیں، مثلاً: رشود نے ایک رسالہ لکھا اور اسے "آل سلول والتتار" کا نام دیا اور مقصد سعودی حکمران تھے، اسی طرح زہرانی نے شاہ فہد رحمہ اللہ کو خادم حرمین کی بجائے "**ھادم الحرمین**" کا نام دیا۔ (۲)

۶۳- اپنی تحریروں اور تقریروں میں حکمرانوں پر لعن طعن کرنا، اس خصلت کا سابقہ خصلت کے ساتھ تعلق ہے، لیکن اس کو الگ سے اس لیے ذکر کیا ہے کہ حکمرانوں پر لعن طعن ہر دور کے خارجیوں کا اوڑھنا بچھونا رہا ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں: "میں قدامہ عنبری کے پاس آیا تو اس کے پاس مرداس ابو بلال، نافع بن ازرق اور عطیہ بن اسود یعنی خارجیوں کے سرغنے پہلے سے موجود تھے، حسن بصری کہتے ہیں کہ: مرداس ابو بلال نے کچھ دیر گفتگو کی اور اسلام کی خوبیاں گنائیں، حسن کہتے ہیں کہ میں نے اس سے پہلے اسلام کے بارے میں ایسی گفتگو نہیں سنی تھی، وہ بہت فصیح اور بلیغ تھا، پھر جب حکمرانوں کا تذکرہ آیا تو ان کی درگت بنا ڈالی، پھر لوگوں کے کرتوتوں کو ذکر کیا اور

---

(۱) "البداية والنهاية" از ابن کثیر، ص: (۱۰/ ۲۸۲، ۳۰۷، ۵۹۱)

(۲) "تحریض المجاهدین الأبطال علی إحياء سنة الاغتيال"، ص: (۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد خاموش ہو گیا، اس کے بعد نافع بن ازرق نے بھی اسلام کا اچھا تذکرہ کیا اور پھر حکمرانوں تک بات پہنچی تو انہیں سخت سست کہا۔"[1]

اور معاصر خارجیوں سے تو ہم بہت کچھ اس تحقیقی مقالے میں ذکر کر چکے ہیں جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ معاصر خارجی اپنے قدیم اسلام کے نقش قدم پر بعینہٖ انہی کے انداز سے چل رہے ہیں۔

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کہتے ہیں: "اسی طرح حکمرانوں کو گالی دینا بھی خارجیوں کا طریقہ ہے، در حقیقت خارجی ہی حکمرانوں کو گالیاں دیتے ہیں، اور ان پر نکتہ چینی کرتے ہیں، لوگوں کو ان کے خلاف بھڑکاتے ہیں، تو یہ خارجیوں کا طریقہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف جو بھی لونڈے اور چھوکرے بغاوت پر آمادہ ہوئے تھے وہ ابن سبا خبیث کی حکمرانوں کے خلاف گفتگو کی وجہ سے ہی تھا، ابن سبا اپنی مجالس اور گفتگو میں حکمرانوں کے خلاف باتیں کرتا تھا، یہاں تک کہ کچھ اوباش قسم کے چھوکرے اس کے ساتھ مل گئے اور آخر کار نتیجہ یہ نکلا کہ انہوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا"[2]

معاصر خارجیوں کی صورت حال یہ ہے کہ اگر یہ لوگ طہارت کے مسائل بھی ذکر کریں تو حکمرانوں کے خلاف ضرور بولیں گے، انہوں نے حکمرانوں کے کافر ہونے اور ان کو گالیاں دینے پر مستقل کتابیں لکھی ہیں، اس کی تفصیل گزشتہ مباحث میں گزر چکی ہے۔

۶۴- استدلال کرتے ہوئے قیاس پر مکمل انحصار

ابن حزم کہتے ہیں کہ: "خارجی قیاس پر سب سے زیادہ عمل کرتے ہیں"[3]

---

(۱)"الأمر بالمعروف" از ابن ابی الدنیا، ص:(۹۸) اس اثر کی سند حسن ہے۔

(۲)"الفتاوى الشرعية في القضايا العصرية" ص:(۸۵-۸۶)

(۳)"الملل والنحل" ص:(۱/۱۱۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاصر خارجیوں کے ہاں سب سے بڑی دلیل جسے استعمال کرتے ہوئے انہوں نے امت مسلمہ کا خون گرم دن میں ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ جائز قرار دیا وہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے دھماکوں کو مسئلہ تترس پر قیاس کیا ہے، اس کے متعلق مستقل مبحث میں بھی گفتگو ہو گی۔

٦٥- اختلافی مسائل میں الجھ کر فریق ثانی کو اتنا بھی اختیار نہیں دیتے کہ وہ دوسرا موقف اختیار کر لیں اور انہیں اس کی بنا پر معذور سمجھیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "خارجیوں اور انہی جیسے دیگر بدعتیوں اور ظالموں کا یہی حال ہے کہ اگر کوئی فقہی اور دینی مسائل میں اختلاف کر لے تو یہ ان پر ظلم کرتے ہیں اور ان پر جارحیت بھی دکھاتے ہیں"(۱)

اس کے متعلق بہترین مثال: مشرکوں کو جزیرہ عرب سے نکالنے کا مسئلہ ہے، اس مسئلے میں کافی اختلاف ہے کہ جزیرہ عرب کی حد بندی کیا ہے؟ کچھ اہل علم نے تو محض مکہ اور مدینہ کو ہی جزیرہ عرب کہا ہے، لیکن معاصر خارجیوں نے اسے ایسے ناقابل نقاش مسائل میں شامل کر لیا جس میں اختلاف ممکن ہی نہیں، اور پھر اسی بنا پر معصوم لوگوں کا قتل بھی کیا گیا!!

اسی طرح امت مسلمہ کی زبوں حالی کے وقت کافروں سے صلح کا مسئلہ ہے، معاصر خارجیوں نے اسے بھی کفر شمار کیا؛ جیسے کہ مقدسی کہتا ہے کہ: "یہودیوں کے ساتھ کئے جانے والے ان معاہدوں کی حقیقت یہ ہے یہ کفریہ معاہدے ہیں؛ کیونکہ اللہ کے برابر قانون سازی، یا احکامات الہیہ کو معطل کرنا، اور اللہ کے ولیوں سے دشمنی رکھنا یہ تمام کفریہ افعال ہیں اور انہی کی بنیاد پر یہ معاہدے ہوئے ہیں؛ اس طرح ان معاہدوں کی وجہ سے ان کے کفر میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔"(۲)

---

(۱) "مجموع الفتاوی" ص: (۱۷/۳۱۱)

(۲) ای میگزین "مجلة نداء الإسلام" کو دیا گیا انٹرویو، ص: (۱۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٦٦- حکمران کے کفر سے رعایا کی تکفیر کو منسلک کرنا، یہ بھی قدیم خارجیوں کا موقف تھا۔

جیسے کہ خارجیوں میں سے بیہسی فرقے نے کہا تھا: "اگر حکمران کافر تو رعایا بھی کافر"

اسی طرح ان کا یہ بھی ماننا ہے کہ: "یہ علاقہ شرکیہ علاقہ ہے، یہاں کے سب لوگ مشرک ہیں، کسی کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی گئی آپ صرف ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھیں جن کے بارے میں آپ کو علم ہے، ان کے نزدیک مسلمانوں کا قتل، املاک کی لوٹ کھسوٹ، قتل وغارت جائز ہے، اور عوام کو غلام اور لونڈیاں بنانا مطلقاً جائز ہے "[١]

جبکہ معاصر خارجیوں سے بھی یہ بات تواتر کی حد تک منقول ہے، انہوں نے بعینہٖ یہی الفاظ تو استعمال نہیں کیے لیکن مطلب اور مفہوم میں رتی برابر بھی فرق نہیں ہے۔

اس کے متعلق فارس زہرانی کہتا ہے کہ: "ان حکمرانوں کی افواج کے بارے میں گفتگو کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ آپ ان حکمرانوں کے حکم سے متعلق جانکاری حاصل کر لیں کہ یہ طاغوت ہیں، انہی طاغوتوں کی مدد کے لیے فوت تگ ودو کرتی ہے، تاکہ ان کی حکمرانی، تخت باقی رہے، انہی کی حفاظت میں راتوں کو پہرے دیتے ہیں؛ یہ جاننا اس لیے ضروری ہے کہ ان درباری ملاؤں اور افواج کا حکم در حقیقت حکمران کے حکم سے کشید ہوتا ہے، اس لیے جن مسلم ممالک کا اقوام متحدہ نے مسلم ممالک کے طور پر اعتراف کیا ہوا ہے وہ سب کے سب کافر ہیں، یہ سب دین اسلام سے ہر اعتبار سے باہر ہیں"[٢]!!

٦٧- جن اسلامی ممالک اور خطوں میں دن رات پانچ وقت کی اذان دی جاتی ہے ان تمام کے تمام علاقوں کو انہوں نے دار الکفر قرار دے دیا، یہ ان مسائل میں سے ایک ہے جس

---

(١)"الفرق بين الفرق"ص:(٨٨)،"مقالات الإسلاميين"ص:(١١٦)

(٢)" الآيات والأحاديث الغزيرة في كفر قوات درع الجزيرة"از فارس زہرانی، ص:(٢)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں روحانی اولاد نے اپنے اجداد سے بھی آگے نکلنے کی کامیاب کوشش کی ہے؛ کیونکہ قدیم خارجی سب کے سب اس چیز کے قائل نہیں تھے، لیکن آج کل کے خارجیوں میں یہ بات سب کے ہاں مسلمہ ہے کہ اس دھرتی پر کوئی بھی دار اسلام نہیں ہے۔

فارس زہرانی کہتا ہے کہ: "علاقے کے حکم کا سبب ذہن میں رکھو، اس سے یہ معلوم ہو گا کہ جن علاقوں میں اکثریت مسلمانوں کی ہے لیکن وہاں پر مرتد حکمرانوں نے کافروں کے وضع نظام نافذ کیے ہوئے ہیں، یہ آج بھی دار کفر ہیں اگرچہ وہاں رہنے والوں کی اکثریت مسلمان ہی کیوں نہ ہوں "(۱)

۶۸- ان تمام تر مماثلتوں میں سب سے آخری مشترکہ صفت یہ ہے کہ یہ آپ ﷺ کی زندگی میں بھی گستاخ تھے اور آپ کی وفات کے بعد بھی آپ کے گستاخ رہے۔

یہ خصلت میں نے سب سے آخر میں اس لیے بیان کی ہے کہ قارئین کو اس چیز پر تسلی ہو جائے کہ یہ تمام خارجی ایک ہی جگہ سے سیراب ہو رہے ہیں، ان کے بڑے نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کی زندگی میں ہی بے ادبی برتی تھی، پھر ایک سلطان عتیبی نامی سعودی خارجی نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گستاخی کی، میں اس کی بات حرف بہ حرف نقل کرتا ہوں۔

بدبخت سلطان عتیبی کا کہنا ہے کہ: "حق واضح ہو چکا ہے تو اب آپ کیا کہتے ہو؟ ذرا تصور کریں اور غور فرمائیں: اگر آج کل کے حالات میں ہمارے درمیان یہیں مملکت حرمین کے کسی شہر مکہ، مدینہ یا ریاض وغیرہ میں نبی ﷺ آجائیں اور ہمیں اسی طرح قتال کرنے کا حکم دیں جیسے کہ آپ ﷺ تمام مشرکوں کے خلاف قتال کرنے کا حکم دیتے تھے، انہیں جزیرہ عرب سے نکالنے کا حکم دیتے تھے، تو اس وقت آپ کیا کرو گے؟ آپ اس وقت کیا کہو گے؟ کیا

---

(۱)" سلسلة العلاقات الدولية" از فارس زہرانی، ص:(۶۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ ان کی مدد کروگے ؟ یاتم آل سلول کے غلام بنے رہوگے ؟ یاان کا دم چھلہ بننا پسند کروگے ؟ یا آل سلول کا دفاع کرنے میں لگے رہوگے ؟ بیداری کی تحریک میں شامل علمائے کرام کیا کہیں گے ؟ یہ نبی ﷺ سے بھی صبر، حکمت، اطمینان اور بات چیت کا ہی کہیں گے۔۔۔؟؟

اس وقت آل سلول کی حکومت کا نبی ﷺ کے بارے میں کیا موقف ہوگا؟ کیا آپ کو بھی ایک ماہ کے اندر اندر حکومت کے حوالے کرنے کا کہے گی؟ ویسے ان طاغوتوں سے کچھ بعید بھی نہیں ہے"[۱]

اس کی ان عبارتوں میں سے آخری الفاظ گستاخی پر مبنی ہیں کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کہ کہنا درست ہوگا کہ کوئی آپ سے کہے: "یہ نبی ﷺ سے بھی صبر، حکمت، اطمینان اور بات چیت کا ہی کہیں گے۔۔۔؟؟"

پھر اس کے بعد اس نے لکھا کہ "حکومت کے حوالے کرنے کا کہے گی" ذرا غور کریں کہ کس طرح ان کے سب سے بڑے ذوالخویصرہ نے رسول اللہ ﷺ پر عدم انصاف اور ظلم کا الزام لگایا تھا، اور اب انہوں نے کس طرح سے آپ کی گستاخی کی۔

میں بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر کوئی شخص معاصر خارجیوں کی کتابوں کو اچھی طرح کھنگالے تو قدیم وجدید خارجیوں کے مابین بہت سی مماثلتیں مل سکتی ہیں۔

---

(۱) انٹرویواز "سلطان الأثري" شائع کردہ: سلسلہ وار جریدہ "التیار" شمارہ نمبر: (۲۱) سن ۱۴۲۵ ہجری، ص: (۴۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

چوتھا مبحث:

اہل سنت کے ہاں خارجی قرار دینے کے ضوابط اور اسباب

اس میں دو فصلیں ہیں:

پہلی فصل: مقدمہ

دوسری فصل: خارجی وصف کے تعین کے لیے صحابہ، سلف اور علماء کی گفتگو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ:

پہلی بات: اہل سنت کے ہاں خارجی قرار دینے کے ضوابط اور اسباب کا فائدہ یہ ہو گا کہ خارجیت میں کوئی ایسا شخص داخل نہیں ہو پائے گا جو خارجی نہ ہو، نیز اسی طرح جو خارجی ہے وہ اس وصف سے بھاگ بھی نہیں پائے گا۔

دوسری بات: اس مبحث میں طریقہ کار یہ ہو گا کہ صحابہ کرام اور تابعین کے آثار جمع کئے جائیں اور پھر ان آثار کے بارے میں علمائے کرام کے اقوال اکٹھے کر کے ان سے کشیدہ ہونے والے علمی فوائد بیان ہوں، اور توجہ اسی بات پر مرکوز ہو کہ خارجیت سے متعلق فوائد ہی بیان کیے جائیں، میں نے اس سلسلے میں پوری کوشش کی ہے کہ بیان کردہ اقوال میں صحابہ کرام سے لے کر معاصر علماء تک؛ سب کے اقوال شامل ہوں۔

تیسری بات: علمائے کرام شروع دن سے لیکر آج تک خارجیت کے مفہوم میں متفق نظر آئے ہیں لیکن مقالہ نگار اس نتیجے تک بھی پہنچا ہے کہ خارجیوں کے مختلف درجات ہیں؛ چنانچہ کچھ خارجی ایسے ہیں جن کے بارے میں شرعی مذمت اور سخت وعید ہے انہی لوگوں کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ وہ دین سے نکل چکے ہیں، یہ اہل ایمان کو قتل کرتے ہیں اور وہ جہنم کے کتے ہیں۔ جبکہ کچھ ہیں تو خارجی لیکن وہ پہلے درجے کے برابر نہیں ہیں، ان پر بھی اہل علم نے خارجی کا اطلاق کیا ہے؛ کیونکہ ان لوگوں میں پہلے درجے کے خارجیوں کی بعض صفات پائی گئیں تھیں۔

خارجی قدیم ہوں یا جدید سب کے سب مختلف درجوں میں منقسم ہیں، کچھ انتہائی درجے کے غالی ہیں اور کچھ ان سے قدرے کم ہیں، کچھ لوگوں نے خارجیت کو بہت زیادہ اپنایا اور کچھ نے قدرے کم، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی اس بارے میں بڑی دقیق گفتگو ہے، آپ کہتے ہیں: "خارجی وہ لوگ ہیں جنہوں نے علی رضی اللہ عنہ کے مسئلہ تحکیم پر اعتراض کیا، پھر علی رضی اللہ عنہ اور عثمان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہ سمیت ان کی آل سے اظہار براءت کیا اور ان سے جنگیں بھی لڑیں، اگر ان خارجیوں میں سے کوئی انہیں کافر بھی کہتا ہے تو وہ ان میں سے غالی قسم کے کافر ہیں "[۱]

پھر غالی قسم کے خارجی بھی شر پسندی میں یکساں نہیں تھے، ان میں سے کچھ تو ایسے تھے جو مخالفین کے بچوں اور عورتوں کے قتل کو جائز سمجھتے تھے، چنانچہ ابن حزم نے ازرقی خارجیوں کے بارے میں کہا ہے کہ: "انہوں نے ایسے بچوں کا قتل بھی جائز قرار دیا جو ان کے معسکر میں نہیں اور اسی طرح ایسی خواتین کا قتل بھی جائز سمجھا جو ان کے معسکر میں نہیں تھیں "[۲] اور کچھ خارجی ایسے بھی ہیں جو یہ موقف نہیں رکھتے تھے۔

کچھ ایسے خارجی ہیں جو کبیرہ گناہ کی وجہ سے کافر کہتے ہیں، اور کچھ یہ موقف نہیں رکھتے، اس کی ساری تفصیل آگے آئے گی۔

تعجب خیز امر یہ ہے کہ معاصر خارجیوں کے سارے لٹریچر کو پڑھنے کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تکفیری مسائل اور قتل وغارت میں ان کے ہاں اختلاف ہے، لیکن یہ اختلاف نسبی ہے، مثلاً: کوئی خارجی کسی ایک مسئلے میں خوب غلو کا شکار ہے اور دوسرا اس کے غلو پر اعتراض کرتا ہے اور اس کے موقف پر رد لکھتا ہے، لیکن یہی رد لکھنے والا شخص کسی اور مسئلے میں پہلے خارجی سے الگ موقف رکھتا اور خوب غلو کا شکار ہے جو کہ اس پہلے خارجی سے بھی شدید نوعیت کا ہے، اس کی مثال یہ ہے:

ابو قتادہ: لندن کا قصاب، جو کہ کفر کے دارالحکومت میں رنڈیوں کے پڑوس میں رہا اور مسلمانوں کی عورتوں، بچوں کا قتل جائز قرار دیتا رہا ان کی عزتوں کو لوٹنے کو جائز کہتا رہا، الجزائر وغیرہ میں آزاد مسلمان بچیوں کو لونڈی بنانے کی اجازت دیتا رہا، جیسے کہ گزشتہ صفحات میں اس

---

(۱) "فتح الباري" ص: (۱/۴۵۹) [مترجم]

(۲) "الفصل في الملل والأهواء والنحل" ص: (۴/۱۴۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی تفصیلات گزر چکی ہیں۔

لیکن پارلیمنٹ کے اراکین اور ان کو منتخب کرنے والے افراد کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے اس نے صرف اراکین پارلیمنٹ کو کافر قرار دیا، جبکہ منتخب کرنے والے افراد کے بارے میں اس نے یہ حکم نہیں لگایا کہ وہ بھی کافر ہیں، اس کی وجہ یہ بیان کی کہ: "دستور ساز پارلیمنٹ کے انتخابات کی حقیقت یہ ہے کہ جس قانون اور دستور کے مطابق اس پارلیمنٹ کو قانون سازی کا اختیار تفویض ہوتا ہے وہی قانون ہی بہت سے لوگوں، علمائے کرام، مشائخ اور دیگر با اثر افراد کے سامنے واضح نہیں ہے؛ چنانچہ جہالت کی وجہ سے ان لوگوں کا عذر بلا شک و شبہ معتبر ہے، تاہم جن لوگوں کو اس قانون سازی کی تفویض کا علم ہے وہ اس سے اچھی طرح بہرہ ور ہیں، وہ دوسروں کے ساتھ اسی کی روشنی میں برتاؤ کریں "[۱]

جبکہ سید فضل جو کہ میرے پاس دستیاب دلائل کے مطابق خارجیوں کا خبیث ترین مناظر ہے، اس شخص نے جس طرح اراکین پارلیمنٹ کو کافر قرار دیا ہے تو اسی طرح امت محمدیہ کے ان تمام افراد کو بھی کافر قرار دیا ہے جو انہیں منتخب کرتے ہیں، چنانچہ قانون ساز پارلیمنٹ کے انتخابات میں حصہ لینے والوں کو سید فضل کافر قرار دیا ہے۔

سید فضل کا کہنا ہے کہ: "جو عوام الناس انہیں منتخب کرتے ہیں انہیں بھی کافر قرار دیا جائے گا"[۲]

اگر طوالت کا خدشہ نہ ہوتا تو میں اس جز کے بارے میں تفصیل سے لکھتا۔ تاہم اتنا ضرور کہوں گا کہ معاصر خارجیوں کو اچھی طرح پرکھنے اور چھاننے کے بعد یہ چیز بھی عیاں ہوتی ہے کہ معاصر خارجیوں میں پایا جانے والا تفاوت خارجیت میں غلو یا اعتدال کی وجہ سے نہیں ہے

---

(۱) "مقالات بین منهجين" از ابو قتادہ محمود بن عمر، مقالہ نمبر: (۵۸)

(۲) "العمدة" از سید فضل، ص: (۱۶۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلکہ وہ مسئلہ جہالت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے کہ انہوں نے شرعی مسائل کو اچھی طرح نہیں سمجھا؛ کیونکہ یہی خارجی بہت سے مسائل میں متفقہ طور پر ایک ہی موقف رکھتے ہیں اور چند ایک مسائل میں اختلاف ہے، مثلاً: پولیس اور فوج کے افراد کو قتل کرنے کا موقف تمام خارجیوں کا ہے، کسی کا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری فصل: خارجی وصف کے تعین کے لیے صحابہ، سلف اور علماء کی گفتگو

۱- ابو عثمان کہتے ہیں کہ: "بنویربوع میں سے ایک آدمی جسے صبیغ بن عسل کہا جاتا تھا اس نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے "الذاریات، النازعات، المرسلات" کے بارے میں پوچھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اپنے سر سے کپڑا ہٹاؤ، تو اس نے کپڑا ہٹالیا تو اس کے لمبے لمبے بال تھے، اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تمہارا سر منڈا ہوا ہوتا تو تمہاری گردن مار دیتا"(۱)

اس اثر میں خلیفہ راشد عمر رضی اللہ عنہ کو صبیغ کے بارے میں شک گزرا کہ وہ خارجیوں میں سے ہے؛ کیونکہ آپ کو اس کے سوال میں بھی کچھ تکلف اور بے جا گہرائی میں جانا نظر آیا، کیونکہ یہ ایسا سوال ہے جن کی معرفت اور مراد جاننے کا حکم نہیں دیا گیا۔

ابن بطہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "لوگ مدینے کی جانب فہم دین کے لیے سفر کرتے تھے تاکہ ان کے پاس ایمانی بصیرت مزید آجائے؛ لیکن صبیغ نے متشابہ القرآن کو اپنے سوالات کا مرکز بنایا، اور متشابہ القرآن ایسے الفاظ ہیں اگر ان کے بارے میں علم نہ بھی ہو تو انسان کو کوئی نقصان نہیں ہوگا، اور اگر اس کے بارے میں علم ہو بھی جائے تو خاص فائدہ نہیں ہوتا، اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مناسب یہ سمجھا کہ اسے متشابہ القرآن میں وقت صرف نہیں کرنا چاہیے، اسے ایسی چیز سے روکا عقل آنے والی نہ ہو، مبادا غیر مناسب جگہ میں مغزماری سے گمراہ نہ ہو جائے ---" انہوں نے آگے چل کر یہ بھی لکھا کہ: "عمر رضی اللہ عنہ کو خارجیوں کی صفات کا علم تھا کہ وہ اسلام سے نکل جائیں گے، اور ان کی علامت سر منڈوانا ہے، تو اس لیے صبیغ کا سر دیکھا تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتلائی ہوئی علامت دیکھ لے، تو جب وہ علامت نہیں پائی گئی تو اسے اچھے

---

(۱) "السنة" از عبد اللہ بن امام احمد (۱۱۹۹)، اسی طرح ان کی کتاب: "فضائل الصحابة" (۴۴، ۳۵۷)، "الاعتقاد" از بیہقی (۳۳۸)، "الکفایة" از خطیب (۱۱۸۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انداز میں ٹوکا اور صاف الفاظ میں کہہ دیا: اگر تمہارا سر منڈا ہوا ہوتا تو تمہاری گردن مار دیتا"[1]

پھر یہ بھی ثابت ہے کہ صبیغ رحمہ اللہ کو خلیفہ راشد اور نیک شخصیت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سمجھانے کا فائدہ بھی ہوا، چنانچہ جب علی رضی اللہ عنہ کے عہد میں صبیغ سے جب کہا گیا کہ کچھ لوگوں نے بغاوت کر دی ہے اور ان کا موقف یہ ہے، تو صبیغ نے کہا: "مجھے اللہ کے نیک بندے کی نصیحت سے فائدہ ہو چکا ہے"[2]

اللہ تعالی خلیفہ راشد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر کروڑوں رحمتیں فرمائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل سچ فرمایا تھا کہ آپ فتنوں کے سامنے ایک بند دروازہ تھے، جب یہ دروازہ ٹوٹ گیا تو فتنوں کا دریا بہہ پڑا، ابن بطہ نے اس واقعے کے آخر میں کچھ الفاظ لکھے ہیں جو کہ انتہائی خوبصورت ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے صبیغ کو اتنی سزا دی کہ خون اس کے چہرے اور پاؤں پر بہنے لگا۔ ابن بطہ کہتے ہیں: "تو صبیغ بے جا سوالات کرنے والوں کے لیے ایک عبرتناک مثال بن گیا"[3]

اس واقعے سے کشید ہونے والے فوائد:

- اس واقعے میں حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مطابقت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہی مسلمانوں اور فتنوں کے درمیان دروازہ تھے[4]، اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائل نبوت میں شامل ہے۔
- خلفائے راشدین دین کی حفاظت کے لیے سرکشوں کے ساتھ سخت ہاتھوں سے نمٹتے تھے۔

---

(۱)"الإبانة" از ابن بطہ، ص:(۱/۳۵۳)

(۲)"الإبانة" از ابن بطہ، ص:(۱/۳۵۳)، مطلب یہ تھا کہ مجھے عمر کی نصیحت نے سمجھا رکھا ہے۔

(۳)"الإبانة" از ابن بطہ، ص:(۱/۳۵۳)

(۴)بخاری:(۵۲۵)، مسلم:(۱۴۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- سلف صالحین ایسے امور میں پڑنے سے گریز کرتے تھے جس کا عملی فائدہ نہ ہو، یا جس سے ایمان میں اضافہ نہ ہوتا ہو، چاہے ان امور کا تعلق شرعی جزئیات کی باریکیوں سے ہی کیوں نہ ہو۔
- یہ اثر اس کا رد ہے جو کسی شخص کو خارجی قرار دینے کے لیے کبیرہ گناہ پر تکفیر کی شرط لگاتا ہے؛ کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ نے صبیغ سے تکفیر کے حوالے سے کوئی سوال نہیں کیا خصوصاً کبیرہ گناہ کے ارتکاب کے حوالے سے بھی نہیں پوچھا، آپ رضی اللہ عنہ نے صرف حسی علامت تلاش کی کہ کیا اس کا سر منڈا ہوا تو نہیں۔ آگے یہ بیان ہوگا کہ کبیرہ گناہ کی بنا پر کسی کی تکفیر کا موقف نافع بن ازرق نے سب سے پہلے متعارف کروایا تھا۔
- اس اثر میں خارجیوں کی مزید دو علامتیں بھی ہیں:

معنوی علامت: یعنی بے جا کی باریکی اور بال کی کھال اتارنا، متشابہات القرآن میں مشغول رہنا، یہ علامت کسی اور میں بھی پائی جاسکتی ہے، لیکن خارجیوں کی یہ واضح ترین علامت ہے۔

حسی علامت: سر منڈوانا، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جس کا بھی سر منڈا ہوا ہو وہ خارجی ہے، تاہم سر منڈوانا ایک اشارہ ہے کہ اس شخص کی عقل میں خارجی اثرات ہوں گے، لہذا جب اس کے ساتھ مزید شواہد اور اشارے مل جائیں گے تو خارجیت کا الزام مزید پختہ ہو جائے گا، مثلاً: ایسا شخص بال کی کھال اتارنے کا عادی ہو، بے جا سوالات کرتا ہو، متشابہات القرآن میں وقت گزارے، جن مسائل کے بارے میں شریعت خاموش ہے ان کی ٹوہ میں لگا رہے اور دوسروں کو کافر قرار دے وغیرہ۔

- خارجیوں کو فوری طور پر قتل کر دیا جائے گا، چاہے ایک فرد ہو یا جماعت کی شکل میں؛ کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بتلا دیا تھا کہ اگر یہ حسی علامت اس میں پائی جاتی جو کہ معنوی علامت کی تائید کر رہی تھی تو وہ اسے قتل کر دیتے، تاہم قتل کرنے کا اختیار عام لوگوں کو نہیں ہے، یہ صرف حکومت وقت ہی کر سکتی ہے، تاکہ افراتفری نہ پھیلے۔
- صبیغ کی یہ فضیلت بھی بنتی ہے کہ اسے عمر رضی اللہ عنہ کے ڈنڈے سے فائدہ ہوا، خون تو اس کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہہ گیا لیکن جب خارجیوں نے سر اٹھایا تو واضح لفظوں میں انکار کر دیا کہ میں خارجیوں کے ساتھ نہیں کھڑا ہو سکتا، بلکہ ان کے نظریات اور اقوال جاننے سے بھی انکار کر دیا۔

۲- سیدہ معاذہ کہتی ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا وجہ ہے کہ حائضہ عورت روزوں کی قضا تو دیتی ہے لیکن نماز کی قضا نہیں دیتی؟ تو سیدہ عائشہ نے کہا: کیا تو خارجیوں سے تعلق رکھتی ہے؟ تو میں نے کہا: نہیں میرا ان سے کوئی تعلق نہیں، لیکن میں نے تو ویسے ہی پوچھا ہے، تو عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں کہ: ہمیں بھی حیض آتا تھا تو ہمیں صرف روزے کی قضا دینے کا حکم دیا گیا نماز کی قضا دینے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔[1]

اس اثر سے کشید نکات:

- پہلا نکتہ: ام المومنین سیدہ عائشہ نے سائلہ خاتون کے حروری ہونے کا خدشہ ظاہر کیا، اور اس خدشے کے درج ذیل اسباب ہی ہو سکتے ہیں:

- سیدہ عائشہ کو اس خاتون کے سوال میں بے جا باریکی نظر آئی کہ مسلمان عورت کو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا؛ نیز مسلمان خاتون کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ان دنوں میں نماز روزہ ترک کر کے اللہ کی بندگی کرے، پھر بعد میں نماز کی بجائے صرف روزوں کی قضا دے کر بندگی کرے۔ سلف صالحین کو ہر اس شخص کے بارے میں خارجی ہونے کا شبہ گزرتا تھا جو بے جا کی باریکی میں جانے کی کوشش کرتا، جیسے کہ ابن بطہ کی کتاب "الإبانۃ" میں ہے کہ ابن الکواء جو کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کرنے والوں میں شامل تھا لیکن بعد میں راہ راست پر آ گیا تو اس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سوال پوچھا: یہ چاند میں سیاہی کیا چیز ہے؟ تو سیدنا علی نے فرمایا: یہ سیاہی اللہ تعالی نے بنائی ہے، تم کوئی ایسا سوال پوچھو جو تمہیں فائدہ دے۔[2]

---

(۱) بخاری: (۳۲۱)، مسلم: (۳۳۵)

(۲) "الإبانۃ" از ابن بطہ، ص: (۱/۳۲۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے حروری ہونے کا خدشہ اس لیے ظاہر کیا تھا کہ کچھ خارجی حائضہ کو حیض کی حالت میں نماز اور روزہ رکھنے کی تاکید کرتے تھے، جبکہ کچھ ترک کرنے کی پابندی کرواتے تھے لیکن بعد میں نماز کی قضا کا بھی کہتے تھے، جیسے کہ ابن رجب رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدہ عائشہ کا یہ کہنا کہ تم حروری خارجیوں سے تعلق رکھتی ہو، تو اس کی وجہ یہ تھی کہ کچھ خارجی نماز کی قضا دینے کا بھی حکم دیتے تھے۔ اس خدشے کے اسباب کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس خاتون کا سوال بے جا باریکی سے تعلق رکھتا تھا اور یہی طرز خارجیوں کا تھا وہ بھی بے جا باریکی میں جاتے تھے تا آنکہ دین سے ہی باہر ہو گئے۔[1]
- یہ بھی سبب ہو سکتا ہے کہ: کچھ خارجی حدیث پر عمل نہیں کرتے تھے، خصوصاً ایسی حالت میں جب حدیث کا حکم ظاہری طور پر قرآن مجید سے متصادم ہو[2]! خارجی احادیث مبارکہ کو اس لیے قبول نہیں کرتے تھے کہ انہوں نے احادیث بیان کرنے والے صحابہ کرام کو ہی کافر قرار دے دیا تھا اور کافر ان کے ہاں عادل نہیں ہو سکتا، چنانچہ اس بنا پر خارجی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے بھی محروم ہو گئے۔

- دوسرا نکتہ: اس اثر کے فوائد:

- ایسے سوالات کرنا منع ہے جن میں تکلف اور بے جا کی باریکی ہو، جس کی معرفت سے مومن کو دینی یا دنیاوی کوئی فائدہ نہ ہو، لہذا صرف مفید سوال کرنے کی اجازت ہے۔
- احادیث مبارکہ کی مخالفت کرنے والوں پر سختی کرنا جائز ہے۔
- اگر مسلمان کو کسی شرعی حکم کی علت اور سبب کا علم ہو جائے تو مسلمان کا اس شرعی حکم کے متعلق ایمان مزید بڑھ جاتا ہے، اور اگر کسی حکم کی علت کا علم نہ ہو تو تب بھی یہی کہتا ہے کہ یہ سب احکام ہمارے پروردگار کی جانب سے ہیں۔

---

(۱) "فتح الباري" از ابن رجب، ص: (۲/ ۱۳۰)

(۲) "مجموع الفتاوی"، ص: (۱۳/ ۴۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳- ایک بار ابو ذر رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اپنے سر سے کپڑا اہٹایا اور کہا: اللہ کی قسم میں ان میں سے نہیں ہوں، یعنی خارجیوں میں سے۔ تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے تمہاری جانب مراسلہ اس لیے بھیجا کہ تم مدینہ میں ہمارے ساتھ رہو، تو سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، مجھے آپ ربذہ میں رہنے کی اجازت دے دیں، تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دے دی۔ اس واقعے کو ابو داود طیالسی نے بیان کیا ہے، آخری حصے کا اس میں ذکر نہیں ہے۔

طیالسی کے الفاظ کچھ یوں ہیں: "نہ ہی میں ان کے ساتھ ملوں گا [یعنی خارجیوں کے ساتھ] ان کی علامت سر منڈوانا ہے، وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے، اللہ کی قسم! اگر آپ مجھے کھڑے رہنے کا حکم دیتے تو میں بیٹھتا بھی نہ "(۱)

طبقات ابن سعد میں ایک اور سند کے ساتھ یہ واقعہ موجود ہے کہ: اہل کوفہ میں سے کچھ لوگوں نے ابو ذر رضی اللہ عنہ کو ربذہ میں رہتے ہوئے کہا تھا: "اس شخص نے تمہارے ساتھ یہ کیا وہ کیا، تو کیا تم ہمارا ساتھ دو گے اگر ہم اس کے خلاف لڑیں تو؟ اس پر ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں! اگر عثمان مجھے مشرق سے مغرب کی جانب چلنے کا حکم دے دے تو میں ان کی بات کی تعمیل کرتے ہوئے چل پڑوں گا"(۲)

یہ اثر بہت ہی شاندار اثر ہے، اس کو اپنی زندگی میں عملی شکل دینی چاہیے، اس اثر کا پس منظر یہ ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابو ذر رضی اللہ عنہ کو مدینہ بھیجا، تو عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس چلے آئے، انہیں مدینہ بھیجنے کا سبب یہ تھا کہ آپ کچھ مسائل میں منفرد فتوی دیتے تھے، مثلاً: دولت جمع کرنا حرام ہے، انہیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے، تو انہیں خلیفہ راشد ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے فتوی دینے سے روک دیا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے زیادہ علم

(۱) "مسند الطيالسي" ۴۵۱، ص: (۱/ ۶۱)

(۲) "الفتح" ص: (۴/ ۴۹۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام میں خیر تھی، چنانچہ جس وقت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ راشد عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب بھیجا تاکہ ان کے بارے میں مناسب فیصلہ کریں۔ چنانچہ جب ابو ذر رضی اللہ عنہ آئے اور سب سے پہلے عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے اس چیز کی تصدیق کرنا چاہی کہ وہی خارجیوں میں سے نہیں ہیں تو اپنے سر سے کپڑا اتار کر دکھایا کہ انہوں نے سر منڈوایا ہوا نہیں ہے، پھر قسم بھی اٹھائی کہ وہ خارجیوں سے تعلق نہیں رکھتے۔

پھر ابو ذر رضی اللہ عنہ نے ایک اور دلیل پیش کی کہ وہ خارجیوں کے مقابلے میں ایک بہت بڑے مسئلے میں مختلف رائے رکھتے ہیں اور وہی مسئلہ اہل سنت اور خارجیوں کے مابین حد فاصل ہے، وہ یہ کہ میں امت محمدیہ کے حاکم کی اطاعت کرتا ہوں، چنانچہ اس بات کی تائید میں ہی انہوں نے کہا تھا کہ: "اللہ کی قسم! اگر آپ مجھے کھڑے رہنے کا حکم دیتے تو میں بیٹھتا بھی نہ" پھر اپنی اس بات کی مزید تائید اس چیز سے بھی کی کہ: "مجھے ربذہ رہنے کی اجازت دے دیں" کیونکہ عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے مدینہ میں رہنے کی بات کی تھی، اس لیے ابو ذر رضی اللہ عنہ نے ان سے ربذہ چلے جانے کی اجازت مانگی۔

ابن سعد کی روایت کے مطابق یہ بھی ہے کہ اگر ابو ذر رضی اللہ عنہ کے امیر عثمان رضی اللہ عنہ انہیں مشرق سے مغرب کی جانب چلتے جانے کا حکم بھی دیتے تو ابو ذر رضی اللہ عنہ کر گزرتے۔

کاش کہ علم کا دعوی کرنے والے لوگ ہمارے سلف صالحین کی اطاعت ولی الامر کے سلسلے میں کچھ بیداری کا ثبوت دیتے۔ آج جو بھی حکمرانوں سے تعامل کے سلسلے میں سلف صالحین کے طریقے پر چلتا ہے اسے مرجئہ کہہ دیا جاتا ہے، اسے ڈرپوک کہہ دیتے ہیں، حتی کہ اس سلفی منہج کو انتہائی قبیح قسم کے القاب کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔

شیخ صالح الفوازن حفظہ اللہ کہتے ہیں: "ہمارے زمانے میں کچھ لوگ ایسے شخص کو کرائے کا پٹھو، کمزور اور پاگل کہہ دیتے ہیں جو نافرمانی کے علاوہ ہر اعتبار سے ولی الامر کی اطاعت کو ضروری سمجھتا ہے، وہ لوگ حکمرانوں کے بارے میں اعلانیہ اور منبروں پر چڑھ کر اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجمعوں میں منفی باتیں کرتے ہیں"[1]

اس اثر کے فوائد:

- یہ کہ گفتگو کرنے سے پہلے ہی اپنی حیثیت کو واضح کر دیا جائے؛ جیسے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے پوچھنے سے پہلے اپنے بارے میں تفصیل بتلا دی۔
- اس واقعے سے خلیفہ راشد ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا اعلی اخلاق اور ادب چھلکتا ہے کہ انہوں نے سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کو یہ نہیں کہا کہ: "ہم نے آپ کو اس لیے بلوایا ہے کہ آپ کے پڑوس میں رہنے سے ہمیں فائدہ ہو گا"
- سر منڈوانا قدیم خارجیوں کی حسی علامات میں سے ہے تاہم یہ صفت قطعی نہیں ہے۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کا طرز عمل عیاں ہوتا ہے کہ وہ کس طرح شریعت کی بتلائی ہوئی حدود سے تجاوز نہیں کرتے تھے، جیسے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ راشد عثمان رضی اللہ عنہ کی مکمل اطاعت اور فرماں برداری کا عزم دہرایا۔
- اہل سنت اور خارجیوں میں "اطاعت اور فرماں برداری" فرق کرنے والی علامت ہے۔

۴- عقبہ بن وساج کہتے ہیں کہ میرا ایک دوست خارجیوں کے بارے میں مجھ سے بات کیا کرتا تھا، اور یہ بھی بتلاتا تھا کہ وہ کس طرح حکمرانوں کے بارے میں زبان درازی کرتے ہیں، تو میں جب حج پر گیا وہاں میری ملاقات عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے ہوئی تو میں نے انہیں عرض کیا: آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی ماندہ صحابہ کرام کے ساتھ ہو، اللہ تعالی نے آپ کو علم بھی دیا ہے لیکن وہاں عراق میں کچھ لوگ اپنے حکمرانوں کے بارے میں زبان درازی کر رہے ہیں اور انہیں گمراہ کہتے ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا: ان لوگوں پر اللہ تعالی کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی جانب سے لعنت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سونے

---

(۱) شیخ صالح فوزان نے طائف شہر کی مسجد شاہ فہد میں ۰۳ / ۰۳ / ۱۴۱۵ ہجری کو خطاب کیا تھا جس کا عنوان تھا "توجیهات عامة"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور چاندی کا خزانہ لایا گیا، تو آپ اسے اپنے صحابہ کرام میں تقسیم کرنے لگے، اس پر ایک دیہاتی آدمی نے کہا: اے محمد! اللہ کی قسم! اللہ نے آپ کو عدل کرنے کا حکم دیا ہے، اور میں نہیں سمجھتا کہ آپ عدل کر رہے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (**تیرا استیاناس ہو! مجھ سے بڑھ کر کون عدل کرے گا؟**) تو اس نے جاتے ہوئے کہا: اسے آہستہ سے جواب دو، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (**بیشک میری امت میں اس جیسے اور بھی ہوں گے وہ قرآن پڑھیں گے لیکن ان کی ہنسلیوں سے اوپر نہیں جائے گا، جب بھی وہ رونما ہوں تو انہیں قتل کر دو**) یہ بات آپ نے تین بار فرمائی۔[1]

اس اثر کا خلاصہ یہ ہے کہ:

جس وقت عقبہ نے اپنے علاقے کے لوگوں کی صفت ذکر کی کہ وہ اپنے حکمرانوں کے خلاف زبان درازی کرتے ہیں، انہیں گمراہ کہتے ہیں تو عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے ان کے بارے میں فتوی طلب کیا، اس پر صحابی رسول نے فوری طور پر ان لوگوں کو ان سے منسلک کر دیا جن کے بارے میں مذمتی نصوص موجود ہیں؛ کیونکہ ان دونوں کے مابین مشترکہ صفت پائی گئی تھی اور وہ یہ ہے کہ اپنے بڑوں اور حکمرانوں کے بارے میں زبان درازی اور انہیں سرعام گمراہ کہتے پھرنا، کیونکہ بدبخت ذوالخویصرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف زبان درازی کی تھی اور آپ کو ظلم وجور کا طعنہ دیا تھا حالانکہ آپ سے بڑھ کر عدل وانصاف کا پیکر کوئی نہیں ہو سکتا۔

اس اثر کے فوائد:

- نت نئے پیدا ہونے والے مسائل میں اہل علم سے رجوع کریں؛ کیونکہ اللہ تعالی کے بعد یہ طریقہ کار انسان کو گمراہی سے بچا سکتا ہے۔
- علمائے کرام اور اہل علم کے ساتھ ادب سے پیش آنا چاہیے؛ کیونکہ سائل نے پہلے صحابی

(۱) "السنة" از ابن ابی عاصم: (۹۳۳) البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ حدیث بخاری کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے مقام و مرتبے کا ذکر کیا اور پھر یہ بھی کہا کہ آپ ایسے اہل علم کے درمیان رہ رہے ہیں جنھوں نے براہ راست رسول اللہ ﷺ سے علم حاصل کیا تو یہ بہت بڑے شرف کی بات ہے۔

- خارجیوں کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ وہ خلفائے کرام اور حکمرانوں کے بارے میں زبان درازی کرتے ہیں، انہیں گمراہ کہتے ہیں۔

۵- ابن عمر رضی اللہ عنہما خارجیوں کو بدترین مخلوق قرار دیتے تھے، آپ کہتے ہیں کہ: "ان لوگوں نے کافروں کے بارے میں نازل شدہ آیات کو مسلمانوں پر لاگو کر دیا"[1]

جلیل القدر صحابی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خارجیوں کے بارے میں نہ قابل تردید اور قطعی صفت بیان کی، ان کی تائید ہر وقت اور ہر جگہ زمینی حقائق نے کی ہے، جس وقت سے خارجی رونما ہونا شروع ہوئے ہیں اس وقت سے لیکر آج تک یہ صفت ان میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ: جو آیات کافروں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں انہیں اٹھا کر مسلمانوں پر فٹ کر دیا، اسی لیے وہ نماز روزے کے پابند لوگوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔

ایسے بہت سے آثار ملتے ہیں کہ جن میں ان خارجیوں نے کافروں کے متعلق نازل آیات کو مسلمانوں پر لاگو کیا، معاصر خارجیوں کی بھی یہی صورت حال ہے، اگر کوئی شخص ان کی صرف اس ایک صفت کو ہی جمع کرنا چاہیے تو پوری ایک موٹی کتاب سامنے آسکتی ہے۔

اور یہاں یہ بات میں واضح رہے کہ معاصر خارجی اس صفت میں اپنے اجداد سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں، اس کی دو وجوہات ہیں:

- کچھ آیات محض کافروں کے متعلق ہی نازل نہیں ہوئیں بلکہ خبیث ترین کفریہ ملت کے متعلق نازل ہوئی ہیں انہیں اٹھا کر مسلمانوں پر لاگو کر دیا گیا، جیسے کہ سید فضل حکمرانوں کی عوام کو کافر ثابت کرنے کے لیے کہتا ہے کہ: "حکمران اور عوام کو

---

(۱) اس اثر کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے تعلیقاً ذکر کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یکساں حکم دینے کی دلیل کتاب و سنت اور اجماع سے ثابت ہے، چنانچہ قرآن مجید سے دلیل یہ آیت ہے:{إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِئِينَ} بیشک فرعون، ہامان اور ان کے لشکر سب کے سب خطا کار تھے۔[القصص:۸] تو یہاں اللہ تعالی نے حاکم اور عوام کا حکم یکساں ہی بتلایا ہے" اس لیے معاصر خارجیوں نے حکمرانوں کو فرعون اور ہامان والا حکم دیا اور ان حکمرانوں کے زیر حکومت افراد کو فرعون اور ہامان کے ماتحت افراد والا حکم دیا ہے اور یہ بات خارجیوں کی کتابوں میں بکثرت موجود ہے۔

- معاصر خارجیوں نے صرف قرآنی آیات کے ساتھ ہی یہ معاملہ نہیں کیا بلکہ جو احادیث کافروں کے بارے میں وارد ہوئیں تھیں انہیں بھی مسلمانوں پر لاگو کر کے مسلمانوں کی خواتین اور عورتوں کو قتل کرنا جائز سمجھا، ان تمام احادیث میں سے مشہور ترین حدیث رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے:(**وہ بھی انہی میں سے ہیں**)[1] حالانکہ یہ حدیث بھی مشرکوں کے بارے میں خاص ہے؛ کیونکہ نبی ﷺ سے سائل نے پوچھا تھا کہ:"ہم رات کے وقت مشرکین پر حملہ آور ہوتے ہیں اور ان کی عورتیں اور بچیاں نشانہ بنتی ہیں" تو پھر آپ ﷺ نے جواب میں یہ فرمایا تھا۔

قدیم خارجیوں کے ہاں حدیث سے استدلال کرنا معروف نہیں تھا؛ کیونکہ وہ حدیث کو قابل حجت ہی نہیں سمجھتے تھے جیسے کہ پہلے یہ بات گزر چکی ہے، لیکن میرے مطالعہ کے مطابق معاصر خارجیوں میں مجھے ایسی کوئی بات نہیں ملی کہ وہ حدیث کا انکار کرتے ہوں۔

اس اثر کے فوائد:

- کافروں کے بارے میں نازل ہونے والی آیات اور احادیث کو مسلمانوں پر لاگو کرنا

(۱) بخاری:(۱۴۶)، مسلم:(۱۷۴۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قدیم اور معاصر خارجیوں کی امتیازی خوبی ہے۔

- ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خارجیوں میں یہ صفت دو اسباب کی بنا پر بیان کی:

پہلا سبب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو دلیل بنایا کہ: (**وہ لوگ قرآن تو پڑھیں گے لیکن ان کی ہنسلیوں سے نیچے نہیں اترے گا**) اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ قرآن کریم کے ظاہری معنی تو مراد لیں گے لیکن اسے سمجھنے سے قاصر رہیں گے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آیات کو غلط جگہ لاگو کریں گے۔

دوسرا سبب: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ چیز مشاہداتی طور پر اخذ کی تھی۔

مجھے کچھ اور ایسے آثار بھی ملے ہیں جن سے اس بات کو تقویت ملتی ہے کہ یہ صرف ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فہم نہیں تھا؛ بلکہ صحابہ کرام اس بنیادی خرابی کو بھانپ چکے تھے، اگر طوالت کا خدشہ نہ ہوتا تو میں اس کے بارے میں مثالیں ذکر کر دیتا۔

٦- سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا اثر، شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ عام طور پر آپ کا نام لینے کے بعد کہا کرتے تھے: "امام، جلیل القدر تابعی سعید بن جبیر حجاج نے آپ کو ظلم کرتے ہوئے قتل کر دیا تھا"(۱)

سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے تھے کہ: "خارجی متشابہ القرآن کے پیچھے چلتے ہیں اس کی مثال اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: {إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِن كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ}

بلاشبہ ہم نے تورات اتاری جس میں ہدایت اور روشنی ہے۔ اسی کے مطابق اللہ کے فرمانبردار نبی ان لوگوں کے فیصلے کیا کرتے تھے جو یہودی بن گئے۔ خدا پرست اور علماء

---

(۱) طائف شہر میں دیئے گئے دروس میں سے اخذ کردہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی (اسی تورات کے مطابق فیصلے کرتے تھے) کیونکہ وہ کتاب اللہ کی حفاظت کے ذمہ دار بنائے گئے تھے اور وہ اس کے (حق ہونے کی) شہادت بھی دیتے تھے لہٰذا تم لوگوں سے نہ ڈرو بلکہ مجھی سے ڈرو اور میری آیات کو حقیر سے معاوضہ کی خاطر بیچ نہ کھاؤ۔ اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں [المائدۃ:۴۴]

پھر اس آیت کے ساتھ سورت الانعام کی آیت {ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ} پھر بھی کافر لوگ (غیر اللہ کو) اپنے رب کے برابر قرار دیتے ہیں۔ [الأنعام: ا] کو ملا کر کہتے ہیں کہ اگر حکمران بغیر حق کے فیصلے کرتا ہے تو اس نے کفر کیا اور جس نے کفر کیا اس نے دوسروں کو اپنے رب کے ہم سر بنا دیا، اور جس نے ہم سر بنایا اس نے شرک کیا، لہذا یہ پوری امت مشرک ہے، اس لیے یہ حروری بغاوت اور قتل و غارت کرتے ہیں یہ سب کچھ تمہارے سامنے ہے؛ کیونکہ وہ اپنے تئیں اس آیت پر عمل پیرا ہیں۔"

اس اثر کے فوائد:

- خارجی لوگ متشابہ القرآن کے پیچھے چلتے ہیں۔
- جن متشابہ القرآن کو خارجی سب سے زیادہ استعمال کرتے ہیں وہ **الحکم بغیر ما انزل اللہ** والی آیات ہیں، ان آیات کو متشابہ قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ یہ آیت **بغیر ما انزل اللہ** کے مطابق فیصلے کرنے والے کے بارے میں عمومی طور پر کفر کا اطلاق کرتی ہے، جبکہ امت کے سلف صالحین جن میں ترجمان القرآن ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں وہ کہتے ہیں کہ **الحکم بغیر ما انزل اللہ** بسا اوقات کفر اکبر ہوتا ہے یا کبھی اصغر، اس کی تفصیل مستقل مبحث میں بیان کی جا چکی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اسی فہم کو شروع سے لیکر آج تک کے اہل علم نے معتبر سمجھا ہے اور اسے اہل سنت اور خارجیوں کے مابین حد فاصل قرار دیا، چنانچہ **الحکم بغیر ما انزل اللہ** کا معنی مطلق طور پر تکفیر کرنا خارجیوں کی امتیازی صفت قرار پایا اور یہ چیز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خارجیوں کی کتابوں میں تواتر کی حد تک موجود ہے، جیسے کہ ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں:
"خارجیوں اور معتزلیوں کی ایک جماعت اس بارے میں گمراہ ہوگئی، انہوں نے اس جیسی نصوص اور آثار کو گناہگاروں کی تکفیر کے لیے دلیل بنایا اور قرآنی آیات کو بھی دلیل بنانے کی کوشش کی، جیسے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:{إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِن كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ} بلاشبہ ہم نے تورات اتاری جس میں ہدایت اور روشنی ہے۔ اسی کے مطابق اللہ کے فرمانبردار نبی ان لوگوں کے فیصلے کیا کرتے تھے جو یہودی بن گئے۔ خدا پرست اور علماء بھی (اسی تورات کے مطابق فیصلے کرتے تھے) کیونکہ وہ کتاب اللہ کی حفاظت کے ذمہ دار بنائے گئے تھے اور وہ اس کے (حق ہونے کی) شہادت بھی دیتے تھے لہٰذا تم لوگوں سے نہ ڈرو بلکہ مجھی سے ڈرو اور میری آیات کو حقیر سے معاوضہ کی خاطر بیچ نہ کھاؤ۔ اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں[المائدۃ:۴۴]"

- سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے اس اثر میں اشارہ ہے کہ تکفیر، بغاوت اور قتل و غارت میں تلازم ہے، یہ دونوں خارجیوں کے ہاں لازم و ملزوم چیزیں ہیں، لہٰذا خارجی تکفیر کے ساتھ ہی اسلحہ اٹھالیتا ہے اور اسی بات کی تائید زمینی حقائق کرتے ہیں، اس کی مزید تفصیلات کے لیے الگ مبحث ہے۔

۷- ایوب سختیانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "خارجیوں کے نام اگرچہ الگ الگ ہیں لیکن تلوار اٹھانے پر سب کے سب متفق ہیں"[1]

(۱)"السنة" از لالکائی، ص:(۱/ ۱۶۲) اور "الشريعة" از آجری، ص:(۵/ ۲۷۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایوب سختیانی رحمہ اللہ کے اس اثر سے یہ ظاہر ہے کہ خارجیوں کے کافی فرقے ہیں ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو گناہ کی وجہ سے تکفیر کے قائل ہیں، چنانچہ ان میں ازارقہ وہ خارجی ہیں جو ہر کبیرہ گناہ کی بنا پر تکفیر کے قائل ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہمارے جتنے بھی مخالفین ہیں ان کے علاقے دار کفر ہیں[1]، کچھ خارجی ایسے ہیں جو گناہ گار شخص کو کفران نعمت کے قبیل سے کافر کہتے ہیں، کچھ خارجی بچوں، عورتوں اور ذمیوں کو قتل کرنے کے قائل ہیں جبکہ کچھ اس عمل کو حرام قرار دیتے ہیں، کچھ لوگ ایسے ہیں جو اسلامی خطوں کو دار کفر کہتے ہیں اور کچھ اس بارے میں توقف اختیار کرتے ہیں، لیکن امت محمدیہ کے خلاف تلوار اٹھانے میں سب کے سب متفق ہیں اس میں کسی بھی خارجی فرقے کا کوئی اختلاف نہیں۔

معاصر خارجیوں نے تلوار کی جگہ پر بارود سے بھری ہوئی گاڑی متعارف کروائیں، جس کی وجہ سے ماضی کے بیسیوں خارجی بھی مل کر اتنا نقصان نہیں کیا کرتے تھے جتنا آج کا ایک خارجی نقصان کر جاتا ہے۔

۸- ابن مبارک رحمہ اللہ اہل سنت کا عقیدہ ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں: "جو شخص اس بات کا قائل ہے کہ ہر نیک اور بد کے پیچھے نماز پڑھ لو، ہر اسلامی خلیفہ کے ساتھ مل کر جہاد کرو، اور حکمران کے خلاف مسلح بغاوت کا قائل نہ ہو، حکمرانوں کے لیے بہتری کی دعائیں کرتا ہو تو وہ شروع سے لیکر آخر تک تمام خارجیوں کے موقف سے بری ہو گیا"[2]

ابن مبارک رحمہ اللہ کی جانب سے یہ بہت ہی پیاری بات ہے، اس میں انہوں نے چار چیزیں ذکر کی ہیں جن سے خارجی اور اہل سنت کے مابین تفریق ممکن ہے۔

- حکمران فاسق ہو یا فاجر اگر جماعت کروائے تو اس کے پیچھے نماز ادا کی جائے۔
- مسلمان حکمران کی اطاعت، اس نکتے کی جانب حکمران کے زیر سایہ جہاد کے ذریعے

---

(۱) "مقالات الإسلاميين" از اشعری، ص: (۸۷)

(۲) "شرح السنة" از بربہاری، ص: (۱۲۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لطیف اشارہ کیا۔

- اہل سنت کے نزدیک حکمران کے خلاف تلوار کے زور پر بغاوت حرام ہے۔
- اہل سنت اپنے حکمران کے لیے بہتری اور عافیت کی دعا کرتے ہیں۔

لہٰذا اگر کسی میں یہ چاروں صفات موجود ہوں تو وہ قدیم و جدید کسی بھی قسم کے خارجیوں میں سے نہیں ہے، اور اگر کسی میں ان چاروں میں سے کوئی ایک خصلت بھی پائی جاتی ہے تو اس میں خارجیوں کی یہ صفت پائی گئی ہے۔

ابن مبارک رحمہ اللہ کی اس گفتگو سے ایسے لگتا ہے کہ وہ آج کے خارجیوں سے مخاطب ہیں؛ کیونکہ معاصر خارجیوں کے لٹریچر کو پڑھنے والا بخوبی جانتا ہے کہ وہ باجماعت نماز اور جمعہ کی ادائیگی سے روکتے ہیں، انہوں نے اس بارے میں مستقل تالیفات بھی لکھی ہیں، مثلاً: "حكم مساجد الضرار" جو کہ ابو قتادہ فلسطینی کی ہے، اس رسالے میں اس نے ان مساجد میں نماز ادا کرنے سے روکا ہے جو سفارتخانوں کی جانب سے غیر مسلم ممالک میں بنائی گئی ہیں، ان مسجدوں کو اس نے مساجد ضرار قرار دیا اور کہا کہ انہیں منہدم کر دینا چاہیے جبکہ اس کی اپنی صورتحال یہ ہے کہ جہاں یہ خود جمعہ کا خطبہ دیتا ہے وہ نائٹ کلب ہے جسے یہ ہر ہفتے چند گھنٹے کے لیے لندن میں کرائے پر لیتا ہے، تو اس کی مسجد تو اہل سنت کی ہوئی اور مسلمانوں کی تمام مساجد، مساجد ضرار کہلائیں!!

حکمران کے لیے دعا سے متعلق یہ ہے کہ معاصر خارجیوں نے محض ان کے لیے دعا کرنے سے گریز ہی نہیں کیا بلکہ جو ان حکمرانوں کے لیے دعا کرتا ہے اس کو کافر بھی قرار دیا، ابو قتادہ کی جانب سے یہ فتویٰ صادر ہو چکا ہے اس فتوے میں اس نے تمام ایسے خطیبوں اور علمائے امت کو کافر قرار دیا ہے جو حکمرانوں کی بہتری کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔

۹- عبد اللہ بن محمد ضعیف رحمہ اللہ کہتے ہیں: "خارجیوں میں سے قعدیہ سب سے خبیث ترین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خارجی ہیں"[1]

ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: قعدیہ ایسے خارجی ہیں جو لوگوں کو تو حکمرانوں کے خلاف بغاوت پر ابھارتے ہیں لیکن خود بغاوت نہیں کرتے۔[2]

اس اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ حکمرانوں کے خلاف بغاوت خارجیوں کی علامت ہے، تاہم انہوں نے اس مسئلے کے پیش نظر خارجیوں کی دو قسمیں بیان کی ہیں:

پہلی قسم: جو حکمرانوں کے خلاف بغاوت کو دین کا حصہ سمجھتی ہے اور لوگوں کو اس پر ابھارتی ہے، لیکن وہ خود بغاوت نہیں کرتی، اس قسم کے خارجیوں کو انہوں نے خبیث ترین خارجی قرار دیا ہے۔

دوسری قسم: وہ خارجی لوگ جو بغاوت کو عملی جامہ پہناتے ہیں۔

یہاں سے اس امام کی فقاہت کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کسی طرح ابھارنے والوں کو انہوں نے خبیث ترین خارجی قرار دیا؛ کیونکہ عملی بغاوت سے پہلے ذہن سازی ہوتی ہے، لہذا یہ ابھارنے والے پہلے ذہن سازی کرتے ہیں، معاصر خارجی بھی یہی کچھ کر رہے ہیں، چنانچہ انہی خارجیوں میں سے ایک سرغنے کی ویڈیو کیسٹ منظر عام پر آئی تو اس کے کچھ ہی دنوں کے بعد ایک بہت بڑی کاروائی عملی شکل میں نظر آئی اور بہت سے لوگ اس کی وجہ سے لقمہ اجل بن گئے، امام عبد اللہ بن محمد ضعیف کی اس بات سے ملتی جلتی گفتگو شیخ ابن عثیمین کی بھی ملتی ہے، انہوں نے ذوالخویصرہ کی حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرمایا تھا: "یہ سب سے بڑی دلیل ہے کہ حکمران کے خلاف بغاوت جس طرح تلوار سے ہوتی ہے اسی طرح بات اور گفتگو سے بھی ہوتی

---

(۱)"مسائل أبي داود عن أحمد"ص:(۲۷۱)

(۲)"هدى الساري"ص:(۴۸۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے؛ کیونکہ ذو الخویصرہ نے کبھی بھی رسول اللہ ﷺ کے خلاف تلوار نہیں اٹھائی بلکہ اس نے صرف زبان درازی کی تھی"(۱)

ان لوگوں کو خبیث ترین خارجی اس لیے قرار دیا کہ عام طور پر یہ لوگ جلد نہیں مرتے اور اپنا زہر لوگوں میں پھیلاتے رہتے ہیں، جبکہ عملی میدان میں اترنے والے لوگ جلد ہی مر جاتے ہیں اور لوگ ان کے شر سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

۱۰- محمد بن حسین آجری رحمہ اللہ کہتے ہیں: "خارجی آرا سے خبردار کرنے کے لیے میں نے اتنا کچھ ذکر کر دیا ہے جس کی بدولت جسے اللہ خارجیت سے محفوظ رکھنا چاہیے وہ محفوظ ہو سکتا ہے، بشرطیکہ وہ خارجیوں والے افکار نہ اپنائے، حکمرانوں اور امیروں کے ظلم پر صبر کرے، ان کے خلاف مسلح بغاوت نہ کرے، اللہ تعالی سے دعا کرے کہ اللہ تعالی ان کے ظلم سے اسے اور دیگر تمام مسلمانوں کو محفوظ فرمائے، ان حکمرانوں کے لیے بہتری کی دعا کرے، ان کے ماتحت حج کرے، ان کے ساتھ رہتے ہوئے اسلام دشمنوں کے خلاف جہاد کرے، ان کے پیچھے نماز، جمعہ اور عیدین کی نمازیں ادا کرے، اگر وہ اسے اپنی اطاعت اور فرماں برداری کا حکم دیں تو ممکنہ حد تک ان کی اطاعت اور فرماں برداری کرے، اور جہاں ممکن نہ ہو تو معذرت کر لے، اگر حکمران کی جانب سے نافرمانی کا حکم دیا جائے تو اس کی اطاعت نہ کرے، اگر فتنے بپا ہو جائیں تو اپنے گھر میں ٹکا رہے، اپنی زبان اور ہاتھ کو روکے، خود ان فتنوں میں ملوث نہ ہو، کسی بھی فتنہ انگیزی پر اعانت نہ کرے۔ اگر کوئی شخص اس راستے پر گامزن ہے تو وہ ان شاء اللہ صراط مستقیم پر ہے"(۲)

آجری رحمہ اللہ گفتگو سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ: خارجیوں کی درج ذیل صفات ہیں:

(۱) "التعليق على رسالة رفع الأساطين في حكم الدخول على السلاطين"، ص: (۳۳-۳۴)

(۲) "الشريعة" از آجری، ص: (۱/۳۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بغاوت، تلوار اٹھانا اور مسلمانوں کا قتل عام۔ آجری رحمہ اللہ نے ایک اور صفت بھی ذکر کی ہے وہ یہ ہے کہ بات بڑی اچھی کریں گے، یہ صفت معاصر خارجیوں میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے؛ کیونکہ یہ نفاذ شریعت کی بات کرتے ہیں جو کہ حق اور سچ ہے، لیکن اس مطالبے پر وہ جو تکفیر کا حکم لگاتے ہیں پھر خونریزی کرتے ہیں یہ باطل ہے، یہ لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نفاذ چاہتے ہیں ،[لیکن اس کے نتائج برے دیتے ہیں] پھر انہوں نے پہلے ذکر کردہ صفات کو بھی ذکر کیا۔

آجری رحمہ اللہ نے اپنی گفتگو کو جن صفات کے ذکر پر ختم کیا ہے وہ اہل سنت کو خارجیوں سے ممتاز بناتی ہیں وہ یہ ہیں: فتنوں میں انسان شامل نہ ہو، اپنی زبان اور سنان دونوں کو روک کر رکھے، تو جو شخص یہ کام کرلے تو وہ صراط مستقیم پر ہے، اور جو اس سے مخالف راہ پر ہے تو وہ خارجیوں کی راہ پر ہے۔

۱۱- امام محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ ذکر کرتے ہیں کہ جو شخص بھی مسلمانوں کے حکمرانوں کو کافر کہے وہ: ان خارجیوں کے وارث ہیں جنہوں نے علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کی تھی۔[1]

شیخ ابن عثیمین کی گفتگو واضح ہے کہ مسلم حکمرانوں کی تکفیر قدیم اور جدید سب خارجیوں میں پائی جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆

(۱) آڈیو کیسٹ بعنوان: "کشف اللثام" نشر کردہ: دار ابن رجب۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانچواں مبحث:

خارجیوں سے متعلق احادیث اور آثار

اس میں دو فصلیں ہیں:

پہلی فصل: مقدمہ

دوسری فصل: خارجیوں سے متعلق احادیث (اسباق اور فوائد)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ:

سنت نبویہ میں کسی بھی فرقے اور گروہ کے بارے میں اتنی صریح احادیث وارد نہیں ہوئی جتنی خارجیوں کے بارے میں وارد ہوئی ہیں ان کے بارے میں احادیث معنوی طور پر متواتر حد تک منقول ہیں، ان روایات میں ان کی صفات ذکر کی گئی ہیں، ان کے افکار سے خبر دار کیا گیا ہے، ان احادیث سے ان کے فکری اور حسی خطرے کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

خارجیوں کا فکری خطرہ یہ ہے کہ: یہ لوگ کتاب و سنت کو اپنے فہم سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور سلف صالحین سمیت راسخ العلم علمائے کرام کے فہم کو قابل التفات نہیں سمجھتے۔

ان کا فکری خطرہ یہ بھی ہے کہ: یہ لوگ دینی شعائر کی تعظیم نہیں کرتے، خصوصاً انسانی جانوں کے تحفظ اور بغاوت سے متعلقہ امور میں دینی احکامات پر کان نہیں دھرتے، اس کی وجہ سے بھیانک قسم کے نتائج سامنے آتے ہیں اور یہ لوگ قتل و غارت اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم رکھتے ہیں، اسی طرح یہ لوگ اپنے باطل نظریات کو حق بنا کر پیش کرتے ہیں جس کی وجہ سے ان کا خطرہ مزید بڑھ جاتا ہے؛ کیونکہ لوگ ان کے جھانسے میں آ کر یہی سمجھ بیٹھتے ہیں کہ یہ لوگ حق بیان کر رہے ہیں، چنانچہ اسی لیے ان کے بارے میں احادیث کے اندر تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔

میں نے خارجیوں سے متعلق جتنی بھی احادیث اور آثار ہیں سب کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے، مکرر احادیث کو ذکر نہیں کیا، پھر اس کے بعد علمائے امت نے ان احادیث کا جو معنی اور مفہوم ذکر کیا ہے اس کو بیان کیا، تاہم اگر کسی صحابی کی جانب سے حدیث کے معنی اور مفہوم مذکور ہوں تو انہیں ترجیح دی ہے؛ کیونکہ انہیں کتاب و سنت کی نصوص کا زیادہ فہم تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری فصل: خارجیوں سے متعلق احادیث (اسباق و فوائد)

۱- پہلی حدیث: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: "علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ خام سونا بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا اقرع بن حابس حنظلی، عیینہ بن بدر فزاری، زید طائی -جو بعد میں بنو نبہاں میں شامل ہو گئے تھے- اور علقمہ بن علاثہ عامری -جو بعد میں بنو کلاب میں شامل ہو گئے تھے- تو قریش اس پر ناراض ہوئے اور کہنے لگے: آپ نجدی سرداروں کو دیتے ہیں ہمیں نہیں دیتے؟! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: **(میں ان کی تالیف قلبی کر رہا ہوں)** پھر ایک شخص آیا جس کی ڈاڑھی گھنی، گال ابھرے ہوئے، آنکھیں اندر دھنسی ہوئی اور رخسار ابھرے ہوئے تھے پیشانی اونچی اور سر منڈا ہوا تھا اس نے کہا: اے محمد! اللہ سے ڈرو! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **(اگر میں ہی اللہ کی نافرمانی کرنے لگوں تو پھر اس کی اطاعت کون کرے گا؟ اللہ نے تو مجھے زمین والوں پر امین بنایا ہے اور تم مجھے امین نہیں سمجھتے؟)** اس پر وہ آدمی پیٹھ پھر کر چلتا بنا، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے شاید وہ خالد بن ولید تھے اس کو قتل کرنے کی اجازت مانگی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: **(اس شخص کی نسل میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے اہل اسلام کو تو قتل کریں گے لیکن بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے، وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے، اگر میں انہیں پاؤں تو قوم عاد کی طرح قتل کر دوں)**"[۱]

اس حدیث سے ملنے والے اسباق:

أ- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت، نیز یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے سخی انسان تھے۔

ب- اس حدیث میں یہ بھی دلیل ہے کہ حکمران کچھ لوگوں کو محدود مقدار میں مال دے سکتا

---

(۱) بخاری: (۷۴۳۲)، مسلم: (۱۰۶۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ہے اور دوسروں کو محروم بھی رکھ سکتا ہے؛ مقصد یہ ہو کہ انہیں اسلام کے قریب لانا ہو، یا ان کے شر سے دیگر مسلمانوں کو محفوظ بنانا ہو، چاہے وہ بذات خود امیر کبیر ہی کیوں نہ ہوں۔

ت- خارجیوں کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بد سلوکی حالانکہ آپ افضل ترین شخصیت کے مالک ہیں، تو آپ سے کئی گنا ہیچ علمائے کرام کے ساتھ ان کا سلوک کیسا ہو گا؟!

ث- خارجیوں کے خروج اور بغاوت کا سبب دنیاوی لالچ اور مال ہے چاہے وہ زبان سے کچھ اور ہی کہیں؛ کیونکہ عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بھی انہوں نے یہی اعتراض کیا تھا کہ انہوں نے اپنے کچھ اقرباء کو نوازا ہے، اسی طرح علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بھی محاذ آرائی اسی بنا پر ہوئی تھی کہ انہوں نے زن اور زر کو ترجیح نہیں دی بلکہ جنگ لڑی، اسی طرح ذوالخویصرہ کو بھی مال کی لالچ تھی، لیکن جب اس کی مراد پوری نہ ہوئی تو رسول اللہ ﷺ پر زبان درازی کرنے لگا، آپ کو غیر منصفانہ تقسیم کا طعنہ دیا حالانکہ آپ سے بڑھ کر کوئی عدل کرنے والا نہیں ہو سکتا۔

ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اسلام میں سب سے پہلی بدعت خارجیوں کی رونما ہوئی تھی، اس کی وجہ صرف دنیا داری تھی کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ نے غزوہ حنین کا مال غنیمت تقسیم کیا تو انہیں اپنی گندی ذہنیت کے مطابق یوں لگا کہ آپ ﷺ نے مال تقسیم کرتے ہوئے عدل نہیں کیا، اور یہ بات کہہ ڈالی کہ: عدل کریں، آپ عدل نہیں کر رہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (**میں تباہ و برباد ہو جاؤں گا اگر عدل نہ کرو تو، کیا اللہ تعالی تو مجھے اہل زمین کے لیے امین سمجھے، لیکن تم مجھے امانت دار نہیں سمجھتے؟!**)"(۱)

ج- خارجیوں کی صفت ہے کہ وہ جلد بازی سے کام لیتے ہیں، طبیعت اور مزاج میں ٹھہراؤ نہیں ہے، حکم اور فتوی صادر کرنے میں ذرا تامل اور حکمت سے کام نہیں لیتے؛ کیونکہ اگر بد

---

(۱) "تفسیر ابن کثیر" ص: (۲/۱۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بخت ذوالخویصر تھوڑا صبر کرتا اور رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لیتا کہ کچھ لوگوں کو تو آپ نے دیا اور کچھ کو نہیں دیا اس میں کیا حکمت تھی؟ تو آپ ﷺ اسے ضرور بتلا دیتے۔

ح- خارجیوں کی واضح ترین علامت ہے کہ وہ حکمرانوں پر اعلانیہ زبان درازی کرتے ہیں۔

خ- اس حدیث میں اس چیز کی بھی دلیل ہے کہ جس طرح بغاوت تلوار کے ذریعے ہوتی ہے اسی طرح گفتار سے بھی ہوتی ہے۔(۱)

د- اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کی اعلی ظرفی بھی عیاں ہوتی ہے کہ آپ نے اس کی بد زبانی پر تحمل کیا اور اسے کہا کہ: **(اگر میں ہی اللہ کی نافرمانی کرنے لگوں تو پھر اس کی اطاعت کون کرے گا؟ اللہ نے تو مجھے زمین والوں پر امین بنایا ہے اور تم مجھے امین نہیں سمجھتے؟)** اور یہ در حقیقت اس آیت کا عملی مصداق ہے: {وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ} اور بیشک آپ عظیم اخلاق پر فائز ہیں۔[القلم:۴]

ذ- اس حدیث سے عیاں ہوتا ہے کہ صحابہ کرام مقام نبوت کے محافظ تھے؛ یہی وجہ ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس شخص کی بے ادبی پر اسے قتل کرنے کی اجازت چاہی۔

ر- خارجی مصالح اور مفاسد کا اصول مد نظر بالکل نہیں رکھتے؛ کیونکہ نبی ﷺ نے مال کی تقسیم کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی چاہی تھی، اس لیے کہ جن لوگوں کو مال دیا گیا تھا وہ اپنی اپنی قوم کے سربراہ تھے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "مصالح اور مفاسد کا انکار وہی کرتے ہیں جن کی دینی حالت پتلی ہوتی ہے، جیسے کہ ذوالخویصرہ تھا، اس نے نبی ﷺ پر اعتراض کیا اور زبان درازی کی، یہی کام اس کی خارجی جماعت نے کیا کہ جب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے مسئلہ تحکیم کے وقت اپنا نام مٹایا اور مسلمانوں کی خواتین اور بچوں کو چھوڑا تو خارجیوں نے اس پر اعتراض کیا تھا"(۲)

---

(۱) آڈیو کیسٹ: "حكم الحملات الإعلامية على بلاد الحرمين" از شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ۔

(۲) "مجموع الفتاوى"، ص: (۲۸/۲۹۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ز- خارجیوں کی یہ بھی علامت ہے کہ ظاہری طور پر بڑے نیک نظر آئیں گے، لیکن باطن خباثت سے بھرا ہوا ہوگا، یہی وجہ تھی کہ عبادت میں صحابہ کرام سے بھی آگے تھے لیکن پھر بھی دین سے باہر!

س- ظاہری نیکی اور پارسائی سے متاثر نہیں ہونا چاہیے؛ کیونکہ اصل اعتبار تو اس چیز کا ہوتا ہے کہ انسان سنت کے مطابق کام کرے، اسی لیے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کے پاس جب خارجیوں کا ذکر کیا گیا کہ وہ قرآن کی کتنی تلاوت کرتے ہیں، تو انہوں نے کہا تھا: "یہ یہودیوں اور عیسائیوں سے زیادہ عبادت گزار نہیں ہوسکتے؛ وہ پھر بھی گمراہ رہے"(۱)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ خارجیوں کی عبادت گزاری بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: "اس میں کوئی شک نہیں کہ خارجی بہت زیادہ عبادت گزار اور زہد کے حامل تھے، اتنی عبادت گزاری صحابہ کرام میں بھی نہیں تھی جیسے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس بات کا ذکر فرمایا، لیکن چونکہ ان کی عبادت شرعی انداز میں نہیں تھی اس لیے وہ دین سے باہر ہوگئے، یہی وجہ ہے کہ عبد اللہ بن مسعود اور ابی ابن کعب رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ: سنت کے مطابق میانہ روی کی عبادت؛ بدعات میں ہر وقت مشغول رہنے سے بہتر ہے"(۲)

ش- ظاہری صورت حال میں اچھا ہونا کافی نہیں چاہے ظاہری طور پر کوئی کتنا ہی عبادت گزار ہو، جب تک اس کا باطن اچھا نہیں ہوجاتا فائدہ نہیں ہوگا۔

ص- ذوالخویصرہ نے ایسی چیز کو گناہ قرار دیا جو کہ گناہ نہیں تھا؛ کیونکہ تالیف قلبی کے لیے مال کی تقسیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اچھا اقدام اور نیکی تھی، لیکن اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اچھے عمل کو بھی گناہ قرار دیا اور کہا کہ یہ بے انصافی ہے۔

---

(۱)"الشریعة"ص:(۲۷-۲۸)

(۲)"الاستقامة"، ص:(۱/۲۵۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ خارجیوں کی بدعات کے متعلق گفتگو کے دوران یہ فائدہ مستنبط کرتے ہوئے کہتے ہیں: "خارجیوں کی دو مشہور خصلتیں ہیں، یہ دونوں ملت اسلامیہ اور اسلامی حکمرانوں میں نہیں پائی جاتیں: **پہلی** یہ کہ سنت سے دوری اور **دوسری** یہ کہ جو چیز گناہ نہیں ہے اسے بھی گناہ شمار کرنا، یا جو چیز نیکی نہیں ہے اسے نیکی شمار کرنا، اسی چیز کا مظاہرہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا تھا"(١)

ض- یہ حدیث ان لوگوں کی دلیل ہے جو ان کے کافر ہونے کے قائل ہیں؛ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: **(وہ اسلام سے باہر ہو جائیں گے)** اور ایک حدیث میں الفاظ یوں ہیں: **(وہ دین سے باہر ہو جائیں گے)**

اس بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اگر یہاں پر دین سے مراد اسلام ہے تو پھر یہ ان لوگوں کی دلیل ہے جو خارجیوں کو کافر کہتے ہیں، تاہم یہ بھی احتمال ہے کہ یہاں پر دین سے مراد اطاعت ہو، تو پھر یہ حدیث ان لوگوں کی دلیل نہیں ہو گی، اس طرح خارجی فاسق قرار پائیں گے، اور یہی اکثر اہل علم کا موقف ہے"(٢)

ط- خارجی چاہے پرانے زمانے کے ہوں یا نئے سب کے سب اسلام کی پیٹھ میں خنجر ثابت ہوئے ہیں، یہ لوگ کبھی بھی اللہ کے دشمنوں کے خلاف محاذوں پر نظر نہیں آئیں گے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: "کیونکہ غیر مسلم اقوام ان کے ہاں اصلی کفار ہیں، جبکہ مسلمان ان کے ہاں مرتد ہیں،

---

(١)"مجموع الفتاوى"، ص:(٤/١٨٩)

(٢)"فتح الباري"، ص:(٦/٦١٨)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جبکہ مرتد کا کفر اصلی کفر سے زیادہ سنگین ہوتا ہے، اس پر سب کا اجماع ہے"[1]

ظ- اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ علم غیب نہیں جانتے تھے، آپ کو صرف انہی باتوں کا علم ہوتا تھا جن کی اللہ تعالی آپ کو اطلاع دے دیتا تھا؛ وہ اس طرح کہ آپ ﷺ نے ان خارجیوں کے خلاف جہاد کو اس بات پر معلق کیا کہ اگر آپ کا خارجیوں سے ٹاکرا ہوا تو آپ ان کے خلاف جہاد کریں گے۔

ع- اس حدیث میں خارجیوں کے خلاف جہاد کی ترغیب دی گئی ہے۔

غ- خارجیوں سے جنگ کے وقت یہی ایک طریقہ کار موزوں ہو گا کہ انہیں یکسر اور بالکل جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے؛ کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ: (**اگر میں انہیں پالوں تو انہیں قوم عاد کی طرح قتل کروں**) اور ایک روایت میں قوم ثمود کا بھی ذکر ہے، اور قوم ثمود اور عاد دونوں پر جب عذاب نازل ہوا تو ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچا تھا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی یہی بات لکھی ہے، اور یہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے زیرک ہونے کی علامت ہے، آپ نے لکھا ہے کہ: "یہ جائز نہیں ہے کہ خارجیوں سے قتال صرف اس لیے ہو کہ وہ لوگوں کو قتل کرتے ہیں، جیسے کہ چور اور ڈاکوؤں کو قتل کیا جاتا ہے یا باغیوں کو قتل کیا جاتا ہے؛ کیونکہ ان لوگوں سے اس وقت تک قتال جاری رہتا ہے جب تک وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آجائیں اور اطاعت گزاری میں شامل نہ ہو جائیں، انہیں جہاں بھی دیکھیں قتل نہیں کیا جاتا، نہ ہی انہیں قوم عاد کی طرح مارا جاتا ہے؛ کیونکہ یہ لوگ آسمان کے نیچے بدترین مقتولین نہیں ہوتے، انہیں قتل کرنے کا حکم ابتدا میں ہی نہیں دیا جاتا، بلکہ ان کے بارے میں قتال کا حکم آخری ہوتا ہے۔"[2]

---

(۱) "مجموع الفتاوی"، ص: (۲۸/۳۴۸)

(۲) "الصارم المسلول" از ابن تیمیہ رحمہ اللہ، ص: (۲/۳۴۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲- دوسری حدیث: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ فرما رہے تھے: (**عنقریب آخری عہد میں ایک قوم رونما ہو گی وہ چھوٹی عمر کے اور عقلی طور پر بیوقوف ہوں گے بات تو ساری مخلوق سے اچھی کریں گے، قرآن پڑھیں گے، لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا دین سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے جب تم ان سے ملو تو ان کو قتل کر دینا کیونکہ ان کو قتل کرنے والے کے لیے اللہ کے ہاں قیامت کے دن ثواب ہو گا**)(۱)

اَ- خارجیوں میں سے اکثریت نو عمر لڑکوں کی ہو گی، زمینی حقائق بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی تائید کرتے ہیں، اور یہی وہ علامت ہے جو اہل مدینہ نے خارجیوں کی بطور عیب بتلائی تھی۔(۲)

ب- عقل نامی چیز ان میں کم ہو گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان (**عقلی طور پر بیوقوف ہوں گے**) کا یہی مطلب ہے۔

۳- تیسری حدیث: عبید اللہ بن ابو رافع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام، کہتے ہیں کہ جس وقت حروری لوگ رونما ہوئے تو میں اس وقت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، انہوں نے نعرہ لگایا کہ: "اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں" اس پر جناب علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "یہ کلمہ تو حق ہے لیکن اس سے باطل مراد لیا گیا ہے؛ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کے اوصاف بیان فرمائے تھے مجھے ان میں انہی لوگوں کی نشانیاں نظر آ رہی ہیں کہ یہ زبان سے تو حق کہتے ہیں مگر وہ اس [تک ہی رہتا ہے اس] سے تجاوز نہیں کرتا- اور آپ رضی اللہ عنہ نے حلق کی طرف اشارہ کیا- یہ لوگ اللہ تعالی کے ہاں خلق الہی میں سے ناپسندیدہ ترین ہیں، ان میں ایک سیاہ آدمی ہے اس کا ہاتھ بکری کے تھن یا پستان کے سرے کی

---

(۱) بخاری: (۳۶۱۱) مسلم: (۱۰۶۶)

(۲) "تاريخ طبري"، ص: (۱/۴۵۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح ہے، جب علی رضی اللہ عنہ کی ان سے جنگ ہوئی تو آپ نے کہا: اس آدمی کو تلاش کرو، تو لوگوں نے مقتولین میں اسے تلاش کیا لیکن انہیں کوئی ایسا بندہ نہ ملا، سیدنا علی نے پھر فرمایا: واپس جاؤ اور دیکھو، اللہ کی قسم میں نے جھوٹ نہیں بولا اور نہ ہی میری کوئی بات کبھی غلط ثابت ہوئی ہے۔ آپ نے یہ بات دو یا تین بار کہی۔ تو آخر کار انہیں وہ بندہ جھاڑیوں میں گرا ہوا مل گیا، تو لوگ اسے لے آئے اور آپ کے سامنے رکھ دیا۔"(۱)

أ- خارجی قدیم ہوں یا جدید سب کے سب ایک ہی نعرے کو لیکر اٹھتے ہیں اور وہ ہے **الحکم بغیر ما انزل اللہ**، قدیم اور جدید سب خارجیوں کا امت محمدیہ کو کافر قرار دینے کے لیے متفقہ طور پر یہی نعرہ ہے، اسی نعرے کے نتائج میں قتل وغارت کا بازار گرم ہوتا ہے۔

ب- خارجیوں کی یہ عادت ہے کہ حق بات کے ساتھ اپنا باطل ملا کر پیش کرتے ہیں تاکہ اپنے باطل مقاصد حاصل کر سکیں۔

ت- اللہ تعالی کے لیے- جیسے اس کی شان کے لائق ہو- صفتِ بغض کا اثبات۔

ث- خارجی لوگ اللہ تعالی کے ہاں مبغوض ترین مخلوق ہیں۔

ج- اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے رونما ہونے کی پیشین گوئی فرمائی اور پھر یہ بھی بتلایا کہ ان میں سے ایک شخص کا رنگ کالا ہوگا۔

ح- اس حدیث میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی ہے کہ آپ کے ہاتھوں خارجیوں کے خلاف قتال کی ابتدا ہوئی۔

۴- چوتھی حدیث: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **(اس آدمی کی نسل سے ایسی جماعت پیدا ہوگی جو ہر وقت(۲) قرآن تو پڑھے گی لیکن وہ ان کے حلق**

---

(۱) مسلم: (۱۰۶۶)

(۲) حدیث کے عربی الفاظ میں "یقرؤون القرآن رطبا" کے الفاظ ہیں، اس کا معنی یہ ہے کہ ان کی زبان ہر وقت قرآن کی تلاوت سے تر رہے گی، یا پھر اس کا معنی ہے کہ وہ بڑے ہی احسن انداز میں تلاوت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے نیچے نہیں اترے گا، اہل اسلام کا قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑیں گے، وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے، اگر میں ان کو پاؤں تو انہیں لازمی طور پر قوم ثمود کی طرح قتل کرو۔)(۱)

۵- پانچویں حدیث: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **(آخری زمانے میں یا اس امت میں ایک ایسی قوم نکلے گی جو قرآن پڑھے گی لیکن قرآن ان کی ہنسلیوں یا حلق سے اوپر نہیں جائے گا، سر منڈوانا ان کی علامت ہو گی، جب تم انہیں دیکھو یا ان سے مقابلہ ہو تو انہیں قتل کر دو)**(۲)

أ- خارجیوں کی حسی علامت سر منڈوانا ہے۔

ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: "سلف صالحین اپنے سر کو صرف حج یا ضرورت کے وقت ہی منڈواتے تھے، لیکن خارجیوں نے اسے اپنی علامت اور عادت بنالیا تھا تو اس طرح یہ ان کا شعار بن گیا، اور ان کی علامت قرار پایا"(۳)

یہ حسی صفت صحابہ کرام کے ہاں بہت زیادہ اہمیت کی حامل تھی، صبیغ کے ساتھ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے واقعے میں اس کی تائید اور تصدیق موجود ہے۔(۴)

کریں گے، کچھ کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ تجوید اور خوبصورت آواز میں تلاوت کریں گے، قرطبی نے یہ سب معانی ذکر کئے ہیں، پہلا معنی زیادہ بہتر ہے۔- دیکھیں: فتح الباری: (۱۲/۲۹۴) [مؤلف]

(۱) بخاری: (۳۶۱۰) مسلم: (۱۰۶۴)

(۲) "سنن ابن ماجه": (۱۷۵) البانی نے اسے صحیح الجامع: (۸۰۵۴) میں صحیح کہا ہے۔

(۳) "فتح الباري"، ص: (۱۳/۵۳۷)

(۴) "السنة" از عبد اللہ بن امام احمد (۱۱۹۹)، "فضائل الصحابة" از امام احمد، (۴۴، ۳۵۷)، "الاعتقاد" از بیہقی (۳۳۸)، "الكفاية" از خطیب (۱۱۸۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ب- خارجی قرآن کریم کی تعلیمات سے جاہل ترین لوگوں میں شمار ہوں گے۔ حالانکہ وہ تلاوت بھی کثرت سے کرتے ہیں، راتوں کو قیام بھی کرتے ہیں، لیکن اس کے باوجود بھی وہ قرآن مجید سے بہرہ ور نہیں ہوں گے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "خارجیت جیسی ابتدائی بدعات قرآن کریم کے غلط فہم کی وجہ سے پیدا ہوئیں"[1]

٦- چھٹی حدیث: ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **(ایک قوم پیدا ہو گی جو قرآن کو پڑھے گی اور قرآن ان کی ہنسلیوں سے بھی تجاوز نہیں کرے گا، جب بھی وہ سر اٹھائیں گے کاٹ دیئے جائیں گے)** عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ: **(جب کبھی وہ سر اٹھائیں گے کاٹ دیئے جائیں گے (اور ایسا) بیس مرتبہ سے زیادہ ہو گا یہاں تک کہ ان کی جماعت میں سے دجال ظہور پذیر ہو گا)**[2]

أ- اللہ تعالی کا فیصلہ خارجیوں کے بارے میں تبدیل نہیں ہو گا، جب بھی یہ رونما ہوں گے انہیں اللہ تعالی ہلاک کر دے گا۔

امام طبری رحمہ اللہ قتادہ رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ: "اگر خارجی لوگ ہدایت پر ہوتے تو ضرور کامیاب ہوتے لیکن چونکہ وہ گمراہی پر تھے اسی لیے ہمیشہ ناکام ہوئے۔ در حقیقت جو معاملہ بھی غیر اللہ کی جانب سے ہو تو اس میں بہت زیادہ اختلاف دیکھنے کو ملے گا، ان خارجیوں نے اپنے نظریات کی ترویج کے لیے بڑے لمبے عرصے سے جدوجہد جاری رکھی ہوئی ہے تو کیا کبھی انہیں کسی ایک دن بھی کامیابی ملی؟ سبحان اللہ! کتنی عجیب بات ہے کہ معاصر خارجی قدیم

(١) "مجموع الفتاوی" (١٣/٣١-٣٠)

(٢) سنن ابن ماجہ: (١٧٤)، مسند احمد: (٥٥٦٢) نیز البانی نے اس سلسلہ صحیحہ (٢٤٥٥) میں صحیح کہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خارجیوں سے عبرت حاصل نہیں کرتے، اگر وہ ہدایت پر ہوتے تو اللہ تعالی انہیں ضرور کامیاب فرماتا، ان کی مدد کرتا، لیکن چونکہ وہ لوگ باطل پر تھے تو اللہ تعالی نے انہیں جھٹلا دیا، انہیں نیست و نابود فرما دیا، ان کی حالت اب تمہارے سامنے ہے، جب بھی ان میں سے کوئی سر اٹھانے کی کوشش کرتا ہے اسے کاٹ دیا جاتا ہے، اللہ تعالی انہیں ناکام فرما دیتا ہے، ان کے نظریات کو دھواں بنا کر بھسم کر دیتا ہے، یہ چیز انہیں بھی دل میں محسوس ہوتی ہے لیکن اسے زبان پر نہیں لاتے، انہیں اس بات پر افسوس بھی بہت ہوتا ہے۔ یہ بہت برے نظریات ہیں، ان سے بچو"(۱)

ب- مختلف علاقوں میں وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ خارجی رونما ہوتے رہیں گے۔

ت- خارجیوں کا آخری فرقہ دجال کے ساتھ رونما ہو گا۔

۷- ساتویں حدیث: ابن ابو اوفی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

(خارجی جہنم کے کتے ہیں)(۲)

أ- خارجی جہنم کے کتے ہیں، مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ: "سعید بن جمھان کہتے ہیں کہ خارجی مجھے بھی اپنے ساتھ ملنے کی دعوت دیتے تھے، قریب تھا کہ میں ان کے ساتھ شامل ہو جاتا، تو ابو بلال کی بہن نے خواب میں ابو بلال بڑے بڑے بالوں میں دیکھا، تو وہ کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا: بھائی یہ کیا ہوا؟ تو اس نے کہا: ہمیں تمہارے بعد جہنم کے کتے بنا دیا گیا"(۳)

ب- خارجیوں کے نظریات کس قدر خطرناک ہیں، حدیث کے ان الفاظ کو مد نظر رکھتے ہوئے

---

(۱) "تفسير الطبري"، ص: (۵/ ۲۰۷)

(۲) ابن ابی شیبہ (۵/ ۳۰۵)، مسند احمد: (۴/ ۳۵۵)، ابن ماجہ: (۱۷۳)، اس حدیث کو البانی نے صحیح ابن ماجہ میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۳) "مصنف ابن أبي شيبة"، ص: (۸/ ۷۳۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی علمائے کرام نے کہا ہے کہ خارجی کافر ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی بھی کفریہ یا اسلامی فرقے کے بارے میں اتنی سخت وعید نہیں بیان کی گئی جتنی خارجیوں کے بارے میں بیان کی گئی ہے۔

۸- آٹھویں حدیث: زید بن وہب جہنی کہتے ہیں کہ: "جس وقت ہمارا خارجیوں سے مقابلہ ہوا تو اس وقت عبد اللہ بن وہب راسبی خارجیوں کی قیادت کر رہا تھا، راسبی نے خارجیوں سے کہا کہ اپنے نیزے پھینک دو اور میانوں سے تلواریں نکال لو؛ مجھے خدشہ ہے کہ جس طرح تمہارے مخالفین نے تمہیں حروراء کے موقع پر ورغلا لیا تھا کہیں اب بھی نہ ورغلا لیں، اس پر وہ واپس ہوئے اور خوف کے مارے اپنے نیزوں کو پھینک دیا، تلواریں سونت لیں، لوگوں نے انہیں اپنے نیزوں سے نشانہ بنایا، اتنے خارجی قتل ہوئے کہ ان کے ڈھیر لگ گئے، اور لوگوں -یعنی اہل سنت- میں سے صرف دو نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا"[1]

أ- اس سے واضح ہے کہ خارجیوں کو مسلمانوں کے کافر ہو جانے کا پختہ یقین ہوتا ہے، اور ان کے ہاں مسلمانوں کے لیے قتل کے علاوہ کوئی دوسرا آپشن ہی نہیں ہے۔

ب- لڑائی کا حتمی فیصلہ کرتے ہوئے جلد بازی سے کام لینا، اور بات چیت سے مسئلہ حل کرنے کے موقع نہ دینا، یہی وجہ ہے کہ راسبی نے اپنے پیروکاروں کو حکم دیا تھا کہ اپنی تلواریں سونت لیں تاکہ بات چیت کا موقع ہی نہ بنے۔

ت- خارجیوں کے بارے میں اللہ تعالی کے فیصلے اٹل ہیں، خارجی ہمیشہ شکست سے دوچار ہوتے ہیں، حالانکہ ان کی تعداد ۴۰۰۰ تھی لیکن اس کے باوجود مسلمانوں میں سے صرف دو افراد ہی جاں بحق ہوئے۔

۹- نویں حدیث: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: **"ان سے جنگ کرنے والا لشکر اگر وہ انعام جان**

---

(۱) مسلم: (۱۰۶۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لے جو نبی ﷺ کی زبانی ان کے لیے حتمی کر دیا گیا ہے تو وہ عمل کرنا ہی چھوڑ دیں"(۱)

۱۰- دسویں حدیث: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: **"اگر تم فخر نہ کرو تو میں تمہیں خارجیوں سے لڑنے والوں کا وہ اجر بتلا دوں جو اللہ تعالی نے نبی ﷺ کی زبانی بیان کیا ہے"**(۲)

ان حدیثوں میں دو فوائد ہیں:

أ- خارجیوں کے خلاف لڑنے والے کے لیے عظیم فضیلت۔

ب- مصلحت کے پیش نظر علم چھپانا جائز ہے، لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ اس علم کا تعلق حلال و حرام سے نہ ہو، بلکہ فضائل سے ہو، جیسے کہ حدیث معاذ رضی اللہ عنہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ: "کیا میں لوگوں کو اس کی خوش خبری نہ دوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: **(نہیں، انہیں خوش خبری مت دو، وگرنہ وہ اسی پر انحصار کر لیں گے)**(۳) یا اس کا تعلق فتنوں سے ہو، جیسے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ظاہر ہے کہ: "میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو قسم کے علوم لیے ہیں، ایک تو میں نے بیان کر دیا ہے اور دوسرا اگر بیان کیا تو یہ گلا کاٹ دیا جائے گا"(۴)

۱۱- گیارہویں حدیث: ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے خارجیوں کے متعلق سنا آپ فرما رہے تھے: **(وہ آسمان کے نیچے بدترین ہلاک ہونے والے ہیں، اور جنہیں وہ قتل کریں وہ بہترین جاں بحق ہونے والے ہیں)**(۵)

---

(۱) مسلم: (۱۰۶۶)

(۲) مسلم: (۱۰۶۶)

(۳) بخاری: (۴۶)، مسلم: (۳۰)

(۴) بخاری: (۱۲۰)

(۵) مسند حمیدی: (۹۸۰)، مسند احمد: (۵/ ۲۵۳-۲۵۶)، ترمذی: (۳۰۰۰)، ابن ماجہ: (۱۷۶) نیز اس حدیث کو علامہ البانی نے حسن قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أ- خارجی آسمان تلے سب سے بدترین مقتولین ہیں۔

ب- جو شخص بھی ان خارجیوں کے ہاتھوں قتل ہوگا اس کے لیے خوش خبری ہے کہ وہ کسی اور کے ہاتھوں قتل ہونے والے مقتولین سے بہتر اور افضل ہوگا۔

۱۲- بارہویں حدیث: سعید بن جہمان کہتے ہیں کہ: "ہم خارجیوں کے خلاف لڑ رہے تھے اور ہمارے ساتھ عبد اللہ بن ابی اوفی بھی تھے، ان کا ایک غلام خارجیوں سے جا ملا، وہ اُس جانب تھے اور ہم اِس جانب، تو ہم نے اسے آوازیں دیں: ابو فیروز! ابو فیروز! تمہارا آقا عبد اللہ بن ابی اوفی تو اِدھر ہے، اس پر غلام نے کہا: ہاں وہ اچھا آدمی ہے اگر وہ ہجرت کر کے [خارجیوں کی جانب] آ جائے۔ تو اس کے آقا عبد اللہ نے کہا: یہ اللہ کا دشمن کیا کہہ رہا ہے؟ تو ہم نے ان کے غلام کی بات بتلائی کہ: وہ [عبد اللہ] اچھا آدمی ہے اگر وہ ہجرت کر کے [خارجیوں کی جانب] آ جائے، اس پر عبد اللہ نے کہا: کیا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کے بعد بھی ہجرت کروں؟ پھر انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: **(خوشخبری ہے اس کے لیے جو انہیں قتل کرے اور جسے وہ قتل کریں)**"(۱)

أ- خارجی اسلامی خطوں میں رہنے کو بھی پسند نہیں کرتے؛ کیونکہ وہ اسلامی خطوں کو بھی دار کفر ہی سمجھتے ہیں۔

ب- جب تک مخالف ہجرت کر کے خارجیوں سے نہ مل جائے اس وقت تک کسی سے راضی نہیں ہوتے۔

ت- اس حدیث میں خارجیوں کو قتل کرنے والے یا ان کے ہاتھوں قتل ہونے والے کی فضیلت ہے۔

---

(۱) مسند احمد: (۱۹۱۴۹)، طبقات ابن سعد: (۴/۳۰۱-۳۰۲) اصول الاعتقاد، از لالکائی: (۲۳۱۲)، البانی رحمہ اللہ نے اسے "ظلال الجنة" میں حسن کہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ث- اہل بدعت کے خلاف سخت زبان استعمال کی جا سکتی ہے۔

۱۳- تیرہویں حدیث: ابو غالب رحمہ اللہ کہتے ہیں: "میں دمشق کی مسجد میں تھا تو خارجیوں کی ستر کھوپڑیاں لے کر آئے اور انہیں مسجد کی سیڑھیوں پر لٹکا دیا گیا، جب ابو امامہ رضی اللہ عنہ آئے اور دیکھ کر کہا: "جہنم کے کتے، آسمان تلے قتل کیے جانے والے لوگوں میں سے بدترین، جن کو انہوں نے قتل کیا وہ مقتولین میں سے بہترین مقتول" پھر اس کے بعد رو دیئے، اور میری طرف دیکھ کر کہنے لگے: ابو غالب! تم جہاں رہتے ہو وہاں پر ان کی تعداد کافی زیادہ ہے؟ تو ابو غالب کہتے ہیں: ہاں، میرے علاقے میں کافی زیادہ ہیں، تو اس پر انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: {يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ} اس دن جب کہ کچھ چہرے روشن ہوں گے اور کچھ سیاہ ہو رہے ہوں گے تو جن لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے (انہیں کہا جائے گا) کیا تم ہی وہ لوگ ہو جنہوں نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا تھا؟ سو جو تم کفر کرتے رہے اس کے بدلے عذاب کا مزا چکھو۔[آل عمران:۱۰۶]"(۱)

اس اثر سے کشیدہ ہونے والے فوائد کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

۱۴- چودھویں حدیث: زید بن وہب کہتے ہیں کہ: جس وقت نہروان کے علاقے میں خارجی رونما ہوئے تو علی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر خطاب کیا اور کہا: "ان لوگوں نے معصوم جانوں کا خون بہایا ہے، انہوں نے لوگوں کے صبح شام چرنے کے لیے نکلنے والے جانوروں پر حملہ کیا، یہ تمہارے سب سے قریب ترین دشمن ہیں، مجھے خدشہ ہے کہ اگر تم دور والے دشمن کی جانب لڑائی کے لیے نکلے تو یہ تمہارے گھروں پر حملہ کر کے تمہاری پشت میں چھرا گھونپ دیں گے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ: (**ایک قوم میری امت سے نکلے گی تمہاری نماز ان کی نماز کا مقابلہ نہ کر سکے گی اور نہ تمہارے روزے ان کے روزوں جیسے**

(۱) ابن ابی شیبہ: (۷/۵۵۴)، ترمذی: (۵/۲۲۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے، تمہاری تلاوت ان کی تلاوت کے مقابلے میں کچھ نہیں ہو گی، وہ قرآن پڑھتے ہوئے گمان کریں گے کہ وہ ان کے حق میں ہے حالانکہ وہ ان کے خلاف ہو گا اور ان کی تلاوت ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گی وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے) اور ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک آدمی کے بازو کی کلائی اور ڈولا نہ ہو گا اور اس کے بازو کی نوک عورت کے پستان کی طرح لو تھڑا ہو گی اس پر سفید بال ہونگے ان سے قتال کرنے والے لشکر کو اگر یہ معلوم ہو جائے جو نبی کریم کی زبانی ان کے لئے فیصلہ کیا گیا ہے تو وہ اسی عمل پر بھروسا کر لیں اس لیے اللہ کا نام لو اور بڑھتے چلو"(۱)

أ- معصوم جانوں کا قتل عام خارجیوں کی امتیازی صفت ہے۔

ب- دھوکا دہی خارجیوں کی عادت ہے؛ یہی وجہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کو خارجیوں کے دھوکے کا خدشہ تھا کہ کہیں وہ پیچھے سے عورتوں اور بچیوں پر حملہ نہ کر دیں۔

ت- خارجی یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن کریم کی آیات ان کے حق میں ہیں، حالانکہ قرآنی آیات ان کے حق میں نہیں ہوتیں بلکہ ان کے مخالف ہوتی ہیں، خلیفہ راشد علی رضی اللہ عنہ نے صحیح فیصلہ کیا کہ پہلے ان خارجیوں کے خلاف جنگ لڑی جائے۔

۱۵- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: **(مجھے جس چیز کا سب زیادہ خدشہ ہے وہ یہ ہے کہ: ایک آدمی قرآن کریم پڑھے یہاں تک کہ قرآن کی ترو تازگی کا اثر اس پر عیاں ہو جائے، وہ اسلام کا محافظ بن جائے، لیکن یکایک وہ اسلام سے دور ہو کر اسلام کو پس پشت ڈال دے، اپنے پڑوسی پر ظلم کرتے ہوئے تلوار اٹھالے اور اسے شرک کا طعنہ دینے لگے۔** میں نے کہا: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان دونوں میں سے شرک کا حق دار کون ہے؟ تہمت لگانے والا یا

---

(۱) مسلم: (۱۰۶۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس پر تہمت لگائی جارہی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: **تہمت لگانے والا**)[1]

أ- رسول اللہ ﷺ کی اپنی امت پر کمال درجے کی شفقت۔

ب- قرآن کریم تروتازگی کا باعث ہے۔

ت- تکفیر اور اسلحہ تان لینا دونوں میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔

ث- خارجیوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی جانب سے سخت ترین حکم لاگو کیا گیا کہ خارجی کو شرک کا زیادہ حقدار قرار دیا۔

ج- اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ خارجیوں کی زمانہ قدیم سے عادت رہی ہے کہ وہ اہل اسلام کے خلاف ہی ہتھیار اٹھاتے ہیں، اس بات کی طرف اشارہ آپ ﷺ کے فرمان کے ان الفاظ سے ہوتا ہے: (**اپنے پڑوسی پر ظلم کرتے ہوئے تلوار اٹھالے**)

۱۶- سولہویں حدیث: آپ ﷺ کا فرمان ہے: (**میرے بعد میری امت میں کچھ لوگ ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن کریم ان کے حلق سے اوپر نہیں جائے گا، وہ دین سے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے اور پھر وہ دین میں واپس نہیں آئیں گے، وہ لوگ بدترین مخلوق ہوں گے**)[2]

أ- اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خارجی بدترین مخلوق ہیں، امام احمد رحمہ اللہ کہا کرتے تھے: "خارجی بدترین قسم کے لوگ ہیں، مجھے روئے زمین پر ان سے بدتر کوئی نظر نہیں آیا"[3]

۱۷- سترہویں حدی: آپ ﷺ کا فرمان ہے: (**انہیں اللہ کی کتاب کی جانب دعوت دیں گے اور وہ ہم سے نہیں ہوں گے، جو انہیں قتل کرے گا وہ ان سے زیادہ اللہ کے قریب ہوگا**) صحابہ کرام نے کہا: "اللہ کے رسول! ان کی علامت کیا ہے؟" تو آپ ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) اس روایت کو بخاری نے "تاریخ" میں اسی طرح ابو یعلی، ابن حبان اور بزار نے بھی روایت کیا ہے، مزید کے لیے دیکھیں: سلسلہ صحیحہ: (۳۲۰۱)

(۲) مسلم: (۱۰۶۷)

(۳) "کتاب السنة" از خلال، ص: (۱۱۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(سر منڈوانا)

اً- خارجیوں کی خصلت ہے کہ وہ لوگوں کو قرآن مجید کی جانب بلائیں گے، لیکن ان کا فہم یا عمل کسی بھی اعتبار سے قرآن سے مطابقت نہیں رکھے گا۔

۱۸- اٹھارویں حدیث: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد اللہ بن شداد کو کہا: "کیا علی رضی اللہ عنہ نے خارجیوں سے قتال کیا؟ تو عبد اللہ نے کہا: اللہ کی قسم! سیدنا علی نے اس وقت تک ان کے خلاف لشکر کشی نہیں کی جب تک انہوں نے قافلے لوٹنا، قتل و غارت اور ذمیوں کو قتل کرنا شروع نہیں کیا"[1]

اً- اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر خارجیوں کو موقع ملے تو وہ قافلے لوٹ لیں، اور قتل و غارت شروع کر دیں۔

ب- خارجی لوگ ذمیوں کو قتل کرنا جائز سمجھتے ہیں، جبکہ کچھ خارجی فرقے ایسے بھی ہیں جو ذمیوں کو تحفظ دیتے ہیں۔ ذمیوں کے قتل کو جائز سمجھنے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ چونکہ ان ذمیوں کو جس حاکم نے پروانہ امان دیا ہے وہی کافر ہو چکا ہے تو اس کا دیا گیا پروانہ امن بھی کالعدم ہو گیا ہے، اور یہی دلیل آج کے خارجی دیتے ہیں۔

۱۹- انیسویں حدیث: "سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو خارجیوں کی جانب بھیجا تو ابن الکوا- اس وقت تک خارجیوں کے ساتھ تھا- نے اپنی قوم کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے متنفر کرنے کے لیے مخاطب کر کے کہا: "حاملین قرآن! یہ عبد اللہ بن عباس ہے، اگر تم میں سے کوئی اسے نہیں پہچانتا تو میں اسے پہچانتا ہوں، یہی وہ شخص ہے جس کے بارے میں اور اس کی قوم کے متعلق آیات نازل ہوئی ہیں: {بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ} وہ بہت جھگڑالو قوم ہے۔ [الزخرف:۵۸] اسے بھیجنے والے کے پاس واپس بھیج دو، اور اس سے کتاب اللہ

---

(۱) مسند احمد: (۶۵۶)، اسے البانی نے ارواء الغلیل (۲۴۵۹) میں صحیح قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر مناظرہ مت کرنا"(۱)

أ- خارجیوں سے بات چیت اور گفتگو کے ذریعے مسئلے کا حل شرعی طریقہ ہے؛ کیونکہ کچھ لوگ ایسے بھی ان کے ساتھ ہو سکتے ہیں جنھیں ابھی تک مسئلے کی پوری طرح سمجھ نہیں ہے۔

ب- خارجیوں کی علامت ہے کہ وہ علمائے کرام سے لوگوں کو متنفر کرتے ہیں اور ان کی نیک نامی کو داغ دار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ت- خارجی کافروں کے بارے میں نازل شدہ آیات کو مسلمانوں پر لاگو کرتے ہیں۔

۲۰- بیسویں حدیث: ابن عباس رضی اللہ عنہما جس وقت خارجیوں سے مناظرے کے لیے گئے تو ان سے کہا: "تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد، مہاجرین اور انصار میں کیا برائی دیکھتے ہو؟! حالانکہ ان کے بارے میں قرآن مجید نازل ہوا، تمہارے مابین کوئی ایک صحابی نہیں ہے اور وہ قرآن مجید کی تفسیر تم سے زیادہ جانتے ہیں"(۲)

أ- خارجی پرانے ہوں یا نئے ان کے ساتھ کوئی عالم دین نہیں ہوتا، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول: "تمہارے ساتھ انصار یا مہاجرین میں سے کوئی بھی نہیں ہے" اس کا مطلب یہی ہے؛ کیونکہ علمائے کرام تو اس وقت صحابہ کرام تھے۔

ب- قرآن کریم کا وہی معنی اور فہم بہتر ہو گا جو علمائے کرام بیان کریں، جاہلوں کی جانب سے بیان کردہ معنی مراد نہیں ہو گا۔

ت- ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس میں اشارہ کیا کہ خارجی قرآن کریم سے نابلد ہوتے ہیں، انہیں قرآن کریم کی تفسیر کا علم نہیں ہوتا۔

۲۱- اکیسویں حدیث: امام طبری رحمہ اللہ نے تہذیب الآثار میں -ابن حجر کے مطابق(۳)- صحیح سند

---

(۱) مسند احمد: (٦٥٦) اس حدیث کو البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل (۲۴۵۹) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۲) معجم کبیر، از طبرانی: (۹/ ۱۱۹) اس کی سند حسن ہے۔

(۳) دیکھیں: فتح الباری: "كتاب استتابة المرتدين.... باب من ترك قتل الخوارج..."

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس خارجیوں کا تذکرہ کیا گیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: "خارجی محکم آیات پر ایمان رکھتے ہیں لیکن متشابہ آیات پر آکر ہلاک ہو جاتے ہیں"

اس اثر سے کشید ہونے والے فوائد واضح ہیں۔

واللہ اعلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختتامیہ

منصف قارئین کرام کے لیے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ جن نظریات اور افکار کے بارے میں حبیب مصطفی ﷺ نے خبر دی تھی ممکن ہے کہ بہت سے لوگوں کی نظروں سے وہ اوجھل رہ جائیں، ان نظریات اور افکار کا نظروں سے اوجھل رہ جانے کا اہم ترین سبب یہ ہو سکتا ہے کہ ان افکار کے حاملین ظاہری طور پر بہت زیادہ دیندار، اسلام کے لیے غیرت والے ہوتے ہیں اور ان میں دینی تعلیمات پر پابندی بہت زیادہ پائی جاتی ہے، لیکن عام لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ یہی علامات خارجیوں کی ہیں اور عام لوگ انہی سے دھوکا کھاجاتے ہیں۔

ان خارجیوں کے بارے میں دوسری رائے رکھنے والے افراد اور میرے درمیان وہ نظریات اور اصول رکاوٹ ہیں جو میں نے ان خارجیوں کی ویب سائٹس سے نقل کئے ہیں؛ تو کیا وہ ان نظریات کو تسلیم کرتے ہیں؟ مثلاً:

۱- جتنے بھی اسلامی خطے ہیں سب کے سب دار کفر ہیں، حتی کہ مکہ اور مدینہ بھی!!
۲- افواج، پولیس، مساجد کے ائمہ، حتی کہ صفائی کرنے والے بھی کافر اور مرتد ہیں۔
۳- عالم اسلام کے تمام اراکین پارلیمنٹ اور انہیں منتخب کرنے والے تمام لوگ جن کی تعداد کروڑوں میں ہے وہ سب کے سب کافر اور مرتد ہیں!!
۴- امت کے تمام علمائے کرام کافر ہیں، انہیں ذبح اور قتل کرنا اللہ کی عین عبادت ہے!!
۵- اسامہ بن لادن کی جانب سے ائمہ حرمین کو فاسق کہا گیا۔
۶- ضرورت پڑے یا نہ پڑے قتل و غارت جائز ہے۔

تو یہ ان خارجیوں کے نظریات ہیں، کیا فریق مخالف ان نظریات کو تسلیم کرتا ہے؟

میں نہیں سمجھتا کہ کوئی اللہ سے ڈرنے والا اور آخرت پر یقین رکھنے والا مسلمان ان نظریات کو تسلیم کرے گا، یہ نظریات خارجیوں کے معتبر اور سرکردہ افراد کی جانب سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سامنے آئے ہیں۔

بلکہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ امت کے نوجوانوں میں بہت زیادہ خیر ہے، اگر نوجوانوں کو یہ نظریات اور عقائد بیان کئے جائیں تو وہ ایک لمحہ بھی تردد نہیں کریں گے اور ان افکار کے حاملین سے اظہار براءت کا اعلان کر دیں گے۔

یہ ساری دستاویز میں نے اپنے ایم ایس کے مقالہ سے اخذ کی ہے، اس کا عنوان تھا:

"منهج الاستدلال عند الخوارج في العصر الحاضر، عرض و نقد"

اگر کوئی شخص تفصیلی مقالہ پڑھنا چاہتا ہے تو اس کا مطالعہ نہایت مفید ہو گا۔

اسے ڈاؤنلوڈ کرنے کے لیے یہاں کلک کریں

یا

درج ذیل QR کوڈ اسکین کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

عرضِ مترجم ۵

مقدمۂ مؤلف ۱۰

اس موضوع کو اختیار کرنے کے اسباب ۱۹

کتاب کا اجمالی خاکہ ۲۴

پہلا مبحث: عصر حاضر میں خارجی فکر کی ابتدا سے انتہا تک نشو و نما ۲۴

پہلے مبحث کا مقدمہ ۲۶

پہلی فصل: خوارج کا منہج تفصیلاً ۴۰

مقدمہ ۴۰

پہلا باب: اسلام کا منحرف سیاسی بیانیہ (پہلا مرحلہ) ۴۶

"شھادۃ الحق" نامی رسالے میں شرعی خلاف ورزیاں درج ذیل ہیں: ۵۸

دوسرا باب: پہلے مرحلے میں سید قطب کا کردار ۶۲

مقدمہ ۶۲

سید قطب کی کتابوں میں سے اقتباسات: ۶۵

تیسرا باب: معاصر خوارج سید قطب کے نظریات سے زیادہ متاثر کیوں ہوئے؟ ... ۷۳

چوتھا باب: سید قطب کی جانب اس فکر کی نسبت کے منکر سے بات چیت ۸۰

پانچواں باب: اس مرحلے کے بنیادی خارجی نظریات ۸۸

چھٹا باب: معاصر خارجی فکر کے ابتدائی عملی مظاہر ۸۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری فصل: دوسرا مرحلہ ۹۱

پہلا باب: دوسرے مرحلے آغاز ۹۳

دوسرا باب: خارجی فکر کی اہم کتب: ۹۶

تیسرا باب: دوسرے مرحلے کی امتیازی صفات ۱۰۰

چوتھا باب: دوسرے مرحلے کی کاروائیاں ۱۰۴

تیسری فصل: تیسرا مرحلہ ۱۰۷

مقدمہ: ۱۰۹

پہلا باب: اس مرحلے کے بنیادی ارکان ۱۱۱

دوسرا باب: اس مرحلے کی امتیازی صفات ۱۱۷

تیسرا باب: اس مرحلے میں افغانی جہاد کا کردار ۱۶۶

افغانی سرزمین پہ تکفیری سوچ پنپنے کے اسباب: ۱۶۶

تکفیری منہج کے پھیلانے میں افغان جہاد کے کردار پر قطعی دلائل ۱۷۰

چوتھا باب: خارجی منہج کی ترویج میں کچھ واعظین کا کردار ۱۷۵

پانچواں باب: اس مرحلے میں خارجی فکر کے اہم رہنما ۱۸۳

سید فضل کے ہاں معاونینِ طاغوت کے جرائم ۱۹۸

سید فضل اور وضعی قوانین کو لاگو کرنے کے نتائج: ۲۰۳

قدیم خارجیوں کے اصول ۲۰۳

سید فضل کے ہاں خاموشی اختیار کرنے والوں کی تین ذیلی اقسام: ۲۰۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سید فضل کے رجوع کی کیا حقیقت ہے؟ ۲۵۵
خارجیت اور جھوٹ یکجا!! ۲۵۷
ابو محمد مقدسی ۲۶۳
مقدسی کے اقوال: ۲۶۹
مقدسی کی جانب سے حکمرانوں کی تکفیر ۲۷۲
مقدسی کی اہم ترین تکفیری مؤلفات: ۲۷۸
مقدسی کے مذکورہ بالا اقتباسات کا رد ۲۸۰
اس کتاب کے تکفیری مندرجات: ۲۸۷
ابو قتادہ: ۳۰۸
ابو قتادہ کی تالیفات میں ذکر کردہ بعض اصول وضوابط ۳۲۰
ابو قتادہ اور زہر خوری کے جواز کی دلیل ۳۲۹
اسامہ بن لادن: ۳۳۲
اسامہ کی جانب سے سعودی حکمرانوں کی تکفیر ۳۳۴
شاہ فہد اور برطانوی دورے میں صلیب نُما میڈل ۳۳۶
مسئلہ فلسطین کی وجہ سے شاہ عبد اللہ کی تکفیر ۳۳۷
ائمہ حرمین اور اسامہ کی زبان درازی ۳۳۹
اسامہ کی جانب سے حرمین سے ہجرت کرنے کا حکم ۳۳۹
مملکت حرمین پر غیروں کا قبضہ ۳۴۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مملکت حرمین میں بم دھماکے ۳۴۱

۹/۱۱ دھماکے اور مقاصد ۳۴۱

اسامہ کی مملکت حرمین پر الزام تراشی ۳۴۴

اقوام متحدہ کی رکنیت کے باعث سعودی عرب کی تکفیر ۳۴۴

اسامہ کے ہاں ۹/۱۱ کے بعد لوگوں کی درجہ بندی ۳۴۵

اسامہ کی غیر شرعی بیعت ۳۴۷

ایمن ظواہری: ۳۴۹

زبان درازی کا جواب: ۳۵۴

ابو یحیی لیبیائی (اس کا حقیقی نام محمد قائد ہے) ۳۵۹

حامد عبد اللہ العلی: ۳۶۴

اس کے انٹرنیٹ پر بعض مضامین کے عنوان درج ذیل ہیں: ۳۶۵

الجزائری بحران: ۳۷۸

خارجیوں کے اعترافی بیانات: ۳۸۲

الجزائری بحران ختم کرنے کے لیے ہمارے علمائے کرام کا کردار: ۳۸۵

الجزائری بحران کے لیے حرف آخر۔۔۔ ۳۸۹

معاصر خارجیوں کا مملکت توحید کے حوالے سے موقف: ۳۹۰

سعودی عرب کے خلاف خارجیوں کی کارستانیاں: ۳۹۳

سعودی حکومت کی دین اسلام کی سربلندی کے لیے کاوشیں: ۳۹۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

پہلا مبحث: خارجی فکر کی ابتدا سے انتہا تک نشو و نما، کے لیے حرف آخر: ۳۹۷
دوسرا مبحث: خوارج کی صفات اور کاروائیاں ۴۰۱
مقدمہ: ۴۰۲
خوارج کی صفات اور کاروائیاں: ۴۰۳
تیسرا مبحث: معاصر اور قدیم خارجیوں کے مابین ۶۸ مماثلتیں ۴۱۵
پہلی فصل: اجمالی مماثلتیں ۴۱۷
دوسری فصل: معاصر اور قدیم خارجیوں کے مابین ۶۸ مماثلتیں ۴۲۰
چوتھا مبحث: اہل سنت کے ہاں خارجی قرار دینے کے ضوابط اور اسباب ۴۹۳
مقدمہ: ۴۹۵
دوسری فصل: خارجی وصف کے تعین کے لیے صحابہ، سلف اور علماء کی گفتگو ۴۹۹
پانچواں مبحث: خارجیوں سے متعلق احادیث اور آثار ۵۱۹
مقدمہ: ۵۲۱
دوسری فصل: خارجیوں سے متعلق احادیث (اسباق و فوائد) ۵۲۲